خطیبانہ انداز میں منفرد تفسیر

خطباتُ

www.KitaboSunnat.com

سُورۃ مریم

Rs190-
Rs190.

پروفیسر حافظ عبد الستار حامد

حامد اکیڈمی
وزیر آباد - پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (**Upload**) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (**Download**) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

خطیبانہ انداز میں
منفرد تفسیر

خطبات سورۃ مریم

مع ترجمہ

پروفیسر حافظ عبدالستار حامد

حامد اکیڈمی
محلہ گنگ مائی
وزیر آباد

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب : خطبات سورۃ مریم
مصنف : حافظ عبدالستار حامد
پہلا ایڈیشن : 1995ء
دوسرا ایڈیشن : 1997ء
تیسرا ایڈیشن : 1999ء
چوتھا ایڈیشن : 2004ء
قیمت : -/170 روپے

ملنے کے پتے

- حامد اکیڈمی۔ محلہ لکڑ منڈی، وزیر آباد
- نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
- اسلامی اکادمی، اردو بازار لاہور
- مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور
- مکتبہ قدوسیہ، غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور
- دار الفرقان، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور
- مکتبہ اصحاب الحدیث، اردو بازار، لاہور
- مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور
- مکتبہ نعمانیہ، اردو بازار، گوجرانوالہ
- مدینہ کتاب گھر، اردو بازار، گوجرانوالہ
- والی کتاب گھر، اردو بازار، گوجرانوالہ
- مکتبہ دار السلام چوک نیائیں، گوجرانوالہ
- مکتبہ دار ارقم۔ امین پور بازار، فیصل آباد
- مکتبہ اسلامیہ، کوتوالی روڈ، فیصل آباد
- فاروقی کتب خانہ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان
- آصف بکڈپو، مین بازار، وزیر آباد
- رحمن پبلک کال آفس، چوک مشن سکول، وزیر آباد
- مکتبہ اہلحدیث، امین پور بازار، فیصل آباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	انتساب	11
2	دربار الٰہی میں ایک دعا	12
3	حرف آغاز	13
4	بزم الوہیت کے شہ پارے	15
5	(1) ذکر رحمت	19
6	تعارف سورہ مریم	19
7	زمانہ نزول	20
8	ہجرت حبشہ	21
9	سورۃ مریم کا تحفہ	22
10	مکے میں کہرام	23
11	حضرت جعفرؓ کی تقریر دلپذیر	25
12	تاثیر سورۃ مریم	25
13	نجاشی کا اسلام	28
14	نجاشی کے لئے دعاء مغفرت	28
15	نجاشی کا غائبانہ جنازہ	29
16	کٓھٰیٰعٓصٓ	30
17	مقطعات کی وجہ	32
18	رب کی رحمت	32
19	قرآن' رحمت	33
20	ماہ رمضان' رحمت	33
21	جہانوں کی رحمت	34
22	رحمت کا معنی	34
23	صالح بیٹا' رحمت	36
24	مغفرت' رحمت	37
25	شفاء رحمت	38
26	پانی میں شفا	39
27	رحمت کے نتائج	40
28	دعاء رحمت	41
29	رحمت سے مایوسی	43
30	مستحقین رحمت	44
31	(2) دعاء زکریا علیہ السلام	45
32	حضرت زکریا علیہ السلام	46
33	عمران اور حنہ	48
34	ولادت مریم	49
35	مریم' زکریا کی کفالت میں	50
36	مریم کی کرامت	52

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
37	زکریا کی دعا	53
38	مخفی دعا کی وجوہات	55
39	طلب اور انداز طلب	56
40	مسئلہ وراثت انبیاء	56
41	دعا قبول ہو گئی	60
42	مسرت و حیرت	61
43	نشانی	62
44	(3) حضرت یحییٰ علیہ السلام	64
45	ولادت اور نام و نسب	65
46	بشارت اور ولادت میں وقفہ	67
47	حضرت یحییٰؑ کا بچپن	68
48	دعوت و تبلیغ	69
49	زہد و تقویٰ	72
50	بے گناہی اور پاک دامنی	72
51	قرآن میں اوصاف یحییٰ	74
52	شہادت اور اسباب شہادت	78
53	سلامتی ہی سلامتی	82
54	آنحضرت کی یحییٰؑ سے ملاقات	83
55	(4) ذکر مریم سلام اللہ علیہا	84
56	مریم کی عبادت	85
57	خدائی انتخاب	86
58	صدیقہ کائنات	87
59	مکاناً شرقیاً	88
60	جبریلؑ انسانی شکل میں	89
61	خدا کی پناہ	89
62	حضرت مریمؑ کا تعجب	90
63	فرشتہ کا جواب	91
64	اولاد کون دیتا ہے	91
65	رب کی قدرت	93
66	لفظ رب اور قرآن	95
67	انسانوں کیلئے نشانی	97
68	(5) ولادت عیسیٰ علیہ السلام	99
69	بیت اللحم	100
70	زچگی کی تکلیف	102
71	تمنائے موت	105
72	فتنہ کا خوف	106
73	شہادت کی تمنا	108
74	حضرت عمرؓ کی دعاء شہادت	109
75	فرشتہ کی ندا	110
76	اللہ والوں کا غم	111
77	ام موسیٰؑ کا حزن	112
78	ابوبکر صدیقؓ کا حزن	112
79	تر و تازہ کھجوریں	113
80	آنکھوں کی ٹھنڈک	113

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
81	چپ کا روزہ	114
82	چپ کے روزے کی شرعی حیثیت	115
83	مسئلہ نذر و نیاز	116
84	قرآن مجید اور نذر و نیاز	116
85	(6) حضرت عیسیٰ کا معجزانہ کلام	119
86	بیت اللحم سے روانگی	120
87	قوم کا اعتراض اور مریم کی کرامت	121
88	اخت ھارون	121
89	اشارہ مریمؑ اور قوم کی حیرانی	124
90	حضرت عیسیٰؑ کا گود میں کلام	124
91	گیارہ شیر خوار بچوں کا کلام	125
92	حضرت ابراھیم علیہ السلام	125
93	شاہد یوسف	125
94	نزلہ بر عضو ضعیف	127
95	گھر کا گواہ	127
96	حضرت یحییٰ علیہ السلام	128
97	ماشطہ کا بیٹا	128
98	صاحب جریج	129
99	اصحاب الاخدود کا بچہ	130
100	بنی اسرائیل کا ایک بچہ	131
101	حضرت مریم علیہا السلام	131
102	حضرت محمد رسول اللہ ﷺ	132
103	مبارک الیمامہ	132
104	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	133
105	اوصاف عیسیٰؑ بزبان عیسیٰؑ	134
106	ملحوظہ	136
107	(7) خصائص عیسیٰ علیہ السلام	137
108	شیطان سے حفاظت	138
109	حضرت عیسیٰؑ کا حسن و جمال	139
110	آنحضرتؐ اور عیسیٰؑ کے درمیان	140
111	اللہ پر ایمان کامل	140
112	رفع الی السماء	141
113	قیامت کی نشانیاں	142
114	عیسیٰ علیہ السلام کا نزول	143
115	امامت عیسیٰ علیہ السلام	144
116	صلیب توڑنا	145
117	عدل کی حکمرانی	146
118	دجال کا قتل	146
119	یاجوج وماجوج	147
120	برکت ہی برکت	148
121	حسد کا خاتمہ	148
122	حضرت عیسیٰ کا حج	149
123	وفات عیسیٰ علیہ السلام	149
124	اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے	150

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
125	صراط مستقیم	151
126	اختلاف نصارٰے	153
127	حسرت کا دن	154
128	زمین کا وارث	155
129	(8) ذکر ابراھیم علیہ السلام	157
130	مشرکین کا دعویٰ	157
131	یہود و نصاریٰ کا دعویٰ	158
132	حضرت ابراھیم کا مختصر تعارف	159
133	صدیق کا معنی	160
134	حضرت ابراھیم کا بچپن	161
135	بعثت و نبوت	161
136	میرا رب وہ ہے	162
137	آبائی دین اور خدائی دین	164
138	کیا یہ میرا رب ہے؟	165
139	میرا معبود برحق	166
140	اعلان جنگ	168
141	ابراہیمؑ بت خانے میں	169
142	قوم کی پریشانی	170
143	ابراہیمؑ کی گرفتاری اور تفتیش	171
144	ابراہیمؑ کا جواب	171
145	قوم کی شرمساری	172
146	ابراہیمؑ کی نصیحت	173
147	بادشاہ سے مناظرہ	173
148	نمرود اور قوم کا فیصلہ	175
149	آگ جلائی گئی	175
150	نار سے گلزار	176
151	رب کی تعریف بزبان آزر	179
152	باپ کو دعوت توحید	179
153	(9) ہجرت ابراہیم علیہ السلام	181
154	سنگسار کردوں گا	182
155	ہجرت کا فیصلہ	182
156	رخصت کا سلام	183
157	مشرک کیلئے استغفار	184
158	ابراہیمؑ کی ہجرت	186
159	ہجرت فلسطین	187
160	ابراہیمؑ مصر میں	188
161	سارہؓ کی دعا	190
162	حضرت اسحاق کی بشارت	192
163	ذکر خیر	193
164	(10) ذکر موسیٰ علیہ السلام (1)	196
165	بنی اسرائیل مصر میں	197
166	بنی اسرائیل کا دور غلامی	198
167	حضرت موسیٰؑ کی ولادت	199
168	ام موسیٰؑ کا غم	200

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
169	موسیٰؑ کا صندوق	201
170	قرآن میں ذکر آسیہ	203
171	بے قرار دل	204
172	دودھ حرام	205
173	موسیٰؑ کی جوانی	207
174	قبطی کا قتل	208
175	راز فاش ہو گیا	210
176	موسیٰؑ کو اطلاع	211
177	موسیٰؑ کی ہجرت	211
178	موسیٰؑ چاہ مدین پر	212
179	(11) ذکر موسیٰ علیہ السلام (۲)	214
180	موسیٰؑ کی دعا	214
181	شیخ کبیر کا تعجب	215
182	حضرت موسیٰ شیخ کی خدمت میں	216
183	شیخ مدین کون تھے	217
184	بیٹی کا مشورہ	219
185	صفورا سے نکاح	220
186	ایفاء مدت	221
187	مدین سے واپسی	222
188	بعثت و نبوت	224
189	دو مسئلے	226
190	اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی	227
191	معجزات موسیٰؑ	227
192	فرعون کے پاس جاؤ	229
193	دعاء موسیٰؑ	230
194	مراجعت مصر	231
195	(12) ذکر اسماعیل علیہ السلام	233
196	حضرت اسماعیلؑ کی ولادت	233
197	سارہؓ کا مطالبہ	234
198	ہجرت مکہ	235
199	دعاء ابراہیمؑ	235
200	ماں کی بے قراری	236
201	صفا مروہ کی سعی	237
202	زم زم کی برکت	239
203	بنو جرہم کی آمد	240
204	ابراہیمؑ کا خواب	241
205	بیٹے کا جواب	243
206	ذبح کے لئے روانگی	244
207	ذبح کی تیاری	245
208	گردن پہ چھری رکھ دی	246
209	ندائے الٰہی	247
210	ذبح عظیم	249
211	اسماعیل کی شادی اور والدہ کا انتقال	250
212	ماں کی جدائی	251

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
213	حضرت اسماعیلؑ کے قرآنی اوصاف	252
214	(13) ذکر ادریس علیہ السلام	255
215	جائے ولادت	256
216	ہجرت ادریسؑ	256
217	ستر زبانوں کے ماہر	257
218	تیس (۳۰) صحیفے	258
219	تیسرے نبی	258
220	حلیہ مبارک	259
221	آنحضرتؐ سے ملاقات	259
222	ایجادات ادریسؑ	260
223	سبحان اللہ کا وظیفہ	262
224	بیٹے کی ولادت	263
225	فرشتہ سے دوستی	264
226	نیک خواہش	265
227	حضرت ادریسؑ چوتھے آسمان پر	266
228	حضرت ادریسؑ کی تعلیم کا خلاصہ	267
229	بشارات ادریسؑ	267
230	مقبول بندوں کے خصائل	268
231	آیات سن کر رونا	269
232	آنحضرتؐ کا آیات سن کر رونا	269
233	صحابہؓ کا قرآن سن کر رونا	270
234	حضرت عمرؓ کا رونا	271
235	حضرت ابن عمرؓ کا رونا	272
236	(14) نماز کی اہمیت اور فوائد	275
237	تباہی کے اسباب	276
238	نماز کی اہمیت	277
239	فرضیت نماز	279
240	تمام انبیاء نمازی تھے	281
241	نماز کے فوائد	283
242	گناہوں سے معافی	284
243	صلوٰۃ میں نجات	285
244	جنت واجب	286
245	خطاؤں کا جھڑنا	287
246	جہنم سے آزادی	288
247	فرشتوں کی گواہی	288
248	نماز کے متفرق فوائد	289
249	(15) بے نمازوں کی مذمت	292
250	بے نماز مشرک	293
251	بے نماز کافر	295
252	بے نماز جہنمی	296
253	بے نمازی کی موت	297
254	بے نمازی کی کمر کا نہ جھکنا	298
255	بے نماز کے ساتھی	299
256	بے نماز سے جہاد	300

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
257	بے نماز کے مال و عیال کی بربادی	301	279	اسلام کے بنیادی عقائد	341
258	بے نماز کا جنازہ	302	280	سورت مریمؑ کے مضامین	343
259	بے نماز کو پندرہ سزائیں	304	281	منکرین آخرت	343
260	اصحاب رسول کی نماز	305	282	فکر آخرت	346
261	رب سے مکالمہ	308	283	میدان حشر میں حاضری	347
262	پہلا حساب	310	284	مجرموں کی درجہ بندی	348
263	نماز کے اثرات و ثمرات	310	285	اے کاش! ہم....	350
264	(16) جنت کے نظارے	312	286	ایک دوسرے پر الزام	352
265	جنت کے نام	313	287	جہنم میں ورود	353
266	دائمی جنت	314	288	پل صراط	355
267	جنت کا لباس	316	289	پل صراط سے گزرنے کی کیفیت	356
268	جنت کی حوریں	317	290	جہنم سے خروج	358
269	حوروں کا حسن و جمال	321	291	جہنم کا خوف	359
270	حوروں کا ذکر بزبان مصطفیٰ	323	292	بدر اور حدیبیہ والے	360
271	جنت کا رزق	324	293	(18) مغروروں کا انجام	363
272	جنت کا سلام	329	294	کفار کا قول	364
273	رب کا سلام	331	295	شیطانی سوچ	365
274	جنت کے صبح و شام	333	296	سابقہ اقوام کا انجام	366
275	جنت کے ورثاء	335	297	قارون کا دولت پر غرور	367
276	جبرائیل کا انتظار	337	298	موسیٰ کی نصیحت	369
277	رب نہیں بھولتا	338	299	قارون کا جلوس	370
278	(17) عقیدہ آخرت اور پل صراط	340	300	قارون کی ہلاکت	371

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
301	قانون مہلت	373
302	عذاب یا قیامت	374
303	ہدائیت میں اضافہ	376
304	باقیات الصالحات	377
305	آخرت کا مذاق	379
306	کوئی معبود کام نہ آئے گا	381
307	معبودان باطلہ کا انکار	382
308	حضرت عیسیٰ کا انکار	384
309	کرے غیر گر....	385
310	خلاصہ کلام	386
311	(19) متقین اور مجرمین	388
312	شیطان کا تسلط	389
313	دیگر اسباب ضلالت	390
314	جلدی نہ کریں	393
315	متقین کا وفد	395
316	میدان حشر میں اذان	395
317	فرشتوں کا سلام	396
318	آنحضرت ﷺ کی قیادت	397
319	بغیر حساب جنت میں	398
320	ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار	400
321	ارکان وفد کے اوصاف	402
322	مجرمین کی رسوائی	403
323	مشرکین کے عقیدہ شفاعت کی تردید	405
324	یہود کے عقیدہ شفاعت کی تردید	408
325	نصاریٰ کے عقیدہ شفاعت کی تردید	408
326	اسلامی عقیدہ شفاعت	409
327	محروم شفاعت	411
328	عہد کا معنی	412
329	(20) اہل کتاب اور اہل ایمان	414
330	یہود کا دعویٰ	415
331	نصرانیوں کا دعویٰ	417
332	بعض قبائل عرب کا دعویٰ	417
333	یہود نصاریٰ اور مشرکین کی مذمت	418
334	شکوہ خداوندی	420
335	اللہ کا صبر	421
336	اہل ایمان سے محبت	422
337	شان نزول نمبر ا	423
338	شان نزول نمبر 2	424
339	شان نزول نمبر 3	425
340	آیت کا مفہوم	426
341	قرآن آسان ہے	427
342	قرآن کی فریاد	428
343	آخری آیت	429
344	مصادر و مراجع	431

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

؎ اب دعائے نیم شب میں کس کو میں یاد آؤں گا؟

انتساب

قرآن و سنت کی خدمت کے مقدس مشن میں اپنی اس حقیر کاوش **"خطبات سورۃ مریم"** کو رب العزت کی بارگاہ علیہ میں شرف قبولیت کیلئے پیش کرتے ہوئے اس کا انتساب اپنی محترمہ والدہ ماجدہ مرحومہ (متوفیہ 6۔ مارچ 1993ء بمطابق 11۔ رمضان المبارک 1413ھ) کے نام کرتا ہوں۔ جن کی "دعائے نیم شب" کی بدولت خالق کائنات نے بندہ پر تقصیر کو بذریعہ تحریر و تقریر خدمت دین کی سعادت سے بہرہ مند فرمایا۔

عمر بھر تیری محبت میری خدمت گر رہی
میں تری خدمت کے قابل جب ہوا' تو چل بسی

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھَا وَارْحَمْھَا وَعَافِھَا وَاعْفُ عَنْھَا وَاکْرِمْ نُزُلَھَا وَوَسِّعْ مُدْخَلَھَا وَنَوِّرْ مَرْقَدَھَا وَبَرِّدْ مَضْجَعَھَا وَاجْعَلْ قَبْرَھَا رَوْضَۃً مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ وَاَدْخِلْھَا الْجَنَّۃَ الْفِرْدَوْسَ۔ آمین یارب العالمین۔

عبد الستار حامد

15۔ جون 1995ء جمعرات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دربارِ الٰہی میں ایک دعا

رَبَّنَا

لَا تُؤَاخِذْنَا

اِنْ نَّسِيْنَا

اَوْ اَخْطَاْنَا

[illegible]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرف آغاز

محترم قارئین!

اپنی اس تیسری تصنیف "خطبات سورۃ مریم" کا حرف آغاز تحریر کرتے وقت میرا قلبِ حزیں' جذبات مسرت سے لبریز اور احساس فرحت سے سرشار ہے۔ کیونکہ یہ ربِ کائنات کی خصوصی رحمت' اسی کا بے پایاں لطف و کرم اور بے انتہا عنایات و نوازشات ہیں کہ اس نے بندۂ حقیر کو اپنی کتابِ منیر کی خدمت کی سعادت عطا فرمائی ورنہ مجھ کم علم' کم فہم' ناتجربہ کار اور گناہ گار میں یہ اہلیت اور لیاقت کہاں تھی کہ قرآن حکیم کی مشہور سورتوں کی تفسیر و تشریح اور تعبیر و توضیح کی خدمت سرانجام دے سکوں۔

خطبات جمعۃ المبارک میں "سورۃ مریم" کی تشریح و تفسیر مارچ 1994ء میں شروع کی تھی اور مسلسل بیس خطبات میں اللہ ارحم الراحمین نے اس بابرکت اور عظیم المرتبت سورت کی توضیحات و تشریحات مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذَالِکَ۔ خطبات جمعہ کو کتابی شکل دینے کا کام کچھ عرصہ تو ساتھ ساتھ ہوتا رہا۔ پھر بعض ناگزیر مصروفیات و مشاغل کے باعث تحریری کام تعطل کا شکار ہو گیا۔ تاہم میں خالقِ حقیقی کے حضور سراپا امتنان و تشکر ہوں اور میرے جسم کا ہر ہر عضو اس کے دربارِ عالی میں سجدہ ریز ہے کہ اس ذات کریم نے مجھے یہ کتاب پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق نصیب فرمائی۔

تیرے کرم سے اے کریم! کون سی شے ملی نہیں
جھولی ہی میری تنگ ہے' تیرے یہاں کمی نہیں

اس کتاب میں ہر واقعہ' ہر حدیث اور ہر بات مستند اور باحوالہ تحریر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مجھے اپنی علمی بے بضاعتی' فن تالیف سے عدم واقفیت اور ناتجربہ کاری کا بھی پورا اعتراف' اقرار اور احساس ہے۔ اس کتاب میں جو خوبیاں آپ کو دکھائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیں وہ محض رب العالمین کا فضل و کرم ہے اور جو خامیاں محسوس ہوں وہ میری کوتاہ علمی اور کج قلمی کی وجہ سے ہیں۔ اصلاح طلب امور پر آپ کے قیمتی مشورہ جات کو شکریئے کے ساتھ قبول کر کے آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔ انشاءاللہ۔

میں اپنے اور برادر اکبر حضرت مولانا عبدالرحمان راسخ رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 30 مئی 1992ء) کے مخلص رفیق جناب محمد اقبال انجم صاحب کا ازحد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنی گوناگوں اور بوقلموں علمی، ادبی، قلمی، سماجی، ملازمتی اور ذاتی مصروفیات میں سے وقت نکال کر اس کتاب کا از اول تا آخر مطالعہ فرمایا اور ایک شاندار و جاندار "ابتدائیہ" سپرد قلم فرمانے کی زحمت اٹھائی۔ نیز محترم جناب حکیم محمد عتیق الرحمان صاحب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے خطبات کی تیاری اور کتاب کی ترتیب کیلئے اپنی ذاتی لائبریری سے بعض کتب تفاسیر عنایت فرمائیں اور کتابت سے طباعت تک کے تمام مراحل میں میرے شریک سفر رہے۔ اللہ تعالیٰ ان مخلصین و محسنین کو اس تعاون کا بہتر بدلہ، صلہ اور جزا عطا فرمائے۔ آمین۔

آخر میں اللہ رب العزت کے حضور عاجزانہ درخواست، دردمندانہ دعا اور فقیرانہ التجا ہے کہ وہ میری اس حقیر کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور اس کے صدقہ جاریہ میں میرے ساتھ میرے اہل و عیال، والدین، اساتذہ کرام اور برادران کو بھی حصہ دار بنائے۔ آمین ثم آمین۔

15-جون 1995ء
مطابق 16 محرم 1416ھ

عبدالستار حامد
جامعہ توحیدیہ اہلحدیث۔ وزیر آباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بزم الوہیت کے شہ پارے

کفار مکہ کی ایذار۔ انہوں نے جب مسلمانوں کی حرمت جان کو پامال کرنا شروع کر دیا اور دشمنان اسلام کی ظالمانہ کاروائیاں جب قبائے انسانیت کو چاک کرنے پر اتر آئیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم فرمایا حبشہ کا بادشاہ اصحمہ نجاشی نسطوری عیسائی ہونے کے باوجود ایک انصاف پرور حکمران تھا ہجرت کے بعد جب کفار مکہ کو مسلمانوں کی عافیت کوشی کی خبر ملی تو وہ غصے اور حسد سے جل اٹھے۔ انہوں نے بھی شاہ حبشہ سے مذاکرات کیلئے ایک وفد ترتیب دیا۔ جس نے پہلے مرحلے پر مسلمانوں کو اپنے معاشرتی اور تہذیبی روایات کا باغی قرار دے کر واپس لینے کی کوشش کی لیکن ناکامی پر ایک اور اوچھی چال چلی اور نجاشی کو کہا کہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جس پر نجاشی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلوا کر اس امر پر استفسار کیا تو امیر جماعت حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے پہلے سورۃ مریم کی چند ابتدائی آیات کی تلاوت کی تو نجاشی اور اس کے اہل دربار پر انتہائی رقت کی کیفیت طاری ہو گئی۔ بعد میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہمارا دینی نظریہ یہ ہے جو ہمیں خدا کے رسول حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہے یعنی **هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَرُوْحُهٗ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ الْعَذْرَاءِ الْبَتُوْلِ** وہ خدا کے بندے اس کے رسول، اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جو کنواری اور پاکیزہ مریم کی طرف القاء کیے گئے۔ یہ سن کر نجاشی نے کہا کہ بخدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں تھے۔

بعثت نبوت کے بعد حضور نبی آخر الزماں ﷺ کے اولین مخاطب قریش مکہ تھے۔ پھر اس کے بعد عیسائی اور یہودی تھے جو صاحب کتاب ہونے کی وجہ سے اہل علم بھی تھے اور اپنی قدیم روایات کے مالک بھی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ نہ صرف اپنی ضرورت اور نسبی و مذہبی تفاخر کی آڑ میں آسمانی کتابوں میں تحریف کے عادی تھے بلکہ خدا کے ہر نبی اور پیغمبر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دامن عصمت کو داغدار کرنے کی روش پر عمل پیرا بھی تھے۔ یہاں تک کہ عیسائیوں نے غلو مرتبت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنا ڈالا۔ اور یہ الزام گذشتہ چھ صدیوں سے پورے تواتر کے ساتھ دہرایا جا رہا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے آخری نبی ﷺ پر آغاز وحی کے چار برس بعد سورۃ مریم نازل فرمائی اور ان لغو الزامات کو غلط ثابت فرمایا۔ اور خدائے بزرگ و برتر نے انبیاء کرام علیہم السلام کے مقام و رتبے کا تعین فرماتے ہوئے اپنے ساتھ ان کے تعلق کو بھی واضح کر دیا۔ سورۃ مریم کا آغاز حضرت زکریا علیہ السلام کے ذکر سے کیا گیا ہے جو پیرانہ سالی کی ان حدوں کو چھو رہے تھے۔ جہاں اولاد کا پیدا ہونا ناممکن ہوتا ہے۔ اس سورۃ پاک میں حضرت ابراہیم کا بھی تذکرہ ہے جو ضعف پیری تک اولاد کی نعمت سے محروم رہے لیکن جب ان کی دعاؤں اور آرزوؤں کے بعد انہیں اولاد نرینہ کی خوشخبری دی گئی تو وہ اپنے بڑھاپے کی وجہ سے بہت متعجب ہوئے تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ امر میرے لئے بہت آسان ہے کیونکہ میں تو مریم کو مس بشر کے بغیر بھی اولاد کی نعمت سے نوازنے پر قادر ہوں۔ فرعون کے گھر میں حضرت موسیٰ کی پرورش کروا سکتا ہوں حضرت ابراہیم کو نار نمرود سے بچا سکتا ہوں۔ بوقت ذبح حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن کو مینڈھے کی گردن سے بدل سکتا ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ابو الانبیاء تھے۔ خدا نے آپ کی نسل میں بہت سے برگزیدہ انبیاء و رسول پیدا فرمائے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام سے حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اور دوسری طرف حضرت اسماعیل علیہ السلام کا تذکرہ انتہائی راست باز' باعظمت 'توحید الٰہی کے پیروکار' احکام الٰہی کے تابع فرمان' صدق و وفا کے اعلیٰ ترین پیکروں اور راہ خدا میں ہر قربانی کے جذبے سے سرشار انسانوں کی حیثیت سے کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ان تمام قصص الانبیاء کو محض انسانوں کے روپ میں پیش نہیں کیا بلکہ حق و باطل کی آویزش میں کفر کے مقابلے میں اپنے انبیاء کی ثابت قدمی' اولوالعزمی اور عظمت کردار کی نہایت روشن تصویر پیش کی ہے۔ ہر نبی اور اس کی تعلیم کے تمام مخالفین کی مشترکہ چیرہ دستیوں اور سنگدلانہ کردار کی جزئیات بیان فرما کر نہ صرف حضور فخر انبیاء ﷺ کو کفار مکہ کی طرف پیش آنے والی تکالیف و مشکلات سے آگاہ فرمایا بلکہ قیامت تک کے آئمہ و مصلحین کیلئے آئینہ دکھا دیا۔ کہ خدا کے راستے پر چلنے والوں کو ایسے فرعون صفت آقاؤں اور قوم کے جھوٹے خداؤں کی طرف سے ایسے ہی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا جن سے خدا کے تمام برگزیدہ انبیاء کو سابقہ پڑا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حقیقت ابدی ہے مقام شبیری بدلتے رہتے ہیں انداز کوفی و شامی

اس کے علاوہ یہ سورۃ پاک سورۃ نور کا پیش خیمہ بھی ہے۔ جس طرح خدا تعالیٰ نے ام عیسیٰ علیہما السلام کی پاک دامنی اور عفت و حرمت کی قیامت تک گواہی کیلئے سورۃ مریم نازل فرمائی۔ اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تقدس اور پاکیزگی کردار پر شہادت کیلئے سورۃ نور نازل فرمائی۔

قرآن حکیم قیامت تک کیلئے رشد و ہدایت کا ایک عظیم الشان خزانہ ہے۔ اسے پڑھنا باعث ثواب ہے اور اسے سمجھنا باعث ہدایت ہے لیکن افسوس کہ آج کے ناظرہ دور میں اسے محض پڑھنے اور حفظ کرنے پر بہت زور دیا جاتا ہے لیکن اس کے مطالب و مفاہیم کے بحر زخار میں اترنے کی طرف بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔ حالانکہ قرآن پاک قوموں کے عروج و زوال کی داستان ہے۔ کفار اور نافرمان لوگوں کا عبرت نامہ ہے۔ دعوت شجاعت و عزیمت ہے۔ خدا کے برگزیدہ بندوں کے فضل و کمال کا حسن بیان ہے۔ خالق کائنات کے جبروت۔ اس کی رحمت' اس کی قدرت کاملہ اور اس کی قوت تخلیق کا نادر شاہکار ہے۔ معجزات خداوندی کا ایک جہان ہے۔ خدا کے مقدس انبیاء کا تذکرہ ہے۔ اس میں مقصد تخلیق آدم بھی ہے۔ اس کے خون میں سرایت کرتی ہوئی شیطان کی فتنہ سامانیوں کی گھاتیں بھی ہیں۔ قرآن پاک میں انسان کی تخلیق کے تمام مراحل اس انداز سے بیان کئے گئے ہیں کہ آج کی جدید سائنس بھی حیران ہے۔ انسان کے شباب کی امنگیں اور ارزل عمر کی ایسی تصویر کشی ہے کہ خالق آدم سے بڑھ کر کون بیان کر سکتا ہے۔ کیا ایسے کامل و اکمل قرآن حکیم کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ جناب مولانا حافظ عبدالستار حامد صاحب نے اپنی تمام علمی و ادبی صلاحیتوں کو قرآنی آیات میں چھپے ہوئے ان انمول گوشوں کے انکشاف کیلئے وقف کر رکھا ہے۔ سورۃ یوسف کی بے مثال تفسیر کے بعد سورۃ مریم کے خطبات آپ کی قرآن فہمی کا ثبوت ہی نہیں بلکہ قرآن پاک کی گہرائی اور گیرائی۔ اس کی وسعت بیان۔ بلاغت ادا اور اس کے اعجاز کلام کو قارئین تک پہنچانے کا مقدس مشن بھی ہے۔ کائنات خیر و شر کی آویزش گاہ ہے۔ تمام انبیاء اپنے اپنے زمانے میں خیر کی قوتوں کے امام بن کر دنیا میں تشریف لائے۔ ان میں بعض اشرار کے ہاتھوں بظاہر پامال بھی ہوئے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض کامیاب و کامران ٹھہرے۔ لیکن وہ اپنے پیچھے عزم و ہمت کی داستانوں کو زندہ جاوید کر گئے۔ سورۃ مریم بزم الوہیت کے شہ پاروں اور آفتاب ربانی کے چراغوں کی روشنی سے مزین سورۃ پاک ہے۔ جسے مولانا حافظ عبدالستار حامد صاحب نے قرآن پاک کی دوسری آیات اور احادیث نبوی کے تعاون سے اس شرح وبسط سے پیش کیا ہے کہ قاری صرف سورۃ مریم کی یہ تفسیر پڑھ کر یکساں موضوعات کی تمام آیات تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ آپ نے اس سورۃ پاک میں مذکور تمام انبیاء کرام کے انداز تبلیغ' انداز حیات' خدا کے حضور ان کی خود سپردگی اور ان کی اقوام کے طرز سلوک کو اس قدر معلومات کے ساتھ پیش کیا ہے کہ یہ تفسیر بہت سی کتابوں کے مطالعے سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

جناب مولانا ایسے اہل علم گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں جو صرف علم سے شغف ہی نہیں عمل پر بھی یقین رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ نے علیحدہ علیحدہ موضوعات کے تحت نماز کی اہمیت و فوائد' خشوع و خضوع اور رقت جیسے اعمال و کیفیات اور اس کے روحانی اثرات کو احادیث و سنت رسول ؐ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرز عمل کی چمن بندی کر کے ایسا گلستان تشکیل دیا ہے جو قلب و ذہن کو ہی نہیں روح کو بھی سرشار کر دیتا ہے۔ جنت کے نظارے' مغروروں کا انجام' متقین کی عزت افزائی اور اہل ایمان و اہل کتاب بھی ازحد معلوماتی' دلچسپ اور جنت کی تڑپ اور جہنم سے خوف پیدا کرنے والے مضامین ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جناب مولانا عبدالستار حامد صاحب کو اس کی جزائے خیر عطا کرے۔ قرآن حکیم پر مزید کام کرنے کی ہمت اور توفیق بخشے اور قارئین کو اسے سمجھ کر پڑھنے اور پڑھ کر سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما توفیقی الا باللہ

محمد اقبال انجم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر ۱

ذکر رحمت

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ ○ اَمَّا بَعْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ کٓھٰیٰعٓصٓ ○ ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا ○ (سپارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۱ تا ۲)

کاف 'ہا' یا' عین' صاد : یہ آپ کے رب کی رحمت کا ذکر ہے جو اس نے اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کی بے پناہ حمد و ثنا' تعریف و تسبیح' تحمید و تمجید اور نبی مکرم' رسولِ معظم' سرورِ عالم جناب محمد رسول اللہ کی ذاتِ اقدس و اطہر پر بے شمار درود و سلام کے بعد!

تعارف سورۃ مریم سورۃ مریم قرآن مجید کے سولھویں سپارے کی سورت ہے۔ یہ سورت نبی اکرم ﷺ پر مکہ مکرمہ میں ماہِ رجب ۵ نبوی سے قبل نازل فرمائی گئی۔ اس سورۃ میں جنابہ مریم سلام اللہ علیہا کا تذکرہ تفصیلاً کیا گیا ہے اسی مناسبت سے اس سورت کو آپ کے نامِ نامی سے موسوم کیا گیا ہے۔

یہ سورۃ چھ رکوعات' اٹھانوے آیات اور سات صد اسی کلمات پر مشتمل ہے۔ اس سورت کے حروف کی تعداد تین ہزار نو صد ہے۔ رسولِ پاک ﷺ کی مشہور حدیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَنْ قَرَءَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا (جامع ترمذی صفحہ ۱۱۵ جلد ۲)
ترجمہ : جو شخص قرآن کا ایک حرف پڑھے گا اسے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں عطا کی جائیں گی...... کے مطابق اس سورتِ مبارکہ کی تلاوت کی سعادت حاصل کرنے والے مسلمان کو اتالیس ہزار نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔

جناب خالد بن معدان رحمہ اللہ تعالیٰ (جو مشہور محدث اور مفسر ہیں) فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ اہل جنت کو جنت میں داخل فرمائیں گے تو جنتی مزے لے لے کر سورۃ یوسف اور سورۃ مریم کی تلاوت کریں گے۔ (تفسیر مظہری اردو صفحہ ۱۶۳ جلد ۶)

زمانہ نزول سورۃ مریم کا نزول ہجرت حبشہ سے قبل ہوا۔ یہ نبی کریم ﷺ کی مکی زندگی کا وہ دور ہے جب سرداران قریش تضحیک، استہزاء، اطماع، تخویف اور جھوٹے الزامات کی تشہیر سے دعوت اسلام کو دبانے میں ناکام ہو گئے تو انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسلام سے منحرف کرنے کیلئے ظلم و ستم، مارپیٹ اور معاشی دباؤ کے ہتھیار استعمال کرنے شروع کر دیئے۔ ہر قبیلے کے لوگوں نے اپنے اپنے قبیلے کے نو مسلموں کو تنگ کر کے، طرح طرح سے ستا کر، بھوک، پیاس کی تکلیف دے کر اور سخت جسمانی اذیتوں سے دوچار کر کے اسلام چھوڑنے پر مجبور کرنے کی کوشش کی۔ اس سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ غریب لوگ اور وہ غلام اور موالی جو قریشیوں کے ماتحت اور زیردست تھے، بری طرح ظلم و ستم کا نشانہ بنائے گئے۔ مثلاً حضرت بلال، حضرت عامر بن فہیرہ، حضرت عمار بن یاسر اور انکے والدین، ام عبیس اور حضرت زنیرہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ان لوگوں کو اذیتیں دے دے کر ادھ موا کر دیا جاتا، بھوکا پیاسا رکھا جاتا، مکے کی تپتی ریت پر چلچلاتی دھوپ میں لٹا دیا جاتا اور سینے پر بھاری پتھر رکھ کر کئی کئی گھنٹے تڑپایا جاتا، جو لوگ مختلف پیشوں سے متعلق تھے ان سے کام لیا جاتا مگر اجرت اور مزدوری ادا کرتے وقت پریشان کیا جاتا۔ چنانچہ صحیحین میں حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی یہ روایت موجود ہے کہ "میں مکے میں لوہار کا کام کرتا تھا، مجھ سے عاص بن وائل نے کام لیا، جب میں اس سے اجرت لینے گیا تو اس نے کہا جب تک محمد (ﷺ) کا انکار نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے۔ میں تجھے اجرت اور مزدوری نہ دوں گا" (صحیح بخاری صفحہ ۷۹۱ جلد ۲۔ کتاب التفسیر)
اسی طرح جو لوگ تجارت کرتے تھے ان کے کاروبار کو برباد کرنے کی کوششیں کی جاتیں۔ جو معاشرے میں باعزت سمجھے جاتے تھے انہیں ہر طریقے۔ سے ذلیل و رسوا کیا جاتا۔ اسی زمانے کا حال بیان کرتے ہوئے حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے سائے میں تشریف فرما تھے کہ میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا' اے اللہ کے رسول! اب تو ظلم کی حد ہو گئی' آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیوں نہیں فرماتے' یہ سن کر آپ کا چہرہ تمتما اٹھا اور آپ نے فرمایا۔
"تم سے پہلے جو اہل ایمان تھے ان پر اس سے کہیں زیادہ مظالم کیے جاتے تھے ان کی ہڈیوں پر لوہے کی کنگھیاں پھیری جاتیں اور ان کے سروں پر رکھ کر آرے چلائے جاتے تھے مگر وہ اپنے دین سے نہ پھرے۔ یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ اس کام کو پورا کر کے رہے گا اور ایک وقت آئے گا کہ اکیلا آدمی صنعاء سے حضر موت تک بے خطر سفر کرے گا اور اللہ کے سوا اسے کسی کا خوف نہ ہو گا۔ مگر تم لوگ جلد بازی کرتے ہو۔" (صحیح بخاری تفہیم القرآن صفحہ ۵۲-۵۳ جلد ۳)

ہجرت حبشہ حالات جب ناقابل برداشت حد تک پہنچ گئے تو رجب ۵ نبوی میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا **لَوْ خَرَجْتُمْ اِلٰی اَرْضِ الْحَبْشَةِ فَاِنَّ بِهَا مَلِكًا لَا يُظْلَمُ عِنْدَهٗ اَحَدٌ وَهِيَ اَرْضُ صِدْقٍ حَتّٰى يَجْعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ فَرَجًا مِمَّا اَنْتُمْ فِيْهِ** (سیرۃ ابن ھشام اردو صفحہ ۳۵۵ جلد ۱)
اگر تم (مکہ سے) نکل کر سرزمین حبش کو چلے جاؤ تو بہتر ہو گا۔ کیونکہ وہاں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا اور وہ سچائی والی سرزمین ہے' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تمہاری ان مصیبتوں کے رفع کرنے کی کوئی صورت پیدا کرے۔ تم وہاں ٹھہرے رہو۔
اس ارشاد کی بناء پر پہلے گیارہ مردوں اور چار خواتین نے حبش کی راہ لی۔ جن کے امیر داماد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے اور ان کے ہمراہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں' ان کے بارے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے بعد یہ پہلا گھرانہ ہے جس نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی۔ یہ لوگ رات کی تاریکی میں چپکے سے نکل کر اپنی نئی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔ رازداری کا مقصد یہ تھا کہ قریش کو اس کا علم نہ ہو سکے۔ ان کا رخ بحراحمر کی بندرگاہ شعیبہ کی جانب تھا۔ خوش قسمتی سے وہاں دو تجارتی کشتیاں موجود تھیں جو ان مسلمانوں کو اپنے دامن عافیت میں لے کر سمندر پار حبشہ چلی گئیں قریش کو قدرے دیر سے ان کی روانگی کا علم ہوا اور انہوں نے ان مظلوم و مجبور مسلمانوں کا ساحل تک پیچھا بھی کیا مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم آگے جا چکے تھے اس لئے گرفتاری سے بچ گئے اور قریش ناکام واپس لوٹے۔ صحابہ کرام نے حبشہ میں جا کر سکھ کا سانس لیا اور وہ اہل مکہ کے جور و جفا سے محفوظ ہو گئے۔ پھر چند ماہ بعد مزید مسلمانوں نے ارض حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ اب کی بار قریش پہلے ہی چوکنا تھے اور ایسی کسی کوشش کو ناکام بنانے کا پختہ عزم کئے ہوئے تھے تاہم مسلمان ان سے بھی زیادہ مستعد ثابت ہوئے اور اللہ کریم نے ان کیلئے سفر آسان بنا دیا اور وہ قریش کی گرفت میں آنے سے قبل ہی شاہ حبش کے پاس پہنچ گئے۔ اس دفعہ تراسی مردوں اور گیارہ یا اٹھارہ عورتوں نے ہجرت کی۔

سورۃ مریم کا تحفہ ایسے نازک اور کٹھن حالات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کیلئے "زاد راہ" کے طور پر سورۃ مریم کا تحفہ عطا فرمایا اور انہیں تعلیم دی کہ وہ اگرچہ ایک مظلوم پناہ گزیں گروہ کی حیثیت سے اپنا وطن چھوڑ کر دوسرے ملک میں جا رہے ہیں مگر دین کے بارے میں مداہنت اختیار نہ کریں اور عیسائیوں کے ملک میں بھی "عقیدہ توحید" پر مضبوطی سے قائم رہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اختیارات کلیہ میں کسی دوسرے کو شریک ٹھہرانے کا تصور بھی نہ کریں اور حالات خواہ کیسا رخ اختیار کر جائیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ (اللہ کا بیٹا) ماننے والوں کے ملک اور علاقہ میں بھی خدائے واحد' احد اور صمد کی یکتائی اور کبریائی کا اعلان کریں اور لم یلد و لم یولد کی "صدائے حق" کا پرچار کریں نیز سورۃ مریم کے مضامین کو ذہن میں رکھیں اور اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے سوا کسی کا ڈر اور خوف محسوس نہ کریں۔

مکے میں کہرام ہجرت حبشہ سے مکے کے گھر گھر میں کہرام مچ گیا کیونکہ قریش کے بڑے خاندانوں میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس کے چشم و چراغ ان مہاجرین میں شامل نہ ہوں۔ کسی کا بیٹا گیا تو کسی کا داماد' کسی کی بیٹی گئی تو کسی کا بھائی اور کسی کی بہن' ابو جہل کے بھائی سلمہ بن ھشام اس کے چچازاد بھائی ہشام بن ابی حذیفہ اور عیاش بن ابی ربیعہ اور اسکی چچا زاد بہن ام سلمہ' ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ' عتبہ کے بیٹے اور ہند کے بھائی ابو حذیفہ' سہیل بن عمرو کی بیٹی سہلہ۔ اسی طرح دوسرے سرداران قریش اور مشہور دشمنان اسلام کے اپنے جگر گوشے دین کی خاطر وطن اور گھر بار چھوڑ کر ہجرت کر چکے تھے اس لئے کوئی گھر نہ تھا جو اس واقعہ سے متاثر نہ ہوا ہو۔

مشرکین کو سخت صدمہ تھا کہ مسلمان اپنی جان اور ایمان بچا کر ایک پر امن جگہ پر چلے گئے ہیں لہٰذا وہ سر جوڑ کر بیٹھے اور طے پایا کہ عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ربیعہ (جو ماہر سیاست دان گہری سوجھ بوجھ کے مالک اور بہترین سفیر تھے اور ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) کو قیمتی تحائف اور بیش بہا ہدیے دے کر حبش روانہ کیا جائے تاکہ یہ دونوں اپنی زبان دانی اور مہارت سے بادشاہ حبش اور اس کے وزیروں مشیروں کو مسلمانوں کی مکہ واپسی پر رضامند کریں۔ چنانچہ مکہ کے یہ دونوں سمجھدار سفارت کار بہترین تحائف اور قیمتی ہدیے لے کر حبشہ پہنچے اور بادشاہ کے حواریوں اور درباریوں کو تحائف پیش کئے پھر انہیں اپنے ان دلائل سے آگاہ کیا جن کی بنیاد پر وہ مسلمانوں کو حبشہ سے نکلوانا چاہتے تھے مکہ کے ان ماہر سیاست دانوں نے ایوان شاہی کے ارکان کو اس امر پر رضامند کر لیا کہ وہ بالاتفاق نجاشی کو مسلمانوں کو نکال دینے کا مشورہ دیں گے۔ پھر یہ دونوں بادشاہ حبش اصحمہ نجاشی جو عیسائی المذہب تھا کے دربار میں حاضر ہوئے اور تحفے تحائف اور نذرانے پیش کرنے کے بعد اپنا مقصد و مدعا یوں عرض کیا۔ "اے بادشاہ! ہمارے کچھ ناسمجھ اور نادان نوجوان بھاگ کر آپ کے ملک میں آ گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے آباؤ اجداد اور قوم کا دین چھوڑ دیا ہے اور آپ کے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے بلکہ ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"نیا دین" ایجاد کر لیا ہے۔ ہمیں ان کے والدین 'چچاؤں اور قبیلے کے عمائدین نے بھیجا ہے کہ آپ ان کو ہمارے ساتھ واپس بھیج دیں کیونکہ ان کے اعزہ و اقرباء ان کے بارے میں بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں"

ابھی ان دونوں کی گفتگو ختم ہوئی ہی تھی کہ اہل دربار بیک زبان بولے 'بادشاہ سلامت! یہ دونوں ٹھیک ہی کہہ رہے ہیں آپ ان نوجوانوں کو ان دونوں کے حوالے کر دیں یہ دونوں انہیں ان کی قوم اور ان کے ملک میں پہنچا دیں گے ان کی قوم کے لوگ ان کے عیوب کو زیادہ جانتے ہیں۔

نجاشی (جو ایک دور اندیش 'معاملہ فہم اور زیرک بادشاہ تھا) نے جب یہ صورت حال دیکھی تو بھانپ گیا کہ یہ ان کی سازباز کا نتیجہ ہے لہٰذا اہل دربار اور سفراء مکہ سے یوں مخاطب ہوا کہ

اس طرح تو میں انہیں ان کے حوالے نہیں کروں گا۔ جن لوگوں نے اپنا ملک چھوڑ کر میرے ملک پر اعتماد کیا ہے اور یہاں پناہ لینے کیلئے آئے ہیں۔ میں ان سے بے وفائی نہیں کر سکتا۔ میں مسلمانوں کو بلا کر تحقیق کروں گا اور اس معاملہ کے تمام پہلوؤں کا از خود جائزہ لوں گا۔ نیز یہ ان کے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں اس کی حقیقت جاننے کے بعد فیصلہ کروں گا۔"

چنانچہ نجاشی نے مہاجرین کو دربار میں طلب کیا 'مسلمانوں نے جناب جعفر بن ابی طالب کو (جو نبی کریم ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے) اپنا ترجمان منتخب کیا اور بالاتفاق طے کیا کہ ہم بادشاہ حبش کے دربار میں سچ ہی بولیں گے اور حالات جو رخ بھی اختیار کریں ہم تعلیمات مصطفوی علیہ التحیہ والتسلیم سے سر مو انحراف نہیں کریں گے۔ چاہے نجاشی ہمیں اپنے ملک سے نکال دے۔ ہمیں دین کیلئے کٹنا تو گوارا ہے مگر دین اسلام سے ہٹنا گوارا نہیں ہے۔ مسلمان جب نجاشی کے دربار میں آئے تو نجاشی نے سوال کیا کہ یہ کون سا دین ہے جس کی بنیاد پر تم نے اپنی قوم سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور میرے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت جعفر کی تقریر دلپذیر اس سوال کے جواب میں جناب جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے دین کا تعارف کرواتے ہوئے فرمایا۔

"اے بادشاہ! ہم جاہل تھے' بت پوجتے تھے' مردار کھاتے تھے' بدکاریاں کرتے تھے' قرابت داروں سے تعلق توڑتے تھے' ہمسایوں سے بدسلوکی کرتے تھے اور ہم میں سے طاقت ور' کمزور کو کھا رہا تھا۔ ہم اسی حالت میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم ہی میں سے ایک ایسا رسول بھیجا جس کی عالی نسبی' سچائی' امانت اور پاکدامنی سے ہم پہلے سے واقف تھے اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور سمجھایا کہ ہم صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے سوا جن پتھروں اور بتوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے انہیں چھوڑ دیں۔ اس نے ہمیں سچ بولنے' امانت ادا کرنے' قرابت جوڑنے' پڑوسی سے اچھا سلوک کرنے اور حرام کاری و خون ریزی سے باز رہنے کا حکم دیا اور فواحش میں ملوث ہونے' جھوٹ بولنے' یتیم کا مال کھانے اور پاک دامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانے سے منع کیا۔ اس نے ہمیں صرف اللہ کی عبادت کرنے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانے کا حکم دیا۔ اس نے ہمیں نماز پڑھنے' زکوٰۃ ادا کرنے اور روزہ رکھنے کا پابند بنایا۔ ہم نے اس پیغمبر کو سچا مانا' اس پر ایمان لائے اور اس کی پیروی کی' ہم نے صرف اللہ کی عبادت کی' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا جن چیزوں کو اس پیغمبر نے حرام بتایا انہیں حرام مانا اور جن کو اس نے حلال بتایا انہیں حلال جانا۔ اس پر ہماری قوم ہم سے بگڑ گئی' ہم پر ظلم و ستم کیا اور ہمیں ہمارے دین سے منحرف کرنے کیلئے ہمیں بے پناہ اذیتوں اور تکلیفوں میں مبتلا کیا۔ تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑ کر بت پرستی کی طرف پلٹ جائیں مگر ہم نے ایسا نہ کیا تو انہوں نے ہم پر قہر و جبر اور ظلم و ستم کی انتہاء کر دی۔ ہمارے لئے زمین کو تنگ کر دیا اور ہمارے اور ہمارے دین کے درمیان رکاوٹ بن کر کھڑے ہو گئے تو ہم نے آپ کے ملک کی طرف ہجرت کی اور دوسروں پر آپ کو ترجیح دیتے ہوئے آپ کی پناہ میں رہنا پسند کیا اور امید کی کہ آپ کے پاس ہم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

تاثیر سورۃ مریم نجاشی نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی تقریر دلپذیر سن کر کہا "وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیغمبر جو کچھ لائے ہیں اس میں سے تمہیں کچھ کلام یاد ہے؟ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے فرمایا' ہاں' نجاشی نے کہا مجھے بھی پڑھ کر سناؤ' حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے اسی "سورۃ مریم" کی ابتدائی آیات تلاوت فرمائیں۔ اس وقت عجیب منظر تھا کہ سورۃ مریم پڑھی جارہی تھی اور پڑھ وہ رہا تھا جس نے قرآن مجید کی تعلیم اس ذات اقدس واطہر سے حاصل کی تھی جس کے قلب منور پر اس کا نزول ہوا تھا۔ دربار میں سناٹا چھا گیا۔ نجاشی کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور وہ اس قدر رویا کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ نجاشی کے قریب بیٹھے تمام عیسائی علماء بھی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے سورۃ مریم کی تلاوت سن کر اتنا روئے کہ ان کے صحیفے بھیگ گئے۔ سبحان اللہ۔

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے پہلے رکوع کی تلاوت ختم کی تو دربار کا ماحول یکسر تبدیل ہو چکا تھا اور یہ سورۃ مریم کی تاثیر تھی کہ بادشاہ نجاشی نے کہا کہ "یہ کلام اور وہ کلام جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے۔ دونوں ایک ہی شمع دان سے نکلے ہیں۔" پھر نجاشی نے عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ربیعہ کی طرف متوجہ ہو کر حکم دیا کہ تم دونوں چلے جاؤ۔ میں ان لوگوں کو تمہارے حوالے نہیں کر سکتا اور یہاں ان کے خلاف تمہاری کوئی چال کامیاب نہیں ہو سکتی۔ نجاشی کے اس حکم پر وہ دونوں دربار سے باہر نکل گئے لیکن عمرو بن عاص نے عبداللہ بن ربیعہ سے کہا' بخدا کل ان کے متعلق ایسی بات لاؤں گا کہ ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دوں گا۔

دوسرا دن آیا تو عمرو بن عاص نے نجاشی کے دل میں آتش غیظ و غضب بڑھکانے کیلئے کہا کہ یہ لوگ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں ایک بڑی بات کہتے ہیں۔ آپ ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ان کا عقیدہ تو معلوم کریں۔ نجاشی نے مسلمانوں کو دوبارہ طلب کیا وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس دفعہ مسلمانوں کو گھبراہٹ ہوئی مگر انہوں نے فیصلہ کیا کہ نتیجہ خواہ کچھ بھی ہو وہ سچائی کا دامن ہرگز نہ چھوڑیں گے۔ چنانچہ جب مسلمان نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے تو نجاشی نے حضرت مسیح کے بارے میں اپنا عقیدہ بیان کرنے کا حکم دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے عقل اور مصلحت کوشی کے تمام تقاضوں کو نظر انداز کرتے ہوئے سورۃ مریم کے دوسرے رکوع کی تلاوت شروع کردی۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ○ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ○

ترجمہ: اور اے پیغمبر! کتاب میں مریم کا حال ذکر کیجئے جب وہ اپنے گھر والوں سے مشرق کی جانب ایک مکان میں الگ ہوگئی۔ پس اس نے لوگوں کی طرف سے ایک پردہ بنا لیا پھر ہم نے اس کی طرف اپنے روح الامین فرشتے جبرئیل کو بھیجا تو وہ اس کے سامنے تندرست آدمی کی صورت میں ظاہر ہوا۔

آج جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی تلاوت سورۃ مریم نے نجاشی کے دل پر اور زیادہ اثر ڈالا اور وہ پورے انہماک و استغراق سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تعلیمات قرآنی سنتا رہا اور سورۃ مریم کی تلاوت پر سر دھنتا رہا۔ آخر میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ وَرُوحُهُ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ الْعَذْرَاءِ الْبَتُولِ

ترجمہ: وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول، اس کی روح اور اس کا وہ کلمہ ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے کنواری پاکدامن مریم کی طرف القاء کیا تھا۔

یہ سن کر نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور بولا، اللہ کی قسم! جو کچھ تم نے کہا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس تنکے کے برابر بھی زیادہ نہیں تھے۔ نجاشی کا دل سورۃ مریم کی تلاوت سن کر گواہی دے رہا تھا کہ **أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ** نجاشی نے قریش کے بھیجے ہوئے تمام تحائف اور نذرانے واپس کردیئے۔ اور کہا کہ میں رشوت نہیں لیتا اور مسلمانوں کو کمال مہربانی سے کہا جاؤ تم میرے ملک میں امن وامان سے رہو۔ مجھے یہ گوارا نہیں کہ میں تم میں سے کسی آدمی کو ستاؤں چاہے اس کے بدلے میں مجھے سونے کا پہاڑ مل جائے۔ نجاشی کا یہ اعلان حق سن کر حبش کے عیسائی علماء اور درباریوں نے ناک سے آوازیں نکالیں اور ناراضگی ظاہر کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مگر نجاشی نے ان کا کوئی اثر قبول نہ کیا۔

نجاشی کا اسلام اہل حبشہ 'نجاشی کی تائید حق اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مسلمانوں کے عقیدے کی تصدیق اور بعض دیگر وجوہ کی بناء پر اس کے خلاف ہو گئے اور علم بغاوت بلند کر دیا اور اکٹھے ہو کر نجاشی سے کہنے لگے کہ تو نے ہمارے دین (عیسائیت) سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اس لئے ہم تیری اطاعت نہیں کریں گے۔ نجاشی نے مسلمان مہاجرین کیلئے کشتیاں تیار کروائیں اور ان سے کہا کہ آپ ان میں سوار ہو جائیں۔ اگر میں نے بغاوت پر قابو پالیا تو پھر آپ میرے پاس ہی رہیں گے اور اگر مجھے شکست ہو گئی تو آپ جہاں چاہیں چلے جائیں۔ پھر اس نے کاغذ منگوایا اور اس میں لکھا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَرُوْحُهٗ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰی مَرْیَمَ۔

ترجمہ : میں (نجاشی) گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کے بندے 'اس کے رسول 'اس کی روح اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو اس نے مریم کی طرف القا کیا۔

اس تحریر کو نجاشی نے دائیں طرف اپنی قمیص کے اندر رکھ لیا اور اہل حبشہ سے نمٹنے کیلئے نکل کھڑا ہوا علماء 'عمائدین 'معززین اور ذمہ دار افراد سے مذاکرات کے بعد نجاشی کو استحکام حاصل ہو گیا 'بغاوت ختم ہو گئی اور اہل حبشہ نجاشی کی حکمرانی پر راضی ہو گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام اردو صفحہ ۷۴-۷۵-۳ جلد ا)

نجاشی کیلئے دعائے مغفرت حضرت محمد ﷺ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء نے جب حبشہ سے مدینہ منورہ کا قصد کیا تو نجاشی نے تمام مہاجرین کو سفر خرچ اور زاد راہ دیا نیز کچھ تحائف بھی پیش کئے اور ایک قاصد ان کے ہمراہ روانہ کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے کہا کہ جو سلوک میں نے تمہارے ساتھ کیا ہے اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو کر دینا اور میری طرف سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرض کرنا کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ آپ اللہ کے رسول ہیں" اور آپ ؐ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور مہاجرین حبشہ ۷ ہجری میں عین فتح خیبر کے دن مدینہ منورہ واپس تشریف لائے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو سینے سے چمٹایا اور فرمایا۔

مَا اَدْرِیْ بِاَیِّہِمَا اَنَا اَسَرُّ بِفَتْحِ خَیْبَرَ اَمْ بِقُدُوْمِ جَعْفَرَ (سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۲۴ جلد ا)

ترجمہ: میں نہیں جانتا کہ مجھے فتح خیبر کی زیادہ خوشی ہوئی ہے یا جعفر رضی اللہ عنہ کے آنے کی۔

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے حبشہ کے حالات و واقعات' نجاشی کا حسن سلوک' اس کے اقرار توحید و رسالت سے آنحضرت ﷺ کو آگاہ کیا اور اس کیلئے دعاء مغفرت کی استدعا و التجا نبی مکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کی تو آپ ﷺ اسی وقت اٹھے' وضو فرمایا اور تین بار یہ دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلنَّجَاشِیْ (اے اللہ! نجاشی کی مغفرت فرما) آنحضرت ﷺ دعا فرما رہے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آمین کہہ رہے تھے۔ (سیرۃ المصطفی صفحہ ۲۸۵ جلد ا)

سورۃ مریم کی تاثیر سے نجاشی کو یہ سعادت عظمیٰ نصیب ہوئی کہ سرکار دو جہاں نے اس کی بخشش کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی اور صحابہ نے آمین کہا۔ سبحان اللہ۔

نجاشی کا غائبانہ جنازہ ماہ رجب ۹ ہجری میں جب بادشاہ حبشہ اصحمہ نجاشی کا انتقال ہوا تو سرور عالم جناب محمد رسول ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔ صحیح مسلم شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نجاشی کی موت کی خبر سنائی اور فرمایا۔

مَاتَ الْیَوْمَ عَبْدٌ لِلّٰہِ صَالِحٌ اَصْحَمَۃُ فَقَامَ فَاَمَّنَا وَصَلّٰی عَلَیْہِ۔ (صحیح مسلم صفحہ ۳۰۹ جلد ا)

ترجمہ: آج اللہ تعالیٰ کے ایک نیک بندے اصحمہ (نجاشی) کا انتقال ہو گیا ہے۔ آپ کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کی امامت میں اس پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ت شروع ہوئی تھی۔ سورۃ مریم کی تاثیر ہے کہ اسی سورۃ کی تاثیر اور برکت سے مہاجرین کو حبشہ میں باعزت پناہ ملی۔ اسی سورت کی بدولت نجاشی کو اسلام قبول کرنے کی توفیق ملی اور اسی سورۃ کی تلاوت کی وجہ سے ہی سفراء مکہ کی ریشہ دوانیاں اور سازشیں ناکام ہوئیں اور یہی سورۃ نجاشی کیلئے دعاء مغفرت اور نماز جنازہ کا سبب بنی۔ اللہ کریم کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں اس سورۃ کی کثرت سے تلاوت کرنے اور اس کے معانی اور مفاہیم کو سمجھ کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کھیعص یہ سورۃ مریم کی پہلی آیت مبارکہ ہے ان کو "حروف مقطعات" کہا جاتا ہے جس کا معنی ہے۔ "الگ الگ پڑھے جانے والے حروف" چونکہ یہ حروف کاف 'ھا' یا' عین 'صاد علیحدہ علیحدہ پڑھے جاتے ہیں اس لئے انہیں "حروف مقطعات" کہا گیا ہے۔ عربی زبان کے حروف ہجا کی تعداد انتیس ہے۔ اس لئے قرآن حکیم کی انتیس (۲۹) سورتوں کے آغاز میں "حروف مقطعات" لائے گئے ہیں۔ جن میں ایک سورۃ مریم ہے۔ "حروف مقطعات" کے معانی اور مفہوم کے بارہ میں علماء تفسیر کے متعدد اقوال ہیں جن میں سے چند مشہور اقوال حسب ذیل ہیں۔

★ حروفِ مقطّعات 'حروفِ ہجا کے نام ہیں۔

★ حروف مقطّعات سورتوں کے نام ہیں۔

★ حروفِ مقطّعات زائد ہیں اور سامع کو ہوشیار کرنے کیلئے آئے ہیں کہ پہلی بات ختم ہے اور دوسری شروع ہو رہی ہے۔

★ حروفِ مقطّعات اختصار کے طور پر بعض مرکبات کی طرف اشارہ ہیں۔ جیسے عربی شعر کا مصرعہ ہے۔ **قُلْتُ لَهَا قِفِي فَقَالَتْ قَافْ** (میں نے اسے کہا رک جاؤ تو اس نے کہا ہم رک گئے) اس مصرعہ میں **قاف** 'و قفت کا اختصار ہے۔

★ حروفِ مقطّعات 'اقوام کے آجال اور مدت کی طرف اشارہ ہیں۔

★ حروفِ مقطّعات اسماء حسنیٰ کے بسیط حروف کی طرف اشارہ ہیں۔

★ حروفِ مقطّعات قرآن مجید کے نام ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

★ حروفِ مقطعات بذاتِ خود اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔

★ حروفِ مقطعات اللہ تعالیٰ کی قسم ہیں۔

★ حروفِ مقطعات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان راز ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۶ جلد ۱ و تفسیر بیضاوی)

سورۃ مریم کے ابتدائی حروف مقطعات کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی، مشہور مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ یہ حروف اللہ تعالیٰ کی چند صفات پر دلالت کرتے ہیں۔ کَافٌ مِنْ کَرِیْمٍ وَ هَامِنْ هَادٍ وَ یَامِنْ حَکِیْمٍ وَ عَیْنٌ مِنْ عَلِیْمٍ وَ صَادٌ مِنْ صَادِقٍ

ترجمہ: کاف سے مراد اللہ تعالیٰ کا کریم ہونا، ھا سے مراد اس کا ھادی ہونا، یا سے مراد حکیم ہونا عین سے مراد علیم ہونا اور صاد سے مراد اللہ تعالیٰ کا صادق ہونا ہے۔ (روح المعانی صفحہ ۵۷ جلد ۱۶)

مشہور صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور کئی دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ارشاد ہے کہ "کاف سے مراد مالک، ھا سے مراد اللہ، یا اور عین سے مراد عزیز اور صاد سے مراد مُصَوِّر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ صاد سے مراد صمد ہے" (روح المعانی صفحہ ۵۷ جلد ۱۶)

خلیفہ چہارم، داماد رسول حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک دعا سے واضح ہوتا ہے کہ سورۃ مریم کے یہ ابتدائی حروفِ مقطعات اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حُسنیٰ میں سے ایک نام ہیں۔

کَانَ عَلِیٌّ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) یَقُوْلُ یَا کٓهٰیٰعٓصٓ اِغْفِرْ لِیْ (روح المعانی صفحہ ۵۷ جلد ۱۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ دعا میں کہا کرتے تھے اے کاف-ھا-یا-عین-صاد! میری مغفرت فرما۔

تفسیر خازن میں جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ان حروفِ مقطعات کا یہ مفہوم بھی نقل کیا گیا ہے۔

کَافٍ لِخَلْقِهٖ هَادٍ لِعِبَادِهٖ یَدُهٗ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ عَالِمٌ بِبَرِیَّتِهٖ صَادِقٌ فِیْ وَعْدِهٖ (تفسیر خازن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صفحہ ۲۳۸ جلد ۴)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کیلئے کافی ہے' اپنے بندوں کو ہدایت دینے والا ہے' سب پر غالب ہے' اپنی تمام مخلوقات کو جاننے والا ہے اور اپنے وعدے کا سچا ہے۔

مقطعات کی وجہ قرآن مجید کی بعض سورتوں کی ابتداء میں حروفِ مقطعات ذکر کرنے کی وجہ سامعین کی بیداری اور ہوشیاری ہے نیز یہ مخالفین قرآن کیلئے چیلنج اور تحدّی ہے کہ قرآن عزیز حروفِ ہجا سے ہی بنایا گیا ہے اگر تم اسے کلامِ الٰہی نہیں مانتے تو اپنے تمام اہلِ علم وادب' صاحبانِ فکر و نظر' وارثانِ فصاحت و بلاغت اور نکتہ در دانشوروں کو جمع کر کے انہیں حروف ہجا سے اس کی مثل بنا کر پیش کرو فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا اگر تم یہ کام نہیں کر سکے اور ہرگز نہ کر سکو گے تو غور کرو کہ ایک ایسا شخص (محمد ﷺ) جو کسی درس گاہ میں داخل نہیں ہوا جس نے کسی استاد کے سامنے زانوائے تلمذ طے نہیں کیا اور وہ حروف ہجا کے تکلفات سے نا آشنا ہے اس کا ایسا بے مثل کلام پیش کرنا معجزہ نہیں تو اور کیا ہے؟ اور یہ کلام اگر اللہ کی کلام نہیں تو تم' علم و دانش' فکر و فہم' فصاحت و بلاغت اور زبان دانی کے باوجود ان حروف کو جوڑ کر ایسا کلام کیوں نہیں بنا سکتے؟ تمہارا اسکی نظیر اور مثل پیش کرنے سے عاجز آجانا اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ قرآن عزیز خالق کائنات کا کلام ہے۔ بقول شاعر۔

جمال حسن قرآن نور جاں ہر مسلمان ہے
قمر ہے چاند اوروں کا' ہمارا چاند قرآن ہے
نظیر اس کی نہیں ملتی جہاں میں : ھونڈ کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحمان ہے

رب کی رحمت سورۃ مریم کی دوسری آیت مبارکہ میں رب تعالیٰ کی اس "خصوصی رحمت" کا ذکر کیا گیا ہے جو اس نے اپنے جلیل القدر پیغمبر' حضرت مریم علیہا السلام کے کفیل اور اپنے نیک بندے جناب زکریا علیہ السلام پر فرمائی۔ ارشاد خداوندی ہے۔

ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ۝

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: یہ تیرے رب کی اس رحمت کا تذکرہ ہے جو اس نے اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں "رحمت" کا لفظ بکثرت استعمال فرمایا ہے قرآنی علوم کے ماہر اور مصر کے مایہ ناز محقق حضرت الشیخ محمد فواد عبد الباقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی جمع کردہ آیات کے مطابق قرآن مجید میں یکصد چودہ (۱۱۴) مرتبہ "رحمت" کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ سُبْحَانَ اللہ۔

قرآن' رحمت قرآن کریم کی متعدد آیات میں "قرآن مجید" کو رحمت قرار دیا گیا ہے۔ فرمان خداوندی ہے۔

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا

(سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۸۲)

ترجمہ: اور ہم قرآن مجید میں ایسی باتیں نازل کرتے ہیں جو اہل ایمان کیلئے باعث شفا اور سراپا رحمت ہیں اور ظالموں کے نقصان میں تو ان باتوں سے اضافہ ہی ہوتا ہے۔

سورۃ یوسف کی آخری آیت میں بھی قرآن حکیم کو مومن قوم کیلئے رحمت فرمایا گیا ہے حکم ہوتا ہے۔

مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ (سورۃ یوسف آیت نمبر ۱۱۱)

ترجمہ: یہ قرآن کی گھڑی ہوئی بات نہیں بلکہ پہلے نازل شدہ کتابوں کی تصدیق اور ہر چیز کی تفصیل اور ایمان دار قوم کیلئے ہدایت اور سراپا رحمت ہے۔

اس کے علاوہ قرآن عزیز کی سورۃ انعام۔ آیت نمبر ۱۵۷' سورۃ اعراف آیت نمبر ۵۲ و آیت نمبر ۲۰۳' سورۃ یونس آیت نمبر ۵۷' سورۃ نحل آیت نمبر ۸۹' سورۃ نمل آیت نمبر ۷۷' سورۃ عنکبوت آیت نمبر ۵۱' سورۃ لقمان آیت نمبر ۳' سورۃ دخان آیت نمبر ۶ اور سورۃ جاثیہ آیت نمبر ۲۰ میں بھی قرآن حکیم کو "اللہ کی رحمت" قرار دیا گیا ہے۔

ماہ رمضان' رحمت ماہ رمضان کو نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی رحمت قرار دیا ہے۔ مشہور صحابی حضرت سلمان فارسی ﷛ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ماہ شعبان کے آخر میں مسائل رمضان پر نہایت بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا ۔ آنحضرت ﷺ نے دوران خطبہ فرمایا۔

هُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوۃ المصابیح صفحہ ۱۷۳)

ترجمہ : ماہ رمضان کا پہلا عشرہ رحمت کا' دوسرا عشرہ بخشش کا اور آخری عشرہ جہنم سے آزادی کا ہے۔

جہانوں کی رحمت اللہ رب العالمین نے قرآن مبین میں رسول معظم ﷺ کی ذات گرامی کو رحمۃ للعالمین قرار دیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○

ترجمہ : اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام جہانوں کیلئے سراپا رحمت بنا کر۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کو جن بے شمار ظاہری اور باطنی کمالات سے مشرف فرمایا وہ لاثانی اور بے مثال ہیں اور ان کمالات صوری اور معنوی کو قرآن کریم کی آیات طیبات میں جس انداز سے بیان فرمایا وہ اپنی نظیر آپ ہیں کہ انہیں پڑھ کر بے ساختہ زبان سے سبحان اللہ کی صدا بلند ہوتی ہے مگر اس آیت مقدسہ میں جو جامعیت اور اکملیت ہے اور آنحضرت ﷺ کی جو منقبت اور فضیلت ہے اس نے اس آیت کو دوسری آیات سے ممتاز و منفرد کر دیا ہے کہ اس میں آپ کے متفرق خصائص حمیدہ اور منتشر اوصاف حمیدہ کو کمال لطافت سے یکجا کر دیا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے "اے حبیب! ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے' سارے جہان والوں کیلئے' اپنوں اور بیگانوں کیلئے' دوستوں اور دشمنوں کیلئے سراپا "رحمت" بنا کر مبعوث فرمایا ہے اور یہ ایسا وصف ہے جو آپ کے تمام اوصاف و کمالات کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

رحمت کا معنی لغت میں رحمت دو چیزوں کے مجموعے کا نام ہے۔ اَلرَّحْمَةُ۔ اَلرِّقَّةُ۔ وَالتَّعَطُّفُ۔ یعنی رحمت' رقت اور احسان و مہربانی کا نام ہے علامہ راغب اصفہانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "رحمت اس رِقت کو کہتے ہیں جو اس شخص پر احسان کا تقاضا کرے جس پر رحمت کی جارہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت میں رقت نہیں کیونکہ وہ اس سے پاک ہے بلکہ صرف تعطف اور احسان ہے"

اللہ تعالیٰ نے سرور کائنات ﷺ کو رحمت کے ان دونوں مفہوموں سے نوازا ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۲۸)

ترجمہ: تحقیق تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول تشریف لائے۔ تمہارا مشقت میں پڑنا ان پر گراں گزرتا ہے وہ تمہاری بھلائی کے بہت خواہشمند ہیں مومنوں کے ساتھ مہربانی کرنے والے اور شفقت فرمانے والے ہیں۔

آپ ﷺ کی شفقت و رحمت اور ہمدردی و رأفت کا یہ عالم تھا کہ کسی غم زدہ اور پریشان حال کو دیکھ کر آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہوجاتی تھیں اور آپ ﷺ اس کے دکھوں کا مداوا کرنے کیلئے کمربستہ ہو جاتے' نیز درو مند و حاجت مند کی تسلی' تشفی اور اطمینان کیلئے بارگاہ رب العالمین میں پُرنم آنکھوں سے التجا و استدعا بھی فرماتے' جس کی برکت سے مشکلات آسان ہو جاتیں اور غم و اندوہ کی سیاہ گھٹائیں چھٹ جاتی تھیں۔ مولانا الطاف حسین حالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ
خطا کار سے درگزر کرنے والا بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مس خام کو جس نے کندن بنایا کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا
ادھر سے ادھر پھر گیا رخ ہوا کا

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو اس عظیم پیغمبر ﷺ کا اطاعت گزار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

صالح بیٹا' رحمت نیک' صالح' خدمت گزار اور اطاعت شعار بیٹا بھی والدین کیلئے اللہ کریم کی بہت بڑی "رحمت" ہے اور اسی رحمت کا سورۃ مریم کی اس آیت میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے کی عمر میں حضرت زکریا علیہ السلام کے ہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت کو اپنی "خصوصی رحمت" قرار دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ۝

ترجمہ: یہ تیرے رب کی اس رحمت کا ذکر ہے جو اس نے اپنے بندے حضرت زکریا علیہ السلام پر فرمائی۔

قرآن کریم میں جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا بیان فرمائی گئی ہے کہ انہوں نے بارگاہ رب العٰلمین میں عرض کی۔ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ۝

اے میرے رب! مجھے صالح فرزند عطا فرما۔ (سورۃ صافات آیت نمبر ۱۰۰)

اسی لئے اکبر الٰہ آبادی نے کہا ہے۔

بیٹے کو لوگ کہتے ہیں آنکھوں کا نور ہے ہے لطف زندگی کا تو دل کا سرور ہے
گھر میں اسی کے دم سے ہے ہر سمت روشنی نازاں ہے اس پہ باپ تو ماں کو غرور ہے
خوش قسمتی کی اس کو نشانی سمجھتے ہیں کہتے ہیں یہ خدا کے کرم کا ظہور ہے
اکبر بھی اس خیال سے کرتا ہے اتفاق اس کا بھی ہے یہ قول کہ ایسا ضرور ہے
البتہ شرط یہ ہے کہ بیٹا ہے ہونہار مائل ہے نیکیوں پہ برائی سے دور ہے
سنتا ہے دل لگا کے بزرگوں کے پند کو وقت کلام لب پہ جناب و حضور ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برتاؤ اس کا صدق سے ہے بھرا　　اس میں نہ ہے فریب نہ کچھ مکر و زور ہے
افکار والدین میں ہے دل سے وہ شریک　　ہمدرد ہے' معین ہے' اہل شعور ہے
راضی ہے اس پہ' باپ کی جو کچھ ہو مصلحت　　صابر ہے' باادب ہے' عقیل و غیور ہے
رکھتا ہے خاندان کی عزت کا وہ خیال　　نیکوں کا دوست' صحبت بد سے نفور ہے
کسب حلال کی ہے شب و روز اس کو دھن　　علم و ہنر کے شوق کا دل میں وفور ہے

لیکن جو ان صفات کا مطلق نہیں پتہ
اور پھر بھی ہے خوشی تو خوشی کا قصور ہے

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ "نیک بیٹا" ماں باپ کیلئے صدقہ جاریہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے نیک اولاد کیلئے صلحاء و اتقیاء کی دعا بایں الفاظ ذکر فرمائی ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا○ (سورت فرقان آیت نمبر ۷۴)

ترجمہ : اور وہ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک مرحمت فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔

مغفرت' رحمت قرآن عزیز میں اللہ تعالیٰ نے اپنی بخشش اور مغفرت کو بھی رحمت قرار دیا ہے اور بندوں سے فرمایا ہے کہ میری رحمت کی امید پر مجھ سے بخشش طلب کرنا تمہارا کام ہے اور تمہاری زندگی کے تمام گناہوں کا معاف فرمادینا میرا کام ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (سورۃ زمر۔ آیت نمبر ۵۳)

ترجمہ : اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتیاں کی ہیں۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ یقیناً اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے بلاشبہ وہی بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں عمر بھر اپنے اوپر زیادتیاں کرنے والوں' شب و روز فسق و فجور میں مصروف رہنے والوں اور کفر و شرک کا ارتکاب کرکے خود کو جہنمی ثابت کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والوں کو "نوید رحمت" سنائی جارہی ہے کہ آؤ! میری رحمت کا دروازہ کھلا ہے اگر اب بھی تم صدق دل سے توبہ کرکے اور آئندہ پاکیزہ زندگی گزارنے کا عزم کرکے مجھ سے بخشش کا سوال کروگے تو تمہیں مایوس نہیں لوٹایا جائے گا بلکہ تمہارے بے شمار اور سنگین گناہوں کو معاف کردیا جائے گا۔ سبحان اللہ۔ شاعر نے بھی کیا خوب کہا ہے۔

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارہ نہ کیا
پر تو نے بھی دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

شفاء رحمت قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب کسی مریض پر اللہ تعالیٰ کی "رحمت" ہوجائے تو رب کائنات اسے شفا عطا فرمادیتے ہیں چاہے اس کا مرض کتنا ہی سنگین اور طویل کیوں نہ ہو۔ حضرت ایوب علیہ السلام' اللہ تعالیٰ کے عظیم المرتبت پیغمبر تھے خالق کائنات نے نبوت و رسالت کے ساتھ ساتھ دنیا کی ہر نعمت سے نواز رکھا تھا۔ وسیع و عریض زرعی زمین' ہزاروں بھیڑ بکریوں اور بے انتہاء دولت کے مالک تھے' قسام ازل نے سات بچے اور سات بچیاں عطا فرمائی تھیں۔ اللہ کریم کی طرف سے امتحان و آزمائش کی گھڑی آگئی' آپ کے سارے بیٹے اور بیٹیاں بڑے بھائی کے گھر میں مدعو تھے کہ مکان گرا اور سب لقمہ اجل بن گئے۔ آپ کو تکلیف دہ بیماری نے آلیا۔ جسم سے پیپ بہنے لگی اور زخم انتہائی خراب ہوگئے سب لوگ سلسلہ عقیدت توڑ کر الگ ہوگئے دوستوں نے آنکھیں پھیرلیں اور شہر والوں نے بیماری پھیلنے کے خطرے کی بناء پر آپ کو بستی سے نکال دیا۔ آپ کی زوجہ محترمہ جن کا نام "رحمت" تھا آپ کو اٹھائے پھرتی تھیں اور لوگوں کے گھروں کے کام کاج کرکے خورد و نوش کا بندوبست فرماتیں۔ اسی عالم پریشانی میں اٹھارہ سال کا طویل عرصہ گزر گیا۔ ایک دن شیطان' آپ کی اہلیہ کو معالج کی شکل میں ملا اور کہا کہ تمہارا خاوند سخت تکلیف میں مبتلا ہے اسے سمجھاؤ کہ فلاں قبیلے کے بت کے نام پر ایک مکھی ماردیں تو شفا ہوجائے گی۔ (خدمت گزار بیوی کیلئے خاوند کی شفاء سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑھ کر اور نعمت کیا ہو سکتی تھی؟) انہوں نے آپ سے عرض کی تو آپ نے فرمایا "تجھ پر بھی شیطان کا جادو چل گیا" (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۸۹ جلد ۳)

جب معاملہ شیطان کی طرف سے شرک کی دعوت تک جا پہنچا اور بیوی کے عقیدہ توحید میں لچک کا خطرہ محسوس ہوا تو جناب ایوب علیہ السلام نے دربار خداوندی میں عرض کی۔

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ○ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ (سورۃ انبیاء آیت نمبر ۸۳-۸۴)

ترجمہ : اور جب ایوب علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا کہ میں سخت تکلیف میں مبتلا ہوں اور تو ارحم الراحمین ہے (میرے حال پر رحم فرما) تو ہم نے اس کی فریاد قبول فرمائی اور ان کی تکلیف دور فرمادی اور ہم نے انہیں ان کے گھر والے عطا کر دیئے اور اپنی "خاص رحمت" سے اتنے ہی اور ان کے ساتھ عطا کر دیئے اور عبادت گزاروں کیلئے اس میں نصیحت ہے۔

پانی میں شفا جب اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی کرم سے کسی کو نوازنا چاہے اور کسی پر خاص رحمت فرمانے کا ارادہ فرمالے تو اس کیلئے "پانی" میں بھی شفا فرمادیتا ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے ساتھ ایسا ہی معاملہ پیش آیا۔ جب دربار خداوندی میں ان کی پر خلوص دعا قبول ہوئی تو حکم ہوا "زمین پر ایڑی مارو" عرض کی مجھے تو ایڑیاں رگڑتے ایک عرصہ ہو گیا ہے' فرمایا پہلے اپنی مرضی سے یہ کام کرتے تھے اب میرے حکم سے ایک دفعہ پاؤں زمین پر مارو تو میری قدرت سے شفاف پانی کا چشمہ جاری ہو گا' اس میں غسل کرو تو جسم کی بیماریاں دور اور پیو تو اندر کے روگ ختم ہو جائیں گے۔ سبحان اللہ۔ قرآن کریم میں اس واقعہ عجیبہ کو بایں الفاظ ذکر کیا گیا ہے۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ○ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ○ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ۝ (سورۃ ص آیت نمبر۴۱ تا۴۳)

ترجمہ : اور میرے بندے ایوب علیہ السلام کا ذکر کیجئے جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے بہت تکلیف اور دکھ پہنچایا ہے (حکم ہوا) اپنا پاؤں زمین پر مارو۔ یہ نہانے اور پینے کیلئے ٹھنڈا پانی ہے اور ہم نے انہیں ان کے اہل و عیال اور ان کی طرح ان کے ساتھ اور اپنی خاص رحمت سے عطا فرمادیئے اور ارباب عقل کیلئے نصیحت ہے۔

رحمت کے نتائج قرآن مجید کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ کریم کی ہر نعمت ہی اس کی رحمت کا نتیجہ ہے اور کوئی کام بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔ موضوع کی طوالت کے باعث "رحمت الٰہی" کے چند اہم نتائج کی طرف اشارات پر اکتفا کرتا ہوں۔

- جس قوم یا فرد کو اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل ہو جائے وہ عذاب الٰہی سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ (سورۃ ھود آیت نمبر۷۳ و ۹۴۔ سورۃ اعراف آیت نمبر۷۲)
- احکام میں تخفیف بھی رحمت الٰہی کا نتیجہ ہے۔ (سورۃ بقرہ آیت نمبر۱۷۸)
- قیامت کے دن رحمت خداوندی کی وجہ سے صالحین و ابرار کے چہرے پر رونق اور چمکدار ہوں گے۔ (سورۃ آل عمران آیت نمبر۱۰۷)
- طبیعت میں حلم، نرمی اور بردباری بھی اللہ کی رحمت سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ (سورۃ آل عمران آیت نمبر۱۵۹)
- کسی آدمی کو درست اور مبنی برحق فیصلے کی توفیق بھی رحمت خداوندی سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ (سورۃ کہف آیت نمبر۹۸)
- انبیاء کرام پر وحی کا نزول بھی رب تعالیٰ کی رحمت کا ثمر ہے۔ (سورۃ قصص آیت نمبر۴۶)
- روز قیامت رضائے الٰہی اور بشارت جنت بھی اللہ کی خصوصی رحمت سے نصیب ہوگی (سورۃ توبہ آیت نمبر۲۱)
- کسی نیک بخت کو عطاء علم بھی رب کریم کی رحمت کا فیضان ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سورۃ کہف آیت نمبر ۶۵)

- باوفااور رازدار ہم مزاج برادر بھی رحمت حق کا خصوصی تحفہ ہے۔

(سورۃ مریم آیت نمبر ۵۳)

- انبیاء کرام کو عطاء نبوت و رسالت بھی رحمت الٰہی کی کرشمہ سازی ہے۔

(سورۃ ھود آیت نمبر ۶۳)

- جائز اور حلال ذرائع سے مال و دولت کا حصول بھی رحمت الٰہی ہے۔

(سورۃ کہف آیت نمبر ۸۲)

- نزول بارش بھی اللہ تعالٰی کی خاص رحمت ہے۔

(سورۃ اعراف آیت نمبر ۵۷۔ سورۃ نمل آیت نمبر ۶۳ سورۃ فرقان آیت نمبر ۴۸)

- پریشان حال اور غم زدہ بیماروں کو شفا بھی رب کی رحمت سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

(سورۃ انبیاء آیت نمبر ۸۴ سورۃ ص آیت نمبر ۴۳)

دعاء رحمت ہر مسلمان کو ہمہ وقت اللہ تعالٰی کی رحمت کا طالب رہنا چاہیے اور رب کائنات سے رحمت کا سوال کرنا چاہیے۔ قرآن مجید میں ہماری رہنمائی کیلئے اصحاب کہف کی دعاء رحمت بیان کی گئی ہے کہ جب نوجوانوں کا ایک گروہ اپنے عقیدے اور ایمان کی حفاظت کیلئے غار میں جا چھپا تو انہوں بارگاہ خداوندی میں دعا مانگی۔

رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ۝ (سورۃ کہف آیت نمبر ۱۰)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا فرما اور ہمارے لئے اس کام میں ہدایت و استقامت نصیب فرما۔

اللہ کریم کے برگزیدہ پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر چالیس دن گزارنے کے بعد واپس تشریف لائے تو قوم کو بچھڑے کی پوجا کرتے دیکھ کر سخت غصہ میں آئے اور اسے اپنے نائب اور حقیقی بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی کوتاہی تصور کرتے ہوئے انہیں سر سے پکڑ کر کھینچا اور سخت سست کہا اور غصے سے تورات کی تختیاں زمین پر پھینک دیں۔ جب حضرت ہارون علیہ السلام نے اصل صورت حال سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آگاہ فرمایا تو وہ بارگاہ صمدی سے باایں الفاظ رحمت کے طالب ہوئے۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ○ (سورۃ اعراف آیت نمبر ۱۵۱) ترجمہ: موسیٰ نے التجا کی۔اے میرے رب! مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما اور تو ارحم الراحمین ہے۔

قرآن عزیز کے انیسویں (۱۹) سپارے میں ذکر ہے کہ ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے عظیم لشکر کے ہمراہ تشریف لے جا رہے تھے راستے میں چیونٹیوں کی ایک آبادی تھی۔ آپ ابھی اس آبادی سے تین میل کے فاصلے پر تھے کہ آپ نے ایک چیونٹی کی آواز سنی جو تمام چیونٹیوں کو اپنے اپنے بلوں اور سوراخوں میں گھس جانے کا حکم دے رہی تھی اور وجہ بیان کر رہی تھی کہ کہیں حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر جرار بے خبری میں تمہیں روند نہ ڈالے۔حضرت سلیمان علیہ السلام چیونٹی کی یہ بات سن کر ہنس دیئے اور اللہ تعالیٰ کی جلیل القدر اور بے انتہاء نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرنے کی توفیق مانگی اور اس سے "رحمت" کا یوں سوال کیا۔

قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ (سورۃ نمل آیت نمبر ۱۹)

ترجمہ: (حضرت سلیمان علیہ السلام) نے کہا کہ اے میرے پروردگار! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیرا ان نعمتوں پر شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائی ہیں۔ اور مجھے ایسے نیک کام کرنے کی توفیق دے جو تجھے پسند ہوں اور "اپنی رحمت خاص" سے مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل فرما۔

اٹھارہویں سپارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک، صالح، عبادت گزار، فرمانبردار اور شب زندہ دار لوگوں کی دعا نقل فرمائی ہے کہ "اللہ والے" اپنے رب کی رحمت کے یوں طالب ہوتے ہیں۔فرمایا۔

إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الرَّاحِمِيْنَ ○ (سورۃ مومنون آیت نمبر۱۰۹)

ترجمہ : بلاشبہ میرے بندوں میں سے ایک گروہ ایسا تھا جو کہا کرتا تھا اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے ہیں تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔

اسی سورۃ کی آخری آیت میں سرور عالم ' نبی مکرم ' رسول معظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو "طلب رحمت" کا حکم دیا گیا ہے۔ارشاد خداوندی ہے۔

وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ ○ (سورۃ مومنون آیت نمبر۱۱۸)

ترجمہ : اور اے پیغمبر! تم کہو' اے میرے رب! بخشش فرما اور رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے۔

رحمت سے مایوسی اللہ تعالٰی نے قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر "اللہ کی رحمت" سے مایوس ہونے سے منع فرمایا ہے اور انسانوں کو رحمت طلب کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

فرمایا۔

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ۔

ترجمہ : اللہ تعالٰی کی (بے پایاں) رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔ (سورۃ زمر آیت نمبر۵۳)

اللہ تعالٰی کی رحمت سے مایوسی کا اظہار کرنے والوں کو گمراہ ' ضال اور بھٹکے ہوئے فرمایا گیا ہے۔ارشاد خداوندی ہے۔

قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ (سورۃ حجر آیت نمبر۵۶)

ترجمہ : (حضرت ابراہیم علیہ السلام) نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی کی رحمت سے گمراہ اور بھٹکے ہوئے لوگوں کے سوا کوئی مایوس نہیں ہوتا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے صاحبزادوں کو "تلاش یوسف" کیلئے روانہ کرتے وقت فرمایا تھا۔

وَلَا تَايْــَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يَايْــَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (سورۃ یوسف آیت نمبر۸۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ : اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز مایوس نہ ہونا بلاشبہ اللہ کی رحمت سے تو کافر لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں۔

مستحقین رحمت قرآن مجید کی سورۃ اعراف میں اللہ تعالیٰ نے زمین میں فساد انگیزی اور دجل و فریب سے اجتناب کرنے والوں، غرور و تکبر کو دل سے نکال دینے والوں، غفلت و سستی کو دور کرنے والوں، تمام حاجات و مشکلات میں سراپا عجز و انکسار بن کر رب العٰلمین کی طرف رجوع کرنے والوں اور خوف و رجاء سے بارگاہ الٰہی میں دست سوال دراز کرنے والوں کو "محسنین" کے باوقار لقب سے یاد فرمایا ہے اور محسنین کو رحمت خداوندی کا خاص مستحق قرار دیا ہے۔ فرمایا۔

إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ (سورۃ اعراف آیت نمبر ۵۶)

ترجمہ : بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت نیکوکاروں کے ازحد قریب ہے

انہی محسنین، صابرین، قانتین، خاشعین، مومنین، صادقین اور صالحین میں سے ایک زکریا علیہ السلام ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی "خصوصی رحمت" کا ذکر سورۃ مریم کی زیر بحث آیت طیبہ میں ہے کہ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا (سورۃ مریم آیت نمبر ۲)

ترجمہ : یہ ذکر ہے تیرے رب کی اس رحمت کا جو اس نے اپنے بندے زکریا (علیہ السلام) پر فرمائی ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام پر اس "رحمت الٰہی" کا ظہور و نزول کب، کیسے اور کس طرح ہوا اس کا تفصیلی تذکرہ آئندہ آیات میں فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب پر اپنی خصوصی رحمت فرما کر ہماری مشکلات آسان فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر2

دعاءِ زکریا علیہ السلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ○ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَ یَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَ احْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ ○ اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً خَفِیًّا ○ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَھَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَ اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّ لَمْ اَکُنْ بِدُعَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا ○ وَ اِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَ کَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا ○ یَّرِثُنِیْ وَ یَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَ اجْعَلْہُ رَبِّ رَضِیًّا ○ یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ اسْمُہٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ○ قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ کَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیًّا ○ قَالَ کَذٰلِکَ قَالَ رَبُّکَ ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُکَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَکُ شَیْئًا ○ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْ اٰیَۃً قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا ○ (سورۃ مریم آیت نمبر ۳ تا ۱۰)

ترجمہ : جب اس (زکریا علیہ السلام) نے اپنے رب کو دبی آواز سے پکارا۔ عرض کی۔ اے میرے رب! میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور بڑھاپے کی وجہ سے سر بالکل سفید ہو گیا ہے اور اے میرے پروردگار! میں تجھ سے مانگ کر کبھی محروم نہیں رہا اور میں اپنے بعد اپنے رشتے داروں سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ پس تو مجھے اپنے پاس سے ایک وارث عطا فرما۔ جو میرا اور یعقوب کی آل کا وارث ہو اور اے میرے رب! اسے پسندیدہ (سیرت والا) بنا دے۔ اے زکریا! (علیہ السلام) ہم تمہیں ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہو گا اور ہم نے اس سے پہلے اس نام کا کوئی شخص پیدا نہیں کیا۔ زکریا علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! میرے لڑکا کس طرح ہو گا؟ حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہاء کو پہنچ گیا ہوں۔ فرمایا' یونہی ہو گا۔ تیرے رب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا ہے کہ یہ میرے لئے آسان ہے اور اس سے پہلے تمہیں بھی پیدا کیا تھا اور تم کچھ چیز نہ تھے۔ زکریا علیہ السلام نے عرض کی۔ میرے رب! میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما، فرمایا! تیری نشانی یہ ہے کہ تو لوگوں سے تندرستی کے باوجود تین رات تک بات نہیں کر سکے گا۔

اللہ تعالیٰ کی بے پناہ حمد و ثنا اور رسول کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پہ ان گنت درود و سلام کے بعد!

سورۃ مریم کی آیت نمبر ۳ تا آیت نمبر ۱۰ آج کے خطبہ جمعہ کا موضوع اور عنوان ہیں۔ ان آیات طیبات میں رب تعالیٰ نے جناب زکریا علیہ السلام پر اپنی "خصوصی رحمت" کی تفصیلات ذکر فرمائی ہیں جس کا تذکرہ گذشتہ آیت مبارکہ میں کیا گیا تھا۔ خداوند لم یزل کی اس بے پایاں "رحمت" کے تذکرہ سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کا مختصر تعارف کروا دیا جائے تاکہ ان کی سیرت و کردار کی روشنی میں ہم ان پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت کی وجوہات اور اسباب معلوم کر سکیں اور ان کے پاکیزہ اطوار اور پسندیدہ اعمال سے سبق حاصل کر کے ہم اپنی اصلاح کوشش کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

حضرت زکریا علیہ السلام حضرت زکریا علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر اور نبی تھے۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ جنابہ مریم سلام اللہ علیہا کے مربی، اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے والد ماجد تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے والد کے نام کے بارے میں اصحابِ سیر کے مختلف اقوال ہیں۔ جنہیں علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری صفحہ ۴۶۸ جلد ۶ میں نقل فرمایا ہے۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ آپ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ذُریّت میں سے تھے ان کے والد کا نام ادن، دان، شبوی، لُدن، یا باخیا تھا۔

بنی اسرائیل میں خدمتِ بیت المقدس ایک معزز مذہبی عہدہ تھا اور حضرت زکریا علیہ السلام اس عہدہ جلیلہ پر فائز تھے آپ ہیکل بیت المقدس کی مقدس رسوم ادا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا کرتے۔ قرآن حکیم میں آپ کو برگزیدہ پیغمبروں کی فہرست میں شمار کیا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ ○ (سورۃ انعام آیت نمبر ۸۵)

ترجمہ: اور زکریا علیہ السلام اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس علیہم السلام سب نیکوں میں سے ہیں۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ کا نام ایشاع یا الیشع تھا اور آپ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں اور انتہائی پاکباز' پارسا' نیک اور صالحہ خاتون تھیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام اپنی قوم کے مذہبی پیشوا' بیت المقدس کے محافظ اور اللہ کریم کے برگزیدہ پیغمبر ہونے کے باوجود اپنی روزی ہاتھ کی محنت سے کماتے تھے اور کسی کے دست نگر نہ تھے۔ آپ نے معاشی ضروریات کیلئے نجاری کا پیشہ اختیار کر رکھا تھا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ زَكَرِيَّا نَجَّارًا (صحیح مسلم صفحہ ۲۶۸ جلد ۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' حضرت زکریا (علیہ السلام) نجاری (بڑھئی) کا کام کرتے تھے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کا تعارف کرواتے ہوئے علامہ سید محمود احمد آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اَخْرَجَ الْحَاكِمُ وَصَحَّحَهٗ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ اٰخِرُ اَنْبِيَاءِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَهُوَ ابْنُ اٰذَرَ بْنِ مُسْلِمٍ مِنْ ذُرِّيَّةِ يَعْقُوْبَ وَاَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ ابْنُ دَانَ وَكَانَ مِنْ اَبْنَاءِ الْاَنْبِيَاءِ الَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْوَحْيَ فِيْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ (روح المعانی صفحہ ۵۹ جلد ۱۶)

ترجمہ: امام حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ بنی اسرائیل کے آخری نبی تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی ذریت سے آذر بن مسلم کے بیٹے تھے اور امام ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ دان کے بیٹے تھے اور ان انبیاء کی اولاد میں سے تھے جو بیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المقدس میں وحی الٰہی لکھنے کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔

عمران اور حنہ حضرت زکریا علیہ السلام کے زمانہ میں "عمران" ایک عابد و زاہد شخص تھے اور اسی عبادت کی وجہ سے نماز کی امامت ان کے سپرد تھی اور ان کی بیوی حنہ بھی انتہائی پارسا اور عابدہ خاتون تھیں اور وہ دونوں اپنی نیکی' خدا خوفی اور تقویٰ کی وجہ سے بنی اسرائیل میں بہت زیادہ محبوب اور مقبول تھے۔ علماءِ انساب کا اتفاق ہے کہ عمران اور حنہ دونوں کا سلسلہ نسب حضرت داؤد علیہ السلام سے جاملتا ہے۔ عمران کی اہلیہ حنہ اور حضرت زکریا علیہ السلام کی زوجہ ایشاع یا الیشع 'امام ابن حجر' امام ابن جریر اور امام ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ کے رجحان کے مطابق آپس میں بہنیں تھیں۔ (قصص القرآن صفحہ ۲۲ جلد ۴)

عمران صاحب اولاد نہ تھے اور ان کی بیوی حنہ اولاد کی شدید خواہش مند تھیں وہ دربار الٰہی میں اولاد کیلئے اکثر اوقات دست بدعا اور قبولیت دعا کی منتظر رہتی تھیں۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حنہ مکان کے صحن میں چہل قدمی کر رہی تھی کہ دیکھا ایک چڑیا اپنے بچے کو بہلا رہی ہے۔ ماں اور بچے کی محبت کا یہ منظر دیکھ کر حنہ کے دل پر چوٹ لگی' اولاد کی تمنا نے بہت جوش مارا اور حالتِ اضطراب میں بارگاہِ رب العالمین میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھا دیئے اور عرض کی۔ "اے پروردگار عالم! اسی طرح مجھے بھی اولاد کی نعمت سے نواز کہ میری اولاد بھی میرے لئے اس چڑیا کے بچے کی طرح آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہو"
(تفسیر ابن کثیر ۵۹ ۳ جلد ۱)

حضرت حنہ کے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے نکلی ہوئی یہ دعا فوراً درجہ قبولیت حاصل کر گئی کیونکہ ؎

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پَر نہیں' طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

امام ابن کثیر رحمتہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حنہ اسی رات حاملہ ہو گئیں۔ حنہ کو اس احساس و امید سے اس درجہ خوشی اور مسرت ہوئی کہ انہوں نے نذر مان لی کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میرے ہاں جو بچہ پیدا ہو گا اس کو مسجد اقصیٰ کی خدمت کیلئے وقف کردوں گی اور اس سے اپنی خدمت یا گھر کا کام نہیں لوں گی۔ قرآن مجید' آلِ عمران کی بزرگی اور حنہ کی نذر کا تذکرہ بایں الفاظ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ۝ ذُرِّیَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۳ تا ۳۵)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم' حضرت نوح' حضرت ابراہیم (علیہم السلام) اور عمران کے گھرانے کو سارے جہان والوں پر چن لیا ان میں سے بعض' بعض کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ جب عمران کی بیوی نے عرض کی' اے میرے رب! جو میرے شکم میں ہے اسے تیرے لئے آزاد کرنے کی نذر مانتی ہوں تو اسے میری طرف سے قبول فرمالے' بلاشبہ تو ہی (دعائیں) سننے والا (نیتوں کو) جاننے والا ہے

امام ابن حجر رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ابن اسحاق کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ حنہ ابھی حاملہ ہی تھیں کہ ان کے شوہر عمران انتقال کر گئے۔ (فتح الباری صفحہ ۳۶۸ جلد ۶)

ولادت مریم جنابہ حنہ کو اپنے شوہر نامدار کی وفات کا ازحد صدمہ ہوا لیکن وہ صبر و رضا سے اپنی امید بر آنے کی گھڑی کا انتظار کرنے لگیں۔ مدت حمل کے بعد جب ولادت کا مرحلہ آیا تو حنہ کو یہ معلوم کر کے کہ اللہ کریم نے اسے "لڑکی" عطا فرمائی ہے۔ حیرت ہوئی لیکن جہاں تک اولاد کا تعلق ہے یہ لڑکی بھی حنہ کیلئے لڑکے سے کم نہ تھی مگر ان کو یہ افسوس ضرور رہا کہ میں نے جو نذر مانی تھی وہ پوری نہ ہو سکے گی کیونکہ لڑکی تو بیت المقدس کی خدمت کا فریضہ کماحقہ سرانجام نہ دے سکے گی۔ مگر اللہ رب العالمین نے ان کے افسوس اور یاس کو یہ کہہ کر خوشی اور مسرت سے بدل دیا کہ ہم نے تمہاری لڑکی کو ہی قبول فرمالیا اور اسی کی وجہ سے تمہارا خاندان معزز و محترم قرار پایا۔ حنہ نے لڑکی کا نام "مریم" رکھا۔ سریانی زبان میں مریم کے معنی خادم کے ہیں چونکہ انہیں مسجد اقصیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی خدمت کیلئے وقف کردیا گیا تھا اس لئے یہی نام موزوں سمجھا گیا۔

قرآن عزیز میں ولادت مریم اور ان کی قبولیت کو معجزانہ اختصار کے ساتھ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ **فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ○ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا** (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۶-۳۷)

ترجمہ: پس اس نے اسے جنا تو بولی' اے میرے پروردگار! میں نے تو لڑکی کو جنم دیا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو اس نے جنا' لڑکا اور لڑکی ایک جیسے نہیں ہوتے اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ پس اسے اس کے رب نے بڑی اچھی قبولیت کے ساتھ قبول فرمایا اور پروان چڑھایا اسے اچھا پروان چڑھانا اور حضرت زکریا (علیہ السلام) کو اس کا نگران بنایا۔

تفسیر بالحدیث کے ماہر امام علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیات کی تفسیر میں یہ مسئلہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا اسی دن اس کا نام رکھنا بھی جائز ہے اور جنابہ مریم کے نام کے علاوہ اس مسئلہ کے مزید دلائل میں آنحضرت ﷺ کے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بھائی عبداللہ' حضرت اسید رضی اللہ عنہ کے بیٹے منذر اور ایک شخص کے بیٹے عبدالرحمٰن کے نام' ولادت کے دن رکھے جانے کی احادیث ذکر فرمائی ہیں۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۵۹ جلد ۱)

مریم زکریا کی کفالت میں جنابہ حنہ بنت فاقوذ کی نذر کے مطابق "مریم" کے متعلق یہ سوال پیدا ہوا کہ بیت المقدس کی یہ امانت کس کے سپرد کی جائے' وہ مقدس ہستیاں جو اس خدمت پر مامور تھیں ان میں سے ہر ایک خواہش مند تھا کہ اس "مقدس امانت" کا کفیل مجھے بنایا جائے مگر اس امانت کی نگرانی کا اہل حضرت زکریا علیہ السلام سے زیادہ کوئی نہ تھا کیونکہ وہ مریم کی خالہ ایشاع یا الیشع' کے شوہر اور خدائے لم یزل کے نبی اور پیغمبر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے اس لئے خدمت کیلئے سب سے پہلے انہوں نے اپنا نام پیش کیا مگر دوسرے خدام کے اصرار اور باہمی کشمکش کے باعث "قرعہ اندازی" کے ذریعے فیصلہ کرنے پر سب نے اتفاق کر لیا چنانچہ دریائے اردن پر جا کر سب نے اپنی وہ قلمیں جن سے وہ تورات لکھا کرتے تھے قرعہ اندازی کیلئے دریا میں ڈال دیں اور سوائے زکریا علیہ السلام کی قلم کے تمام قلموں کو پانی بہا کر لے گیا۔ بعض روایات کے مطابق تین دفعہ قرعہ اندازی کی گئی مگر تینوں مرتبہ حضرت زکریا علیہ السلام کی قلم ٹھہر جاتی۔ بلکہ پانی کی مخالف سمت کی طرف چڑھنے لگتی۔ مسجد سلیمانی کے خدام نے جب دیکھا کہ اس معاملہ میں حضرت زکریا علیہ السلام کو تائید غیبی حاصل ہے تو انہوں نے بخوشی اس فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور یہ "سعید امانت" حضرت زکریا علیہ السلام کے سپرد کر دی گئی۔ (تفسیر ابن کثیر ۳۶۳ جلد ۱)

قرآن مجید میں کفالت مریم کیلئے خدام کے تکرار اور قرعہ اندازی کو یوں بیان فرمایا گیا ہے۔ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۴۴)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر) آپ ان کے پاس نہ تھے جب وہ اپنی قلمیں پھینک رہے تھے کہ مریم کی کفالت کون کرے؟ اور آپ ان کے پاس اس وقت بھی نہیں تھے جب وہ اس بارے میں جھگڑا کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے "حنہ کی نذر" مقبول ہونے کی ظاہری علامت یہ مقرر فرما دی کہ ان کی تربیت 'کفالت' پرورش اور نگرانی کیلئے اپنے پیغمبر حضرت زکریا علیہ السلام کا انتخاب فرمایا اور حقیقت یہ ہے کہ کسی کامل راہنما اور شفیق مربی کا نصیب ہو جانا بھی اللہ کریم کا بہت بڑا احسان ہے کیونکہ

اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ مریم سلام اللہ علیہا کی کفالت و نگرانی کا یہ معاملہ اس لئے پیش آیا کہ وہ یتیم تھیں اور بعض نے اس کی وجہ قحط سالی بیان کی ہے۔ امام ابن کثیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رحمۃ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں کہ یہ دونوں وجہیں بھی ہو سکتی ہیں مگر ہم مولانا حفظ الرحمان سیوھاروی کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے اسے یہاں نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

"یہ دونوں باتیں اگر نہ بھی ہوتیں تب بھی کفالت کا سوال اپنی جگہ باقی رہتا۔ اس لئے کہ مریم (علیھا السلام) اپنی والدہ کی نذر کے مطابق ھیکل کی نذر ہو چکی تھیں اور چونکہ لڑکی تھیں اس لئے از بس ضروری تھا کہ وہ کسی مرد نیک کی کفالت میں اس خدمت کو سرانجام دیتیں" (قصص القرآن صفحہ ۱۱ جلد ۴)

مریم کی کرامت حضرت مریم علیھا السلام جب سن شعور کو پہنچیں تو حضرت زکریا علیہ السلام نے ان کی صنفی احترامات کا لحاظ رکھتے ہوئے مسجد سلیمانی کے قریب ایک حجرہ ان کے کیلئے مخصوص کردیا۔ حضرت مریم وہاں شب و روز عبادت الٰہی میں مصروف رہتیں اور اپنی باری پر "مسجد کی خدمت" کا فریضہ بھی سرانجام دیتیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام جب حجرہ مریم میں تشریف لے جاتے تو جنابہ مریم کے پاس بے موسم کے پھل موجود پاکر متعجب ہوتے اور سوچتے کہ گرمی کے پھل سردی میں سردی کے پھل گرمی میں بند کمرے کے اندر مریم کے پاس کیسے آجاتے ہیں؟ آخر زکریا علیہ السلام سے نہ رہا گیا اور انہوں نے دریافت فرمایا' اے مریم! تیرے پاس بے موسم پھل کہاں سے آتے ہیں؟ عابدہ و زاہدہ مریم نے عرض کی "یہ میرے پروردگار کا فضل و کرم ہے وہ جس کو چاہتا ہے بے گمان و بے حساب رزق عطا فرماتا ہے" قرآن مجید میں زکریا علیہ السلام کے سوال اور حضرت مریم کے جواب کو اس طرح نقل فرمایا گیا ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○

ترجمہ: (حضرت زکریا علیہ السلام) جب بھی مریم کے پاس جاتے تو اس کے پاس کھانے کی اشیاء موجود پاتے (ایک بار) آپ نے کہا' اے مریم! تمہارے لئے یہ رزق کہاں سے آتا ہے؟ مریم بولیں یہ اللہ کی طرف سے آتا ہے بلاشبہ اللہ تعالٰی جسے چاہتا ہے بے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

اس آیت مبارکہ سے اللہ تعالٰی کے برگزیدہ' نیک اور صالح بندوں کی کرامت کا برحق ہونا ثابت ہوتا ہے اور جمیع اہل اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ جس وقت اللہ تعالٰی چاہتا ہے تو اولیاء اللہ سے کرامت کا ظہور کردیتا ہے مگروہ کرامات' اولیاء اللہ کے اختیار سے باہر ہوتی ہیں' محض اللہ تعالٰی کی قدرت اور اختیار سے ہی کرامت ظاہر ہوتی ہے صلحاء و اولیاء اپنے اختیار سے جب چاہیں کرامت ظاہر نہیں کرسکتے۔ سچ ہے۔

خدا فرما چکا قرآن کے اندر میرے محتاج ہیں پیر و پیمبر
نہیں طاقت سوا میرے کسی میں جو کام آئے تمہاری بے کسی میں

زکریا علیہ السلام کی دعا حضرت زکریا علیہ السلام جوانی کی منزلیں طے کرنے کے بعد بڑھاپے کی وادی میں قدم رکھ چکے تھے مگر اللہ تعالٰی کی قدرت کہ اولاد کی نعمت سے محروم تھے یہ بات اللہ کریم کے اختیار میں ہے کہ جسے چاہے اولاد سے نوازے اور جسے چاہے اولاد سے محروم رکھے۔ (سورۃ شوریٰ آیت نمبر ۵۰)

حضرت زکریا علیہ السلام کو اس امر کا غم بھی تھا کہ میں بے اولاد ہوں مگر زیادہ فکر اس بات کی تھی کہ میرے خاندان میں کوئی شخص اس کا اہل نہیں کہ میرے بعد بنی اسرائیل کی رشد و ہدایت کا فریضہ سرانجام دے سکے۔ آپ کی شدید خواہش اور تمنا تھی کہ رب تعالٰی مجھے "نیک فرزند" عطا فرمادے اور میں اسکی دینی تربیت کرکے اسے اس لائق بنادوں کہ وہ میرے بعد بنی اسرائیل کی رہنمائی کرسکے۔ مگر ان کی عمر باختلاف روایات اس وقت ستر' پچھتر' ستتر' اسی' نوے' بانوے' پچانوے' اٹھانوے' ننانوے' ایک سو دس یا ایک سو بیس سال ہوچکی تھی اور آپ کی بیوی کی عمر اٹھانوے سال تھی اور وہ بانجھ ہوچکی تھیں اس لئے اسباب ظاہری کی بناء پر وہ ناامید ہوچکے تھے کہ اب اولاد پیدا ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۷۹ جلد ۱۱۔ تفسیر مظہری اردو صفحہ ۳۰۰ جلد ۷۔ فتح البیان صفحہ ۴ جلد ۶۔ فتح الباری صفحہ ۴۶۸ جلد۔ قصص القرآن صفحہ ۲۵۵ جلد ۲)

لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ اللہ تعالٰی اپنی قدرت کاملہ سے ناممکن کو ممکن بنادیتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اگر وہ مریم کو مقفل حجرے میں بے موسم پھل عطا فرما سکتا ہے تو مجھ بوڑھے کو بے موسم بیٹا کیوں نہیں دے سکتا؟ اور حضرت مریم کے ان الفاظ "هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ" (یہ بے موسم رزق اللہ کی طرف سے آتا ہے) نے آپ کے قلبِ مصفّٰی پر گہرا اثر ڈالا کیونکہ "از دل خیزد بر دل ریزد"

حضرت مریم کی اس کرامت کو دیکھ کر آپ کے دل نے فیصلہ کر لیا کہ میری ناامیدی اور مایوسی سراسر غلط ہے' مجھے اپنے رب کی رحمت سے قطعاً مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ بلاشبہ جس ذات اعلیٰ نے اپنی بندی حضرت مریم پر انعام و اکرام فرمایا ہے وہ ضرور ہم پر بھی فضل و کرم کرے گا۔ یہ سوچ کر آپ نے اسی جگہ انتہائی عاجزی و انکساری اور خشوع و خضوع سے اپنے رب کے حضور التجا کی کہ اے میرے پروردگارا اگرچہ میں بوڑھا' ضعیف' نحیف اور کمزور ہو چکا ہوں اور میری بیوی سن رسیدہ اور بانجھ ہو چکی ہے' اولاد پیدا ہونے کا عام وقت گزر چکا ہے لیکن تو کریم اور قادر ہے جو بند کمرے میں مریم کو بے موسم پھل نصیب فرماتا ہے' تیرے کرم سے کیا بعید ہے کہ تو مجھے بھی نیک بخت اور پاکباز بیٹا عطا فرما دے جو میرے دینی منصب کا وارث اور تیرے دین کا داعی ہو۔ اے میرے رب! تو ہی حاجت مندوں کی دعاؤں کو سننے والا اور ان کی ضرورتیں پوری کرنے والا ہے۔ قرآن مجید نے حضرت زکریا علیہ السلام کی اس عاجزانہ دعا کو تین مقامات پر ذکر فرمایا ہے۔ تیسرے سپارے میں فرمان الٰہی ہے۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ

(سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۸) ترجمہ : حضرت زکریا علیہ السلام نے اسی جگہ اپنے رب سے دعا مانگی' عرض کی اے میرے پروردگارا مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔ بلاشبہ تو ہی دعاؤں کا سننے والا ہے۔

قرآن حکیم کے سترہویں سپارے میں آپ کے دعائیہ کلمات یوں بیان فرمائے گئے ہیں۔ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ○ (سورۃ انبیاء آیت نمبر ۸۹) ترجمہ : اور یاد کرو زکریا علیہ السلام کو جب اس نے اپنے رب کو پکار'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اے میرے رب! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب وارثوں سے بہتر ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی اس فقیرانہ اور دردمندانہ دعا کا سورۃ مریم کی زیر بحث آیات میں خاصی تفصیل سے تذکرہ کیا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا○ ترجمہ: جب پکارا زکریا علیہ السلام نے اپنے رب کو دبی آواز سے

مخفی دعا حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا میں پوشیدگی کی مندرجہ ذیل وجوہ بیان کی گئی ہیں۔

- پوشیدہ دعا میں ریاکاری اور نمود نہیں ہوتی حضرت زکریا علیہ السلام چاہتے تھے کہ میری دعا اور ندا میں ریاکاری نہ ہو۔
- پوشیدہ دعا اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب اور قبولیت کے زیادہ قریب ہوتی ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ترجمہ: اپنے رب کو عاجزی اور پوشیدگی سے پکارو

- اللہ تعالیٰ متقی دل کو خوب جانتا اور آہستگی کی دعا کو پوری طرح سنتا ہے اس لئے "دعا خفی" ہی بہتر ہے۔
- لوگوں کے نزدیک یہ ایک انوکھی دعا تھی کوئی سن کر ملامت نہ کرے کہ زکریا علیہ السلام کس عمر میں اولاد طلب کر رہے ہیں؟
- قوم کے ڈر سے آپ نے مخفی دعا کی۔
- حضرت زکریا علیہ السلام از حد ضعیف ہو چکے تھے اور با آواز بلند دعا کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ (فتح البیان صفحہ ۴ جلد ۶۔ تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۱۰ جلد ۳)

حضرت زکریا علیہ السلام "حجرہ مریم" میں جسے عرف عام میں محراب کہا جاتا تھا میں کھڑے ہو کر حالت نماز میں عجز و نیاز میں ڈوبے ہوئے بارگاہ رب العزت میں اپنی حکایت درد کہتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا○ ترجمہ: اس (زکریا علیہ السلام) نے کہا اے میرے رب! میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور بڑھاپے کی وجہ سے میرا سر بالکل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سفید ہو گیا ہے اور اے میرے پروردگار! میں تجھے پکار کر کبھی نامراد و محروم نہیں رہا۔

طلب اور انداز طلب اللہ تعالیٰ کے عظیم المرتبت پیغمبر حضرت زکریا علیہ السلام کی "طلب اور انداز طلب" دونوں پر غور فرمائیں کہ بارگاہ الٰہی میں دست سوال دراز کرنے والوں کو کیسی تعلیم دی جا رہی ہے' پہلے اپنے عجز کا اعتراف ہے پھر اپنی بے کسی اور بے بسی کا اظہار کیا الٰہی! میری ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی ہیں میرے سر کے سارے بال پیرانہ سالی کے باعث بالکل سفید ہو چکے ہیں اور میں تیرا بندہ ہوں جسے تو نے عرصہ دراز سے اپنے لطف و کرم کا عادی بنا رکھا ہے کہ جب بھی میں نے کوئی سوال کیا تو نے اسے رد نہ کیا' جو میں نے مانگا تو نے عطا فرمایا' تیرے کرم و فضل نے ہمیشہ میری لاج رکھی اور تیری عنایات نے آج تک مجھے کبھی نامراد نہیں کیا' مجھے یقین کامل و اکمل ہے کہ حسب سابق میرے حال پر رحم فرما کر میری اس التجا کو بھی شرف قبولیت سے نواز اجائے گا کیونکہ

تیرے کرم سے اے کریم کونسی شے ملی نہیں
جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

جب اللہ تعالیٰ کی تعریف و تسبیح اور اپنی عاجزی و بے بسی کے اظہار کے باعث رحمت حق کو اپنی طرف متوجہ پایا تو اصل مدعا عرض کیا۔

وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَ كَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ۝ یَّرِثُنِیْ وَ یَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَ اجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا۔

ترجمہ : اور میں اپنے رشتہ داروں سے ڈرتا ہوں کہ وہ میرے بعد (دین ضائع نہ کریں) اور میری بیوی بانجھ ہے' پس تو مجھے اپنی طرف سے ایک وارث عطا فرما جو میرا اور خاندان یعقوب علیہ السلام کا وارث بنے' اور اے رب! اسے اپنا پسندیدہ بنا دے۔

مسئلہ وراثت انبیاء بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عام لوگوں کی طرح انبیاء کے اموال اور جائیدادیں بھی بطور میراث وارثوں میں تقسیم ہوتی ہیں اپنے نظریہ کو ثابت کرنے کیلئے انہوں نے اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے اور مندرجہ ذیل طریقے سے اپنا موقف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① وراثت کا حقیقی معنی "مالی وراثت" ہے اگرچہ اس کا اطلاق مجازاً علم اور منصب کی وراثت پر بھی ہوتا ہے لہٰذا اس آیت میں وراثت کا حقیقی معنی ہی مراد ہو گا۔

② علامہ سیوطی رحمہ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر "درمنثور" میں حضرت ابن عباس، مجاہد، عکرمہ اور ابوصالح سے اس آیت کا یہی معنی نقل کیا ہے یعنی مجھے ایسا بیٹا دے جو میرے مال کا وارث ہو۔

③ آیت کے اس معنی کو حدیث نبوی ﷺ سے بھی تائید ملتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا "اللہ میرے بھائی زکریا علیہ السلام کے حال پر رحم فرمائے، ان کے مال کا کوئی بھی وارث بنتا تو ان سے کوئی مواخذہ نہ ہوتا۔

④ علم، کسب و اکتساب سے حاصل ہوتا ہے اور اس کیلئے جدوجہد اور کوشش کرنی پڑتی ہے جبکہ وراثت میں انسان کے کسب اور جدوجہد کو کوئی دخل نہیں۔

اس کے برعکس جمہور مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ انبیاء کے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا بلکہ جو کچھ وہ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور مذکورۃ الصدر آیت کریمہ سے "مالی وراثت" مراد نہیں بلکہ "علمی میراث" مراد ہے۔ دلائل حسب ذیل ہیں۔

① آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ وَذٰلِکَ اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْھَمًا وَلَا دِیْنَارًا اِنَّمَا وَرَّثُوا الْاَحَادِیْثَ مِنْ اَحَادِیْثِھِمْ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِّنْھَا فَقَدْ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ (رواہ احمد و ابن ماجہ و الدارمی۔ تفسیر مظہری صفحہ ۱۰۳ جلد ۱)

ترجمہ: انبیاء کے وارث علماء ہیں اس لئے کہ انبیاء کسی کو درہم اور دینار کا وارث نہیں بناتے، وہ تو اپنی احادیث اور ارشادات بطور ورثہ دیتے ہیں، جس نے ان احادیث میں سے کوئی چیز حاصل کر لی اس نے نبوت کی میراث کا بڑا حصہ لے لیا۔

یہ حدیث سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی اور مسند احمد کے علاوہ شیعہ کے محدث اعظم کلینی نے بھی اپنی کتاب "الکافی" میں صحیح سند کے ساتھ حضرت امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے (روح المعانی صفحہ ۶۴ جلد ۱۶)

② لفظ وراثت کا اطلاق مالی وراثت کی طرح علم اور منصب پر بھی حقیقتاً ہوتا ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن حکیم میں اس مفہوم کو ادا کرنے کیلئے بکثرت اس لفظ کا استعمال کیا گیا ہے مثلاً ارشاد الٰہی ہے۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا (سورۃ فاطر آیت نمبر ۳۲)

ترجمہ : پھر اپنے بندوں میں سے جنہیں ہم نے چنا تھا انہیں کتاب کا وارث بنایا

دوسری جگہ فرمایا ہے۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ (سورۃ اعراف آیت نمبر ۱۶۹)

ترجمہ : ان کے بعد ان کے جانشین کتاب کے وارث ہوئے۔

ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ (سورۃ مومن آیت نمبر ۵۳)

ترجمہ : اور تحقیق ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہدایت عطا فرمائی اور بنی اسرائیل کو کتاب (تورات) کا وارث بنایا

ان تمام آیات میں وراثت سے مراد مالی وراثت نہیں بلکہ علم و حکمت ہے لہٰذا حضرت زکریا علیہ السلام کی اس دعا میں بھی وراثت سے مراد دین ' علم ' حکمت اور نبوت ہی ہے۔

③ حضرت زکریا علیہ السلام کا کوئی مال تھا ' نہ جائیداد جس کا انہیں فکر ہوتا وہ تو نجاری کے ذریعہ روزانہ کی قوت لایموت (زندہ رہنے کی غذا) حاصل کیا کرتے تھے۔ صحیح مسلم کے حوالہ سے گذشتہ سطور میں آنحضرت ﷺ کا فرمان گزر چکا ہے کہ "حضرت زکریا علیہ السلام نجاری کا کام کرتے تھے" بڑھئی ہونے کی صورت میں قرین قیاس نہیں کہ وہ کسی بڑی دولت اور جائیداد کے مالک ہوں۔

④ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا میں یہ الفاظ بھی شامل تھے "وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ" یعنی وہ بیٹا آل یعقوب کا بھی وارث ہو ' ظاہر ہے کہ کوئی ایک شخص پورے قبیلہ کی دولت کا وارث نہیں ہو سکتا ' ہر میت کے وارث اس کے لڑکے ' لڑکیاں ہی ہوا کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے وراثت سے مراد مال و دولت نہیں بلکہ علم و حکمت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اگر مالی وراثت مراد ہوتی تو حضرت زکریا علیہ السلام صرف (یَرِثُنِیْ) (وہ میرا وارث بنے گا) کہتے۔ یَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ کے کیا معنی؟

⑤ انبیاء کرام زہد و تقویٰ کے انتہائی اعلیٰ مقام پر فائز ہوتے ہیں حضرت زکریا علیہ السلام جیسے صاحب شرف و مجد پیغمبر کی ذات اس سے بالاتر ہے کہ مال و متاع کی محبت میں اسیر ہو اور اپنے مال و دولت (اگر کوئی ہو) کیلئے اللہ تعالیٰ سے وارث کا سوال کریں۔ لہٰذا حضرت زکریا علیہ السلام کی ارفع اور اعلیٰ شان کے مطابق ہی کوئی چیز ہونی چاہیے جس کا ذکر دنیا سے رخصت ہوتے وقت بھی انہیں دامن گیر ہو وہ چاہتے ہوں کہ خاندان کے افراد تو اس قابل نہیں کہ اسے سنبھال سکیں کوئی نیک بچہ پیدا ہو جائے تاکہ وہ اس وارث کو بخیر و خوبی سنبھالے اور اس کے تقاضوں کو کماحقہ پورا کرے۔

⑥ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ زکریا علیہ السلام بڑی دولت اور جائیداد کے مالک تھے اور وہ چاہتے تھے کہ اس دولت پر میرا لڑکا ہی قبضہ کرے تو یہ بات بالکل باطل ہے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر ان کے ہاں کوئی لڑکا پیدا ہو بھی جائے تو وہ میرے مال و دولت کا وارث نہ ہوگا بلکہ میرا ترکہ تو صدقہ ہو جائے گا جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔

لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ (صحیح بخاری صفحہ ۹۹۵ جلد ۲)

ترجمہ: ہمارا (یعنی انبیاء) کا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم جو کچھ چھوڑ کر جائیں وہ صدقہ ہے

امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد "ورثہ علم" ہے امام ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی مراد یہ ہے کہ میرا بیٹا بھی بڑوں کی طرح "نبی" بنے۔ حضرت امام بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "نبوت اور علم" کا وارث بنے۔ سدی کا قول ہے کہ "میری اور آل یعقوب کی "نبوت" کا وارث بنے۔

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۱۱ جلد ۳)

⑦ وہ آثار جو وراثت مال پر دلالت کرتے ہیں وہ علماء جرح و تعدیل کے نزدیک پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں اور جو احادیث پیش کی جاتی ہیں وہ مرسل ہیں جنہیں احادیث صحیحہ کے مقابلہ میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان براھین ساطعہ اور دلائل واضحہ کی بناء پر ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ اس آیت میں وراثت سے مالی وراثت نہیں بلکہ علم و حکمت کی وراثت مراد ہے۔

دعا قبول ہو گئی نبی کی دعا اور دعا بھی صرف اپنی ذات کیلئے نہیں بلکہ قوم کی راہنمائی اور رشد و ہدایت کی خاطر' فوراً قبول ہوئی اور ابھی حضرت زکریا علیہ السلام محراب میں مصروف عبادت ہی تھے کہ بحکم خداوندی فرشتوں کی جماعت نے آکر بشارت دی کہ تمہارا رب تمہیں بیٹا عطا فرمائے گا جو سردار' پاک باز' کلمہ الٰہی کی تصدیق کرنے والا اور اللہ کا برگزیدہ پیغمبر ہو گا۔ سبحان اللہ۔

قرآن عزیز حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کے مستجاب ہونے کا یوں ذکر فرماتا ہے

۔**فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ** ○ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۹)

ترجمہ : پس آواز دی ان کو فرشتوں نے جبکہ وہ محراب (عبادت گاہ) میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ آپ کو یحیٰؑ کی خوشخبری دیتا ہے جو کلمہ الٰہی کی تصدیق کرنے والا' سردار' عورتوں سے بے رغبت اور صالحین سے نبی ہو گا۔

دعاء زکریا علیہ السلام کی قبولیت کا ذکر سورۃ مریم میں اس طرح ہے۔

يَا زَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَىٰ لَمْ نَجْعَل لَّهُ مِن قَبْلُ سَمِيًّا ○

ترجمہ : اے زکریا! ہم تجھے ایک بچے کی (ولادت کی) خوشخبری دیتے ہیں اس کا نام یحیٰؑ ہو گا' ہم نے اس سے پہلے (کسی کو) اس کا ہم نام نہیں بنایا

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا میں کیسی تاثیر تھی کہ رب کائنات نے اسباب ظاہری کے تمام تقاضوں سے قطع نظر ان کے بڑھاپے اور بیوی کے بانجھ پن کے باوجود "بیٹا" عطا فرمانے کا وعدہ کر لیا اور خود نام رکھ کر آسمان سے وحی نازل فرمائی کہ **اِسْمُهُ يَحْيَىٰ** (اس کا نام یحیٰؑ ہو گا)

کسی بچے کا نام اس کا والد' کسی کا نام اس کی والدہ' کسی کا چچا' کسی کا دادا' کسی کا ماموں' کسی کا استاد اور کسی کا نام عالم دین تجویز کرتا ہے مگر آپ حضرت زکریا علیہ السلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے "فرزند" کی عظمت کا اندازہ لگائیں کہ اس کا نام دنیا کا کوئی انسان نہیں بلکہ رب دو جہان تجویز فرما رہا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہ۔

مزید توجہ فرمائیں تو ایک اور بات حضرت زکریا علیہ السلام کو دوسرے انبیاء سے ممتاز کرتی ہے کہ ہر بچے کا نام اس کی ولادت کے بعد رکھا جاتا ہے مگر زکریا کے صاحبزادے کا نام "امید" سے بھی عرصہ پہلے مقرر فرما دیا جاتا ہے کہ "اِسْمُهٗ یَحْیٰی" اس آنے والے کا نام بھی یحیٰی ہو گا۔ سبحان اللہ۔

آپ غور کرتے جائیں تو اسرار و رموز کھلتے جائیں گے کہ عام لوگ اپنے بچوں کے نام اپنے بزرگوں اور پسندیدہ شخصیات کے ناموں پر رکھتے ہیں مگر زکریا کے بیٹے کا نام "لَمْ نَجْعَلْ لَهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا" اس سے پہلے کائنات ہست و بود میں اس نام کا کوئی بچہ پیدا ہی نہیں ہوا۔" سبحان اللہ۔

ہر بچے کو تربیت اخلاق اور تہذیب اطوار کیلئے کسی درس گاہ میں بھیجا جاتا ہے وہاں اسے تعلیم سے آراستہ کیا جاتا اور اخلاق و تہذیب کا سبق دیا جاتا ہے ایک عرصہ زیر تربیت رہنے کے بعد اس میں قائدانہ صلاحیتیں پیدا ہوتیں اور اس کے مخفی جوہر کھلتے ہیں۔ مگر حضرت زکریا علیہ السلام کو دی جانے والی بشارت کا بغور مطالعہ فرمائیں تو واضح ہو گا کہ ابھی بانجھ بیوی کے ہاں بچے کا نام و نشان بھی نہیں مگر خوشخبری سنائی جا رہی ہے "مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ" (اے زکریا! تیرے گھر میں جنم لینے والا بچہ کلمہ الٰہی کی تائید و تصدیق کرنے والا، سردار، پاک باز ہو گا اور وہ بیٹا تیرا ہو گا مگر نبی میرا ہو گا۔ سبحان اللہ۔

مسرت و حیرت یہ مژدہ جاں فزاء سن کر حضرت زکریا علیہ السلام بے حد مسرور ہوئے اور از راہ مسرت و حیرت عرض کی، میرے پروردگار! یہ بشارت کیسے پوری ہو گی؟ ظاہری حالت تو یہ ہے بڑھاپے کی وجہ سے میری ہڈیاں خشک ہو گئی ہیں اور نقاہت انتہاء کو پہنچ گئی ہے۔ میری بیوی عمر رسیدہ اور بانجھ ہو چکی ہے، اسباب ظاہری (جوانی، زن و شوہر اور صحت) مفقود ہیں مگر تیری قدرت کاملہ پر پورا یقین بھی ہے۔ اے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الٰلہ! کیا مجھے شباب و جوانی عطا ہو گی اور کیا میری بیوی کا بانجھ پن دور کر دیا جائے گا؟ پیغام لانے والے نے عرض کی۔ اللہ کے پیغمبر زکریا! جس قادر مطلق نے تجھے نیست سے ہست کیا ہے وہ تجھے پیرانہ سالی میں فرزند ارجمند ضرور عطا فرمائے گا کیونکہ رب تعالیٰ کا فیصلہ اٹل ہے اسے ظاہری اسباب کی ضرورت نہیں اور ضعف پیری میں بیٹا عطا فرمانا اس کیلئے کوئی مشکل نہیں بلکہ ازحد آسان ہے۔ سورۃ مریم میں اللہ تعالیٰ حضرت زکریا علیہ السلام کا سوال و جواب ذکر فرماتے ہیں۔ **قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ کَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیًّا ○ قَالَ کَذٰلِکَ قَالَ رَبُّکَ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُکَ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ تَکُ شَیْئًا ○** ترجمہ: زکریا علیہ السلام نے کہا "اے میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہو سکتا ہے؟ جبکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں خود بڑھاپے کی انتہاء کو پہنچ گیا ہوں فرمایا "ایسے ہی ہو گا" تیرے رب نے فرمایا ہے کہ اس کبر سنی میں بچہ دینا میرے لئے آسان ہے اور میں نے اس سے قبل تمہیں بھی تو پیدا کیا تھا حالانکہ تم کچھ بھی نہ تھے۔

سورۃ آل عمران میں حضرت زکریا علیہ السلام کے سوالیہ کلمات اور ان کا جواب اس طرح بیان فرمایا گیا ہے۔ **قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِیَ الْکِبَرُ وَ امْرَاَتِیْ عَاقِرٌ قَالَ کَذٰلِکَ اللّٰهُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ** (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۴۰)

ترجمہ: زکریا علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے پروردگار! میرے ہاں لڑکا کیسے ہو گا حالانکہ مجھے بڑھاپے نے آلیا ہے اور میری بیوی بانجھ ہے فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی یہ گذارش کسی شک، تردد یا شبہ کی بناء پر نہ تھی بلکہ مزید تسلی، تشفی اور اطمینان کیلئے تھی حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"(حضرت زکریا علیہ السلام کو) انوکھی چیز مانگتے تعجب نہیں آیا جب سنا کہ (بیٹا) ہو گا تب تعجب کیا" (موضح القرآن۔ سورۃ مریم)

نشانی حضرت زکریا علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی خدایا! ایسی کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نشانی مقرر فرما جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ بشارت کے وجود میں آنے کا وقت آگیا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیری زوجہ مطہرہ کے حمل قرار پانے کی علامت یہ ہے کہ جب مقررہ وقت آئے گا تو تین روز تک بات نہ کر سکو گے بلکہ صرف اشاروں سے اپنا مطلب سمجھاؤ گے البتہ تمہاری زبان ذکر الٰہی اور تسبیح و تہلیل میں محو رہے گی اور یہ زبان بندی کسی مرض کی وجہ سے نہیں بلکہ بطور علامت اور نشانی ہو گی۔

سورۃ آل عمران میں اس نشانی کا ذکر بایں الفاظ ہے۔

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْ اٰيَةً قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۴۱)

ترجمہ: حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا' اے میرے پروردگار! میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما' فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تم تین دن تک لوگوں سے بات نہ کر سکو گے مگر اشارے سے' اور اپنے رب کا بہت ذکر کرو اور شام و صبح اس کی پاکی بیان کرو۔

سورۃ مریم میں اسی نشانی کا تذکرہ یوں ہے۔

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ○

ترجمہ: زکریا علیہ السلام نے عرض کی' اے میرے رب! میرے لئے کوئی علامت مقرر فرما' فرمایا تیری علامت یہ ہے کہ تم مسلسل تین راتیں لوگوں سے کلام نہ کر سکو گے۔

اس نشانی کا ظہور کیسے ہوا؟ حضرت یحیٰی علیہ السلام کی ولادت باسعادت کا مرحلہ کیوں کر آیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی فضل و کرم سے حضرت یحیٰی علیہ السلام کو کن خصوصیات اور اوصاف حمیدہ سے نوازا' اس کی تفصیلات آئندہ آیات میں بیان فرمائی گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ رب کائنات ہمیں قرآن فہمی کی اور اس کے مطابق عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 3

حضرت یحییٰ علیہ السلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ! اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِہٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰی اِلَیْہِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُکْرَۃً وَّعَشِیًّا ○ یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ وَّاٰتَیْنٰہُ الْحُکْمَ صَبِیًّا ○ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَکٰوۃً وَکَانَ تَقِیًّا ○ وَّبَرًّا بِوَالِدَیْہِ وَلَمْ یَکُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا ○ وَسَلٰمٌ عَلَیْہِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا ○ (سورۃ مریم آیت نمبر ۱۱ تا ۱۵)

پھر حضرت زکریا علیہ السلام عبادت خانہ سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے تو انہیں اشارہ سے سمجھایا کہ تم اپنے رب کی پاکی صبح و شام بیان کرو' اے یحییٰ! اس کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لو' اور ہم نے انہیں بچپن میں دانائی عطا فرمادی اور انہیں اپنی طرف سے نرمی اور پاکیزگی عطا فرمائی اور وہ پرہیز گار تھے اور وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والے تھے اور وہ جابر و سرکش نہ تھے اور ان پر سلامتی (اور سلام) ہے جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن وفات پائیں گے اور جس دن زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے۔

ہر قسم کی حمد و ثنا اور تعریف و تسبیح رب کائنات کیلئے ہے جس نے کائنات کا نظام چلانے کے اصول اور قواعد مقرر فرمائے اور تخلیق انسانیت کیلئے اسباب و ذرائع کا سلسلہ جاری فرمایا مگر اپنے اختیارات کے بیان و اظہار کے لئے کئی ایسے خرق عادت واقعات ظاہر فرمائے جن سے واضح ہوتا ہے کہ خالق کائنات' اسباب و علل کا محتاج نہیں بلکہ ھو علی کل شی قدیر ہے۔ اگرچہ یہ اصول و ضوابط جن کے مطابق تخلیق اور افزائش نسل کا سلسلہ جاری ہے اسی نے مقرر فرمائے ہیں مگر وہ خود ان اصولوں اور ضابطوں کے سامنے مجبور نہیں ہے بلکہ وہ جو چاہتا ہے جب چاہتا ہے اور جیسا چاہتا ہے ویسا ہی ہوتا ہے کوئی چیز اس کے ارادہ اور مشیت کے آگے رکاوٹ نہیں بن سکتی۔

اللہ تعالیٰ کی بے پناہ حمد و ثنا کے بعد ان گنت' لاتعداد اور بے شمار درود و سلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیغمبر زماں' سردار رسولاں اور سرور کون و مکاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پہ جنہوں نے ناقابل تصور تکالیف و آلام برداشت کر کے' "قدرت الہیہ" کا مسئلہ انسانیت کو سمجھایا اور راہ راست سے بھٹکی ہوئی مخلوق کو "جادہ حق" پہ گامزن فرمایا اور اشجار و احجار کے سامنے جھکنے والی قوم کو ایک خدا کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا ڈھنگ سکھایا اور سینکڑوں خداؤں کے پجاریوں کو ایک رب کے در کا سوالی بنایا اور در در' در کی خاک چھاننے والوں کو ایک معبود کے حضور جبین نیاز جھکانے کا سلیقہ سکھایا۔ آیئے اس ذات اقدس پر درود شریف پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

سورۃ مریم کی ان آیاتِ بینات میں اللہ احکم الحاکمین نے اپنے برگزیدہ پیغمبر حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت' بچپن' لڑکپن' جوانی' شباب' ان کی سیرت و کردار' اعمال و افعال' عادات و اطوار' خصائص و اوصاف' تقویٰ و طہارت' شفقت و مودت' پاکیزگی و نفاست' والدین کی خدمت و اطاعت' سرکشی و زیادتی سے اجتناب اور زندگی و موت کی تفصیلات' معجزانہ اختصار سے بیان فرمائی ہیں۔ گویا سورۃ مریم کی یہ پانچ آیات حضرت یحییٰ علیہ السلام کی سیرت کا مرقع اور آپ کے حالات زندگی کا مجموعہ ہیں۔

ولادت اور نام و نسب حضرت یحییٰ علیہ السلام' حضرت زکریا علیہ السلام کے بیٹے اور ان کی پیغمبرانہ دعاؤں کا ثمر تھے' ان کا نام بھی رب کائنات کا تجویز کردہ ہے اور ایسا نام ہے کہ اس سے قبل کسی کا یہ نام نہیں رکھا گیا جیسا کہ ارشاد الہٰی ہے۔

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝

ترجمہ : اے زکریا! ہم آپ کو ایک فرزند کی خوشخبری دیتے ہیں اس کا نام یحییٰ ہو گا کہ قبل ازیں اس نام کا کوئی شخص ہم نے پیدا نہیں کیا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ذکر قرآن حکیم کی چار سورتوں (آل عمران۔ انعام۔ مریم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

-انبیاء) میں کیا گیا ہے اور آپ کا اسم مبارک قرآنی آیات میں پانچ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ مالک بن انس رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن زکریا اور عیسیٰ بن مریم کا رحم مادر میں استقرار' ایک ہی زمانہ میں ہوا اور ثعلبی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام' حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھ ماہ قبل پیدا ہوئے۔(فتح الباری صفحہ ۳۶۸ جلد ۶)

لوقا کی انجیل میں ہے کہ جب زکریا کی بیوی الیشع کو حاملہ ہوئے چھ ماہ گزر گئے تھے تب جبرئیل علیہ السلام فرشتہ کو کنواری مریم کے پاس بھیجا گیا اور اس نے ان کو عیسیٰ کے متعلق بشارت دی۔ مریم اس سے گھبرا گئیں تو فرشتہ نے کہا خوف نہ کرو کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے۔انجیل کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

"اور دیکھ تیری رشتہ دار الیشع کے (ہاں) بھی بڑھاپے میں بیٹا ہونے والا ہے اور اب اس کو جو بانجھ کہلاتی تھی چھٹا مہینہ ہے کیونکہ جو قول خدا کی طرف سے ہے وہ ہرگز بے تاثیر نہ ہو گا"(انجیل لوقا باب نمبر ۱ آیت نمبر ۳۶-۳۷ مطبوعہ پاکستان بائیبل سوسائٹی لاہور ۱۹۸۷ء)

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام' حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھ ماہ بڑے تھے ۔ تفسیر مظہری' فتح البیان' روح المعانی' فتح القدیر وغیرہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پیدائش کے وقت شیطان کی دسترس اور کچوکے سے محفوظ رکھا یعنی شیطان ہر بچے کی ولادت کے وقت جو اثر بچے پر ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اس سے بچا لیا اور اپنی حفظ و امان میں رکھا۔

مختصر یہ کہ حضرت زکریا علیہ السلام ایک دن عبادت خانہ کے اندر یاد خدا میں منہمک و مستغرق تھے کہ آپ پر اَنْ لَا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا (تو مسلسل تین (دن) رات لوگوں سے کلام نہ کر سکے گا) کی علامت و نشانی کا ظہور ہوا اور زبان دنیوی کلام سے رک گئی۔لوگ مسجد کے باہر منتظر تھے کہ حضرت زکریا علیہ السلام اندر سے دروازہ کھولیں تو وہ اندر جا کر نماز ادا کریں کہ اچانک زکریا علیہ السلام دروازہ کھول کر باہر تشریف لائے تو چہرے کا رنگ بدلا ہوا اور زبان بات کرنے سے عاجز تھی' لوگوں نے کیفیت دریافت کی تو آپ نے انہیں اشارہ سے صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تحمید و تسبیح یا نماز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فجر اور عصر پڑھنے کا حکم فرمایا۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۳۰۴ جلد ۶۔ ترجمان القرآن از نواب صدیق الحسن خان صفحہ ۲۱ سورۃ مریم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے زمین پر لکھ کر انہیں سمجھایا اور عکرمہ رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ کاغذ پر لکھ کر بتایا (روح المعانی صفحہ ۱۷ جلد ۱۶) قرآن مجید کی اس سورۃ میں اس نشانی کے ظہور اور حضرت زکریا علیہ السلام کے اشارات کو بایں الفاظ ذکر کیا گیا ہے۔

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ○

ترجمہ: پھر وہ عبادت خانے سے نکل کر قوم کے پاس آئے تو انہیں اشارے سے سمجھایا کہ صبح و شام اللہ کی تسبیح بیان کرتے رہو۔

بشارت اور ولادت میں وقفہ پچھلی آیات کی تشریح میں وضاحت ہو چکی ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی پرسوز اور دردمندانہ التجا و استدعا کو اللہ تعالیٰ نے فوراً قبول فرمایا اور بذریعہ وحی آپ کو بیٹے کی ولادت' نبوت' منصب اور نام کی بشارت عطا فرمادی' مگر اس بشارت اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کے درمیانی عرصہ کے بارے میں مفسرین کی آراء مختلف ہیں۔ علامہ سید محمود آلوسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لَمْ تَكُنْ بَيْنَ الْبِشَارَةِ وَالْوِلَادَةِ اِلَّا اَشْهُرٌ وَقِيْلَ اِنَّهٗ رُزِقَ الْوَلَدُ بَعْدَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً مِّنْ دُعَائِهٖ وَقِيْلَ بَعْدَ سِتِّيْنَ (روح المعانی صفحہ ۶۵ جلد ۱۶) ترجمہ: بشارت زکریا اور ولادت یحییٰ کے درمیان صرف چند ماہ کا وقفہ تھا اور بعض نے کہا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کو ان کی دعا کے چالیس سال بعد بیٹا عطا فرمایا گیا اور بعض کا قول ہے ساٹھ سال بعد۔

حضرت علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَبَيْنَ هٰذِهِ الْبِشَارَةِ وَوُجُوْدِ الْغُلَامِ فِي الْخَارِجِ بِالْفِعْلِ ثَلَاثَ عَشَرَةَ سَنَةً لِاَنَّ طَلَبَ زَكَرِيَّا لِلْوَلَدِ وَالْبِشَارَةِ بِهٖ كَانَ فِيْ صِغَرِ مَرْيَمَ وَهِيَ فِيْ كَفَالَتِهٖ وَاَنَّ الْحَمْلَ بِيَحْيٰى كَانَ مُقَارِنًا لِلْحَمْلِ بِعِيْسٰى وَكَانَتْ مَرْيَمُ اِذْ ذَاكَ بِنْتَ ثَلَاثَ عَشَرَةَ سَنَةً وَاَنَّ اُمَّهٗ حَمَلَتْ بِهٖ قَبْلَ حَمْلِ مَرْيَمَ بِعِيْسٰى بِسِتَّةِ اَشْهُرٍ (فتح البیان صفحہ ۷ جلد ۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ : اس بشارت اور خارج میں لڑکے کے وجود کے درمیان تیرہ سال کا وقفہ تھا اس لئے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کا لڑکا مانگنا اور اسکی خوشخبری پانا حضرت مریم کی صغر سنی کا واقعہ ہے جب وہ آپ کی زیر کفالت تھیں اور حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے استقرار حمل کا زمانہ قریب قریب ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حمل کے وقت جنابہ مریم علیہا السلام کی عمر تیرہ سال تھی اور (حضرت یحییٰ کی والدہ) اشاع حضرت مریم علیہا السلام سے چھ ماہ قبل حاملہ ہوئی تھیں۔

حضرت یحییٰ کا بچپن حضرت زکریا علیہ السلام نے جب دعا کی تو یہ عرض کی تھی کہ اے میرے پروردگار! مجھے ذریت طیبہ عطا فرما۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرما کر حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شکل میں "فرزند صالح" عطا فرمایا جسے بچپن میں ہی علم و حکمت، عقل و دانائی اور فہم و فراست سے معمور کر دیا گیا تھا مشہور مفسر قرآن علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ۔ "حضرت یحییٰ علیہ السلام نے تین سال کی عمر میں تورات پڑھ اور سمجھ لی تھی (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۳۰۵ جلد ۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ **أُعْطِيَ الْفَهْمُ وَالْعِبَادَةُ وَهُوَ ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ قَالَ الْغِلْمَانُ لِيَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا اذْهَبْ بِنَا نَلْعَبُ فَقَالَ يَحْيَى مَا لِلَّعِبِ خُلِقْنَا اذْهَبُوا نُصَلِّي** (فتح القدیر صفحہ ۳۲۶ جلد ۳) ترجمہ : حضرت یحییٰ علیہ السلام کو فہم و دانائی اور شوق عبادت سات سال کی عمر میں عطا فرما دیا گیا تھا۔ بچے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کہتے کہ آؤ ہمارے ساتھ کھیلو تو آپ فرماتے، ہم لہو و لعب (کھیل تماشے) کیلئے پیدا نہیں کئے گئے۔ بلکہ ہماری تخلیق عبادت کیلئے ہوئی لہٰذا تم سب آؤ مل کر نماز پڑھیں۔

آج ہم اپنے بچوں کے کردار و عمل پر غور کریں اور حضرت زکریا علیہ السلام کے فرزند ارجمند حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بچپن کا مطالعہ کریں تو زمین و آسمان کا فرق اور مشرق و مغرب کا بعد نظر آئے گا۔ ہم سب کو کوشش کرنی چاہیے کہ اپنے بچوں کو نماز کی طرف راغب کریں۔ نیکی کی تلقین کریں۔ اچھے اخلاق سکھائیں۔ برائی سے نفرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلائیں، قرآن عزیز کی تعلیم دلوائیں اور اللہ تعالیٰ سے خصوصی دعا کریں کہ وہ اپنے خاص فضل و کرم سے ہمارے بچوں کی اصلاح فرمائے۔ آمین

ہمارے بچوں کو ٹی وی، وی سی آر، سینما بینی، فحاشی، عریانی اور بے حیائی نے بے دین، بد عمل، بد خلق، بد کردار اور بد اطوار بنا دیا ہے کہ اکثر والدین اپنے بچوں کے بارے میں فکر مند و پریشان نظر آتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے بچوں کی کڑی نگرانی کریں اور انہیں صغر سنی میں ہی اسلامی اخلاق و آداب کا پابند بنائیں اور بچپن میں ہی انہیں قرآن کریم پڑھانے کی کوشش کریں۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بچپن کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ **مَنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ قَبْلَ اَنْ يَّحْتَلِمَ فَهُوَ مِمَّنْ اُوْتِيَ الْحُكْمَ صَبِيًّا** (فتح البیان صفحہ ۱۱ جلد ۶ زاد المسیر صفحہ ۲۱۳ جلد ۵) ترجمہ : جس نے بلوغت سے قبل قرآن مجید پڑھ لیا تو وہ ان میں سے ہو گیا جنہیں بچپن میں دانائی عطا فرمائی گئی (جیسے حضرت یحییٰ علیہ السلام)

قرآن عزیز کی سورۃ مریم میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بچپن کا ذکر بایں الفاظ کیا گیا ہے۔ **وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا** ○ ترجمہ : اور ہم نے اسے بچپن ہی میں علم و حکمت عطا فرما دی۔

دعوت و تبلیغ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اس کتاب "تورات" پر مضبوطی سے عمل کریں اور اسی کے مطابق لوگوں کی رشد و ہدایت کیلئے دعوت و تبلیغ کا فریضہ سر انجام دیں چنانچہ آپ نے بنی اسرائیل میں دعوت و ارشاد کا سلسلہ شروع کیا اور ملک کے گوشہ گوشہ میں جا کر لوگوں کو پیغام حق سنایا اور انہیں گناہوں سے تائب ہونے کی تلقین کی۔ بے شمار لوگ آپ کی تبلیغ کی برکت سے راہ راست پر آ گئے اور انہوں نے فسق و فجور کی زندگی ترک کر کے زہد و تقویٰ کو اپنا شعار بنا لیا آپ نے قوم کے ہر طبقہ کو ان کی خامیوں اور کوتاہیوں پر متنبہ کیا۔ علماء بنی اسرائیل کو جو دنیوی مفاد کی خاطر احکام الٰہی میں تحریف کرتے ہوئے کوئی عار محسوس نہ کرتے تھے، آپ نے سختی سے جھنجھوڑا اور دین حق کی پیروی اختیار کرنے کا سبق دیا آنحضرت ﷺ نے حضرت یحییٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علیہ السلام کی تبلیغی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

"اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پانچ باتوں کا خصوصیت سے حکم فرمایا تھا کہ وہ خود بھی ان پر عمل پیرا ہوں اور بنی اسرائیل کو بھی ان کی تبلیغ و تلقین کریں۔ قریب تھا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ان امور خمسہ کی تلقین میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ باتوں پر عمل کرنے اور ان باتوں کا بنی اسرائیل کو حکم دینے کا پابند فرمایا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں بنی اسرائیل کو ان باتوں کی تلقین و نصیحت کر دوں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر میں تمہیں اجازت دے دوں اور خود اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل نہ کروں تو مجھے خوف ہے کہ کہیں مجھ پر اللہ کا عذاب نہ آ جائے یا میں زمین میں نہ دھنسا دیا جاؤں۔" فَجَمَعَ النَّاسَ فِيْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَامْتَلَأَ وَقَعَدُوْا عَلَى الشُّرَفِ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ أَعْمَلَ بِهِنَّ وَآمُرَكُمْ أَنْ تَعْمَلُوْا بِهِنَّ أَوَّلُهُنَّ أَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَإِنَّ مَثَلَ مَنْ أَشْرَكَ بِاللّٰهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اِشْتَرٰى عَبْدًا مِنْ خَالِصِ مَالِهِ بِذَهَبٍ أَوْ وَرِقٍ فَقَالَ هٰذِهِ دَارِيْ وَهٰذَا عَمَلِيْ فَاعْمَلْ وَأَدِّ إِلَيَّ فَكَانَ يَعْمَلُ إِلٰى غَيْرِ سَيِّدِهِ فَأَيُّكُمْ يَرْضٰى أَنْ يَكُوْنَ عَبْدُهُ كَذٰلِكَ؟

ترجمہ: الغرض، حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس میں جمع کیا جب مسجد بھر گئی اور لوگ اونچے مقامات پر بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ باتوں کا حکم دیا ہے کہ میں خود ان پر عمل کروں اور تمہیں ان پر عمل کرنے کا حکم دوں پہلا حکم یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ ذرا بھی شرک نہ کرو۔ جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اپنے خالص مال سونے یا چاندی سے غلام خریدے پھر اس سے کہے کہ یہ میرا گھر اور یہ میرا کام ہے لہٰذا میرے لئے کام کرو اور اپنی کمائی مجھے ادا کرتے رہو تو وہ غلام کام کرے مگر اپنے آقا کے علاوہ دوسرے کا کام کرے تو تم میں سے کوئی غلام کی ایسی حرکت کو پسند کرتا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا سمجھ لو کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا اور وہی تمہیں رزق دیتا ہے تو تم بھی صرف اسی کی پوجا کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ' دوسرا حکم یہ ہے کہ تم توجہ اور خشوع و خضوع سے نماز ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہاری طرف متوجہ رہے گا جب تک تم نماز میں کسی دوسری جانب توجہ نہ کرو گے۔ تیسرا حکم یہ ہے کہ روزے رکھو کیونکہ روزہ دار کی مثال اس شخص جیسی ہے جو کسی جماعت میں بیٹھا ہو اور اس کے پاس مشک کی تھیلی ہو اسے سب پسند کرتے ہیں یا اسکی خوشبو سب کو اچھی لگتی ہے اور روزہ دار کے منہ کی بو (جو خالی معدہ سے اٹھتی ہے) اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاک ہے۔ چوتھا حکم یہ ہے کہ صدقہ دیا کرو کیونکہ صدقہ دینے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جسے دشمن نے قید کر کے اس کے ہاتھوں کو گردن سے باندھ دیا ہو اور قتل گاہ کی طرف لے جایا جا رہا ہو۔ تو وہ یہ کہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ میں مال دے کر اپنی جان چھڑا لوں؟ اثبات میں جواب پا کر وہ فدیہ دے کر جان چھڑا لے۔ اور پانچواں حکم یہ ہے کہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو کیونکہ ذکر الٰہی میں مشغول رہنے والے کی مثال اس شخص جیسی ہے جو دشمن سے بھاگ رہا ہو اور دشمن تیزی سے اس کا تعاقب کر رہا ہو تو وہ شخص بھاگ کر کسی مضبوط قلعہ میں محفوظ ہو جائے۔

كَذٰلِكَ الْعَبْدُ لَا يُحْرِزُ نَفْسَهُ مِنَ الشَّيْطٰنِ اِلَّا بِذِكْرِ اللّٰهِ (جامع ترمذی صفحہ ۱۱۳ جلد ۲)

ترجمہ: اسی طرح بندہ اپنے نفس کو شیطان سے نہیں بچا سکتا مگر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام احکام الٰہی کی تبلیغ و اشاعت میں ایسے مستعد اور بے دھڑک تھے کہ اگر بادشاہ کوئی غلط کام کرتا تو اسے بھی شریعت کی پابندی کا وعظ فرماتے۔ آپ کی شہادت کا المناک واقعہ بھی دین کی دعوت و تبلیغ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی وجہ سے رونما ہوا۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو مضبوطی سے کتاب تھامنے اور اس کی تبلیغ کرنے کا حکم اس طرح بیان فرمایا گیا ہے۔

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَّاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝ ترجمہ: (خدا کا حکم ہوا) اے یحییٰ!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب الٰہی کو مضبوطی سے پکڑلو اور ہم نے اسے بچپن میں ہی دانائی عطا فرمادی۔

زہد و تقویٰ حضرت یحییٰ علیہ السلام نیکوں کے سردار' زہد وورع میں بے مثال' انتہائی متقی اور پرہیزگار شخص تھے۔ ان کا دن دعوت و تبلیغ میں اور رات عبادت و ریاضت میں گزرتی تھی۔ آپ ہروقت یادِ خدا میں مشغول اور فکر آخرت میں مستغرق رہتے تھے رقت اور خشیت الٰہی کا یہ عالم تھا کہ مسلسل رونے کی وجہ سے ان کے دونوں رخساروں پر گڑھے پڑ گئے تھے۔ وَ كَانَتِ الدُّمُوْعُ اتَّخَذَتْ مَجْرٰى فِىْ وَجْهِهٖ (روح المعانی صفحہ ۸۳ جلد ۱۶) ترجمہ: اور آنسوؤں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر اپنا راستہ بنالیا تھا۔

آپ کے پاس درہم و دینار یا لونڈی و غلام جیسی کوئی چیز نہ تھی بلکہ آپ معمولی ضروریات زندگی سے بھی بے نیاز تھے۔ علماء تفسیر نے بیان کیا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی زندگی کا وافر حصہ صحرا میں بسر ہوا' وہ جنگلوں میں خلوت نشین رہتے اور درختوں کے پتے کھاکر گزارہ کرتے تھے۔ آپ قبرستان میں جاکر احوال قبر پر غور فرماتے اور عذاب قبر کا تصور کرکے ازحد پریشان اور غمگین ہوجاتے تھے۔

"ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک ویران قبرستان میں جاپہنچے تو دیکھا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام ایک نئی قبر کھود کر اس میں بیٹھے زاروقطار رو رہے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا۔ اے میرے فرزند! میں تمہیں تین دن سے تلاش کرتا پھر رہا ہوں اور تم اس قبر میں بیٹھے رو رہے ہو۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بصد ادب و احترام عرض کی۔ والد محترم! آپ نے ہی تو بتایا ہے کہ "دوزخ اور جنت کے درمیان کا فاصلہ خشیت الٰہی سے آنسو بہائے بغیر طے نہیں ہوسکتا" حضرت زکریا علیہ السلام اپنے بیٹے کی بات سن کر ازحد متاثر ہوئے اور ان کی آنکھوں سے بھی بے ساختہ آنسو رواں ہوگئے۔ (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۴۰۴ جلد ۲)

بے گناہی اور پاکدامنی حضرت یحییٰ علیہ السلام انتہائی پارسا' شریف النفس' بے گناہ'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکدامن انسان اور اپنے والد کی طرح اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے۔ آپ دوسرے انبیاء کی طرح معصوم عن الخطاء اور غلطیوں سے مبرا تھے۔ مگر آپ کا یہ وصف آپ کو دیگر انبیاء سے ممتاز کر دیتا ہے کہ آپ "حصور" کے مقام رفیع پر فائز تھے۔ قرآن مجید آپ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۹)

ترجمہ: (حضرت یحییٰ علیہ السلام) کلمہ الٰہی (عیسیٰ علیہ السلام) کی تصدیق کرنے والے اور سردار اور عورتوں سے بے رغبت اور نیکو کاروں میں سے نبی ہیں۔

علماء تفسیر سے "سید" کے مختلف معنی منقول ہیں مثلاً حلیم۔ عالم۔ فقیہ۔ دین و دنیا کا سردار، شریف، پرہیزگار، اللہ کا پسندیدہ اور برگزیدہ، یہ سارے معانی اپنی جگہ درست ہیں اور حضرت یحییٰ علیہ السلام ان تمام اوصاف سے متصف تھے۔

اسی طرح "حصور" کے مختلف معنی مذکور ہیں (۱) وہ شخص جو عورت کے قریب تک نہ گیا ہو (۲) جو ہر قسم کی معصیت سے محفوظ ہو (۳) جس کے دل میں معصیت اور گناہ کا تصور بھی نہ گزرتا ہو (۴) جو شخص اپنے نفس پر پوری طرح قابو رکھتا ہو اور خواہشات نفس کو روکتا ہو (۵) جس کے ہاں اولاد نہ ہو۔

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ سب معانی ایک ہی حقیقت کی مختلف تعبیریں ہیں اس لئے کہ لغت میں "حصر" کے معنی رکاوٹ کے ہیں اور حصور اسم فاعل مبالغہ کا صیغہ ہے لہٰذا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جن امور سے رکنا ضروری ہے ان سے رکنے والا "حصور" ہے اور اس لحاظ سے حضرت یحییٰ علیہ السلام موصوف بہمہ صفت ہیں اس لئے مسطورہ بالا تمام معانی بیک وقت ان پر صادق آتے ہیں۔

بعض کے نزدیک "حصور" کے معنی قوت مردمی سے محروم کے ہیں مگر اس جگہ یہ معنی قطعاً باطل اور لغو ہے اس لئے کہ یہ مرد کیلئے مدح نہیں بلکہ نقص اور عیب ہے چنانچہ اس بناء پر علماء محققین نے اپنی تفاسیر میں اس معنی کو مردود قرار دیا ہے۔ (قصص القرآن صفحہ ۲۶۵ جلد ۲) حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طہارت نفس، پاکیزگی، بے گناہی اور پاک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دامنی نبی کریم ﷺ کی زبان حق ترجمان نے یوں بیان فرمائی۔
عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُلُّ بَنِی اٰدَمَ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَہٗ ذَنْبٌ اِلَّا مَا کَانَ مِنْ یَحْیَی بْنِ زَکَرِیَّا۔ وَقَالَ قَتَادَۃُ اَنَّ یَحْیٰی لَمْ یَعْصِ اللّٰہَ تَعَالٰی قَطُّ بِصَغِیْرَۃٍ وَلَا کَبِیْرَۃٍ وَلَا ھَمَّ بِاِمْرَءَۃٍ (تفسیر قرطبی صفحہ ۸۷ جلد ۱۱)

ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا' قیامت کے دن ہر شخص کوئی نہ کوئی گناہ لے کر آئے گا مگر حضرت زکریا علیہ السلام کے بیٹے حضرت یحیٰی علیہ السلام کا کوئی گناہ نہ ہوگا اور قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت یحیٰی علیہ السلام نے کبھی کوئی نافرمانی نہیں کی اور نہ کوئی چھوٹا بڑا گناہ کیا اور نہ ہی کسی عورت کا ارادہ کیا۔

قرآن میں اوصاف یحیٰی اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کی معلومات اور عبرت و نصیحت کیلئے قرآن مجید میں حضرت یحیٰی علیہ السلام کے بارہ اوصاف حمیدہ اور اطوار پاکیزہ کا تذکرہ فرمایا ہے جن میں چار سورۃ آل عمران میں اور آٹھ سورۃ مریم میں فرمائے گئے ہیں۔

سورۃ آل عمران میں فرمان خداوندی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقًا بِکَلِمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَسَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۹)

ترجمہ : بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں یحیٰی علیہ السلام کی بشارت دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی تصدیق کرنے والا اور سردار اور پاک باز اور نیکوں میں سے نبی ہوگا۔

① **عیسٰی کے مصدق** : کلمۃ اللہ سے مراد حضرت عیسٰی علیہ السلام ہیں۔ کیونکہ ان کی بن باپ کے پیدائش ان کے متعلق کئی قسم کے الزامات تراشنے کا سبب بننے والی تھی اس لئے ان کی تقدیس و عظمت بیان کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی حضرت یحیٰی علیہ السلام کو پیدا فرمادیا اور انہیں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی تصدیق و تائید کیلئے مقرر فرما دیا۔ غرض حضرت یحیٰی علیہ السلام کی زندگی کا سب سے بڑا کام یہی تھا کہ وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی بعثت کی خوشخبری سناتے اور ان کی آمد سے قبل رشد و ہدایت کیلئے زمین ہموار کرتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② **سیدا :** جیسا کہ ابھی ذکر ہوا کہ سید کے معنی عالم' فقیہ' حلیم و بردبار' متقی' پرہیز گار' اعلیٰ اخلاق کا مالک' دین و دنیا کا سردار' عبادت گزار' شریف النفس' کریم الطبع اور اللہ کا پسندیدہ کے ہیں۔(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۶۱ جلد ۱)

یہ تمام خوبیاں اور اوصاف و خصائص حضرت یحییٰ علیہ السلام میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔

③ **حصورا :** اسکی تشریح و تفسیر بھی گذشتہ سطور میں ذکر ہو چکی ہے کہ اس سے مراد حضرت یحییٰ علیہ السلام کا پاکباز اور بے گناہ ہونا ہے۔

④ **نبی :** حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنے والد بزرگوار کی طرح اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی تھے اور ان کا نام بھی بڑی عظمت و ندرت والا اور رب العالمین کا فرمودہ تھا۔ قرآن حکیم میں ان کو اولوالعزم انبیاء کی فہرست میں شمار کیا گیا ہے فرمان خداوندی ہے۔

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ ۖ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝ (سورۃ انعام آیت نمبر ۸۵)

ترجمہ : اور حضرت زکریا' اور حضرت یحییٰ' حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس علیہم السلام' سب نیکو کار تھے۔

سورۃ مریم کی زیر بحث آیات میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی جن خوبیوں اور خصائص کا ذکر آیا ہے وہ حسب ذیل ہیں

⑤ **معلم تورات :** حضرت یحییٰ علیہ السلام کو تورات پر پوری تندہی سے عمل کرنے' اس کا علم حاصل کرنے اور اس کے احکام کی تبلیغ کا حکم دیا گیا۔ آپ نے اوائل عمر میں ہی "تورات" کا پوری طرح علم حاصل کر لیا' اس کے مسائل و احکام پر پوری دسترس حاصل کر لی اور شہروں کے علاوہ دور افتادہ صحراؤں اور دشوار گزار پہاڑوں میں جا کر تورات کی تبلیغ و تعلیم کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ يَا يَحْيَىٰ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ۔ ہم نے کہا اے یحییٰ! اس کتاب (تورات) کو مضبوطی سے پکڑ لو۔

① **بچپن میں دانا :** حضرت یحییٰ علیہ السلام کو صغر سنی اور بچپن میں ہی علم و حکمت اور فہم و فراست عطا فرمادی گئی تھی تفسیر مظہری میں ہے کہ آپ نے تین سال کی عمر میں کتاب الٰہی تورات کو پڑھ اور سمجھ لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔ وَ آتَيْنَاهُ الْحُكْمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَبِيًّا- ترجمہ : اور ہم نے ان (یحییٰ علیہ السلام) کو بچپن میں دانائی عطا فرمادی

"حکم" کے معنی میں مفسرین کے اقوال مختلف ہیں- امام مجاہد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس سے "فہم" مراد ہے- امام حسن بصری علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ "دانائی و عقل" مراد ہے- امام ابن سائب علیہ الرحمہ کا خیال ہے کہ "علم" اور ابو سلیمان دمشقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "تورات کا حفظ و علم" مراد ہے- (زاد المسیر صفحہ ۲۱۳ جلد ۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما "حکم" سے مراد "نبوت" لیتے ہیں اور امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ اس سے مراد فہم، علم، وقار، سکون، نیکیوں پر متوجہ ہونا اور اعمال صالحہ کی کوشش کرنا ہے (مواہب الرحمٰن صفحہ ۷۶ جلد ۵)

یہ تمام اوصاف حضرت یحییٰ علیہ السلام کو کم سنی یعنی دو سے سات سال کی عمر میں ہی عطا فرما دیئے گئے تھے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ (یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے)

امام محمد بن علی شوکانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں بعض کا قول لکھا ہے کہ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کو يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ کا حکم دیا گیا اس وقت ان کی عمر دو یا تین سال تھی- (فتح القدیر صفحہ ۳۲۵ جلد ۳)

⑦ رحم دل : اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ایک خوبی یہ بیان فرمائی ہے کہ "ہم نے انہیں مہربان و رحم دل پیدا فرمایا- فرمان الٰہی ہے- وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا- ترجمہ : اور ہم نے اس (یحییٰ علیہ السلام) کو اپنی طرف سے مہربانی عطا فرمائی- جمہور مفسرین کے مطابق "حنان" کا معنی رحمت، شفقت، رقت، عاطفت اور محبت ہے اور یہ سب الفاظ معنی کے لحاظ سے قریب قریب ہیں- لفظ "حنان" حَنِيْنُ النَّاقَةِ عَلٰى وَلَدِهَا (اونٹنی کا اپنے بچے پر مہربانی کرنا) سے ماخوذ ہے-

ابو عبید رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اہل عرب بولتے ہیں حَنَانَكَ يَا رَبِّ (اے میرے رب! میں تیری رحمت چاہتا ہوں- ابن عربی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اگر حنان کو تشدید سے "حنّان" پڑھا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ "حنان" سے مراد وہ امور ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بارہ میں عظیم واقع ہوں جیسا کہ زید بن عمرو بن نفیل نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مشرکین مکہ کی طرف سے سخت اذیت اور تکلیف میں مبتلا دیکھ کر مشرکوں سے مخاطب ہو کے کہا تھا وَاللّٰہِ لَئِنْ قَتَلْتُمْ ھٰذَا الْعَبْدَ لَاَتَّخِذَنَّ قَبْرَہٗ حَنَانًا (بخدا! اگر تم نے اس غلام (بلال) کو قتل کر دیا تو میں اس کی قبر کو حنان بناؤں گا۔ یعنی اس کی شہادت کو "امر عظیم" جانوں گا کہ اس نے توحید خداوندی کے اقرار کی پاداش میں جان دے دی۔ (فتح البیان صفحہ ۱۲ جلد ۶)

⑧ **پاکباز** : حضرت یحییٰ علیہ السلام کی نفاست' لطافت اور پاکیزگی کو قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے ارشاد ربانی ہے۔ وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَکٰوۃً۔ ترجمہ : اور ہم نے اسے (یحییٰ) کو اپنی طرف سے نرمی اور نفس کی پاکیزگی عطا فرمائی۔

زکواۃ کے معنی تطہیر' برکت' نیکی اور پاک دامنی ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ اس سے مراد اطاعت۔ اخلاص عمل صالح اور طہارت ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام "زکواۃ" کے ان معانی کی تمام خوبیوں سے متصف اور مزین تھے۔

⑨ **متقی** : حضرت یحییٰ علیہ السلام "تقویٰ" کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے اور تقویٰ کے تمام متعلقات سے بخوبی واقف اور باخبر تھے۔ آپ کے زہد و تقویٰ اور خشیت الٰہی کی چند مثالیں گذشتہ اوراق میں تحریر کی جا چکی ہیں آپ اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار' فرمانبردار اور شب زندہ دار انسان تھے۔ گناہ کرنا تو بڑی دور کی بات ہے آپ نے کبھی معصیت و نافرمانی کا تصور بھی نہیں کیا تھا۔ فرمان خدا ہے۔ وَکَانَ تَقِیًّا اور وہ یحییٰ پرہیزگار تھے۔

⑩ **والدین کے خدمت گزار** : حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ایک وصف قرآن مجید میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ اپنے والدین کے فرمانبردار' خدمت گزار اور اطاعت شعار تھے وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ لطف و نرمی کا برتاؤ کرتے ان پر احسان فرماتے اور ان کی خدمت بجالاتے تھے۔

حقوق العباد میں سب سے افضل اور اولین حق' ماں باپ کا ہے ان کی خدمت و اطاعت کے علاوہ ان کی زیارت بھی باعث اجر و ثواب ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔مَامِنْ وَلَدٍبَارٍّ يَنْظُرُ اِلٰى وَالِدَيْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَبْرُوْرَةً قَالُوْا وَاِنْ نَظَرَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ قَالَ نَعَمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَطْيَبُ (بیہقی۔مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۴۲۱)

ترجمہ : جو نیک لڑکا اپنے والدین کو نظر رحمت سے دیکھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ہر دفعہ دیکھنے کے بدلے ایک مقبول حج کا ثواب عطا فرمائے گا۔ صحابہ نے کہا کہ اگرچہ وہ ہر روز سو بار دیکھے۔ آپ نے فرمایا ہاں اور اللہ سب سے بڑا اور پاکیزہ تر ہے۔

حضرت یحیٰی علیہ السلام کے اس وصف کو قرآن ان الفاظ سے ذکر فرماتا ہے۔وبرا بوالدیہ (حضرت یحیٰی علیہ السلام اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے تھے)

11 متکبر نہ تھے : حضرت یحی علیہ السلام انتہائی متواضع اور حلیم تھے ان میں تکبر' نخوت اور غرور کا نام و نشان نہ تھا۔ نرم خوئی اور حلم و بردباری انبیاء کی صفات اور مومنین کا شیوہ ہیں۔اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو حکماً" فرمایا۔

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ○ (سورۃ حجر آیت نمبر۸۸)

ترجمہ : اور مومنوں کیلئے اپنے بازو جھکائے رکھ یعنی تواضع سے پیش آ۔

12 نافرمان نہ تھے : قرآن حکیم میں حضرت یحیٰی علیہ السلام کا بارھواں وصف یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور والدین کے نافرمان نہ تھے بلکہ فرمانبرداری' وفا شعاری اور اطاعت گزاری ہی ان کی زندگی کا نصب العین اور لائحہ عمل تھا۔ فرمان خداوندی ہے۔وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا○ ترجمہ : حضرت یحیٰی علیہ السلام متکبر اور نافرمان نہ تھے۔اللہ تعالیٰ سے بصمیم قلب دعا ہے کہ وہ آج کے مسلمانوں کو یہ عادات حسنہ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

شہادت اور اسباب شہادت حضرت یحیٰی علیہ السلام کی المناک شہادت کے بارے میں متعدد روایات منقول ہیں جنھیں امام ابن کثیر رحمتہ اللہ تعالیٰ نے "البدایہ والنہایہ" میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ نیز آپکے قتل کے کئی وجوہ اور اسباب بھی ذکر فرمائے ہیں۔ جن کا حاصل یہ ہے کہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① بادشاہ وقت کی خواہش تھی کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام سے قریبی تعلق قائم کرے اور اس خواہش کی تکمیل کیلئے اس نے آپ سے کہا کہ "میرے حرم کی عورتوں میں سے کسی کو پسند کر کے اس سے شادی کرلیں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے انکار پر وہ آپ کا دشمن ہوگیا اور اپنے سپاہیوں سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کروادیا۔

② حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنے زمانہ کے انتہائی حسین و جمیل' خوبرو اور خوش شکل انسان تھے۔ بادشاہ کی بیوی آپ پر فریفتہ ہوگئی اور اس نے آپ کو "آمادہ گناہ" کرنے کیلئے خلوت میں طلب کیا آپ کے انکار پر اس نے "شاہی حکم سے روگردانی" کا بہانہ بنا کر آپ کو بادشاہ کے ہاتھوں بیت المقدس کے اندر عین حالت نماز میں شہید کروادیا۔

③ حاکم دمشق کی مطلقہ بیٹی سے اس کا خاوند رجوع کرنا چاہتا تھا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام سے فتویٰ طلب کیا گیا تو آپ نے رجوع نہ کرنے کا فتویٰ جاری کیا جس سے اس لڑکی کی ماں یعنی دمشق کے حکمران کی بیوی آگ بگولہ ہوگئی اور حاکم دمشق کو مجبور کر کے آپ کو قتل کروادیا۔ (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۴۰۵ تا ۴۰ جلد ۲)

ان تاریخی روایات سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے "مقتل" کے بارے میں اختلاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو عرہ بیت المقدس میں قتل کیا گیا یا دمشق میں شہید کیا گیا۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رقم طراز ہیں کہ

"اس بارے میں کوئی فیصلہ کن شہادت مہیا نہیں ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا مقتل کونسا مقام ہے" (قصص القرآن صفحہ ۲۷۳ جلد ۲)

مرقس کی انجیل میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ یوں بیان کیا گیا ہے کہ

"اور ہیرودیس بادشاہ نے اس کا (یحییٰ) کا ذکر سنا کیونکہ اس کا نام مشہور ہوگیا تھا اور اس نے کہا کہ یوحنا (یحییٰ) بتیسمہ دینے والا مردوں میں سے جی اٹھا ہے اس لئے اس سے معجزے ظاہر ہوتے ہیں۔ مگر بعض کہتے تھے کہ ایلیاہ ہے اور بعض یہ کہ نبیوں میں سے کسی کی مانند ایک نبی ہے مگر ہیرودیس نے سن کر کہا کہ یوحنا جس کا سر میں نے کٹوایا وہی جی اٹھا ہے۔ کیونکہ ہیرودیس نے آپ آدمی بھیج کر یوحنا (یحییٰ) کو پکڑوایا اور اپنے بھائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فلپس کی بیوی ہیرودیاس کے سبب سے اسے قید خانہ میں باندھ رکھا تھا کیونکہ ہیرودیس نے اس سے بیاہ کر لیا تھا اور یوحنا (یحیی) اس سے کہا تھا کہ بھائی کی بیوی کو رکھنا تجھے روا نہیں۔ پس ہیرودیاس اس سے دشمنی رکھتی اور چاہتی تھی کہ اسے قتل کرائے مگر نہ ہوسکا کیونکہ ہیرودیس یوحنا کو راستباز اور مقدس آدمی جان کر اس سے ڈرتا اور اسے بچائے رکھتا تھا اور اس کی باتیں سن کر بہت حیران ہوجاتا تھا مگر سنتا خوشی سے تھا اور موقع کے دن جب ہیرودیس نے اپنی سالگرہ میں اپنے امیروں اور فوجی سرداروں اور گلیل کے رئیسوں کی ضیافت کی اور اس ہیرودیاس کی بیٹی اندر آئی اور ناچ کر ہیرودیس اور اس کے مہمانوں کو خوش کیا تو بادشاہ نے اس لڑکی سے کہا جو چاہے مجھ سے مانگ میں تجھے دوں گا اور اس سے قسم اٹھائی کہ جو تو مجھ سے مانگے گی اپنی آدھی سلطنت تک تجھے دوں گا اس نے باہر جا کر اپنی ماں سے کہا کہ میں کیا مانگوں؟ اس نے کہا یوحنا بپتسمہ دینے والے کا سر۔ وہ فی الفور بادشاہ کے پاس جلدی سے اندر آئی اور اس سے عرض کی میں چاہتی ہوں کہ تم یوحنا بپتسمہ دینے والے کا سر ایک تھال میں ابھی مجھے منگوا دے۔ بادشاہ بہت غمگین ہوا مگر اپنی قسموں اور مہمانوں کے سبب سے اس سے انکار کرنا نہ چاہا۔ پس بادشاہ نے فی الفور ایک سپاہی کو حکم دے کر بھیجا کہ اس (یوحنا) کا سر لائے۔ اس نے جا کر قید خانہ میں اس کا سر کاٹا اور ایک تھال میں لا کر لڑکی کو دیا اور لڑکی نے اپنی ماں کو دیا پھر اس کے شاگرد سن کر آئے اور اس کی لاش اٹھا کر قبر میں رکھی۔ (آیت نمبر ۱۴ تا ۲۹ صفحہ ۶۹، ۷۰) مطبوعہ بائیبل سوسائٹی لاہور ۱۹۸۷ء)

قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر یہودیوں کی بدعنوانیوں فتنہ پردازیوں سرکشیوں اور سازشوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور پیغمبروں کو بھی قتل کرنے سے باز نہ آئے۔ آیت قرآنی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۲۱)

ترجمہ: بلاشبہ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور انبیاء کو ناحق قتل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں اور لوگوں میں سے عدل کا حکم دینے والوں کو قتل کرتے ہیں انہیں دردناک عذاب کی خبر سنادو۔

مسند ابی حاتم میں ہے کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب کسے ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

رَجُلٌ قَتَلَ نَبِيًّا اَوْ مَنْ اَمَرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ۔ ترجمہ: ایسا شخص جس نے کسی نبی کو یا نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے منع کرنے والے کو قتل کردیا۔

پھر حضور ﷺ نے مذکورہ بالا آیت کی تلاوت کی اور فرمایا۔

يَا اَبَا عُبَيْدَةَ قَتَلَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ ثَلَاثَةً وَّاَرْبَعِيْنَ نَبِيًّا مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ فِيْ سَاعَةٍ وَّاحِدَةٍ فَقَامَ مِائَةٌ وَّسَبْعُوْنَ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَاَمَرُوْا مَنْ قَتَلَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ فَقَتَلُوْهُمْ جَمِيْعًا مِنْ اٰخِرِ النَّهَارِ مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَتَلَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ ثَلَاثَ مِائَةِ نَبِيٍّ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۵۵ جلد ۱) ترجمہ: اے ابوعبیدہ! بنی اسرائیل تتالیس (۴۳) انبیاء کو دن کے شروع میں ایک ہی وقت میں قتل کردیا تھا۔ پھر بنی اسرائیل کے (۱۷۰) ایک سو ستر افراد کھڑے ہوئے جو قاتلوں کو نیکی کا حکم دیتے، برائی سے منع کرتے اور انبیاء کے قتل سے روکتے تو ان ظالموں نے ان سب کو اسی دن کے آخری حصے میں شہید کردیا۔۔۔۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل نے شروع دن میں تین سو (۳۰۰) نبیوں کو شہید کردیا۔

یہود کے اسی ظلم، سفاکی اور شقاوت قلبی کی بناء پر بعض مفسرین کا خیال ہے کہ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام نے انہیں ان کی خامیوں، غلطیوں اور کوتاہیوں پر متنبہ فرمایا اور علماء بنی اسرائیل جو دنیا کی محبت میں وارفتہ ہو کر احکام الٰہی کی تحریف میں کوئی جھجک محسوس نہ کرتے تھے، کو سختی سے جھنجھوڑا اور اصلاح احوال کی کوشش کی تو یہود آپ کے دشمن ہوگئے اور انہوں نے حسب عادت اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ، اولوالعزم اور جلیل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

القدر پیغمبر حضرت یحیٰ علیہ السلام کو بے دردی سے شہید کر ڈالا۔
مولانا حفظ الرحمٰن سیوھاروی فرماتے ہیں۔

"یہ مسلمات میں سے ہے کہ یہود نے ان (حضرت یحیٰ علیہ السلام) کو شہید کر دیا اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آپ کی شہادت کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے علی الاعلان اپنی "دعوت حق" شروع کر دی۔ (قصص القرآن صفحہ ۲۷۴ جلد ۲)

سلامتی ہی سلامتی سورۃ مریم کے پہلے رکوع کی آخری آیت میں حضرت یحیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت' سلام اور سلامتی کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ○

ترجمہ : ان (یحیٰ علیہ السلام) پر سلام ہو جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن انہیں موت آئی اور جس دن انہیں زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان کیلئے پیدائش' وفات اور حشر کے دن خصوصی اہمیت کے حال اور سب سے زیادہ نازک ہوتے ہیں کیونکہ یوم ولادت میں انسان رحم مادر سے جدا ہو کر عالم دنیا میں آتا ہے اور زندگی کے نئے اور نامعلوم دور کا آغاز کرتا ہے اور یوم موت میں عالم دنیا سے الوداع ہو کر عالم برزخ (قبر) میں پہنچتا ہے اور یوم حشر' میں اللہ واحد و قہار کے سامنے اپنے اعمال کی جزاو سزا کیلئے پیش ہوتا ہے ان تینوں ایام میں انسان کی بے بسی اور بے کسی انتہاء کو پہنچی ہوتی ہے لہٰذا جس خوش قسمت انسان کو ان نازک مرحلوں میں خدا کی طرف سے "سلامتی کی بشارت" مل گئی اسے دارین کا کل ذخیرہ مل گیا اور حضرت یحیٰ علیہ السلام کو یہ سعادت عظمٰی نصیب ہوئی کہ ان دشوار مراحل میں ان پر اللہ کی طرف سے "سلام" آیا۔ سبحان اللہ۔

کتب تفاسیر میں ہے کہ۔ "ایک دن حضرت یحیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ہوئی تو حضرت یحیٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا اُدْعُ اللّٰهَ تَعَالٰى لِي فَاَنْتَ خَيْرٌ مِّنِّيْ (آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا کریں کیونکہ آپ مجھ سے بہتر ہیں) تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اُدْعُ لِيْ فَاَنْتَ خَيْرٌ مِّنِّيْ (بلکہ آپ میرے لئے دعا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریں کیونکہ آپ مجھ سے بہتر ہیں) اس لئے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سلام بھیجا ہے اور میں نے خود سلامتی طلب کی ہے" (روح المعانی صفحہ ۷۴ جلد ۱۶)

جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کیا جارہا ہو گا اور آپ کا سر تن سے جدا کیا جارہا ہو گا تو اللہ کا فرشتہ حاضر خدمت ہو کر عرض کر رہا ہو گا۔

وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ○

ترجمہ : یحییٰ علیہ السلام پر ولادت کے دن بھی خدا کا سلام تھا اور (شہادت) موت کے دن بھی رب کا سلام ہے اور (کل) حشر کے دن بھی سلام ہو گا۔ (سبحان اللہ)

نبی اکرم کی یحییٰ سے ملاقات حضرت یحییٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ان چند برگزیدہ 'اولوالعزم اور عظیم المرتبت انبیاء میں سے ہیں جن کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کی ملاقات 'معراج کی رات کروائی گئی۔ خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا يَحْيَى وَعِيسَى وَهُمَا ابْنَا خَالَةٍ قَالَ هَذَا يَحْيَى وَعِيسَى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ (صحیح بخاری صفحہ ۵۴۸ جلد ۱)

ترجمہ : پھر جب میں آگے گزرا تو دیکھا کہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں اور وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے ان کو سلام کیا تو دونوں نے سلام کا جواب دیا پھر دونوں نے کہا۔ اے ہمارے نیک بھائی اور نیک پیغمبر آپ کا آنا مبارک ہو۔

مختصر یہ کہ سورۃ مریم کی زیر بحث آیات طیبات میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی سیرت و کردار کے نمایاں اور اہم خصائص کو بڑے دلنشین پیرائے میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور بصد عجز انکسار دعا ہے کہ وہ ہم سب کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی سیرت طیبہ اور حالات زندگی سے سبق حاصل کر کے اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 4

ذکرِ مریم سلام اللہ علیہا

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مَرْیَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَھْلِھَا مَکَانًا شَرْقِیًّا ○ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِھِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَا اِلَیْھَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا سَوِیًّا ○ قَالَتْ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْکَ اِنْ کُنْتَ تَقِیًّا ○ قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا ○ قَالَتْ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَکُ بَغِیًّا ○ قَالَ کَذٰلِکِ قَالَ رَبُّکِ ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ وَلِنَجْعَلَہٗ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَۃً مِّنَّا وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا ○ (سورۃ آیت نمبر۱۶ تا ۲۱)

ترجمہ : اور کتاب (قرآن) میں مریم علیہا السلام (کے حالات) بیان کیجئے' جب وہ مشرق کی جانب ایک مکان میں اپنے گھروالوں سے الگ ہو گئیں- پس اس نے ان سے پردہ کرلیا تو ہم نے اپنے فرشتہ جبرئیل کو انکی طرف بھیجا پس وہ انکے سامنے تندرست انسان کی صورت میں ظاہر ہوا- وہ بولیں میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ میں آتی ہوں اگر تو پرہیز گار ہے- اس (فرشتہ) نے کہا میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تا کہ تجھے ایک پاکیزہ فرزند عطا کروں- مریم علیہا السلام نے (حیرت سے) کہا' میرے ہاں بچہ کیونکر ہو سکتا ہے اور مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں اور میں بد چلن نہیں ہوں- جبرئیل نے کہا کہ ایسا ہی ہو گا تیرے رب نے فرمایا ہے کہ ایسے بیٹا عطا فرمانا میرے لئے آسان ہے اور تا کہ ہم اسے لوگوں کیلئے اپنی قدرت کی نشانی اور اپنی طرف سے سراپا رحمت بنائیں اور اسکا فیصلہ ہو چکا ہے-

ہر قسم کی حمد و ثنا اور تعریف و تسبیح رب کائنات کیلئے ہے جو کسی کا محتاج نہیں مگر کائنات کی ہر شے اس کی محتاج ہے جو کسی کے حکم کا پابند نہیں مگر دنیا کا ذرہ ذرہ اس کے حکم میں جکڑا ہوا ہے-- جس نے نسل انسانی کی افزائش کیلئے اسباب و علل مقرر فرمائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مگر خود ان اسباب کے سامنے مجبور نہیں ہے جو فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ہے اور یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ اسی کی صفت ہے' جو ہر چیز پر قادر و مختار ہے اور جس کی مشیت کے بغیر کوئی پتا بھی حرکت نہیں کر سکتا۔ جس نے اپنے جلیل القدر پیغمبر حضرت شعیب علیہ السلام کو ساری عمر طلب و دعا کے باوجود "بیٹا" عطا نہ فرمایا اور جس نے کنواری مریم علیہا السلام کو انکار کے باوجود بلا مس بشر "عیسیٰ پیغمبر" عطا فرمایا۔ قرآن حکیم نے سچ فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ○

اللہ کریم کی بے پناہ حمد و ثنا کے بعد اَن گنت اور لاتعداد درود و سلام سرور کون و مکاں' رحمت دو جہاں پیغمبر زمین و زماں' سردار رسولاں اور شافع عاصیاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس و اطہر پر' جنہوں نے انسانیت کو "قدرت الٰہی" کا مسئلہ بڑی خوش اسلوبی سے سمجھایا اور اہل ایمان کے قلوب و اذہان میں یہ عقیدہ پختہ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے' جو چاہتا ہے' جیسا اور جتنا چاہتا ہے ویسا ہی ہوتا ہے اور کوئی چیز اس کی مشیت و ارادہ کے سامنے رکاوٹ نہیں بن سکتی۔

سورۃ مریم کے گذشتہ رکوع کی توضیح و تفسیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے والدین' خاندان' آپ کی والدہ حضرت حنہ کی نذر' حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت اور حضرت زکریا علیہ السلام کی کفالت کی تفصیلات بیان ہو چکی ہیں۔ سورۃ مریم کے دوسرے رکوع کی مذکورۃ الصدر ابتدائی آیات بینات میں رب کائنات نے صدیقہ کائنات حضرت مریم علیہا السلام کی طہارت' ریاضت' عبادت' شرافت' جلالت اور کرامت کا تذکرہ فرمایا ہے نیز ان کی پاکدامنی' عفت' عصمت اور زہد و تقویٰ کو مسلمان خواتین کے لئے بطور نمونہ اور اسوہ بیان فرمایا ہے تاکہ امت محمدیہ کی عورتیں حضرت مریم علیہا السلام کی حیات مقدسہ کے واقعات سے نصیحت حاصل کر کے اپنی اصلاح کی تدابیر اختیار کر سکیں۔

مریم علیہا السلام کی عبادت حضرت مریم علیہا السلام بیت المقدس کے ایک حجرے میں شب و روز عبادت میں مشغول رہتی تھیں اور اپنی باری پر مسجد اقصیٰ کی خدمت کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فریضہ بھی سرانجام دیتی تھیں آپ کی عبادت اور نیکی بنی اسرائیل میں ضرب المثل بن چکی تھی اور آپ کی ریاضت اور تقویٰ کی مثالیں دی جاتی تھیں۔

امام مجاہد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "حضرت مریم علیہا السلام نماز میں اتنا طویل قیام فرماتیں کہ آپ کے دونوں ٹخنے متورم ہو جاتے۔ امام اوزاعی رحمتہ اللہ کا قول ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام اس کثرت سے رکوع و سجود فرماتیں کہ آپ کے دونوں پاؤں میں زرد پانی اتر آیا تھا" (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۶۳ جلد ۱)

ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ آپ کو حکم الٰہی پہنچ چکا تھا۔ يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ (آل عمران آیت نمبر ۴۳) ترجمہ: اے مریم! اپنے رب کی اطاعت گزار ہو جا اور سجدہ ریز ہو جا اور رکوع کیا کر۔ رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

خدائی انتخاب حضرت مریم علیہا السلام کی طہارت، عظمت، انتخاب اور دربار خداوندی میں ان کی جلالت کو قرآن مجید نے بایں الفاظ بیان فرمایا ہے۔

وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَىٰ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۴۲)

ترجمہ: اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں منتخب کیا ہے اور تمہیں خوب پاک کردیا ہے اور سارے جہان کی عورتوں میں سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں برگزیدہ بنایا ہے۔

یعنی قدرت کی نگاہِ انتخاب نے حضرت مریم سلام اللہ علیہا کو بچپن میں ہی چن لیا اور بزرگی کیلئے منتخب فرمالیا تھا۔ یہ خدا کا پسندیدہ انتخاب نہیں تو اور کیا ہے کہ

- حضرت مریم علیہا السلام کو مسجد اقصیٰ میں پہنچایا۔
- حضرت زکریا علیہ السلام کو آپ کا نگران بنایا۔
- حجرۂ مسجد میں آپ کی رہائش کا انتظام کروایا۔
- آپ کیلئے خزانۂ غیب سے پھلوں کا بندوبست فرمایا۔
- اس زمانے کی تمام عورتوں میں ممتاز مقام عطا فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- آپ کی زندگی کو پاکیزہ اور مطہر فرمایا۔
- آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ بنایا۔
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے گود میں کلام کروایا۔
- پھر ان کی عصمت کو پوری دنیا سے منوایا۔
- ان کی سیرت کو قرآن کا حصہ بنایا۔
- آپ کے ذکر کے لئے سورۃ مریم کو نازل فرمایا۔
- شیطان کو ان کے خاندان سے دور بھگایا -------- اور
- آپ کو دنیا کی تمام خواتین کے لئے مشعل راہ بنایا۔

يَامَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلٰى نِسَاءِ الْعٰلَمِيْنَ ○

صدیقہ کائنات اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں کئی مختلف طریقوں سے حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی فضیلت و بزرگی کو بیان فرمایا ہے۔ سورۃ مائدہ میں فرمان ہے۔

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ (سورۃ مائدہ آیت نمبر ۷۵) ترجمہ : حضرت مسیح ابن مریم تو صرف اللہ کے رسول ہیں آپ سے پہلے بھی کئی رسول گزر چکے ہیں اور ان کی ماں (مریم) انتہائی راست باز (صدیقہ) تھیں۔

مختصر یہ کہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا ایک عابدہ' زاہدہ' زاکیہ' مزکیہ' صالحہ' طیبہ' طاہرہ اور پاکیزہ خاتون اور اللہ کی نشانیوں میں سے اہم نشانی تھیں۔ فرمان رب العالمین ہے۔ **وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ اٰيَةً** (سورۃ المومنون آیت نمبر ۵۰)

ترجمہ : اور ہم نے مریم علیہا السلام کے بیٹے (عیسیٰ) اور اس کی ماں (مریم علیہا السلام) کو (اپنی) قدرت کی نشانی بنا دیا۔

اسی طاہرہ اور طیبہ خاتون کے تذکرہ کا حکم سورۃ مریم کی زیر بحث آیات میں دیا گیا۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ○

ترجمہ : اور کتاب (قرآن حکیم) میں مریم علیہا السلام کا (حال) بیان کیجئے جب وہ اپنے گھر والوں سے دور ہو گئی' مشرق کی جانب ایک مکان میں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مکاناً" شرقیا" سورۃ مریم کی زیر بحث آیات میں حضرت مریم علیہا السلام کی زندگی کے جس واقعہ کو پوری شرح و بسط سے بیان فرمایا گیا ہے وہ آپ کی خدمت میں سید الملائکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی حاضری' بیٹے کی بشارت' حضرت مریم علیہا السلام کی حیرانگی' فرشتے کا جواب اور فیصلہ خداوندی کی اطلاع پہنچانے کا واقعہ ہے۔

آپ جان چکے ہیں کہ عفت ماب مریم علیہا السلام اپنے خلوت کدہ میں مصروف عبادت رہتی تھیں اور ضروری حاجات کے علاوہ اس حجرہ مبارکہ سے باہر تشریف نہ لاتی تھیں۔ ایک مرتبہ آپ مسجد اقصیٰ کے مشرقی جانب لوگوں کی نگاہوں سے دور کسی ضرورت سے ایک گوشہ میں تنہا بیٹھی تھیں کہ اچانک جبرئیل انسانی شکل میں ظاہر ہوا۔

قرآن حکیم نے اس جگہ کا تذکرہ کرتے ہوئے "مکاناً شرقیا" فرمایا ہے۔ اس مشرقی مکان سے کونسی جگہ مراد ہے اس بارے میں علماء تفسیر کی آراء مختلف ہیں۔

- اس سے مراد حضرت مریم کا مخصوص حجرہ ہے جہاں مصروف عبادت رہا کرتی تھیں۔ (ضیاء القرآن صفحہ ۲۷ جلد ۳)

- بوجہ حیض آپ مسجد اقصیٰ کی مشرقی جانب ایک حجرے میں منتقل ہو گئیں تھیں مکاناً شرقیا سے وہی حجرہ مراد ہے۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۴۳ جلد ۳)

- "مکاناً شرقیا" سے مراد آپ کے کھیتوں والی زمین ہے جو مسجد اقصیٰ سے دور اور غیر آباد تھی اور حضرت مریم وہاں اپنے کھیتوں کو پانی دینے کی غرض سے گئی تھیں۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۴۳ جلد ۳)

- چونکہ سردی کا موسم تھا اور اس دن سخت سردی تھی اس لئے حضرت مریم علیہا السلام مکان کے شرقی جانب (دھوپ میں) سر میں کنگھی کرنے کیلئے بیٹھی تھیں۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۲۹۹ جلد ۷)

- آپ غسل طہارت کیلئے سب سے الگ کسی جانب چلی گئی تھیں۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۲۹۹ جلد ۷)

- ان دنوں حضرت مریم (بوجہ حیض) اپنی خالہ کے گھر مقیم تھیں۔ (تفسیر مظہری مترجم ۳۰۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جلد ۷)

◄ حضرت مریم علیہا السلام مکان کے جانب مشرق بیٹھیں اپنے سر کی جوئیں نکال رہی تھیں۔(فتح البیان صفحہ ۱۴۳ جلد ۶)

جبرئیل انسانی شکل میں غرض حضرت مریم علیہا السلام کسی ضروری کام سے گوشہ تنہائی میں بیٹھی تھیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک تندرست اور خوبرو نوجوان انسان کی شکل میں ان کے قریب آکھڑے ہوئے۔ قرآن حکیم میں ہے۔

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَا اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا○

ترجمہ : پس اس (مریم) نے لوگوں کی طرف سے پردہ کرلیا تو ہم نے اس کی طرف اپنے روح (الامین) کو بھیجا' وہ ان کے سامنے پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا۔

اس آیت مبارکہ میں روح سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہی ہیں کیونکہ قرآن حکیم میں کئی مقامات پر آپ کو روح کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ (شعراء آیت نمبر ۱۹۳) ترجمہ : اس قرآن کو روح الامین (جبریل) لے کر اترا ہے۔

قرآن حکیم کے آخری سپارے کی سورۃ القدر میں ہے۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا ترجمہ : شب قدر میں فرشتے اور روح (حضرت جبرئیل) نازل ہوتے ہیں۔

خدا کی پناہ حضرت مریم علیہا السلام نے ایک اجنبی شخص کو اس طرح سامنے کھڑا دیکھا تو یہ خیال کرکے گھبرا گئیں کہ اس کی نیت ٹھیک نہیں۔ فوراً اسے خدائے رحمان کا واسطہ دے کر فرمایا "اگر تجھ میں خدا کا خوف ہے تو میں تجھ سے رحمان کی پناہ میں آتی ہوں۔" سورۃ مریم میں رب تعالیٰ فرماتے ہیں۔

قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا○

ترجمہ : مریم (علیہا السلام) نے کہا' میں تجھ سے اللہ رحمان کی پناہ میں آتی ہوں اگر تو پرہیزگار ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرشتے نے عرض کی، مریم! خوف نہ کھا، میں انسان نہیں بلکہ خدا کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں اور تجھے پاکیزہ بیٹے کی خوشخبری دینے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا○ ترجمہ : جبرئیل نے کہا، میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تجھے ایک پاکیزہ فرزند عطا کروں۔

حقیقت میں فرزند عطا فرمانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن جبرئیل علیہ السلام نے چونکہ اس خدائی فیصلے کا حکم حضرت مریم علیہا السلام کو سنایا اس لئے بطور مجاز فرزند دینے کی نسبت اپنی طرف کردی۔ علامہ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ لِاَهَبَ کی دوسری قرات یَهَبَ ہے (یعنی اللہ تعالیٰ تجھے پاکیزہ بیٹا عطا فرمائے گا)۔

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۱۵ جلد ۳)

حضرت مریم علیہا السلام کا تعجب حضرت مریم علیہا السلام نے فرشتہ کی زبان سے فرزند پاکیزہ کی بشارت سنی تو سخت متعجب ہوئیں اور فرمایا

"میرے ہاں لڑکا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ آج تک مجھے کسی شخص نے ہاتھ نہیں لگایا کہ نہ تو میں نے نکاح کیا ہے اور نہ ہی میں بدکار ہوں"

قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا○

ترجمہ : مریم (علیہا السلام) نے فرمایا، میرے ہاں بچہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ مجھے کسی بشر نے نہیں چھوا اور نہ ہی میں بدکار ہوں۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی۔

"مجھے اس تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں، میں تو تیرے رب کا قاصد ہوں اس نے فرمایا ہے کہ ایسا ہو گا۔ میرا کام تو صرف خدائی فیصلہ کی اطلاع پہنچانا تھا۔ اب تو لینے والی جان اور وہ دینے والا جانے۔ میں نے اپنا فرض ادا کیا اور اللہ کا پیغام بشارت آپ کو سنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی طرح کہا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ میں اس لئے کروں گا کہ تجھے اور تیرے بیٹے کو کائنات کیلئے اپنی قدرت کا نشان بناؤں اور تیرا فرزند میری طرف سے "رحمت" ثابت ہو گا اور یہ تیرے رب نے اٹل فیصلہ کر دیا ہے اب اس فیصلہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خداوندی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔"

فرشتہ کا جواب قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا○ ترجمہ : جبرئیل نے کہا' ایسا ہی ہوگا تیرے پروردگار نے فرمایا ہے کہ یہ میرے لئے انتہائی آسان ہے اور (مقصد یہ ہے کہ) ہم اسے لوگوں کیلئے نشانی اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں اور اس کام کا فیصلہ ہوچکا ہے۔

اسی واقعہ کو قرآن حکیم کے تیسرے سپارے میں بایں الفاظ ذکر فرمایا گیا ہے

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ○ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ○ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (آل عمران

آیت نمبر ۴۵ تا ۴۷)

ترجمہ : جب فرشتوں نے کہا اے مریم! اللہ تعالیٰ تجھے اپنی طرف سے ایک حکم (کلمہ) کی بشارت دیتا ہے اس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا (وہ) دنیا اور آخرت میں معزز اور (اللہ) کے مقربین میں سے ہوگا اور گہوارے اور پکی عمر میں لوگوں سے کلام کرے گا اور وہ نیکو کاروں میں سے ہوگا۔ مریم (علیہا السلام) نے کہا اے میرے رب! میرے ہاں بچہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اور مجھے کسی بشر نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جب وہ کسی کام کا فیصلہ فرماتا ہے تو اسے کہتا ہے۔ "ہوجا" تو وہ فوراً ہوجاتا ہے۔

اولاد کون دیتا ہے سورۃ مریم اور سورۃ آل عمران کی مذکورہ بالا آیات سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہوجاتا ہے کہ اولاد کا دینا یا نہ دینا صرف اور صرف اللہ رب العالمین کے اختیار میں ہے اور اللہ تعالیٰ کسی کی خواہشات اور طلب کا پابند نہیں ہے۔ اس کی مرضی ہو تو کسی کی تمنا پوری کرے اس کی مرضی نہ ہو تو طلب و خواہش پوری نہ کرے وہ دینے کا فیصلہ کرلے تو مریم علیہا السلام کنواری کو بلا طلب و دعا بیٹا عطا فرمادے اور نہ دینے پہ آئے تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساری عمر دعائیں، التجائیں اور صدائیں کرنے کے باوجود شعیب کو صاحبزادہ عطا نہ فرمائے۔ قرآن حکیم کے پچیسویں سپارے میں ہے۔
يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ ۝ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ" (سورۃ شوریٰ آیت نمبر ۴۹ تا ۵۰)

ترجمہ : وہ (اللہ) جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے بخشتا ہے یا انہیں بیٹے اور بیٹیاں دونوں عطا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے۔ بلاشبہ وہ جاننے والا، قدرت والا ہے۔

کتاب الٰہی کی من پسند تاویلات کے بعض ماہرین سورۃ مریم کی زیر بحث آیات مبارکہ میں سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ان الفاظ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا (تاکہ میں تجھے پاکیزہ فرزند عطا کروں) سے یہ شرکیہ عقیدہ کشید کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ جبرئیل "بیٹا" دینے کی طاقت رکھتے ہیں۔ اور پھر الٹی سیدھی باتیں بنا کر نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ "جب جبرئیل بیٹا دے سکتا ہے تو ہمارا پیر بیٹا کیوں نہیں دے سکتا" نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ ذَالِكَ الْاِعْتِقَادِ ترجمہ : اللہ ہمیں اس عقیدے سے اپنی پناہ میں رکھے۔

حالانکہ بالکل سیدھی سی بات ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ نسبت اپنی طرف اس لئے کی کہ انہیں حضرت مریم علیہا السلام تک خدائی فیصلہ پہنچانے کا حکم ہوا تھا۔ اسی لئے جب جنابہ مریم علیہا السلام نے اس خوشخبری پر اظہار تعجب کرتے ہوئے پوچھا کہ یہ کیسے ممکن ہے؟ تو حضرت جبرئیل نے جواباً یہ نہیں کہا تھا کہ "مجھے اس کی طاقت ہے" بلکہ فرمایا تھا قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ (ایسے ہی ہوگا اسلئے کہ یہ تیرے رب کا فرمان ہے) میرا کام بشارت کا پیغام پہنچانا ہے سو وہ میں نے آپ تک پہنچا دیا۔ اب تو لینے والی جان، اور رب دینے والا جانے، میرا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

بلکہ سورۃ آل عمران میں تو جبرئیل کا جواب اور بھی واضح اور شرکیہ عقائد کی جڑ کاٹنے والا ہے کہ قَالَ كَذَٰلِكِ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَيَكُوْنُ (جبرئیل نے کہا' اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو اسے فرماتا ہے "ہو جا" تو وہ فوراً ہو جاتا ہے)

قرآن حکیم کی اس وضاحت اور صراحت کے بعد بھی اگر کوئی یہی رٹ لگائے رکھے کہ جبرئیل "بیٹا" دے سکتا ہے تو اسے عقل کا اندھا' علم سے کورا' توحید کا دشمن اور شرک کا شیدائی ہی کہا جا سکتا ہے۔ کیا یہ سوچنے والی بات نہیں ہے کہ جو اللہ' آسمانوں' زمین' کل کائنات' شجر و حجر اور جمیع انبیاء علیہم السلام کو پیدا کرنے والا ہے اس کیلئے عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کرنا مشکل ہو گیا تھا کہ حضرت جبرئیل کی امداد کی ضرورت پیش آئی۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

بھائیو! جو رب حضرت مریم علیہا السلام کی پرورش کر سکتا ہے۔

- ○ جو رب مریم علیہا السلام کو بند کمرے میں رزق پہنچا سکتا ہے۔
- ○ جو رب مریم علیہا السلام کو بے موسم میوے اور تازہ پھل عطا کر سکتا ہے۔
- ○ جو رب مریم علیہا السلام کی کفالت کیلئے حضرت زکریا علیہ السلام کے قلموں کو دریا کی موجوں کے مخالف طرف چلا سکتا ہے۔
- ○ جو رب جبرئیل کو انسانی شکل عطا کر سکتا ہے۔
- ○ وہی رب کسی کی مدد کے بغیر مریم علیہا السلام کو بیٹا بھی عطا فرما سکتا ہے۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ (اور یہ کام اللہ کیلئے کوئی مشکل نہیں ہے۔)

شاعر مشرق نے غالباً قرآن حکیم کی ایسی ہی تاویلات کرنے والوں کے بارے میں کہا تھا

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ ہمیں قرآن حکیم سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

رب کی قدرت سورۃ مریم کے نزول کا بنیادی نکتہ اور مرکزی خیال ہی "رب کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قدرت" کامشاہدہ کرواتا ہے۔ پچھلے رکوع میں ذکر ہوا کہ جب حضرت زکریا نے ۱۱۰ سال کی عمر میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کی خوشخبری سن کر تعجب کیا تو جواب آیا قَالَ كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ ایسا ہی ہو گا کیونکہ تیرے رب کا حکم ہے اور رب ہوتا ہی وہ ہے جو ناممکن کو ممکن اور مشکل کو آسان بنادے۔ اسی طرح جنابہ مریم علیہا السلام کے تعجب کے جواب میں آیا قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ۔ عیسیٰ ضرور پیدا ہو گا کیونکہ تیرے رب کا فیصلہ ہے۔

بعینہٖ یہی الفاظ حضرت ابراہیم کی زوجہ جنابہ سارہ رضی اللہ عنہا کو بھی فرمائے گئے۔ جب انہیں نوے سال اور ابراہیم کو سو سال کی عمر میں حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت سنائی گئی تو انہوں نے از راہ تعجب فرمایا ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ تو جواب آیا كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۝

ہم واقعہ کی تفصیل میں جانے کی بجائے محض قرآنی آیات اور ان کے ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۝ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً قَالُوْا لَا تَخَفْ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ۝ قَالُوْا كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۝ (سورۃ الذاریات آیت نمبر ۲۴ تا ۳۰)

ترجمہ: کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی ہے؟ جب وہ ان کے پاس آئے تو سلام کہا۔ ابراہیم نے بھی جواباً سلام کہا۔ وہ ناواقف لوگ تھے۔ پس ابراہیم گھر سے (بھنا ہوا) موٹا تازہ بچھڑا لے آئے تو ان کے قریب کر کے فرمایا کھاتے کیوں نہیں ہو؟ اور دل میں ان سے خوف محسوس کیا' انہوں نے کہا کہ خوف نہ کیجئے اور انہیں ایک صاحب علم بیٹے کی بشارت سنائی۔ پس ان (ابراہیم) کی بیوی آئی تو اس نے حیرانگی سے اپنے منہ پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ مارا اور کہا (میں) بوڑھی بانجھ (بچہ جنوں گی؟) انہوں نے کہا (ہاں) تمہارے رب نے یوں ہی فرمایا ہے بلاشبہ وہ صاحب حکمت، علم والا ہے۔

ان آیات سے واضح ہوا کہ۔

- اللہ تعالیٰ بسا اوقات فرشتوں کو انسانی شکل عطا فرمادیتا ہے۔
- مہمانوں کی خاطر تواضع سنت ابراہیمی ہے۔
- مہمانوں کا کسی کے گھر سے کھانا نہ کھانا باعث خوف ہو سکتا ہے۔
- نوری مخلوق کو کھانے پینے کی حاجت نہیں ہوتی۔ انبیاء چونکہ انسان ہیں اس لئے انہیں کھانے پینے کی حاجت ہوتی ہے۔
- حضرت ابراہیم علیہ السلام بظاہر انسانوں مگر حقیقت میں فرشتوں کو بلا اطلاع آنے کی وجہ سے پہچان نہ سکے لہٰذا انبیاء کیلئے کلی غیب کا عقیدہ رکھنا خلاف قرآن ہے۔
- بڑھاپے میں اولاد کی خبر باعث تعجب ہوتی ہے۔
- تعجب و حیرانگی سے منہ پر ہاتھ مارنا عورتوں کی فطرت ہے اس سے ماتم کا جواز ثابت کرنا، سراسر جہالت اور قرآنی علوم سے ناآشنائی ہے۔
- اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے بڑھاپے میں بانجھ عورت کے ہاں اولاد پیدا فرما سکتا ہے۔ اسی واقعہ کو باالفاظ دیگر سورۃ ھود آیت نمبر ۶۹ تا ۷۳ میں بھی بیان فرمایا گیا ہے۔

لفظ رب اور قرآن سورۃ مریم میں باربار لفظِ رب آیا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لفظِ رب کا مختصر تعارف کروایا جائے۔ قرآن مجید کی ابتدائی اور افتتاحی سورۃ "سورۃ فاتحہ" کا آغاز **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ** سے کرکے رب کائنات نے "لفظِ رب" کی اہمیت واضح فرمائی ہے اور آخری سورۃ "سورۃ الناس" میں اسی لفظ کو استعمال کرکے یعنی قل اعوذ برب الناس کہہ کر اس لفظ کی فضیلت پر مہر تصدیق ثبت فرمادی ہے۔

اس لفظ کی اہمیت، فضیلت، عظمت، بڑھائی اور بزرگی کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ خالق کائنات نے اپنی آخری کتاب قرآن مجید میں اسے نوسوستر (۹۷۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بار ذکر فرمایا ہے۔ سبحان اللہ۔

نقشہ ذیل ملاحظہ فرمائیں اور لفظ "رب" کی عظمت کا اندازہ لگائیں۔

لفظ (رب)	قرآن مجید میں	-	۱۵۲	بار
لفظ (ربا)	قرآن مجید میں	-	۱	بار
لفظ (ربک)	قرآن مجید میں	-	۲۴۲	بار
لفظ (ربکم)	قرآن مجید میں	-	۱۱۸	بار
لفظ (ربکما)	قرآن مجید میں	-	۳۳	بار
لفظ (ربنا)	قرآن مجید میں	-	۱۱۰	بار
لفظ (ربہ)	قرآن مجید میں	-	۷۶	بار
لفظ (ربھا)	قرآن مجید میں	-	۹	بار
لفظ (ربھم)	قرآن مجید میں	-	۱۲۵	بار
لفظ (ربھما)	قرآن مجید میں	-	۳	بار
لفظ (ربی)	قرآن مجید میں	-	۱۰۱	بار
	کل تعداد	-	۹۷۰	بار

ایک پنجابی شاعر نے رب کا کیا خوبصورت تعارف کروایا ہے۔

سب صفتاں رب خالق تائیں' جس نے خلق بنائی
سوہنا روپ جوانی بخشی' پیسہ لیا نہ کائی
سب دا خالق سب دا والی پالنہار جہاناں
باجھ حساباں روزی دیوے جناں تے انساناں
دل دے بھید پوشیدہ جانے وارث غیب خزانہ
لکھ پردے وچہ عیب کرے کوئی ویکھے رب یگانہ
مستقبل دیاں خبراں جانے گزریا حال زمانہ
دین' دنیا دیاں سب مراداں رب توں منگ نادانا

حضرت جبرئیل نے بھی حضرت مریم علیہا السلام کی حیرانی اور تعجب دور کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیلئے یہی لفظ استعمال فرمایا اور کہا۔ قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ○ ترجمہ : اس نے کہا کہ ایسا ہی ہو گا۔ تیرے رب نے فرمایا ہے کہ وہ مجھ پر از حد آسان ہے اور ہم اسے لوگوں کیلئے نشانی اور اپنی خاص رحمت بنائیں گے اور اس امر کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

لوگوں کیلئے نشانی اللہ تعالیٰ نے بشارت عیسیٰ علیہ السلام اور ولادت عیسیٰ علیہ السلام کا سبب یہ بیان فرمایا کہ ہم اسے اٰيَةً لِّلنَّاسِ (انسانوں کیلئے نشانی) بنانا چاہتے ہیں۔

جب ہم حیات مریم علیہا السلام اور زندگی عیسیٰ علیہ السلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہر کام میں اللہ کی نشانی نظر آتی ہے۔

- حضرت مریم علیہا السلام کی حنہ کے ہاں پیدائش اللہ کی نشانی ہے۔
- حنہ کا مسجد اقصیٰ کی خدمت کی نذر ماننا اللہ کی نشانی ہے۔
- مریم علیہا السلام کا عورت ہو کر مسجد اقصیٰ کیلئے خدمت کیلئے قبول کیا جانا رب کی نشانی ہے۔
- کفالتِ مریم علیہا السلام کا قرعہ حضرت زکریا کے نام نکلنا خدا کی نشانی ہے۔
- بند اور مقفل حجرے میں بے موسم تازہ پھلوں کا پہنچنا اللہ کی نشانی ہے۔
- زکریا کے سوال پر مریم علیہا السلام کا ھو من عند اللہ کہنا مولا کی نشانی ہے۔
- مکان شرقی میں مریم علیہا السلام کے پاس حضرت جبرئیل کا آنا رب کی نشانی ہے۔
- حضرت مریم علیہا السلام کا رحمان کی پناہ طلب کرنا خالق کی نشانی ہے۔
- جبرئیل کا "بیٹے" کی خوشخبری سنانا مالک کی نشانی ہے۔
- حضرت مریم علیہا السلام کا اظہار تعجب فرمانا اللہ کی نشانی ہے۔
- جبرئیل کا خدا کی قدرت بیان کرنا رب کی نشانی ہے۔
- حضرت مریم علیہا السلام کا حاملہ ہو جانا لوگوں کیلئے رب کی نشانی ہے۔
- قبل از وقت ولادت شہر سے دور چلے جانا اللہ کی قدرت کی نشانی ہے۔
- بغیر کسی دایا کے حضرت عیسیٰ کی ولادت ہونا اللہ کی قدرت کی نشانی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- جائے ولادت پر میٹھے پانی کا چشمہ جاری ہونا رب کی نشانی ہے۔
- خشک تنے سے تازہ کھجوروں کا گرنا اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے۔
- حضرت مریم علیہا السلام کا کسی سے کلام نہ کرنے کی نذر ماننا رب کی نشانی ہے۔
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مریم علیہا السلام کی گود میں دیکھ کر قوم کا یا اخت ھارون کہنا بھی نشانی ہے۔
- حضرت مریم علیہا السلام کا شیر خوار عیسیٰ کی طرف اشارہ کرنا بھی نشانی ہے۔
- قوم کا اس اشارے پر تعجب کرنا بھی نشانی ہے۔
- حضرت عیسیٰ کا ماں کی گود میں کلام کرنا بھی نشانی ہے۔
- بچپن میں ہی کتاب الٰہی دیئے جانے اور نبوت مل جانے کا اعلان کرنا بھی نشانی ہے۔
- حضرت عیسیٰ کا خود کو بابرکت باور کرانا بھی نشانی ہے۔
- حضرت عیسیٰ کا ملک 'ملک کی سیر کرنا بھی نشانی ہے۔
- حضرت عیسیٰ کا بنی اسرائیل میں آخری نبی ہونا بھی نشانی ہے۔
- حضرت عیسیٰ کا آنحضرت کی تشریف آوری کی خوشخبری سنانا بھی نشانی ہے۔
- حضرت عیسیٰ کے قتل کے منصوبے بننا بھی نشانی ہے۔
- حضرت عیسیٰ کا آسمان کی طرف اٹھائے جانا بھی نشانی ہے۔

اور

- ان کا قبل از قیامت دنیا میں آنحضرت ﷺ کا امتی بن کر تشریف لانا بھی قدرت کی بہت بڑی نشانی ہے۔ لِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ (تاکہ ہم اسے لوگوں کیلئے اپنی قدرت کی نشانی بنائیں)۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو قرآن و حدیث پر عمل کر کے زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 5

ولادتِ عیسیٰ علیہ السلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى - اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۝ سورۃ مریم آیت نمبر ۲۲ تا ۲۶)

ترجمہ : وہ (حضرت مریم علیہا السلام) اس (عیسیٰ) کے ساتھ حاملہ ہو گئیں تو اسے لے کر دور کسی جگہ چلی گئیں۔ پھر درد زہ انہیں کھجور کے تنے کی طرف لے آیا، کہنے لگیں، کاش! مجھے اس سے پہلے موت آچکی ہوتی اور بھولی بسری ہو گئی ہوتی۔ پس ان کے نیچے کی جانب سے فرشتے نے انہیں آواز دی کہ غم نہ کر، تحقیق تمہارے رب نے تمہارے نیچے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ تو وہ تم پر تازہ کھجوریں گرائے گا۔ پس (اے مریم) کھا، پی اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر، پس اگر تو کسی آدمی کو دیکھے تو کہنا کہ میں نے رحمان کے لئے روزہ کی منت مانی ہے لہٰذا آج میں کسی انسان سے ہرگز کلام نہ کروں گی۔

ہر قسم کی تعریفات اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے مخصوص ہیں جو رب العالمین، احکم الحاکمین اور ارحم الراحمین ہے۔ جو خالق ارض و سماء اور دافع البلاء ہے اور لاتعداد درود و سلام نبی اکرم، رسول معظم، سرورِ عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر جو رحمۃ للعٰلمین، خاتم النبیین اور شفیع المذنبین ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے جلیل القدر اور عظیم المرتبت پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت کا تذکرہ فرمایا ہے اور اس ضمن میں دیگر چند مسائل بھی بیان فرمائے ہیں۔

بیت اللحم رب کائنات کی قدرت' مشیت اور جبرئیل علیہ السلام کی بشارت کے مطابق حضرت مریم سلام اللہ علیہا حاملہ ہو گئیں اور اسے منشاء الٰہی اور عطیۂ خداوندی جان کر مطمئن ہو گئیں مگر یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ قوم' قبیلہ اور خاندان کے لوگ اس "خرق عادت" حمل کو دیکھ کر طرح طرح کی باتیں بنائیں گے اور میری طہارت' پاکیزگی' عفت' تقویٰ' عبادت' ریاضت' اور للہیت پر انگشت نمائی کریں گے۔ میں کس کس کے سامنے وضاحت کروں گی؟ اور اگر اس "راز الٰہی" کو سب کے روبرو بیان بھی کر دوں تو اس پر اعتبار کون کرے گا؟ اور اس حمل کی وجہ سے مجھے نامعلوم کن کن الزام تراشیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لہٰذا آپ نے "گوشہ تنہائی" اختیار کرنے میں عافیت سمجھی اور "حجرہ عبادت" کو خیرباد کہہ کر بیت المقدس سے آٹھ یا نو میل دور "بیت اللحم" نامی بستی میں جا کر خلوت نشین ہو گئیں۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۱۶ جلد ۳۔ قصص القرآن صفحہ ۴۳ جلد ۴)

بعض علماءِ تفسیر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا محراب کی مشرقی جانب الگ ہو گئیں اور بعض کا خیال ہے کہ شام اور مصر کے درمیان چلی گئی۔ (ترجمان القرآن صفحہ ۱۴ جلد ۷)

نبی اکرم ﷺ نے "بیت اللحم" کو ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے ولادت قرار دیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "(معراج کی رات) میرے پاس گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا ایک جانور لایا گیا جو منتہاء نظر پر قدم رکھتا تھا تو میں اس پر سوار ہو گیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے رفیق سفر تھے' راستے میں ایک جگہ جبرئیل علیہ السلام نے سواری سے اتر کر (دو رکعت نفل) نماز پڑھنے کا مشورہ دیا تو میں نے وہاں نماز پڑھی' حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ آپ نے "مدینہ طیبہ" اور اپنی ہجرت گاہ میں نماز پڑھی ہے' پھر چلتے چلتے ایک اور مقام پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے نماز پڑھوائی اور کہا کہ یہ "طور پہاڑ" ہے جہاں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کیا تھا۔

پھر راستہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے مشورہ پر میں نے ایک تیسری جگہ بھی نماز ادا کی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا "صَلَّيْتَ بِبَيْتِ لَحْمٍ حَيْثُ وُلِدَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ" آپ نے بیت اللحم میں نماز پڑھی ہے اور یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی" (سنن نسائی مع تعلیقات سلفیہ صفحہ ۵۲ جلد ۱)

حدیث مبارکہ سے یہ امر واضح ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے ولادت "بیت اللحم" ہی ہے اور حضرت مریم علیہا السلام نے لوگوں سے علیحدگی اختیار کر کے حمل کے ایام میں اسی جگہ قیام فرمایا تھا۔ قرآن عزیز نے حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی خلوت نشینی اور الزام و اتہام سے بچنے کیلئے قوم سے علیحدگی اختیار کرنے اور بیت اللحم میں جا کر سکونت اختیار کرنے کو بایں الفاظ بیان فرمایا ہے۔ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا○

ترجمہ : پس وہ (مریم' جب) اس (بچہ) کے ساتھ حاملہ ہو گئیں تو اسے لے کر دور جگہ چلی گئیں۔

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے حمل کے بارہ میں لوگوں کے ہاں چہ مگوئیاں شروع ہوئیں تو پھر آپ نے وادی بیت اللحم میں سکونت اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ رقم طراز ہیں۔

"مسجد کے ایک خادم نے جب حضرت مریم سلام اللہ علیہا کا یہ حال دیکھا تو دل میں کچھ شک پیدا ہوا مگر حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے زہد و اتقاء' عبادت و ریاضت اور خدا ترسی و حق بینی کے باعث اس وہم کو دل سے نکالنے کی کوشش کی۔ لیکن جوں جوں دن گزرتے گئے اس امر کا اظہار ہوتا گیا تو اب وہ خاموش نہ رہ سکے۔ ایک دن حضرت مریم سے باادب عرض کرتے ہیں اے مریم! میں آپ سے ایک سوال کرنے لگا ہوں۔ اس سے ناراض نہ ہونا بلکہ سوچ کر مجھے جواب دینا۔ حضرت مریم سلام اللہ علیہا نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال کرنے کی اجازت فرمادی تو اس نے کہا۔ کیا بغیر بیج کے درخت کا ہونا' بغیر دانے کے کھیت کا ہونا اور بغیر باپ کے بیٹے کا ہونا' ممکن ہے؟ حضرت مریم سلام اللہ علیھا اس کے سوال کی اصل حقیقت کو جان گئیں اور فرمایا یہ سب کچھ ممکن ہے' کیونکہ سب سے پہلے جو درخت اللہ تعالیٰ نے اگایا وہ بیج کے بغیر تھا' سب سے پہلے جو کھیتی رب تعالیٰ نے اگائی وہ بغیر دانہ کے تھی اور سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بن باپ بلکہ بغیر ماں کے پیدا کیا تھا۔ یہ بات سائل کی سمجھ میں آگئی اور وہ حضرت مریم سلام اللہ علیھا کے دلائل اور خدا کی قدرت کو نہ جھٹلا سکا۔ اب حضرت مریم سلام اللہ علیھا لوگوں کے اتہام کی وجہ سے سب کچھ چھوڑ کر دور چلی گئیں۔ امام محمد بن اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت مریم پر حمل کے حالات ظاہر ہو گئے تو قوم نے پھبتیاں اور آوازے کسنے شروع کر دیئے اور یوسف نجار جیسے صالح شخص پر تہمت لگادی تو حضرت مریم سلام اللہ علیھا ان سب سے کنارہ کش ہو گئیں تاکہ نہ کوئی انہیں دیکھے اور نہ آپ کسی کو دیکھیں۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۱۶ جلد ۳)

متی کی انجیل سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بیت اللحم میں ہی ہوئی اور مشہور بات بھی یہی ہے اور نصرانیوں کا اس پر اتفاق ہے۔ چنانچہ پاکستان بائیبل سوسائٹی لاہور کی طبع شدہ "انجیل مقدس" میں ہے۔

"جب یسوع ہیرودیس کے زمانہ میں یہودیہ کے بیت لحم میں پیدا ہوا" (انجیل متی صفحہ ۲ باب نمبر ۲ آیت نمبر ۱)

زچگی کی تکلیف حضرت مریم سلام اللہ علیھا کے حمل کا وقت جب پورا ہو گیا اور وضع کا درد شروع ہوا تو آپ از حد پریشان اور غمگین ہوئیں۔ کیونکہ کوئی دایا پاس نہیں تھی اور شدید تکلیف کی اس گھڑی میں کوئی پرسان حال نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں بات ڈال دی کہ وہ کوہ ساعیر کے ٹیلہ پر کھجور کے درخت کے پاس چلی جائیں۔ چنانچہ آپ انتہائی کرب و درد کی حالت میں کھجور کے درخت کے نیچے تنے کے سہارے بیٹھ گئیں اور سخت قلق اور پریشانی سے وضع حمل کا انتظار فرمانے لگیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید میں آپ کی اس حالت کو یوں بیان فرمایا گیا ہے۔
فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَةِ ترجمہ : پس انہیں دردزہ ایک کھجور کے تنے کے پاس لے آیا۔

زچگی کی تکلیف عورت کیلئے اذیت ناک اور پریشان کن ہوتی ہے بلکہ اس کیلئے زندگی اور موت کا معاملہ ہوتا ہے۔ اسی لئے قرآن حکیم میں عورت کی اس کربناک حالت کا ذکر کرکے اولاد کو "ماں کی خدمت" اور اسکے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے ۔ارشاد ربانی ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصَالُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ○ (سورۃ لقمان آیت نمبر ۱۴)

ترجمہ : اور ہم نے انسان کو اسکے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا تاکیدی حکم دیا ہے' اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری کے باوجود اسے شکم میں اٹھائے رکھا اور اس کے دودھ چھوٹنے میں دو سال لگے۔ لہٰذا میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر ادا کرو (آخر کار) میری طرف ہی لوٹنا ہے۔

ماں باپ کا اولاد پر بڑا حق ہے لیکن دونوں میں سے ماں کا حق بہت زیادہ ہے وہ مرد سے نسبتاً کمزور ہونے کے باوجود بچے کو نو ماہ تک پیٹ میں اٹھائے پھرتی ہے جس سے وہ مزید کمزور اور ناتواں ہو جاتی ہے اس عرصہ حمل میں اسے مختلف دشواریوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پھر پیدائش کا مرحلہ انتہائی صبر آزما اور جاں گسل ہوتا ہے جس کی وجہ سے بسا اوقات ماں کی جان بھی چلی جاتی ہے۔ اگر ان اذیت ناک مراحل سے ماں بچ نکلے تو پھر ایک عرصہ وہ بچے کو اپنا خون جگر پلاتی ہے اس کے علاوہ دن رات وہ اپنے "نور نظر" کی خدمت میں گزارتی ہے۔ خود مصائب و مشکلات برداشت کرکے بچے کے آرام کا خیال رکھتی ہے اسی لئے اولاد کو ماں کی اس کربناک حالت سے آگاہ کرکے اس کی خدمت کا تاکیدی حکم دیا جا رہا ہے۔ دوسری جگہ فرمان خداوندی ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا (سورۃ احقاف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیت نمبر ۱۵

ترجمہ : ہم نے انسان کو تاکیداً حکم دیا ہے کہ وہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرے اس کی ماں نے اسے بڑی مشقت سے اٹھائے رکھا اور بڑی تکلیف سے اسے جنا۔

دردزہ کی تکلیف اور پریشانی اتنی شدید ہوتی ہے کہ اگر بچہ عمر بھر ماں کی خدمت کرتا رہے تو اس تکلیف کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ادب المفرد میں ذکر فرمایا ہے۔

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یمنی شخص جو اپنی والدہ کو اپنی پیٹھ پر بٹھا کر بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا' نے سوال کیا کہ (میں اتنی تکلیف برداشت کر کے اپنی والدہ کو پشت پر بٹھا کر ارکان حج ادا کر رہا ہوں) کیا میں نے ماں کا حق ادا کر دیا؟۔ جواب ملا کہ ابھی تو ماں کی (تیری ولادت کے وقت کی) ایک آہ کا حق بھی ادا نہیں ہوا"

نبی اکرم رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صِحَابَتِیْ۔ میرے رشتہ داروں میں میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ کون مستحق ہے؟ آپ نے فرمایا امک تیری ماں تیرے حسن سلوک کی سب سے زیادہ حق دار ہے۔ عرض کی ثُمَّ مَنْ؟ حضورا پھر کون ا فرمایا اُمُّکَ دوسرے نمبر پر بھی تیری خدمت کی مستحق تیری والدہ ہے۔ سہ بارہ عرض کی ثُمَّ مَنْ؟ پھر کون آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ! تیسرے نمبر پر بھی تیرے حسن سلوک کی مستحق تیری ماں ہے اور چوتھے نمبر پر تیرے باپ کا حق ہے۔ (متفق علیہ مشکوۃ المصابیح صفحہ ۴۱۸)

ماں کے تین حقوق بیان فرمانے کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ آغاز حمل سے لے کر عنفوان شباب تک ماں' بچے کے لئے جو مصائب و مشکلات برداشت کرتی ہے باپ ان کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ان بے شمار تکالیف میں سے ایک تکلیف "وضع حمل" کی ہے جسے سورۃ مریم کی زیر بحث آیت مبارکہ میں بیان فرمایا گیا ہے کہ۔ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَةِ۔ ترجمہ : پس اس (مریم) کو دردِزہ ایک درخت کے پاس لے آیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمنائے موت حضرت مریم سلام اللہ علیہا کو جب درد نے از حد ستایا اور مستقبل کے کربناک حالات کا تصور کیا کہ بچے کو قوم سے کیسے چھپاؤں گی؟ اب تک خود تو لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر بیٹھی رہی اب نو مولود مہمان کو کہاں ٹھہراؤں گی اور اگر اسے لے کر شہر جاؤں تو خاندان اور قوم کو کیا منہ دکھاؤں گی۔ آخر انتہائی قلق اور پریشانی کی حالت میں زبان سے نکل گیا "کاش! میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور بالکل فراموش کر دی گئی ہوتی۔"

قرآن عزیز بھی حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی تمناء موت کے الفاظ نقل فرماتا ہے۔ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝ ترجمہ: حضرت مریم نے کہا اے کاش! میں اس سے پہلے مر چکی ہوتی اور مجھے فراموش کر دیا گیا ہوتا۔

شریعتِ اسلامیہ میں مصائب و مشکلات سے گھبرا کر موت کی تمنا جائز نہیں ہے بلکہ نبی اکرم ﷺ نے موت کی تمنا اور دعاء موت سے منع فرمایا ہے۔ خادم رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهٖ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّيَ الْمَوْتِ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ (مسند احمد صفحہ ۱۰۱ جلد ۳)

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص کسی مصیبت کی وجہ سے موت کی آرزو نہ کرے اور اگر ضرور ہی کرنی ہو تو یوں کہے 'اے میرے اللہ! جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لئے وفات بہتر ہو تو مجھے فوت کر دے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک دفعہ مشہور صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ کی وعظ و نصیحت سے متاثر ہو کر "موت کی دعا" کر دی تو آنحضرت ﷺ نے انہیں ایسی دعا اور خواہش سے منع فرمایا۔ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

جَلَسْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَّرَنَا وَرَقَّقَنَا فَبَكٰى سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ فَاَكْثَرَ الْبُكَاءَ وَقَالَ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا سَعْدُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعِنْدِی تَتَمَنَّی الْمَوْتَ فَرَدَّدَ ذٰلِکَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ یَا سَعْدُ اِنْ کُنْتَ خُلِقْتَ لِلْجَنَّۃِ فَمَا طَالَ مِنْ عُمُرِکَ وَحُسْنَ عَمَلِکَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۹۲ جلد ۲)

ترجمہ : ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ آپ نے ہمیں وعظ و نصیحت فرمائی اور ہمارے دلوں کو ازحد نرم کردیا تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بہت روئے اور کہا۔ "کاش! میں مرچکا ہوتا" تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' اے سعد! کیا تو میرے سامنے موت کی تمنا کررہا ہے؟ یہ کلمات آپ نے تین دفعہ دہرائے' پھر ارشاد فرمایا اے سعد! اگر تجھے جنت کیلئے پیدا کیا گیا ہے تو تیری طویل عمر اور اچھے اعمال تیرے لئے بہتر ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں رحمت کائنات ﷺ نے "موت کی تمنا" سے بایں الفاظ منع فرمایا۔

لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِہٖ اِنْ کَانَ مُحْسِنًا فَلْیَزْدَادْ وَاِنْ کَانَ مُسِیْئًا فَلَعَلَّہٗ یَسْتَعْتِبُ (رواہ البخاری مشکوۃ المصابیح صفحہ ۱۳۹)

ترجمہ : تم میں سے کوئی کسی مصیبت کی وجہ سے موت کی خواہش نہ کرے' اگر وہ نیک ہے تو (لمبی زندگی کی صورت میں) اس کی نیکیاں زیادہ ہوں گی اور اگر وہ گناہ گار ہے تو ہوسکتا ہے اسے توبہ کی توفیق نصیب ہوجائے۔

فتنہ کا خوف جب دین کے نقصان کا خطرہ' فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ اور دین و ایمان کی حفاظت کا معاملہ ہو تو ایسے کٹھن حالات میں موت کی خواہش کرنا جائز ہے۔ سرور دوجہاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کیا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ وَتَرْحَمَنِیْ وَاِذَا اَرَدْتَّ فِی النَّاسِ فِتْنَۃً فَتَوَفَّنِیْ اِلَیْکَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ (مسند احمد صفحہ ۳۰۰ جلد ۵) ترجمہ : اے میرے اللہ! میں تجھ سے نیک اعمال بجالانے' منکرات ترک کرنے اور مسکینوں سے محبت کا سوال کرتا ہوں اور مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما' اور جب تو لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرنے کا ارادہ کرے تو مجھے فتنہ میں مبتلا کئے بغیر اپنے پاس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلا لینا۔

دامادِ رسول اور خلیفہ چہارم حضرت علی ﷛ کی خلافت کے آخری ایام میں جب مشکلات حد سے بڑھ گئیں' انتظامی معاملات میں بد نظمی پیدا ہو گئی' ملت اسلامیہ کا شیرازہ بکھرتا ہوا نظر آیا اور آپ کیلئے ان نامساعد حالات کو درست کرنا ممکن نہ رہا تو آپ نے رب تعالیٰ کے حضور دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ خُذْنِیْ اِلَیْکَ فَقَدْ سَئِمْتُھُمْ وَسَئِمُوْنِیْ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۹۲ جلد ۲)

ترجمہ : اے میرے اللہ! مجھے اپنی طرف بلا لے کیونکہ وہ مجھ سے اور میں ان سے اکتا گیا ہوں۔

اسی طرح امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خراسان کے امیر کی مخالفت اور دشمنی حد سے بڑھ گئی اور آپ نے محسوس کیا کہ اب تو ایمان کی حفاظت کرنا مشکل ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے التجا کی۔

اَللّٰھُمَّ تَوَفَّنِیْ اِلَیْکَ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۹۸ جلد ۳)

ترجمہ : اے میرے اللہ! مجھے فوت کر کے اپنے پاس بلا لے۔

بعض لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا سے بھی تمنائے موت کا جواز ثابت کیا ہے کہ انہوں نے رب تعالیٰ کے حضور استدعا کی تھی۔

تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ (سورۃ یوسف آیت نمبر ۱۰۱)

ترجمہ : (اے آسمان و زمین کے خالق!) مجھے مسلمانی کی حالت میں فوت کر' اور مجھے صالحین کے ساتھ ملا دے۔

مگر ہمارے خیال میں یہ "حسنِ خاتمہ" کی دعا تھی جیسا کہ نبی مکرم ﷺ نے امت کو یہ دعا سکھائی کہ وہ نماز جنازہ میں یہ دعا پڑھا کریں۔

اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ

(جامع ترمذی صفحہ ۱۲۲ جلد ۱)

ترجمہ : اے اللہ! ہم میں سے تو جسے زندہ رکھنا چاہے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور تو جسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فوت کرنا چاہے اسے حالت ایمان پر فوت کر۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ مریم کی زیر بحث آیت مبارکہ میں حضرت مریم علیہا السلام کی تمناءِ موت کی تین وجوہ بیان فرمائی ہیں۔

① بنی اسرائیل کی شریعت میں موت کی تمنا کی ممانعت کا حکم بعد میں نازل ہوا اور یہ واقعہ اس حکم سے پہلے کا تھا۔

② حضرت مریم علیہا السلام کو اپنے دین کی تباہی کا خیال پیدا ہوا اور یہ الفاظ انہوں نے "دینی تحفظ" کے پیش نظر کہے کیونکہ رسوائی کا اندیشہ تھا اور ذلت سے بچنے کیلئے انسان کبھی جھوٹ بولنے پر آمادہ ہو جاتا ہے جس سے دینی تباہی ہو جاتی ہے۔

③ حضرت مریم علیہا السلام کے منہ سے بے اختیار یہ الفاظ (کاش! میں اس سے پہلے مر چکی ہوتی) نکل گئے تھے۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۳۱۲ جلد ۷)۔

گزشتہ سطور میں یہ بات بالصراحت اور بالدلائل بیان ہو چکی ہے کہ جب فتنہ کا خوف اور دین و ایمان کی حفاظت کا معاملہ ہو تو موت کی تمنا کرنا جائز ہے اس میں کوئی گناہ نہیں۔

شہادت کی تمنا شہادت کی موت سعادت کی موت ہے اور شہداء اسلام کو اللہ تعالیٰ بے شمار و بے حساب انعامات سے نوازتا اور انہیں جنت کے اعلیٰ درجات عطا فرماتا ہے اسی لئے نبی دوجہاں ﷺ بھی "شہادت" کی تمنا فرماتے اور رب تعالیٰ سے شہادت کی موت کی دعا فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاء شہادت کو شرف قبولیت بخشا اور آپ کو "سری شہادت" کے مرتبہ علیا پر فائز فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کی تمناءِ شہادت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوَدِدْتُّ اَنِّیْ اُقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلُ (صحیح بخاری صفحہ ۳۹۲ جلد ۱)

ترجمہ: مجھے اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' میری خواہش ہے کہ اللہ کی راہ میں لڑوں تو شہید کر دیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں تو شہید کر دیا جاؤں پھر زندہ کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاؤں تو شہید کر دیا جاؤں۔

آپ شہادت کی عظمت کا اندازہ فرمائیں کہ انبیاء کے امام شہادت کی آرزو اور تمنا کر رہے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعاء شہادت امیر المومنین خلیفتہ المسلمین، مراد مصطفیٰ، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اکثر اوقات رب تعالیٰ سے "شہادت" کی دعا فرمایا کرتے۔ برصغیر کے مایہ ناز مصنف حضرت مولانا ابو الکلام آزاد رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کی تمناءِ موت اور خواہش شہادت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"۲۳ ہجری میں کرمان، سجستان، مکران اور اصفہان کے علاقے فتح ہوئے گویا سلطنت اسلامیہ کی حدود مصر سے بلوچستان تک وسیع ہو گئیں اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آخری حج فرمایا، حج سے واپس تشریف لا رہے تھے، راہ میں ایک مقام پر ٹھہر گئے اور بہت سی کنکریاں جمع کر کے ان پر چادر بچھائی۔ پھر چت لیٹ کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور دعا کرنے لگے۔

"الٰہی اب میری عمر زیادہ ہو گئی ہے، میرے قویٰ کمزور پڑ گئے ہیں اور میری رعایا ہر جگہ پھیل گئی ہے اب تو مجھے اس حالت میں اٹھا لے کہ میرے اعمال برباد نہ ہوں اور میری عمر کا پیمانہ اعتدال سے متجاوز نہ ہو۔" (انسانیت موت کے دروازے پر صفحہ ۵۲)

صحابی رسول حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ بایں الفاظ شہادت کی دعا فرمایا کرتے۔ **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَوَفَاۃً بِبَلَدِ رَسُوْلِکَ** (موطا امام مالک مترجم صفحہ ۳۴۸ کتاب الجہاد) ترجمہ: اے میرے اللہ! میں تجھ سے شہادت کی موت کا اور تیرے رسول کے شہر مدینہ میں وفات کا سوال کرتا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس دعاء شہادت سے لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ دونوں باتیں اکٹھی کیسے ہو سکتی ہیں؟ کیونکہ شہادت تو میدان جہاد میں نصیب ہوتی ہے اور آپ مدینہ منورہ میں موت اور شہادت کی التجا کر رہے ہیں جبکہ مدینہ منورہ میں تمام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمان ہیں اور یہاں جہاد نہیں ہو سکتا۔ مگر اللہ جل جلالہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی اور مدینہ منورہ میں ایک مجوسی غلام ابو لؤلؤ کے ہاتھوں آپ کو شہادت کی سعادت عظمیٰ نصیب ہوئی بلکہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد نبوی کے مصلی رسول پر زخمی ہو کر جام شہادت نوش فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مبارک "مدینہ منورہ" میں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک میں دفن ہوئے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی "دعاء شہادت" سے مسئلہ واضح ہو گیا کہ شہادت کی آرزو، تمنا اور دعا کرنا نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے۔

فرشتہ کی ندا حضرت مریم علیہا السلام نے جب مستقبل کے حالات کا اندازہ کر کے موت کی تمنا کا اظہار کیا اور آپ کا غم اور پریشانی حد سے بڑھ گئی تو پہاڑ کے نیچے سے تسلی آمیز ندا آئی، اے مریم! غمگین اور پریشان نہ ہو بلکہ اپنے رب کی قدرت کا مشاہدہ کرو اور دیکھو کہ تمہارے پروردگار نے اس بے آب و گیاہ وادی میں تمہارے لئے خورد و نوش اور تسکینِ قلب کا کیسا سامان مہیا فرمادیا ہے کہ اس نے تمہاری جائے سکونت کے بالکل نیچے ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ جاری فرمادیا ہے اور تمہاری غذا کیلئے کھجور کے خشک تنے کو سرسبز فرما کے اس سے تازہ اور پکی ہوئی کھجوریں گرانے کا بندوبست فرمادیا ہے اب اس کھجور کے تنے کو ہلانا تمہارا کام ہے اور اس سے تر و تازہ کھجوریں گرانا تمہارے رب کا کام ہے، اور ہاں۔ تمہاری تسکینِ قلب، راحتِ جاں اور آنکھوں کی ٹھنڈک کیلئے تمہیں "خوبصورت فرزند" عطا فرمادیا ہے۔ چشمہ کا صاف و شفاف پانی پیو۔ تر و تازہ میٹھی کھجوریں کھاؤ اور ہونہار بیٹے کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کرو۔ رہا پیش آمدہ حالات کا خدشہ تو جس اللہ نے تمہیں یہ سب کچھ اپنی قدرت سے عطا فرمایا ہے وہ تمہاری عزت و عصمت کی حفاظت کا بھی خود بندوبست فرمائے گا۔ قرآن حکیم فرشتہ کی ندا کا تذکرہ یوں فرماتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَعَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا اَنْ لَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّکِ تَحْتَکِ سَرِیًّا ○ وَهُزِّیْ اِلَیْکِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَیْکِ رُطَبًا جَنِیًّا ○ فَکُلِیْ وَ اشْرَبِیْ وَ قَرِّیْ عَیْنًا ○

ترجمہ: پس فرشتہ نے اس کے نیچے سے پکارا (اے مریم!) غم نہ کر تحقیق تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ جاری فرمادیا ہے اور اپنی طرف کھجور کے تنے کو ہلاؤ تو تم پر پکی ہوئی کھجوریں گرنے لگ جائیں گی پس تم (کھجوریں) کھاؤ اور (ٹھنڈا پانی) پیو اور (عیسیٰ کو دیکھ کر) آنکھیں ٹھنڈی کرو۔

اللہ والوں کا غم اللہ کریم کے برگزیدہ' نیک اور اہل تقویٰ بندے جب غمگین و پریشان اور محزون و ملول ہوں تو ان کی تسلی' اطمینان' سکون قلب اور راحت جاں کیلئے اللہ تعالیٰ "خرقِ عادت" امور کا اظہار فرمادیتا ہے جن کا ظہور اگر کسی صالح اور متقی شخص کے ذریعے ہو تو اسے "کرامت" اور کسی نبی اور رسول کے ذریعے ہو تو اسے "معجزہ" کہا جاتا ہے مگر اس کرامت اور معجزے کے ظاہر کرنے میں نبی یا ولی کا کوئی اختیار نہیں ہوتا بلکہ رب تعالیٰ اپنے اختیار و قدرت سے جب چاہے اسکا ظہور فرماتا ہے جیسا کہ جنابہ مریم سلام اللہ علیہا کے غم اور حزن کو دور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے چشمہ جاری فرمانے اور کھجور کے خشک تنے سے تر و تازہ کھجوریں گرانے کا بندوبست فرمادیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی شخص تعلق پیدا کر کے تو دیکھے۔ پھر رب کریم اسکے خورد و نوش کا انتظام بھی فرماتا ہے اور اسکی عزت و آبرو کی حفاظت کا بندوبست بھی فرماتا ہے۔ اللہ کریم تو لوگوں کو ندا دیتا ہے کہ اے اولاد آدم! میرے در اقدس پہ جبین نیاز کو جھکا کر تو دیکھو' میرے اوامر و نواہی پر عمل کر کے دکھاؤ اور میرے احکام کے مطابق زندگی گزارو تو سہی' پھر دیکھو' میں تم پر کس قدر انعامات و احسانات کی بارش کرتا ہوں اور تمہارے مسائل و مشکلات کو کیسے عجیب و غریب طریقوں سے حل فرماتا ہوں بقولِ اقبال۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے راہ روِ منزل ہی نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تربیت عام تو ہے جوہر قابل ہی نہیں
جس سے تعمیر ہو آدم کی یہ وہ گل ہی نہیں

قرآن حکیم میں کئی اللہ والوں کا ذکر ہے جنہیں مشکلات و مصائب نے آگھیرا تو خالق ارض و سماء نے ان کے حزن و غم کو دور کرنے کیلئے خرق عادت امور ظاہر فرما دیئے

ام موسیٰ کا حزن فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور بعثت کے ڈر سے بنی اسرائیل کے ہاں پیدا ہونے والے بچوں کے قتل عام کا حکم دے دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے ہاں جب حضرت موسیٰ پیدا ہوئے تو وہ از حد غمگین و پریشان ہو گئیں کہ جونہی فرعونیوں کو پتہ چلا تو فرعون کے جلاد آئیں گے اور میرے خوبرو فرزند کو موت کی نیند سلا دیں گے تو رب کائنات نے ام موسیٰ کو الہام کیا کہ تو اطمینان سے موسیٰ کو دودھ پلائے جا۔ جب تمہیں اس کے متعلق اندیشہ لاحق ہو تو اسے صندوق میں ڈال کر دریا میں بہا دینا تیرا کام ہے اور اسے صحیح و سالم واپس لوٹا دینا ہمارا کام ہے اور اے ام موسیٰ! غم نہ کر ہم تو تیرے صاحبزادے کو اپنا برگزیدہ رسول بنانے والے ہیں۔

قرآن عزیز ام موسیٰ کے غم اور اس غم کو دور کرنے کیلئے خدائی انتظامات کا تذکرہ یوں فرماتا ہے۔ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (سورۃ قصص آیت نمبر ۷)

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کی طرف وحی کی (الہام کیا) کہ اسے دودھ پلاتی جا۔ پس جب تمہیں اس کے بارے میں اندیشہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور نہ خوف کرنا اور نہ غمگین ہونا یقیناً ہم اسے تری طرف لوٹا دیں گے اور ہم اسے رسولوں میں سے (ایک رسول) بنانے والے ہیں۔

ابوبکر صدیق کا حزن سفر ہجرت میں آنحضرت ﷺ اور آپ کے رفیق خاص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب غار ثور میں پناہ گزین ہوئے اور کفار مکہ ان کا تعاقب کرتے ہوئے غار کے دہانے تک پہنچ گئے اور ان کے قدموں کی آہٹ سنائی دی تو آپ نے غار میں سے کفار کو دیکھ لیا اور آنحضرت ﷺ کے بارے میں آپ کو سخت اضطراب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ازحد اندیشہ اور بے حد حزن و غم لاحق ہوا تو آپ نے عرض کی۔ اے اللہ کے رسول! اگر مشرکین نے اپنے پاؤں کی جگہ کو دیکھا تو ہم انہیں نظر آجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حزن و غم دور کرنے کیلئے حضرت جبرئیل کو غار ثور میں بھیج دیا اور فرمایا جبرئیل! جاکر میرے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تسلی دیں کہ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (اے میرے رفیق!) حزن و غم نہ کر یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

آپ نے غور فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غم زائل کرنے کیلئے اللہ عزوجل نے کیسا عظیم بندوبست فرمایا۔ "یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے"

بعینہٖ حضرت مریم سلام اللہ علیہا کا غم' حزن' پریشانی اور تکلیف دور کرنے کیلئے اللہ جل جلالہ نے بہترین انتظام فرمایا اور فرشتہ کے ذریعے حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی تسلی اور اطمینان کا سامان کردیا۔ سبحان اللہ۔

تر و تازہ کھجوریں علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ نے سورۃ مریم کی زیر بحث آیات کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ۔

"اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم سلام اللہ علیہا کو کھجور کا درخت ہلانے کا حکم دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ اس امر پر بھی قادر ہے کہ بغیر درخت کے ہلائے کھجوریں خود ہی ان کی گود میں گر جاتیں۔ مگر اس میں حکمت یہ ہے کہ اللہ کریم سبق سکھانا چاہتے ہیں کہ "حصول رزق" کیلئے ہر شخص کو کوشش کرنی چاہیے۔ نیز یہ بتلانا ہے کہ تحصیل رزق کیلئے کوشش اور محنت کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔ (روح المعانی صفحہ ۵۸ جلد ۶)

اطباء کے نزدیک زچگی کے ایام میں عورت کے لئے بہترین خوراک تازہ اور شیریں کھجور ہے اسی لئے رب کائنات نے مریم کیلئے تازہ اور میٹھی کھجوروں کا بندوبست فرمایا اور کہا اے مریم! جو خدا حجرہ عبادت میں تجھے بے موسم پھل کھلایا کرتا تھا وہی آج تیرے لئے تازہ اور میٹھے خرماں کا اہتمام فرما رہا ہے۔

آنکھوں کی ٹھنڈک اللہ جل جلالہ کے برگزیدہ فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت مریم سلام اللہ علیہا کو جو بشارت اور ندا دی اس میں یہ لفظ بھی تھے کہ **وقری عینا**(اور اپنے فرزند کو دیکھ کر) اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرو۔ یقیناً نیک اولاد' والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک' دل کا قرار اور طبیعت کا سکون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں عباد الرحمٰن یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار لوگوں کی دعا نقل فرمائی ہے کہ۔

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ○ (سورۃ فرقان آیت ۷۴)

ترجمہ : اور وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیز گاروں کیلئے پیشوا بنا۔

غلامانِ فرعون نے جب بحکم آقا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صندوق دریا سے نکالا اور فرعون اور اس کی بیوی کی خدمت میں پیش کیا تو فرعون کی بیوی' حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خوبصورتی' حسن' جمال اور چمک دمک کو دیکھ کر پکار اٹھی۔

قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ لَا تَقْتُلُوْهُ (سورۃ القصص آیت نمبر۹)

ترجمہ : اے میرے سرتاج! یہ بچہ تو میری اور آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے' اسے قتل نہ کرنا۔

جس طرح انسان کو اپنی صالح اور فرمان بردار اولاد کو دیکھ کر قلبی راحت اور آنکھوں کو ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے اسی طرح آنحضرت ﷺ کو نماز میں دلی سکون حاصل ہوتا تھا اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا **قُرَّتُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ** "میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔"

چپ کا روزہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے خورد و نوش اور سکونِ قلب کے اہتمام کے بعد اب معاملہ تھا آپ کی عزت و عصمت کی حفاظت کا' اور آپ کو قوم کی طعن زنی اور انگشت نمائی سے بچانے کا۔ اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت و قدرت سے یہ انتظام فرمایا کہ فرشتہ کے ذریعہ آپ کو یہ بات بتائی کہ اے مریم صدیقہ! اگر کوئی شخص تیری گود میں بچہ دیکھ کر زبان دراز کرنے لگے اور آپ کی آبرو پر حرف گیری کرنے لگے تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہیں اپنے دفاع اور صفائی کیلئے بولنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ تم بالکل خاموش رہنا اور معترضین کو (اشارہ سے) بتادینا کہ میں نے روزہ کی نذر مانی ہوئی ہے اس لیے کسی سے گفتگو نہیں کروں گی۔ تم خاموشی اختیار کیے رکھنا۔ میں تمہاری عفت و عصمت کی گواہی کا ایسا انتظام و انصرام کروں گا کہ قیامت تک لوگ آپ کی پاکیزگی و طہارت کی گواہی دیں گے اور تیری عزت و آبرو اور پاکدامنی کی شہادت کیلئے تیرے شیر خوار بچے کو تیری گود میں ہی نطق اور گویائی کی صلاحیت عطا فرمادوں گا اور وہ خود اپنی زبان سے تیری پاک دامنی اور عصمت کی گواہی دے گا۔ سبحان اللہ۔

قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے کہ فرشتہ نے اپنی ندا میں کہا۔

فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِیْٓ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا (سورۃ مریم آیت نمبر ۲۶) ترجمہ: (اے مریم!) اگر تم کسی آدمی کو دیکھو تو (اشارہ سے کہو) کہ میں نے رحمان کیلئے (خاموشی کے) روزہ کی نذر مانی ہے۔ پس میں آج کے دن کسی انسان سے گفتگو نہیں کروں گی۔

چپ کے روزہ کی شرعی حیثیت حضرت مریم سلام اللہ علیہا کو سکھائے گئے الفاظ **اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا** (میں نے رحمان کیلئے روزہ کی نذر مانی ہے اس لئے آج میں کسی انسان سے ہرگز کلام نہ کرونگی) سے محسوس ہوتا ہے کہ خاموشی کا روزہ بھی عبادت ہے اور اس کی نذر ماننا جائز ہے۔ اس بارے میں علماء تفسیر فرماتے ہیں۔

"قبل از اسلام یہ بھی عبادت میں داخل تھا کہ نہ بولنے کا روزہ رکھے، صبح سے شام تک کسی سے کلام نہ کرے۔ اسلام نے اس کو منسوخ کرکے یہ لازم کردیا کہ روزہ کی حالت میں بری کلام گالی گلوچ، جھوٹ اور غیبت وغیرہ سے اجتناب و پرہیز کرے۔ عام گفتگو ترک کرنا اسلام میں کوئی عبادت نہیں۔ اس لئے اس کی نذر ماننا بھی جائز نہیں۔ جیسا کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرفوعاً روایت کیا ہے **لَا یُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ وَلَا صُمَاتَ یَوْمٍ اِلَی اللَّیْلِ** یعنی بچے کے بالغ ہونے کے بعد اس پر یتیم کے احکام جاری نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتے اور صبح سے رات تک خاموش رہنا (اسلام میں) کوئی عبادت نہیں۔ (معارف القرآن صفحہ ۲۰ جلد ۶)

مسئلہ نذرونیاز چونکہ زیربحث آیت مبارکہ میں حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی نذر ماننے کا مسئلہ بھی بیان ہوا ہے اس لئے اس موقع پر نذرونیاز کی شرعی حیثیت کو واضح کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ "نذر" عربی اور "نیاز" فارسی زبان کا لفظ ہے۔ اردو میں اس مفہوم کی ادائیگی کیلئے "مَنّت" کا لفظ بھی بولا جاتا ہے۔ ایسی نیکی' عبادت' صدقہ اور خیرات جسے اللہ تعالیٰ نے بندوں پر لازم نہ کیا ہو بلکہ کوئی بندہ ازخود اسے اپنے اوپر لازم کرنے کا عہد کرے تو اس نیکی' عبادت' صدقہ اور خیرات کو نذر' نیاز اور منت کہا جاتا ہے' نذرونیاز کی غرض اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ جس کے نام پر وہ عبادت' صدقہ اور خیرات کی جارہی ہے وہ کرنے والے کی کوئی مشکل آسان کرے گا۔ کوئی حاجت پوری کرے گا اور کوئی بگڑا ہوا کام سنوار دے گا اور یہ سارے کام چونکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کرسکتا ہے اس لئے نذر' نیاز اور منت صرف اور صرف خالق کائنات' اللہ رب العالمین کیلئے ہی مانی جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا چونکہ کوئی دوسرا یہ کام نہیں کرسکتا۔ اس لئے غیراللہ کے لئے عبادت' صدقہ اور خیرات کرنا یا نذرونیاز اور مَنّت ماننا صریحاً شرک اور کبیرہ گناہ ہے۔

قرآن مجید اور نذرونیاز قرآن مجید' فرقان حمید میں پانچ مقامات پر مختلف طریقوں سے نذر کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ سورۃ بقرہ میں ارشاد ربانی ہے۔

① وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ

(سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۷۰) ترجمہ: اور جو تم نے خرچ کیا ہو یا نذر مانی ہو تو اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

یعنی صدقہ اور خیرات اللہ تعالیٰ کیلئے ہو یا غیراللہ کیلئے اور نذرونیاز اللہ کریم کیلئے مانی ہو یا غیراللہ کیلئے دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ آدمی کے فعل اور اسکی نیت سے پوری طرح باخبر اور واقف ہے۔ لہٰذا جن لوگوں نے اللہ کیلئے صدقہ کیا اور نذر مانی ہو گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہیں جزا اور ثواب سے نوازا جائے گا اور جنہوں نے غیر اللہ کیلئے خیرات اور نذر و نیاز دی ہوگی انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور ایسے ظالموں کو عذاب الٰہی سے بچانے کیلئے کوئی معاون و مددگار نہ ہوگا۔

② قرآن حکیم کے سترھویں سپارے میں نذر و نیاز کے مسئلہ کی وضاحت بایں الفاظ کی گئی ہے۔ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ (سورۃ حج آیت نمبر۲۹) ترجمہ: پھر اپنی میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اللہ تعالیٰ کے قدیم گھر کا طواف کریں۔

حجاج کرام کو حالت احرام میں حجامت کرنے، خوشبو اور تیل لگانے اور بلاضرورت غسل کرنے کی ممانعت ہے جس کی وجہ سے حجامت بڑھ جاتی۔ بال پراگندہ ہو جاتے اور جسم پر میل جم جاتی ہے۔ اس آیت کریمہ میں انہیں حکم دیا جارہا ہے کہ قربانی کا جانور ذبح کرنے کے بعد اب حجامت بنواؤ، غسل کرو، میل وغیرہ دور کرو، کپڑے بدلو، اپنی نذریں پوری کرو اور رب تعالیٰ کے قدیم گھر (کعبہ) کا طواف کرو۔

③ کتاب الٰہی کے انتیسویں سپارے میں خدا کے برگزیدہ، فرمانبردار اور اطاعت گزار بندوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کی خوبی یہ بیان فرمائی گئی ہے۔

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا (سورۃ دھر آیت نمبر۷)

ترجمہ: وہ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس (قیامت کے) دن سے ڈرتے ہیں جس کا شر ہر طرف پھیلا ہوا ہے۔

④ قرآن عزیز کے تیسرے سپارے میں حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی والدہ اور عمران کی بیوی جنابہ "حنہ" کی نذر ماننے اور اسے پورا کرنے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے جس کی تفصیل اسی کتاب کے مضمون "دعاء ذکریا" میں گزر چکی ہے۔ یہاں صرف آیت اور اس کے ترجمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (سورۃ آل عمران آیت نمبر۳۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ : جب عمران کی بیوی (حنہ) نے کہا' اے میرے پروردگارا میں اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے تیری نذر کرتی ہوں وہ تیرے کام کیلئے آزاد ہو گا پس تو میری اس نذر کو قبول فرما۔ بلاشبہ تو ہی سننے والا' جاننے والا ہے۔

⑤ قرآن عزیز کا پانچواں وہ مقام جہاں "نذر و نیاز کا مسئلہ" بیان کیا گیا ہے۔ وہ سورۃ مریم کی زیر بحث آیت ہی ہے جہاں اللہ تعالیٰ کا فرشتہ اس کی طرف سے مریم کو پیغام دے رہا ہے کہ جب کوئی شخص تیری گود میں بچہ دیکھ کر تعجب کرے تو اسے (اشارہ سے) کہہ دو کہ میں نے اللہ کیلئے روزے کی نذر مانی ہے اس لئے آج کسی انسان سے کلام نہیں کروں گی ۔فرمان خداوندی ہے۔

فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا ○

ترجمہ : پس (اے مریم) تو کھا' پی اور آنکھیں ٹھنڈی کر' پھر کوئی شخص تجھے نظر آئے تو اس سے کہہ دے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کیلئے روزے کی نذر مانی ہے اس لئے آج کسی سے بات نہ کرونگی۔

ہر جائز نذر کو پورا کرنا فرض ہے اور ناجائز نذر کو پورا کرنا گناہ ہے۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو عقیدہ توحید پر استقامت عطا فرمائے اور قرآن و سنت پر عمل پیرا ہو کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العٰلمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 6

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزانہ کلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
فَاَتَتْ بِہٖ قَوْمَہَا تَحْمِلُہٗ قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْئًا فَرِیًّا ○ یٰاُخْتَ ھٰرُوْنَ مَا کَانَ اَبُوْکِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا کَانَتْ اُمُّکِ بَغِیًّا ○ فَاَشَارَتْ اِلَیْہِ قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا ○ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ○ وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا ○ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ○ وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ○ (سورۃ مریم آیت نمبر ۲۷ تا ۳۳) ترجمہ : پھر وہ (مریم) اس بچے (عیسیٰ) کو اٹھا کر قوم کے پاس لے آئیں - وہ کہنے لگے - اے مریم! تو نے عجیب کام کیا ہے اے ہارون کی بہن! تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ ہی تیری ماں بدکار تھی - تو مریم نے اس بچے کی طرف اشارہ کیا' وہ بولے ہم اس بچے سے کیسے کلام کریں جو (ابھی) گہوارے میں ہے - وہ بچہ بول اٹھا - میں اللہ کا بندہ ہوں - اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے اور اس نے مجھے بابرکت بنایا ہے میں جہاں بھی ہوں اور اس نے مجھے' جب تک میں زندہ رہوں نماز ادا کرنے اور زکواۃ دینے کا حکم دیا ہے اور مجھے اپنی والدہ کا خدمت گزار بنایا ہے اور مجھے جابر و بدبخت نہیں بنایا اور سلامتی ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مجھے موت آئے گی اور جس دن زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔

ہر قسم کی تعریفات و تحمیدات رب کائنات' خالق ارض و سماء کیلئے جو ہر چیز پر غالب اور عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہے جو مشکل کشا' حاجت روا اور فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ہے - حمد و ثنا کے بعد اَن گنت' لاتعداد' بے حساب و بے شمار درود و سلام' نبی اکرم رسول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معظم، سرور عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات پر، جن کی بعثت و تشریف آوری کی برکت سے رب تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید جیسی معتبر، مستند اور جامع کتاب کو نازل فرمایا اور اسی قرآن حکیم کے سولھویں سپارے میں سورۃ مریم کی آیت ۲۷ تا آیت نمبر ۳۳ میں اپنے برگزیدہ، جلیل القدر اور عظیم المرتبت رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ جنابہ مریم سلام اللہ علیہا پر قوم کی طرف سے الزامات کی بوچھاڑ اور ان اتہامات کے جواب میں پاکیزگی مریم اور عفت مریم کے لئے خدائی انتظامات کا تذکرہ فرمایا۔ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شیر خوارگی کی حالت میں ماں کی گود میں بیٹھ کر جو "معجزانہ کلام" فرمایا اس کی تفصیلات کو بیان فرمایا ہے۔

بیت اللحم سے روانگی فرشتہ کی تسلی آمیز اور خوش کن ندا سن کر حضرت مریم سلام اللہ علیہا مطمئن ہو گئیں اور اذن الٰہی کا انتظار کرنے لگیں کہ کب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے قوم کے پاس جانے اور انہیں حقیقت حال سنانے کی اجازت ملتی ہے آخر ایام نفاس (چالیس دن) گزارنے کے بعد بحکم الٰہی اپنے فرزند دلبند کو گود میں اٹھایا اور طلوع آفتاب کے وقت بیت اللحم سے روانہ ہو کر بوقت ظہر قوم کے پاس تشریف لائیں۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۹۹ جلد ۱۱) دوران سفر حضرت مریم سلام اللہ علیہا قوم کی طرف سے صورت حال سے لاعلمی کے باعث ہونے والے اعتراضات، الزامات اور اتہامات کا تصور کر کے از حد غمگین ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی، تشفی اور اطمینان کیلئے راستہ میں ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گفتگو کی توفیق اور اجازت فرمادی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے والدہ سے عرض کیا **يَا أُمَّاهُ أَبْشِرِي فَإِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ وَمَسِيحُهُ** ترجمہ : اے میری ماں! خوش ہو جا (غم نہ کر) میں اللہ کا بندہ اور اس کا مسیح ہوں۔ (تفسیر خازن صفحہ ۲۴۴ جلد ۴)

بعض علماء کا بیان ہے کہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے فوراً بعد اسی دن ہی آپ کو اٹھا کر قوم کے پاس آ گئیں۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۳۱۴ جلد ۷) قرآن حکیم حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے قوم کے روبرو تشریف لانے کا بایں الفاظ ذکر فرماتا ہے۔ **فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ** ترجمہ : پس وہ اس بچہ (عیسیٰ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو اٹھا کر قوم کے پاس آئیں

قوم کا اعتراض اور مریم کی کرامت قوم نے جب کنواری مریم کی گود میں خوبصورت بچہ دیکھا تو وہ دم بخود رہ گئی اور ان پر سکتہ طاری ہو گیا وہ حضرت مریم کی عبادت، ریاضت، شرافت، نجابت اور طہارت سے پوری طرح باخبر تھے اور ان کا اعتقاد تھا کہ اس دور میں مریم سے بڑھ کر صادقہ، صدیقہ، زاکیہ، عابدہ، زاہدہ اور طاہرہ کوئی خاتون نہیں ہے۔ دانشمندان قوم تو سوچ و بچار میں پڑ گئے اور جذباتی افراد حضرت مریم کو مارنے پیٹنے پر تیار ہو گئے۔ چنانچہ وھب بن منبہؒ روایت کرتے ہیں۔

لَمَّا اَتَتْ بِہٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ تَسَامَعَ بِذٰلِكَ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ فَاجْتَمَعَ رِجَالُهُمْ وَنِسَاءُهُمْ فَمَدَّتْ اِمْرَءَةٌ يَدَهَا لِتَضْرِبَهَا فَاَجَفَّ اللّٰهُ شَطْرَهَا فَحُمِلَتْ كَذٰلِكَ وَقَالَ اٰخَرُ مَا اَرَاهَا اِلَّا زَنَتْ فَاَخْرَسَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَتَحَامَى النَّاسُ مِنْ اَنْ يَّضْرِبُوْهَا اَوْ يَقُوْلُوْا لَهَا كَلِمَةً تُؤْذِيْهَا وَجَعَلُوْا يَخْفِضُوْنَ اِلَيْهَا الْقَوْلَ وَيَلِيْنُوْنَ (تفسیر قرطبی صفحہ ۹۹ جلد ۱۱)

ترجمہ : حضرت مریم جب بچے کو اٹھا کر قوم کے پاس لائیں تو یہ بات بنی اسرائیل میں مشہور ہو گئی پس ان کے مرد اور عورتیں ملامت کیلئے جمع ہو گئے اور ایک عورت نے مریم کو تھپڑ مارنے کیلئے ہاتھ اٹھایا تو اللہ کی قدرت سے اس کا ہاتھ سوکھ گیا۔ وہ عمر بھر اسی طرح رہی۔ اور ایک مرد نے مریم پر زنا کی تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ نے اسے گونگا کر دیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر کسی کو طعن و تشنیع کی بات کرنے اور مارنے کی جسارت نہ ہوئی اور انہوں نے حضرت مریم کے ساتھ بڑی آہستہ اور نرم گفتگو کی۔

قرآن حکیم کی سورۃ مریم میں ہے کہ قوم کے لوگ حضرت مریم سے یوں مخاطب ہوئے۔

قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ○ يٰاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ○ ترجمہ : انہوں نے کہا کہ اے مریم! تو نے بڑا عجیب کام کیا ہے۔ اے ہارون کی بہن! تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں ہی بد چلن تھی۔

اخت ہارون افراد قوم کی طرف سے حضرت مریم سلام اللہ علیہا کو "اُخْتِ ھارون" یعنی ہارون کی بہن کہہ کر مخاطب کیا گیا حالانکہ حضرت مریم اور حضرت ھارون علیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

السلام کے درمیان نوسو یا ایک ہزار سال کی طویل مدت کا وقفہ ہے۔(تفسیر قرطبی صفحہ ۱۰۰-۱۰۱ جلد ۱۱)

اس سوال و اعتراض کے علماء تفسیر نے کئی جواب ارشاد فرمائے ہیں۔

① حضرت مریم سلام اللہ علیہا حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھیں۔ لہٰذا جس طرح خاندان تمیم کے ہر فرد کو اخو تمیم (تمیم کا بھائی) کہا جاتا ہے اسی طرح حضرت مریم سلام اللہ علیہا کو اخت ہارون (ہارون کی بہن) کہا گیا۔

② بنی اسرائیل میں ایک شخص کا نام ہارون تھا جو حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی طرح صالح، متقی، عبادت گزار اور بڑا نیک آدمی تھا قوم نے دونوں کی عبادت و نیکی میں مماثلت کی وجہ سے آپ کو اخت ہارون کہا۔

③ "ہارون" حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے علاتی (سوتیلے) بھائی کا نام تھا۔

④ قوم نے بطور استہزاء اور تمسخر حضرت مریم سلام اللہ علیہا کو ہارون کی بہن کہا کیونکہ بنی اسرائیل میں ایک بد چلن اور بدکردار آدمی کا نام ہارون تھا۔

⑤ بنی اسرائیل میں "ھارون" نام کو بڑی قدر و عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور لوگ کثرت سے اپنے بچوں کے نام ھارون رکھا کرتے تھے اور حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے خاندان میں سے کسی فرد کا نام بھی ھارون تھا۔ اسی لئے انہوں نے آپ کو "اختِ ھارون" کہہ کر مخاطب کیا۔(تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۳۱۵ جلد ۷)

اس موقف کی تائید صحیح مسلم شریف کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَدِمْتُ نَجْرَانَ سَأَلُوْنِیْ فَقَالُوْا اِنَّکُمْ تَقْرَئُوْنَ یَا "اُخْتَ هَارُوْنَ" وَمُوْسٰی قَبْلَ عِیْسٰی بِکَذَا فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهٗ عَنْ ذَالِکَ فَقَالَ اِنَّهُمْ کَانُوْا یُسَمُّوْنَ بِاَنْبِیَائِهِمْ وَالصَّالِحِیْنَ قَبْلَهُمْ (صحیح مسلم صفحہ ۲۰۷ جلد ۲)

ترجمہ :: جب میں نجران آیا تو نصاریٰ نے مجھ سے سوال کیا کہ تم (قرآن میں) اے ہارون کی بہن! پڑھتے ہو حالانکہ (حضرت ہارون کے بھائی) موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کتنی مدت پہلے تھے۔ پس جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو میں نے آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ بنی اسرائیل کی عادت تھی کہ وہ پیغمبروں اور اگلے نیک بندوں کے نام پر نام رکھتے تھے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے ہمیں سبق حاصل ہوا کہ جس مسئلے کے بارے میں پوری معلومات نہ ہوں اس کے بارے میں رائے زنی سے اجتناب کرنا چاہیے اور بعد از تحقیق جواب دینا چاہیے۔ بصورت دیگر خاموشی اختیار کرنا چاہیے۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان برحق ہے کہ ایک زمانہ آئے گا۔

اِتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا (متفق علیہ۔ مشکوۃ المصابیح صفحہ ۳۳)۔ ترجمہ : لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے ان سے (مسئلے) دریافت کریں گے تو وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے جس سے وہ خود بھی گمراہ ہوجائیں گے اور عوام کو بھی گمراہ کریں گے۔

آج ہمارے ہاں جو حال علماء اور خطباء کا ہے کہ اگر ان سے کوئی دینی سوال کیا جائے اور فی الوقت انہیں اس بارے میں پوری معلومات نہ بھی ہوں تو یہ کہنا کہ "مجھے علم نہیں" وہ اپنی توہین سمجھتے ہیں اور الٹے سیدھے مسائل لوگوں کو سنا کر انہیں گمراہ کرتے ہیں۔ (اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْہُمْ) بات "اخت ھارون" کی چل رہی تھی کہ بنی اسرائیل پہلے انبیاء و رسل اور صالح و برگزیدہ انسانوں کے نام پر اپنے بچوں کے نام اکثر ھارون رکھا کرتے تھے۔ بنی اسرائیل میں ھارون کے نام کے افراد کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ ایک عبادت گزار شخص فوت ہوا تو اسکے جنازے میں دیگر لوگوں کے علاوہ چوبیس ہزار افراد ایسے تھے جن کا نام "ھارون" تھا۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۳۱۵ جلد ۷ تفسیر قرطبی صفحہ ۱۰۰ جلد ۱۱)

اور حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے خاندان میں آپ کا کوئی سوتیلا بھائی ھارون تھا جو حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی طرح انتہائی پارسا اور عبادت گزار شخص تھا۔ اسی لئے قوم کے لوگوں نے حضرت مریم سلام اللہ علیہا پر اعتراض کرتے ہوئے بیک وقت آپ کی والدہ آپ کے والد اور علاتی بھائی کی پارسائی اور زہد و عبادت کا ذکر کر کے تعجب و افسوس کا اظہار کیا اور کہا "اے مرد صالح ھارون کی بہن! تیرا باپ تو مرد بدکار نہ تھا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیری ماں بھی بد چلن اور بد اطوار نہ تھی- تو نے ھارون کی بہن ہو کر عمران کی صاحبزادی ہو کر اور حنہ کی بیٹی ہو کر یہ کیا کر دکھلایا کہ بغیر نکاح کے بیٹے کو جنم دے دیا؟ قرآنی آیات اور ان کا ترجمہ دوبارہ ذہن میں لائیے اور خاندانِ مریم کی نیکی کا اندازہ فرمائیے-

قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ○ يٰاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ○

ترجمہ : لوگوں نے کہا کہ اے مریم! تو نے عجیب کام کیا ہے اے ھارون کی بہن! تیرا باپ برا آدمی نہیں تھا اور تیری ماں بھی بد چلن نہ تھی-

اشارہ مریم اور قوم کی حیرانی حضرت مریم سلام اللہ علیھا حسبِ ارشاد خداوندی قوم کی کڑوی کسیلی باتیں سن کر خاموش رہیں اور گود میں پڑے بچے کی طرف اشارہ کر دیا جس کا واضح مطلب یہ تھا کہ مجھ سے نہ پوچھو کہ میں بچہ کیسے لائی ہوں- بلکہ آنے والے سے پوچھ لو کہ یہ کیسے آیا ہے؟ انہوں نے کہا' مریم! ایسی سمجھ دار عورت ہو کر ہم سے مذاق کر رہی ہو؟ بھلا گود میں بیٹھے بچے نے کبھی کلام کیا ہے؟ عجیب ماجرا ہے کہ تو خود گم سم بیٹھی ہو اور ہمیں شیر خوار بچے سے سوال کرنے کا اشارہ کر رہی ہو- بھلا ہمیں بتاؤ کہ ہم اس معصوم بچے سے کیسے کلام کریں؟ اللہ تعالیٰ نے قرآن عزیز کی سورۃ مریم میں حضرت مریم سلام اللہ علیھا کے اشارے اور قوم کی حیرانی کو بایں الفاظ ذکر فرمایا ہے-

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ○

ترجمہ : پس مریم نے اس بچہ (عیسیٰ) کی طرف اشارہ کر دیا- لوگ کہنے لگے ہم اس بچہ سے کیسے کلام کریں جو ابھی گود میں ہے-

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گود میں کلام جب حضرت مریم سلام اللہ علیھا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا اور قوم نے حیرانگی کا اظہار کیا تو اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مریم سلام اللہ علیھا کی گود میں لیٹے دودھ پی رہے تھے- لوگوں کی باتیں سن کر آپ نے دودھ پینا چھوڑ دیا' قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور بائیں طرف سہارا لے کر دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے اپنی طرف اشارہ کر کے "معجزانہ کلام"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارشاد فرمایا۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۱۰۲ جلد ۱۱)

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ○ وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا ○ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ○ وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ○ ترجمہ : کہا۔ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی اور مجھے نبی بنایا۔ اور میں جہاں کہیں بھی ہوں۔ اس نے مجھے بابرکت بنایا۔ ہے اور جب تک میں زندہ رہوں اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا تاکیدی حکم دیا ہے اور اس نے مجھے اپنی والدہ کا خدمت گزار بنایا ہے اور مجھے جابر و بدبخت نہیں بنایا اور مجھ پر' میری پیدائش کے دن' میری وفات کے دن اور جس دن مجھے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ سلامتی ہی سلامتی ہے۔

گیارہ شیر خوار بچوں کا کلام یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور کلی اختیارات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ وہ اگر چاہے تو پانچ چھ فٹ کے خوبصورت' جوان رعنا کی قوت گویائی سلب کر کے اسے گونگا بنا دے اور اگر چاہے تو شیر خوار بچوں کو نطق اور گویائی کی صلاحیتوں سے سرفراز فرمادے۔ قرآن مجید' احادیث رسول اور تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف ادوار میں گیارہ بچوں نے شیر خوارگی میں کلام کیا اور اللہ کریم نے انہیں بچپن میں ہی گویائی کی قوت و صلاحیت سے نوازا۔ سبحان اللہ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام مشہور محدث حضرت علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول نقل فرمایا ہے کہ۔ اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ الْخَلِیْلَ تَکَلَّمَ فِی الْمَهْدِ (فتح الباری صفحہ ۴۸۰ جلد ۶)

ترجمہ : بلاشبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے گود میں گفتگو کی۔

شاهد یوسف عزیز مصر کی بیوی (زلیخا) نے جب حضرت یوسف علیہ السلام کو "آمادہ گناہ" کرنے کی ازحد کوشش کی اور آخر آپ کو پچھلے کمرے میں لے جا کر تمام دروازے مقفل کر دیئے اور ھَیْتَ لَکَ کا نعرہ مستانہ لگا کر حضرت یوسف کو واشگاف الفاظ میں دعوت گناہ دی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ارتکاب گناہ سے بچنے کیلئے بھاگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانے کا فیصلہ کیا اور دل ہی دل میں اپنے رب سے عرض کی' چاہ کنعان سے نکال کر عزیز مصر کے گھر میں باعزت ٹھہرانے والے میرے مولا! میری عزت و آبرو کی حفاظت فرما اور یہاں سے نجات کی کوئی راہ پیدا فرما۔ الہام ہوا' یوسف! بھاگ جاؤ' عرض کی مولا! دروازے مقفل' چابیاں زلیخا کی جیب میں' بھاگوں تو کس طرف اور کیسے؟ فرمایا میرے ڈر کی وجہ سے گناہ سے بچنے کا ارادہ اور پختہ عزم کرنے والے میرے یوسف! بھاگنا تیرا کام ہے اور تمام دروازوں کے قفل توڑ کر انہیں کھولنا میرا کام ہے۔ چنانچہ یوسف علیہ السلام بھاگے تو ساتوں دروازوں کے تالے ٹوٹ کے نیچے گرتے گئے اور دروازے خود بخود کھلتے چلے گئے۔ زلیخا نے پیچھا کیا جب آپ آخری دروازے پر پہنچے تو زلیخا نے پیچھے سے آپ کی قمیض کو پکڑ کر زور سے اپنی طرف کھینچا اور آپ پوری قوت سے باہر کی طرف لپکے' اسی کشمکش اور کھینچا تانی میں آپ کی قمیض پیچھے سے پھٹ گئی۔ دونوں اسی حالت میں باہر نکلے تو سوء اتفاق یا حسن اتفاق کہ عزیز مصر وہاں موجود تھا۔ زلیخا اپنے خاوند کو دیکھ کر سہم گئی اور یوں ہوا جیسے اس پر بجلی گر پڑی ہو۔ اسے یقین ہو گیا کہ راز فاش ہوا چاہتا ہے تو بڑی چالاکی اور ہوشیاری سے حضرت یوسف علیہ السلام پر دست درازی کا الزام لگا دیا اور اپنی مظلومیت کی داستان بڑے موثر پیرائے میں اپنے بااختیار شوہر کے روبرو بیان کی اور گفتگو کا ایسا انداز اختیار کیا جس سے عزیز مصر کو غصہ آئے' غیرت کھائے اور یوسف کو ابھی سزا سنا دے۔ قرآن حکیم نے عزیز مصر کی بیوی کے فریب اور مکارانہ چال کو بایں الفاظ ذکر فرمایا ہے۔

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَّأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوْءًا إِلَّا أَنْ يُّسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ (سورۃ یوسف آیت نمبر ۲۵)

ترجمہ : اور وہ دنوں (آگے پیچھے) دروازے کی طرف دوڑے اور اس عورت نے یوسف کا کرتہ پیچھے سے (کھینچ) کر پھاڑ دیا اور (اتفاق) انہوں نے دروازے پر عورت کے خاوند کو کھڑا پایا عورت بولی (بتائیے) کیا سزا ہے اس شخص کی جو تیری بیوی سے برائی کا ارادہ کرے؟ سوائے اسکے کہ اسے قید کر دیا جائے یا دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نزلہ بر عضو ضعیف حضرت یوسف علیہ السلام اپنی پیغمبرانہ شرافت کی بناء پر شاید زلیخا کے "کارنامے" کی حقیقت واضح نہ فرماتے مگر جب انہوں نے کہا دیکھا کہ "نزلہ بر عضو ضعیف" کے مصداق جرم ان کے سر تھوپا جارہا ہے اور زلیخا اپنے شاطرانہ مکر و فریب سے خود بے گناہ و پاکباز اور مجھے گناہگار و مجرم ظاہر کررہی ہے اور عزیز مصر کے جذبہ غیرت کو مشتعل کرکے مجھے سزا دلوانے کے درپے ہے' تو آپ عزیز مصر سے یوں مخاطب ہوئے۔ میرے شفیق و مہربان آقا! میں احسان فراموش نہیں ہوں' مجھ غریب الدیار کو آپ کے دامن شفقت میں پناہ ملی ہے' حقیقت یہ ہے کہ زلیخا مجھ پر سراسر بہتان اور الزام لگا رہی ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ اس نے مجھے پھسلانے کی ازحد کوشش کی مگر میں نے مسلسل انکار کیا آخر آج اس نے دروازے بند کرکے مجھے آخری کمرے میں لے جاکر "دعوت گناہ" دی تو میں نے اسے سمجھایا' خوف خدا یاد دلایا' آپ کی مہربانیوں کا تذکرہ کیا اور اس سے کہا' زلیخا! تو میرے "مربی کی آبرو" ہے مجھ سے یہ توقع نہ کر' مگر یہ اصرار کرتی رہی تو آخر میں نے فعل بد سے بچنے کیلئے بھاگ جانے کا فیصلہ کیا' میں بھاگ کر باہر آرہا تھا کہ اس نے میرا پیچھا کیا اور سامنے آپ نظر آگئے تو اس نے جھٹ پینترا بدلا' جھوٹ گھڑلیا اور جذبہ انتقام سے میرے لئے سزا بھی تجویز کردی۔

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَن نَّفْسِي۔ (سورۃ یوسف آیت ۲۶)

ترجمہ : یوسف نے کہا اس (زلیخا) نے مجھے میری ذات سے پھسلانے کی کوشش کی۔

گھر کا گواہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب زلیخا کی کذب بیانی ظاہر کی اور زلیخا نے اپنے موقف پر اصرار کیا تو عزیز مصر کیلئے فیصلہ کرنا مشکل ہوگیا کہ ان دونوں میں سے سچا کون ہے اور جھوٹا کون؟ اس نے یہ بھی خیال کیا کہ اگر میں اپنی بیوی کو مجرم ٹھہراؤں تو اس میں میری بدنامی کے علاوہ زلیخا کے خاندان کی رسوائی کا بھی کم سامان نہیں اور یوسف کی تو کوئی بات نہیں وہ تو بے وطن اور مسافر غلام ہے۔ لہٰذا فیصلہ زلیخا کے حق میں سنا کر مجھے اپنی بیوی اور اس کے خاندان کی حفاظت کرنی چاہیے۔ ادھر جب اللہ تعالیٰ نے دیار غیر میں اپنے محبوب پیغمبر حضرت یوسف علیہ السلام کی عفت و پاک دامنی اور عفت و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکیزگی کی سفید چادر پر جھوٹا دھبہ لگتے دیکھا تو فوراً زلیخا کے گھر سے ہی ایک شیر خوار بچے کو نطق و گویائی کی صلاحیت سے نواز کر "عصمت یوسف" کا گواہ بنا کر کھڑا کر دیا۔
(مستدرک حاکم صفحہ ۴۹۶ جلد ۲ کتاب التفسیر) حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کیلئے چار ماہ کے بچے نے جو الفاظ اپنی زبان سے ادا کئے انہیں قرآن اپنے معجزانہ اختصار سے یوں ذکر فرماتا ہے۔ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ (سورۃ یوسف آیت نمبر ۲۶-۲۷)

ترجمہ : اور اس کے خاندان میں سے ایک گواہ نے گواہی دی کہ اگر یوسف کی قمیص آگے سے پھٹی ہوئی ہے تو عورت سچی اور یوسف جھوٹوں میں سے ہے اور اگر یوسف کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے تو وہ (زلیخا) جھوٹی اور یوسف سچوں میں سے ہے

غرض یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کی گواہی اور شہادت کے لئے اللہ کریم نے ایک شیر خوار بچے کو گفتگو کی استعداد اور صلاحیت عطا فرمائی۔ (شاہد یوسف کے بارے میں کئی اقوال ہیں مزید تفصیل کیلئے راقم کی کتاب "خطبات سورۂ یوسف" کا مطالعہ فرمائیں)

حضرت یحییٰ علیہ السلام امام ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر میں بیان فرمایا ہے کہ أَنَّ يَحْيٰى (عَلَيْهِ السَّلَامُ) تَكَلَّمَ فِي الْمَهْدِ (فتح الباری صفحہ ۴۰۰ جلد ۶)

ترجمہ : بلاشبہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے گود میں گفتگو کی۔

ماشطہ کا بیٹا ماشطہ فرعون کی بیٹی کی خادمہ تھی اللہ تعالیٰ نے اسے عقیدہ توحید قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اسے اس عقیدہ کو اختیار کرنے کی پاداش میں بے بہا مصائب و تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی ماشطہ رضی اللہ عنھا کے شیر خوار بیٹے کو اللہ کریم نے کلام کرنے کی صلاحیت عطا فرمائی۔۔ جس کی تفصیل سرور کائنات ﷺ نے یوں ارشاد فرمائی۔ لَمَّا أُسْرِيَ بِي مَرَّتْ بِي رَائِحَةٌ طَيِّبَةٌ فَقُلْتُ مَا هٰذِهِ الرَّائِحَةُ فَقَالُوا هٰذِهِ رَائِحَةُ مَاشِطَةِ وَأَوْلَادِهَا كَانَتْ ابْنَةَ فِرْعَوْنَ تَمْشُطُهَا فَوَقَعَ الْمُشْطُ مِنْ يَدِهَا فَقَالَتْ بِسْمِ اللّٰهِ فَقَالَتْ أَبِي؟ فَقَالَتْ لَا بَلْ رَبِّي وَرَبُّكِ وَرَبُّ أَبِيكِ فَقَالَتْ أُخْبِرُ بِذٰلِكَ أَبِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَتْ نَعَمْ فَاَخْبَرَتْہُ فَدَعَابِھَاوَبِوَلَدِھَا فَقَالَتْ لِیْ اِلَیْکَ حَاجَۃٌ فَقَالَ مَاھِیَ ؟ قَالَتْ تَجْمَعُ عِظَامِیْ وَ عِظَامَ وَلَدِیْ فَتَدْفَنُہٗ جَمِیْعًا فَقَالَ ذٰلِکَ لَکِ عَلَیْنَا مِنَ الْحَقِّ فَاُتِیَ بِاَوْلَادِھَا فَاُلْقِیَ وَاحِدًا وَاحِدًا حَتّٰی اِذَا کَانَ اٰخِرُ وَلَدِھَا وَکَانَ صَبِیًّا مُرْضِعًا فَقَالَ اِصْبِرِیْ یَااُمَّاہُ! اِنَّکِ عَلَی الْحَقِّ ثُمَّ اُلْقِیَتْ مَعَ وَلَدِھَا (مستدرک حاکم صفحہ ۴۹۶ جلد ۲ کتاب التفسیر) ترجمہ : جب مجھے (شب معراج) سیر کرائی گئی تو ایک جگہ سے بڑی پاکیزہ خوشبو آئی۔ میں نے کہا یہ کیسی خوشبو ہے۔ فرشتوں نے کہا یہ ماشطہ اور اس کی اولاد کی خوشبو ہے۔ وہ فرعون کی بیٹی کی کنگھی کیا کرتی تھی ایک دن اس کے ہاتھ سے کنگھی گر پڑی تو اس نے کہا بسم اللہ (اللہ کے نام سے) فرعون کی بیٹی نے کہا کہ میرے باپ کے نام سے ' ماشطہ نے کہا نہیں ' بلکہ اس کے نام سے جو میرا ' تیرا اور تیرے باپ کا "رب" ہے اس نے کہا میں اپنے باپ فرعون کو بتلاؤں گی۔ کہا بتلا دو ' تو اس نے فرعون کو خبر کر دی۔ فرعون نے ماشطہ اور اس کے بچوں کو بلایا ماشطہ نے فرعون سے کہا مجھے آپ سے ایک کام ہے اس نے پوچھا کیا؟ ماشطہ نے کہا (ہمارے قتل کے بعد) میری اور میرے بچوں کی ہڈیاں اکٹھی ایک جگہ دفن کر دینا۔ فرعون نے کہا ٹھیک ہے یہ میرے ذمہ تیرا حق رہا۔ پھر اس کے بچوں کو ایک ایک کر کے (آگ میں) پھینک دیا گیا یہاں تک کہ جب آخری دودھ پیتے بچے کو پھینکا جانے لگا تو (ماشطہ گھبرا گئی) اس وقت بچے نے پکارا۔ اے میری ماں! صبر کر ' بلاشبہ تو حق پر ہے۔ پھر ماشطہ کو بچے سمیت آگ میں ڈال دیا گیا۔

اللہ تعالٰی نے ماشطہ رضی اللہ عنھا کے صبر اور استقامت کا بدلہ یہ عطا فرمایا کہ اسے اور اس کی اولاد کو جنت میں خوبصورت خوشبودار محل عطا فرما دیا اور معراج کی رات آنحضرت ﷺ کو اس محل کی زیارت کرائی جہاں سے بہترین خوشبو کی مہک آ رہی تھی۔ سُبْحَانَ اللہِ۔

صاحب جریج مشہور صحابی حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ "بنی اسرائیل میں جریج نامی ایک شخص تھا (جو بڑا نیک اور صالح تھا اور اس نے عبادت کے لئے شہر سے باہر ایک مخصوص جگہ (جھونپڑی) بنا رکھی تھی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک دن وہ (نفل) نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی والدہ آئی اور (عبادت خانے سے باہر کھڑے ہو کر) اسے آواز دی۔ جریج نے اپنے دل میں کہا کہ نماز سے فارغ ہو کر جواب دیتا ہوں اور اس نے ماں کو جواب نہ دیا (دوسرے اور تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا) تو (تنگ آکر) ماں نے جریج کیلئے بددعا کردی۔ اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْہُ حَتّٰی تُرِیَہٗ وُجُوْہَ الْمُوْمِسَاتِ ترجمہ : اے اللہ! جب تک جریج فاحشہ عورت کا منہ نہ دیکھ لے اسے موت نہ آئے۔

(ماں کی بددعا قبول ہو گئی) ایک دن جریج اپنی عبادت گاہ میں مصروف عبادت تھے کہ ایک عورت آئی اور انہیں گناہ کی دعوت دی' جریج نے انکار کیا تو وہ ایک چرواہے کے پاس گئی' بدکاری کی اور حاملہ ہو گئی۔ جب بچہ پیدا ہوا تو لوگوں نے پوچھا یہ کس کا لڑکا ہے؟ فاحشہ عورت نے کہا "جریج کا" لوگ یہ بات سن کر غصہ میں آئے اور طیش میں آکر اس کا عبادت خانہ گرادیا' اسے گالیاں دیں اور آوازے کسنے لگے' عابد و زاہد ہو کر بدکاری کرتا ہے۔ فَتَوَضَّأَ وَصَلّٰی ثُمَّ اَتَی الْغُلَامَ فَقَالَ مَنْ اَبُوْکَ یَا غُلَامُ فَقَالَ الرَّاعِیْ۔

ترجمہ : جریج نے وضو کرکے نماز پڑھی پھر اس نوزائیدہ بچے کے پاس آئے اور اس سے پوچھا تیرا باپ کون ہے؟ بچے نے کہا' فلاں چرواہا (صحیح بخاری صفحہ ۴۸۹ جلد ۱)

اس حدیث پاک سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیے کہ ہم ماں کی خدمت کرکے اس کی دعائیں لینے کی کوشش کریں اور ماں کی بددعا سے بچیں کیونکہ ماں کی بددعا بہت جلد قبول ہوتی ہے اور کسی پر الزام لگانے اور بہتان باندھنے سے اجتناب کریں ورنہ بعد میں نادم و پشیمان ہونا پڑتا ہے۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ "صاحب جریج" نے شیر خوارگی کی حالت میں گفتگو کی۔

اصحاب الاخدود کا بچہ یمن کے بادشاہ ابونواس نے اپنے دور کے اہل ایمان کو ان کے عقائد سے برگشتہ کرنے کی ازحد کوشش کی مگر مومنین یمن نے اس کی بات کا انکار کردیا تو ظالم بادشاہ نے گلی کوچوں میں کھائیاں کھدوا کر ان میں خوب آگ دھکادی اور اعلان کردیا کہ جو اپنے دین سے منحرف نہ ہو اسے آگ میں جلادیا جائے۔ بادشاہ کے کارندوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اہل ایمان کو آگ میں ڈال کر جلانا شروع کر دیا تا آنکہ ایک عورت کی باری آئی جس کی گود میں شیر خوار معصوم بچہ تھا' جب اس نے ایک نظر اپنے لخت جگر کو سینے سے چمٹے دیکھا تو آگ میں چھلانگ لگانے سے ہچکچائی۔ اللہ تعالیٰ نے ماں کی تسلی' تشفی اور حوصلہ کی غرض سے چھاتی سے لگے بچے کو بولنے کی توفیق سے نوازا اور بچہ پکار اٹھا

یَا اُمَّہْ اِصْبِرِیْ فَاِنَّکِ عَلَی الْحَقِّ (صحیح مسلم صفحہ ۴۱۵ جلد ۲)

ترجمہ : اے میری ماں! صبر کر' بے شک تو حق پر ہے

بنی اسرائیل کی ایک عورت کا بچہ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "بنی اسرائیل کی ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی کہ قریب سے ایک خوبصورت سوار گزرا۔ عورت نے اسے دیکھ کر دعا کی اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اِبْنِیْ مِثْلَہٗ (اے اللہ! میرے فرزند کو اس سوار جیسا بنا دے) یہ سنتے ہی بچے نے ماں کی چھاتی چھوڑ دی اور سوار کی طرف منہ کر کے کہا' اے اللہ! مجھے ایسا نہ بنانا' بچہ یہ بات کہہ کر پھر ماں کا دودھ پینے میں مصروف ہو گیا۔ اسی دوران وہاں سے ایک لونڈی گزری (جو لوگوں کی نظروں میں حقیر اور قصوروار تھی) تو اسے دیکھ کر بچے کی ماں نے پھر دعا کی اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ اِبْنِیْ مِثْلَ ھٰذِہٖ اے اللہ! میرے بیٹے کو اس لونڈی کی طرح نہ بنانا' یہ سن کر بچے نے پھر دودھ پینا چھوڑ دیا اور کہا' اے اللہ! مجھے اس جیسا بنانا' ماں نے (حیران ہو کر) پوچھا بیٹا! یہ کیوں؟ بچہ بولا' ماں! وہ سوار ظالموں میں سے ایک ظالم ہے اور یہ لونڈی بے قصور و بے گناہ ہے' لوگ اس پر چوری اور زنا کا غلط بہتان لگاتے ہیں۔ (صحیح بخاری صفحہ ۴۸۹ جلد ۱)

حضرت مریم سلام اللہ علیہا جب قرعہ اندازی کے ذریعے حضرت زکریا علیہ السلام' حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے کفیل مقرر ہوئے تو آپ نے حضرت مریم کیلئے بیت المقدس میں ایک حجرہ مخصوص کر دیا' حضرت زکریا علیہ السلام جب مریم کی نگہداشت کے لئے اس حجرہ میں تشریف لے جاتے تو حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے پاس بے موسم پھل اور میوہ جات موجود پاتے' آخر آپ نے ایک دن حضرت مریم سلام اللہ علیہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے سوال کیا اے مریم! اس مقفل اور بند کمرے میں تیرے پاس طرح طرح کے بے موسم پھل کہاں سے آتے ہیں تو حضرت مریم سلام اللہ علیہا نے جواباً فرمایا' یہ میرے اللہ کی کرم نوازی ہے کہ وہ مجھے یہاں بے موسم پھل عطا فرماتا ہے بعض مفسرین کا خیال ہے کہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی یہ گفتگو ان کے بچپن اور صغر سنی کی ہے۔

قرآن عزیز میں اس واقعہ کو بایں الفاظ ذکر فرمایا گیا ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۷)

ترجمہ : جب بھی زکریا علیہ السلام مریم کے پاس اس کے حجرہ میں جاتے تو اس کے پاس کھانے کی اشیاء موجود پاتے۔ (ایک بار) انہوں نے کہا اے مریم! تیرے لئے یہ رزق کہاں سے آتا ہے؟ مریم نے کہا! یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بغیر حساب رزق عطا فرمادیتا ہے۔

حضرت محمد ﷺ امام واقدی رحمہ اللہ علیہ نے اپنی سیرۃ کی کتاب میں لکھا ہے کہ

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَلَّمَ أَوَائِلَ مَا وُلِدَ (فتح الباری صفحہ ۴۸۰ جلد ۶)

ترجمہ : بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچپن میں گفتگو فرمائی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے دودھ پیتے ہوئے فرمایا۔

اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا (تیسیر الباری صفحہ ۴۹۸ جلد ۴) ترجمہ : اللہ تعالیٰ سب سے بڑا' بہت بڑا ہے اور اس کی بہت زیادہ تعریفیں ہیں اور صبح و شام اسی کی پاکیزگی ہے۔

مبارک الیمامہ صحابی رسول حضرت معیقیب ﷺ فرماتے ہیں کہ حجتہ الوداع کے موقع پر میں ایک گھر میں گیا جہاں نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے میں نے وہاں ایک عجیب بات دیکھی کہ ایک شخص یمامہ کا ایک بچہ لے کر آیا جو اسی دن پیدا ہوا تھا تو آنحضرت ﷺ نے اس سے پوچھا (من انا) "میں کون ہوں" وہ بول اٹھا (انت رسول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ) آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ ہم اسے مبارک الیمامہ کہا کرتے تھے۔ (تیسیر الباری صفحہ ۹۸ ۴ جلد ۷ فتح الباری صفحہ ۸۰ ۴ جلد ۶)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام گیارہواں بچہ جس نے شیر خوارگی کی حالت میں کلام کیا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، جن کی گفتگو کی تفصیل اللہ تعالیٰ نے سورۃ مریم میں بیان فرمائی ہے۔ جیسا کہ گذشتہ سطور میں گزرا کہ جب قوم کے لوگوں نے حضرت مریم سلام اللہ علیہا سے تعجب، حیرانگی اور تشویش کے ساتھ استفسار کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دودھ پینا چھوڑ کر بائیں طرف سہارا لیا اور دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے اپنی طرف اشارہ کرکے یوں گویا ہوئے۔

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُاللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ○ وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ مَادُمْتُ حَیًّا ○ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ○ وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ○ ترجمہ: عیسیٰ نے کہا، میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے اور جہاں بھی ہوں اس نے مجھے بابرکت بنایا ہے اور مجھے نماز و زکوٰۃ کا تاکیدی حکم دیا ہے جب تک میں زندہ رہوں اور اس نے مجھے اپنی والدہ کا خدمت گزار بنایا ہے اور مجھے جابر و بدبخت نہیں بنایا اور میری پیدائش کے دن اور میری موت کے دن اور جب مجھے زندہ کرکے اٹھایا جائے گا مجھ پر سلامتی ہی سلامتی ہے

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بچپن میں کلام کرنے والے ان گیارہ بچوں کو ان عربی اشعار میں اکٹھے ذکر فرمایا ہے۔

تَکَلَّمَ فِی الْمَهْدِ النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ ۔۔۔ وَیَحْیٰی وَعِیْسٰی وَالْخَلِیْلُ وَمَرْیَمُ
وَمُبْرِءُ جُرَیْجٍ ثُمَّ شَاهِدُ یُوْسُفَ ۔۔۔ وَطِفْلٌ لَدَی الْاُخْدُوْدِ یَرْوِیْهِ مُسْلِمُ
وَطِفْلٌ عَلَیْهِ مُرَّ بِالْاَمَةِ ۔۔۔ الَّتِیْ یُقَالُ لَهَا تَزْنِیْ وَلَا تَتَکَلَّمُ
وَمَا شِطَةٌ فِیْ عَهْدِ فِرْعَوْنَ طِفْلُهَا ۔۔۔ وَفِیْ زَمَنِ الْهَادِی الْمُبَارَکِ یَخْتِمُ

(روح المعانی صفحہ ۲۲۰ جلد ۱۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اوصاف عیسیٰ بزبان عیسیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شیر خوارگی کی حالت میں عفت مریم کی شہادت کے لئے جو کلام فرمایا اس میں انہوں نے اپنی ذات کے نو اوصاف بیان فرمائے۔

① سب سے پہلے یہ اعلان فرمایا کہ "میں اللہ کا بندہ ہوں یعنی نہ میں خدا ہوں' نہ خدا کا بیٹا ہوں۔" یاد رہے کہ مقام عبدیت' اللہ تعالیٰ کے قرب کے تمام مقامات سے اعلیٰ ترین مقام ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء و رسل بندوں میں سے مبعوث فرمائے۔ ارشاد الٰہی ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰی (سورۃ یوسف آیت نمبر۱۰۹) ترجمہ : اور ہم نے رسول بنا کر نہیں بھیجے آپ سے پہلے مگر مرد جن کی طرف ہم نے وحی کی بستی والوں سے۔

بعض لوگ نبی کریم ﷺ کو "اللہ کا بندہ" کہنا گستاخی تصور کرتے ہیں حالانکہ قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر آپ کو "اللہ کا بندہ" کہا گیا ہے اور رسالت کے لئے عبدیت شرط ہے۔ جب کسی غیر مسلم کو مسلمان کرنے کیلئے کلمہ شہادت پڑھاتے ہیں تو اس میں اقرار رسالت سے پہلے اعتراف عبدیت کیا جاتا ہے۔ کلمہ شہادت کے الفاظ اور ترجمہ پر غور کریں۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

ترجمہ : میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

جب ہم نماز کیلئے کھڑا ہوتے ہیں تو قیام' رکوع اور سجدے کے بعد جب قعدہ کرتے یعنی تشہد بیٹھتے ہیں تو التحیات للہ کے آخر میں پھر یہی الفاظ پڑھتے ہیں۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

ترجمہ : میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غرض حضرت محمد ﷺ اور دیگر انبیاء کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ انسان اور اللہ کے بندے تھے تعلیمات اسلامی کے عین مطابق اور آیات قرآنی کے موافق ہے - خود ربِ کائنات کا ارشاد ہے - سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر۱)

ترجمہ : پاک ہے وہ ذات (اللہ تعالیٰ) جس نے اپنے بندے (محمد ﷺ) کو رات کے ایک حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کروائی۔

واقعہ معراج سے وہم پیدا ہو سکتا تھا کہ "بشر ہو کے عرشاں تے جا کوئی نئیں سکدا" اس لئے رب تعالیٰ نے اس واقعہ کی ابتداء ہی میں آنحضرت کو اپنا بندہ قرار دے کر اس باطل خیال کی تردید فرمادی اور جب شب معراج نبی کریم ﷺ پر فیضان الٰہی کا نزول ہوا تو پھر فرمایا۔ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى (سورۃ نجم آیت نمبر۱۰) ترجمہ : پس اللہ نے (شب معراج) اپنے بندے (محمد ﷺ) پر وحی کی جو وحی کرنا چاہی۔

اس موضوع پر آیات قرآنی اور احادیث نبوی کی کثرت ہے مگر ہم اختصار کے مدنظر اسی پر اکتفا کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بات دہراتے ہیں انی عبد اللہ (میں اللہ کا بندہ ہوں)۔

② دوسرا وصف حضرت عیسیٰ نے اپنا یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے "کتاب" عطا فرمائی ہے کتاب سے مراد "انجیل" ہے۔

③ تیسرا وصف بیان فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنایا ہے"

④ چوتھا وصف یہ ہے کہ اس نے مجھے "برکت والا" پیدا فرمایا ہے اور خیر و برکت کو میرے ساتھ لازم کر دیا ہے میں جہاں بھی جاؤں گا بابرکت ہی رہوں گا۔

⑤ میری پانچویں خوبی یہ ہے کہ میرے اللہ نے مجھے ساری عمر نماز کا تاکیدی حکم دیا ہے۔

⑥ میرا چھٹا وصف یہ ہے کہ میرے خدا نے مجھے زندگی بھر زکوۃ ادا کرنے کا پابند فرمایا ہے --- ⑦ میری ساتویں خصوصیت یہ ہے کہ میرے رب نے مجھے اپنی والدہ کا فرمانبردار بنایا ہے۔ میں کبھی بھی ماں کی نافرمانی اور بے ادبی نہیں کر سکتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑧ میری آٹھویں خوبی یہ ہے کہ میرے خالق و مالک نے مجھے جابر' سرکش اور بد بخت نہیں بنایا بلکہ نرم خو' رحم دل اور سعادت مند و نیک بخت پیدا فرمایا ہے۔

⑨ اور میری نوویں خصلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر سلامتی ہی سلامتی ہے اور یہ سلامتی کا خصوصی پیغام میری پیدائش کے دن آیا تھا میری موت کے دن بھی آئے گا اور حشر کے دن بھی مجھ پر سلامتی کا نزول ہو گا۔

ملحوظہ یہاں یہ بات غور طلب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو گفتگو فرمائی اور اپنی جو نو(۹) خوبیاں اور اوصاف گنوائے ان میں مستقبل کے صیغے استعمال کرنے کی بجائے ماضی کے صیغے استعمال فرمائے۔یعنی اللہ تعالیٰ مجھے کتاب(انجیل) دے گا' مجھے نبی بنائے گا' مجھے بابرکت کرے گا' مجھے نماز و زکواۃ کا حکم دے گا۔کی جائے یوں فرمایا کہ اس نے مجھے کتاب دی' مجھے نبی بنایا' مجھے بابرکت کیا' مجھے نماز و زکواۃ کا حکم دیا وغیرہ۔علماء تفسیر نے اس کی کئی وجوہ بیان فرمائی ہیں۔جو مندرجہ ذیل ہیں۔

① بعض کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں ہی ان نعمتوں سے سرفراز فرمادیا تھا مگر یہ قول حد درجہ ضعیف ہے۔(تفسیر قرطبی صفحہ ۱۰۳ جلد ۱۱)

② حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بحکم الٰہی لوح محفوظ کی تحریر کی اطلاع دی تھی۔(تفسیر خازن صفحہ ۲۴۵ جلد ۴)

③ بعض کے نزدیک یہاں ماضی کے صیغے بمعنی مستقبل ہیں۔(تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۳۱۷ جلد ۷)

④ جو چیز علم الٰہی میں مقدر ہو چکی ہو اگرچہ وقوع پذیر نہ ہوئی ہو اسے بصیغہ ماضی بیان کرنا درست ہے کیونکہ اس کے واقع ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہوتا اور ایسا یقین ہوتا ہے گویا واقع ہو ہی چکی ہے۔(ضیاء القرآن صفحہ ۸۷ جلد ۳)

اللہ تعالیٰ سے دلی دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو قرآن فہمی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 7

خصائص عیسیٰ علیہ السلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

ذٰلِکَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْہِ یَمْتَرُوْنَ ○ مَا کَانَ لِلّٰہِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَہٗ اِذَا قَضٰی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ○ وَاِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَ رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ○ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَیْنِھِمْ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ مَّشْھَدِ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ○ اَسْمِعْ بِھِمْ وَاَبْصِرْ یَوْمَ یَاْتُوْنَنَا لٰکِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْیَوْمَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ وَاَنْذِرْھُمْ یَوْمَ الْحَسْرَۃِ اِذْ قُضِیَ الْاَمْرُ وَھُمْ فِیْ غَفْلَۃٍ وَّھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَیْھَا وَاِلَیْنَا یُرْجَعُوْنَ (سورۃ مریم آیت نمبر ۳۴ تا ۴۰)

ترجمہ: یہ ہے مریم کا بیٹا عیسیٰ (اور یہ ہے وہ) سچی بات جس میں لوگ جھگڑ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کیلئے زیبا ہی نہیں کہ وہ کسی کو اپنی اولاد بنائے' وہ پاک ہے' جب وہ کسی کام کا فیصلہ فرما دیتا ہے تو اس کیلئے اتنا ہی حکم دیتا ہے کہ ہو جا' تو وہ کام ہو جاتا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ میرا اور تمہارا پروردگار ہے اس لئے اسی کی عبادت کرو' یہی سیدھا راستہ ہے۔ پس کئی گروہوں نے آپس میں اختلاف کیا' پس کفار کے لئے ہلاکت ہے اس دن کی حاضری سے جو بہت بڑا ہے (اس دن وہ) کیا خوب سنتے اور کیا خوب دیکھتے ہونگے' جس دن ہمارے پاس آئیں گے لیکن (یہ) ظالم آج کے دن تو کھلی گمراہی میں ہیں اور (اے نبی!) انہیں حسرت کے دن سے ڈرائیے' جب ہر بات کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور (آج) یہ لوگ غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔ یقیناً زمین اور اس کے اوپر جو کچھ ہے اس کے ہم ہی وارث ہونگے اور (تمام لوگ) ہماری طرف لوٹائے جائیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی تعریفات و تحمیدات کے بعد' ان گنت' لاتعداد' اور بے شمار درود و سلام نبی اکرم' رسول معظم' سرور عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس و اطہر پر جن کی بعثت کے باعث' انسانیت کی رشد و راہنمائی کی خاطر رب کائنات نے قرآن مجید' فرقان حمید کو نازل فرمایا اور اسی قرآن عزیز کی سورۃ مریم کی مذکورۃ الصدر آیات طیبات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لوگوں کے اختلافات' غلط نظریات اور فاسد خیالات بیان فرما کر ان کی تردید فرمائی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات اقدس کے متعلق صحیح اور درست عقائد و نظریات کا ذکر کر کے انہیں اپنانے اور اختیار کرنے کا حکم فرمایا- نیز ان آیات بینات میں اللہ تعالیٰ کے اولاد سے پاک اور ہر قسم کے عیوب سے مبرا ہونے' ہر قسم کے اختیارات کا مالک ہونے' کلمہ "کن" سے ہر چیز کو پیدا کرنے اور تمام کائنات کے پروردگار ہونے کا ذکر فرما کر صراط مستقیم کو اختیار کرنے' اختلافات سے محفوظ رہنے' قیامت کے دن سے ڈرنے' آخرت کا فکر کرنے' غفلت و لاپرواہی کو ترک کرنے اور ہر چیز کے اللہ کی طرف لوٹائے جانے کے مسائل بیان فرمائے ہیں-

شیطان سے حفاظت گذشتہ خطبات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت' ان کی والدہ کی عفت و طہارت اور ماں کی گود میں کلام کر کے اپنا تعارف کروانے کی تفصیلات آپ جان چکے ہیں- قرآن حکیم کے متعدد مقامات پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات طیبہ کے مختلف گوشوں کو بڑی شرح و بسط سے بیان کیا گیا ہے- مگر سورۃ مریم کی تشریح و تفسیر میں ان تمام آیات کا احاطہ اس کی توضیحات کو بہت طویل کر دے گا- اس لئے اس میں آپ کی سیرت پاک کے صرف انہی حصوں کو ذکر کیا جائے گا- جن کی وضاحت سورۃ مریم میں کی گئی ہے- چونکہ زیر بحث آیات' سورۃ مریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرے کی آخری آیات ہیں- اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چند ان خصائص و خصائل کا اختصاراً ذکر کر دیا جائے جو اصدق الصادقین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان حق ترجمان نے بیان فرمائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔

اولاد آدم کے ہر فرد کی پیدائش کے وقت شیطان اسے چھوتا ہے۔ مگر اللہ کریم کے خصوصی فضل وکرم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام "شیطان کے مس" سے محفوظ رہے۔

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَا مِنْ بَنِي اٰدَمَ مَوْلُوْدٌ اِلَّا يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ حِيْنَ يُوْلَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ غَيْرَ مَرْيَمَ وَابْنِهَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاِنِّيْ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء صفحہ ۴۸۸ جلد ۱)

ترجمہ: ہر بنی آدم کی پیدائش کے وقت شیطان اسے چھوتا ہے (اور) شیطان کے چھونے سے بچہ روتا اور چیختا ہے سوائے مریم اور اس کے بیٹے کے (کہ شیطان ان دونوں کو نہیں چھوسکا) پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بطور استدلال یہ آیت پڑھی کہ ام مریم نے کہا تھا "میں مریم اور اسکی اولاد کیلئے شیطان مردود سے پناہ مانگتی ہوں"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حسن وجمال حضرت عیسیٰ علیہ السلام میانہ قد کے انسان تھے۔ آپ کا رنگ سرخ وسفید تھا آپ انتہائی حسین وجمیل اور خوبصورت تھے۔ ترو تازہ ایسے جیسے ابھی غسل فرما کر نکلے ہوں آپ کا سینہ چوڑا اور بال قدرے گھونگریالے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے شب معراج دیکھا۔ فَاَمَّا عِيْسٰى فَاَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيْضُ الصَّدْرِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَرَانِي اللَّيْلَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ كَاَحْسَنِ مَا تَرٰى مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ رَجِلِ الشَّعْرِ يَقْطُرُ رَاْسُهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ

(صحیح بخاری کتاب الانبیاء صفحہ ۴۸۹ جلد ۱)

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رنگ سرخ، بال گھونگریالے اور سینہ چوڑا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔ ایک رات میں نے کعبہ کے پاس خواب میں خوبصورت گندمی رنگ کے ایک آدمی کو دیکھا جس کے بال (کنگھی کی وجہ سے) کندھوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک صاف سیدھے تھے۔اس کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا وہ اپنے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے کندھوں پر رکھ کر بیت اللہ کا طواف کر رہا تھے۔میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرشتوں نے کہا یہ مسیح ابن مریم ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے شب معراج انبیاء کرام علیھم السلام کی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

رَءَيْتُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَبِطِ الرَّأْسِ

(صحیح مسلم صفحہ ۹۴ جلد ۱ باب الاسراء) ترجمہ : میں نے حضرت عیسٰی بن مریم علیھما السلام کو دیکھا وہ میانہ قد تھے' ان کا رنگ سرخ و سفید تھا اور ان کے سر کے بال سیدھے اور صاف تھے (یعنی زیادہ گھونگریالے نہیں تھے)

آنحضرت اور عیسٰی علیھما السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں حضرت عیسٰی علیہ السلام بنی اسرائیل میں سے آخری نبی ہیں اور آنحضرت ﷺ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِابْنِ مَرْيَمَ وَالْاَنْبِيَاءُ اَوْلَادُ عَلَّاتٍ لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ نَبِيٌّ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء صفحہ ۴۸۹ جلد ۱)

ترجمہ : میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا میں سب لوگوں سے زیادہ عیسٰی بن مریم (علیہ السلام) کے ساتھ تعلق رکھتا ہوں۔تمام انبیاء علاتی (سوتیلے) بھائی ہیں۔میرے اور حضرت عیسٰی کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔

ایک حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا

"میں دنیا اور آخرت میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ساتھ سب سے زیادہ قریبی تعلق رکھتا ہوں اور تمام انبیاء آپس میں علاتی بھائی ہیں کہ ان کی مائیں الگ الگ ہیں مگر دین و اعتقاد سب کا ایک ہی ہے" (صحیح بخاری صفحہ ۴۹۰ جلد ۱)

اللہ پر ایمان کامل حضرت عیسٰی علیہ السلام اللہ تعالٰی پر کامل و اکمل ایمان رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ اپنی آنکھوں سے کسی کو کوئی غلط حرکت کرتے ہوئے دیکھتے اور وہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی قسم اٹھا کر اس فعل سے انکار کر دیتا تو آپ اللہ کی قسم پر یقین کر لیتے اور آپنی آنکھ کو جھٹلا دیتے تھے۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ رَءَى عِيسَى رَجُلًا يَسْرِقُ فَقَالَ لَهُ أَسَرَقْتَ قَالَ كَلَّا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَقَالَ عِيسَى آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَذَّبْتُ عَيْنَيَّ (صحیح بخاری صفحہ ۴۹۰ جلد ۱)

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھ لیا تو اس سے پوچھا کیا تو نے چوری کی ہے؟ اس نے جواب دیا۔ اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے چوری نہیں کی۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور اپنی آنکھوں کو جھٹلاتا ہوں۔

رفع الی السماء حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نہ تو اپنی رہائش کے لئے کوئی گھر بنایا اور نہ گھر بسانے کیلئے شادی کی۔ بلکہ آپ شہر شہر، قریہ قریہ لوگوں کو رب تعالیٰ کا پیغام سناتے اور دین حق کی دعوت و تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے اور جہاں رات آجاتی۔ وہیں کسی قسم کے سامان راحت کے بغیر شب بسر کر لیتے تھے۔ آپ جہاں سے بھی گزرتے لوگ آپ کی سچی باتیں سن کر حق و صداقت کو قبول کرتے اور آپ کے عقیدت مند و جان نثار بن جاتے۔ یہودیوں کو آپ کی دعوت حق کے ساتھ انتہائی بغض، عناد اور دشمنی تھی اس لئے آپ کی مقبولیت اور اعلان حق انہیں ایک آنکھ نہ بھاتا تھا اور وہ آپ کو اپنی من مانی تاویلات و تحریفات کے راستہ میں رکاوٹ سمجھتے تھے۔ اس لئے ان کے سرداروں، عالموں اور فقیہوں نے آپ کے خلاف سازشیں شروع کر دیں اور بادشاہ وقت کو آپ کے خلاف اکسا کر آپ کو قتل کرنے کی سازش تیار کی۔ آخر وہ وقت آپہنچا کہ بنی اسرائیل کے کاہنوں، سرداروں اور فقیہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک بند مکان میں محاصرہ کر لیا، آپ اور آپ کے حواری مکان کے اندر تھے اور دشمن چاروں طرف سے مکان کو گھیرے میں لئے ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صورت حال سے آگاہ فرمایا اور وعدہ کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دشمنوں کے شر سے ہر طرح محفوظ رکھے گا اور اس حفاظت کا طریقہ یہ اختیار کیا کہ آپ کو زندہ ہی ملاء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعلیٰ کی طرف اٹھالیا۔ قرآن مجید میں ہے۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

(سورۃ آل عمران آیت نمبر ۵۵)

ترجمہ : جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا' اے عیسیٰ! بلاشبہ میں تیری عمر پوری کرنے والا ہوں اور تمہیں اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور کافروں سے تجھے پاک کرنے والا ہوں۔

یہودی اس گھر کے اندر داخل ہوئے تو ان پر صورت حال مشتبہ کر دی گئی اور وہ کسی طرح نہ جان سکے کہ اس مکان میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہاں چلے گئے۔ اکثر کتب تفاسیر میں ہے کہ آپ کو زندہ آسمان کی طرف اٹھالیا گیا اور دشمنوں نے کسی دوسرے شخص کو گرفتار کرکے سولی پر چڑھا کر یقین کر لیا کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم کا خاتمہ کر دیا اور اس واقعہ نے ایسی شہرت حاصل کی کہ عیسائیوں کو بھی اس امر کا یقین ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دے دیا گیا ہے۔ قرآن حکیم نے آپ کے بارے میں ان تمام باطل نظریات کا رد کرتے ہوئے فرمایا۔

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (سورۃ نساء آیت نمبر ۱۵۷)

ترجمہ : اور نہ انہوں نے اسے (عیسیٰ کو) قتل کیا اور نہ اسے سولی چڑھا سکے بلکہ ان کے لئے (حقیقت) مشتبہ ہو گئی اور جنہوں نے انکے بارے میں اختلاف کیا وہ شک میں ہیں ان کے پاس اس کا کوئی علم نہیں سوائے اس کے وہ گمان کی پیروی کرتے ہیں اور انہیں یقیناً قتل نہیں کیا گیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

قیامت کی نشانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں یعنی آپ قیامت کے قریب دنیا میں پھر تشریف لائیں گے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا (سورۃ زخرف آیت نمبر ۶۱) ترجمہ : اور بلاشبہ وہ (عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی نشانی ہیں تم اس بارے میں شک نہ کرو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قرب قیامت نزول فرمانا اور قیامت کی نشانی ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ جن سے انکار کی جرات کوئی صاحب ایمان نہیں کر سکتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات فرمائی تو۔ فَتَذَاكَرُوا السَّاعَةَ فَبَدَءُوا بِإِبْرَاهِيمَ فَسَأَلُوهُ عَنْهَا فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ ثُمَّ سَأَلُوا مُوسٰى فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ فَرَدَّ الْحَدِيثَ إِلٰى عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ فَقَالَ قَدْ عُهِدَ إِلَيَّ فِيمَا دُونَ وَجْبَتِهَا فَأَمَّا وَجْبَتُهَا فَلَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللّٰهُ فَذَكَرَ خُرُوجَ الدَّجَّالِ فَأَنْزِلُ فَأَقْتُلُهُ (سنن ابن ماجہ صفحہ ۳۰۹ ابواب الفتن)

ترجمہ : انہوں نے قیامت کا ذکر کیا، سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کے متعلق سوال کیا تو انہیں اس کا علم نہیں تھا پھر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا تو انہیں بھی اس کا علم نہیں تھا پھر انہوں نے یہ سوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لوٹا دیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ سے قیامت سے کچھ پہلے (دنیا میں جانے کا) وعدہ ہوا ہے لیکن قیامت کا صحیح وقت تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دجال کے خروج کا ذکر کیا (اور فرمایا) میں اتروں گا اور اسے قتل کروں گا۔

عیسیٰ علیہ السلام کا نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہونگے آپ نے دو زرد چادریں لپیٹ رکھی ہونگی اور اپنے ہاتھ مبارک دو فرشتوں کے بازوں پر رکھے ہوئے دمشق کے مشرقی سفید منارے کے پاس اتریں گے، جب آپ سر جھکائیں گے تو بالوں سے پانی کے قطرے ٹپکیں گے اور وہ قطرے موتیوں کی طرح چمکتے ہونگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر اجلال کا ذکر بایں الفاظ فرمایا۔ فَيَبْعَثُ اللّٰهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلٰى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ وَإِذَا رَفَعَهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَحَدَّرَ مِنْہُ جُمَانٌ کَاللُّؤْلُؤِ (صحیح مسلم صفحہ ۴۰۱ جلد ۲ کتاب الفتن)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو (زمین پر) بھیجے گا۔ وہ دمشق کے مشرقی سفید مینار کے پاس دو فرشتوں کے بازوں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے جسم پر دو زرد چادریں لپیٹے ہوئے اتریں گے۔ جب وہ سر جھکائیں گے تو قطرے ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو قطرے ٹپکیں گے وہ قطرے ایسے معلوم ہونگے گویا کہ موتی ہیں۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے "نزول مسیح" کا تذکرہ اس طرح فرمایا۔ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ (صحیح بخاری صفحہ ۴۹۰ جلد ۱) ترجمہ : اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تم میں نازل ہونگے اور تمہارے امام ہونگے۔

امامت عیسیٰ علیہ السلام عین نماز کے وقت حضرت عیسیٰ کا نزول ہوگا۔ اہل حق کا امام آپ سے نماز پڑھانے کی درخواست کرے گا۔ آپ فرمائیں گے کہ تم ہی نماز پڑھاؤ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بڑے شرف و مجد سے نوازا ہے۔ بالآخر اہل حق کے اصرار پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز کی امامت کروائیں گے اور امت محمدیہ کی قیادت سنبھالیں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا تَزَالُ طَائِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ یُقَاتِلُوْنَ عَلَی الْحَقِّ ظَاہِرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ قَالَ فَیَنْزِلُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ فَیَقُوْلُ اَمِیْرُھُمْ تَعَالِ صَلِّ لَنَا فَیَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ اُمَرَاءُ تَکْرِمَۃَ اللّٰہِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ (صحیح مسلم صفحہ ۸۷ جلد ۱ کتاب الایمان)

ترجمہ : میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کیلئے لڑتا رہے گا جو قیامت کے دن تک دشمنان دین پر غالب رہے گا۔ آپ نے فرمایا پھر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہونگے تو اہل حق کا امیر ان سے کہے گا۔ آیئے ہمیں نماز پڑھایئے۔ وہ فرمائیں گے نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ عزت دی ہے کہ تم ہی میں بعض، بعض پر امیر اور حاکم ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عیسیٰ علیہ السلام کی امامت کا بایں الفاظ ذکر فرمایا۔

كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ فَأَمَّكُمْ (صحیح مسلم صفحہ ۸۷ جلد ۱)

ترجمہ : اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم میں ابن مریم نازل ہونگے اور وہ تمہارے امام ہونگے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے پیغمبر ہونے کے باوجود شریعت محمدی کی پیروی کریں گے اور اپنی رسالت و نبوت کی بجائے نبی اکرم ﷺ کے امتی کی حیثیت سے زندگی گزاریں گے اور قرآن و سنت کی تبلیغ و تلقین کریں گے اور خود بھی قرآن و حدیث پر عمل پیرا ہونگے۔ بعض لوگ بڑی ڈھٹائی سے یہ بات زبان سے نکال دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی تقلید کریں گے اور ان کے مذہب پر چلیں گے۔ یہ بات سراسر جھوٹ 'لغو' بے ہودہ 'فضول اور باطل ہے۔ ایسی خرافات پر کتاب و سنت سے کوئی دلیل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نبی اکرم ﷺ کا فرمانبردار بن کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

صلیب توڑنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کردیں گے اور جزیہ کو اٹھادیں گے ان کے زمانے میں مال عام ہو جائے گا یہاں کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا اور ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر سمجھا جائے گا حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضُ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا (صحیح بخاری صفحہ ۴۹۰ جلد ۱)

ترجمہ : حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کردیں گے اور جزیہ کو اٹھادیں گے ان کے زمانے میں مال عام ہو جائے گا یہاں تک کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا اور ایک سجدہ دنیا مافیہا سے بہتر سمجھا جائے گا۔ پھر حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بطور استدلال قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کی "اور اہل کتاب میں سے لوگ اپنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان پر گواہ ہونگے۔

عدل کی حکمرانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ظلم و بے انصافی کا خاتمہ ہو جائے گا عدل کی حکمرانی ہوگی اور آپ ایک عادل و منصف سربراہ کی حیثیت سے امور سرانجام دیں گے۔ نبی رحمت ﷺ کا فرمان مبارک ہے۔ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا (صحیح بخاری صفحہ ۴۹۰ جلد ۱)

ترجمہ: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' عنقریب تم میں ابن مریم نازل ہونگے' اس حالت میں کہ وہ دنیا میں عادل حکمران ہونگے۔

دجال کا قتل اسی زمانے میں دجال کا ظہور ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام "باب لُد" پر اسے قتل کریں گے اور اگر آپ اسے قتل نہ بھی کریں تب بھی وہ ان کے سانس کی خوشبو سے ہی مر جائے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ وَاِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَیَنْزِلُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ فَاِذَا رَاٰہُ عَدُوُّ اللّٰہِ ذَابَ کَمَا یَذُوْبُ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ فَلَوْ تَرَکَہٗ لَانْذَابَ حَتّٰی یَهْلِکَ وَلٰکِنْ یَقْتُلُهُ اللّٰہُ بِیَدِہٖ فَیُرِیْهِمْ دَمَہٗ فِیْ حَرْبَتِہٖ (صحیح مسلم صفحہ ۳۹۲ جلد ۲) ترجمہ: اور جب نماز کی اقامت ہوچکی ہوگی تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہونگے' جب اللہ تعالیٰ کا دشمن (دجال) آپ کو دیکھے گا تو اس طرح گھلے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے اگر آپ (عیسیٰ) اسے چھوڑ بھی دیں تو خود ہی گھل گھل کر ہلاک ہو جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ آپ کے ہاتھ سے اسے قتل کروائے گا اور آپ لوگوں کو اپنے نیزے پر اس کا خون دکھائیں گے۔

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ فَلَا یَحِلُّ لِکَافِرٍ یَجِدُ رِیْحَ نَفَسِہٖ اِلَّا مَاتَ وَنَفَسُہٗ یَنْتَهِیْ حَیْثُ یَنْتَهِیْ طَرْفُہٗ حَتّٰی یُدْرِکَہٗ بِبَابِ لُدٍّ فَیَقْتُلُہٗ ثُمَّ یَاْتِیْ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللّٰہُ مِنْہُ فَیَمْسَحُ عَنْ وُجُوْهِهِمْ وَیُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِی الْجَنَّۃِ (صحیح مسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صفحہ ۱۰۱۴ جلد ۲) ترجمہ : دجال کافر کے لئے یہ لائق نہیں ہو گا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی خوشبو پائے اور زندہ رہے اور آپ کی سانس کی خوشبو وہاں تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نظر جائے گی یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ' دجال کو باب لد پر پالیں گے اور اسے (گھل گھل کر مرنے سے پہلے ہی) قتل کردیں گے پھر جنہیں اللہ تعالیٰ نے فتنہ دجال سے محفوظ رکھا ہو گا۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونگے۔ آپ ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے اور جنت میں ان کے درجات ان کے روبرو بیان فرمائیں گے۔

یاجوج ماجوج دجال کی ہلاکت کے بعد یاجوج ماجوج کا خروج ہو گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحکم الٰہی اہل حق کو ساتھ لے کر کوہ طور پر چلے جائیں گے' رسول اکرم ﷺ نے یاجوج ماجوج کے خروج اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات کا تفصیلی ذکر یوں ارشاد فرمایا

"اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجے گا کہ میں نے اپنی ایسی مخلوق نکالی ہے کہ اس سے لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں۔ لہٰذا تم میرے بندوں کو ان کے شر سے بچانے کیلئے کوہ طور پر لے جاؤ اور اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا۔ وہ ہر ایک اونچائی سے نکل پڑیں گے ان کا پہلا گروہ جب "بحیرہ طبریہ" سے گزرے گا تو اس کا سارا پانی پی جائے گا۔ پھر جب ان کا آخری گروہ وہاں سے گزرے گا تو کہیں گے کبھی اس میں پانی ہوتا تھا۔ پھر وہ چلتے چلتے "جبل خمر" (جو بیت المقدس کا ایک پہاڑ ہے) تک پہنچیں گے تو کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو قتل کردیا۔ آؤ اب آسمان والوں کو بھی قتل کردیں۔ وہ اپنے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان تیروں کو خون آلود کر کے لوٹا دے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (کوہ طور پر) گھرے رہیں گے۔ یہاں تک کہ ان کے ہاں بیل کی سری تمہارے آج کے حساب سے سو دینار سے بہتر ہوگی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء دعا کریں گے تو اللہ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں کیڑا پیدا کردے گا وہ تمام صبح تک مرجائیں گے تو حضرت عیسیٰ بمعہ رفقاء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زمین پر اتریں گے تو ایک بالشت زمین بھی ایسی نہ پائیں گے جو ان کی گندگی اور بدبو سے بھری ہوئی نہ ہو۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ بڑے بڑے اونٹوں کی گردنوں جیسے پرندے بھیجے گا جو یاجوج ماجوج کی لاشوں کو اٹھا کر وہاں پھینک دیں گے۔ جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا تو کوئی گھر پانی سے چھپا نہ رہے گا اس طرح اللہ تعالیٰ پوری زمین کو دھو ڈالے گا یہاں تک کہ وہ حوض کی طرح صاف و شفاف ہو جائے گی۔" (صحیح مسلم صفحہ ۴۰۲ جلد ۲)

برکت ہی برکت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد مبارک میں ہر چیز کے اندر برکت ہی برکت ہوگی ایک انار میں اللہ تعالیٰ ایسی برکت فرمادے گا کہ ایک جماعت اسے کھائے گی اور ایک ہی جماعت اس کے چھلکے کے سایہ میں آرام کرے گی اور ایک بکری کا دودھ پورے خاندان کے لئے کافی ہوگا' حدیث شریف میں ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور مبارک کی برکت با ایں الفاظ ذکر فرمائی۔

ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ أَنْبِتِي ثَمَرَتَكِ وَرُدِّي بَرَكَتَكِ فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ حَتَّى أَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ (صحیح مسلم صفحہ ۴۰۲ جلد ۲)

ترجمہ: (یاجوج ماجوج کے خاتمے کے بعد) زمین کو حکم دیا جائے گا کہ اپنے پھل باہر نکال اور اپنی برکت لوٹا دے تو اس وقت ایک انار ایک جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکے کے سائے میں آرام کرے گی اور دودھ میں اتنی برکت عطا کر دی جائے گی کہ ایک اونٹنی کا دودھ لوگوں کی بڑی جماعت کے لئے کافی ہوگا اور ایک گائے کا دودھ پورے خاندان کو کفایت کرے گا اور ایک بکری کا دودھ ایک گھر کے تمام آدمیوں کے لئے کافی ہوگا۔

حسد کا خاتمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں لوگوں میں محبت' پیار' ہمدردی' غم خواری اور شفقت کا ماحول ہوگا اور بغض' حسد' کینہ' دشمنی اور عداوت کا خاتمہ کر دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔ انسان تو انسان' جانور بھی راحت و آرام محسوس کریں گے' سرور عالم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ لَتُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ وَلَيَدْعُوَنَّ إِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ (صحیح مسلم صفحہ ۸۷ جلد ۱)

ترجمہ : جوان اونٹ چھوڑ دیئے جائیں گے ان پر کوئی سواری نہ کرے گا اور نہ بوجھ لادے گا اور لوگوں کے دلوں سے کینہ' بغض اور حسد نکال دیا جائے گا اور لوگوں کو مال کی طرف بلایا جائے گا مگر کوئی قبول نہ کرے گا یعنی دولت کی فراوانی ہوگی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حج حضرت عیسیٰ علیہ السلام حج کریں گے اور "فج روحاء" نامی جگہ سے حج یا عمرہ یا دونوں کا احرام باندھیں گے آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے احرام باندھنے اور حج و عمرہ ادا کرنے کا ذکر قسم اٹھا کر فرمایا

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ لَيَثْنِيَنَّهُمَا (صحیح مسلم کتاب الحج) ترجمہ : قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فج روحاء سے حج' عمرہ یا دونوں کا احرام باندھیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور مبارک میں لوگ انتہائی امن' سکون' آرام' راحت' چین اور بے خوفی سے زندگی گزار رہے ہونگے۔ ہر چیز کی فراوانی اور مال و دولت کی کثرت ہوگی' برکات الٰہی کا نزول ہو رہا ہو گا عدل و انصاف کی حکمرانی ہوگی اور ظلم و جبر' حسد و بغض اور عداوت و دشمنی کا خاتمہ ہو چکا ہو گا کہ۔ إِذْ بَعَثَ اللّٰهُ رِيحًا طَيِّبَةً فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ وَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ (صحیح مسلم صفحہ ۴۰۲ جلد ۲)

ترجمہ : پھر اللہ تعالیٰ خوشبو دار ہوا بھیجے گا تو وہ ہوا اہل ایمان کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی۔ جس سے ہر مومن اور مسلمان کی روح قبض ہو جائے گی اور بد ترین لوگ باقی رہ جائیں گے۔ وہ گدھوں کی طرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہونگے تو ان پر قیامت قائم ہوگی۔

وفات عیسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر پینتالیس سال زندگی گزاریں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے۔ نکاح کریں گے انکے ہاں اولاد پیدا ہوگی پھر وہ طبعی موت کا شکار ہو کر آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کے پاس دفن کیے جائینگے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے
یَنْزِلُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ فَیَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَهٗ وَیَمْکُثُ خَمْسًا وَّاَرْبَعِیْنَ سَنَةً ثُمَّ یَمُوْتُ فَیُدْفَنُ مَعِیْ فِیْ قَبْرِیْ فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ فِیْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ بَیْنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ (مشکوۃ المصابیح صفحہ ۴۸۰)

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے تو نکاح کریں گے اور ان کے ہاں اولاد پیدا ہوگی وہ زمین پر پینتالیس سال تک ٹھہریں گے پھر انہیں موت آئے گی تو میرے قریب میرے مقبرے میں دفن کیے جائیں گے پس (حشر کے دن) میں اور عیسیٰ بن مریم حضرت ابوبکر و عمر کے درمیان ایک ہی مقبرے سے اٹھیں گے۔

انہیں عظیم البرکت 'اولوالعزم اور جلیل القدر پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں سورۃ مریم کی زیر بحث آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ذٰلِکَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ ۝ ترجمہ: یہ ہیں عیسیٰ بن مریم (اور ان کے متعلق یہی) سچی بات ہے جس میں لوگ شک و شبہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے نصاریٰ کے ایک گروہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ ولادت 'گود میں گفتگو اور دیگر خرق عادت افعال و اعمال کو دیکھ کر آپ کو اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں حصہ دار ماننے کی غرض سے آپ کو خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا اور اس خیال نے ایک نظریہ اور عقیدہ کی شکل اختیار کر لی تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ مریم میں اس باطل خیال کا بایں الفاظ رد فرمایا۔ مَا کَانَ لِلّٰهِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ اِذَا قَضٰی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۝ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے یہ لائق ہی نہیں کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے 'وہ پاک ہے 'جب وہ کسی کام کا فیصلہ فرماتا ہے تو بس اتنا حکم دیتا ہے ""ہو جا"" تو وہ کام فوراً ہو جاتا ہے۔

اسی بات کو قرآن مجید کی مشہور سورۃ اخلاص میں بالفاظ دیگر بیان فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ ○ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○

ترجمہ : کہہ دیجئے اے پیغمبر! اللہ ایک ہی ہے' اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور اس کا کوئی ہم سر نہیں ہے۔

اولاد کی ضرورت تو اسے ہوتی ہے جو ضروریات کی تکمیل کیلئے کسی کا محتاج ہو اور اللہ تعالیٰ تو ایسا با اختیار اور ہر چیز پر غالب و قادر ہے کہ جب کسی کام کا ارادہ فرماتا ہے تو کلمہ "کن" سے وہ کام فوراً ہو جاتا ہے۔ فرمایا۔ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○

ترجمہ : جب وہ کسی کام کا فیصلہ فرماتا ہے تو صرف یہی کہتا ہے "ہو جا" تو وہ کام فوراً ہو جاتا ہے۔

صراط مستقیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت کا مرکزی نکتہ اثبات توحید اور عبادت الٰہی تھا۔ آپ نے قریہ قریہ' بستی بستی' شہر شہر جا کر عوام کو اس بات کی تبلیغ و تلقین کی کہ۔

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○

ترجمہ : بلاشبہ اللہ تعالیٰ میرا پروردگار ہے اور تمہارا بھی وہی پروردگار ہے پس اسی کی ہی عبادت کرو' یہی سیدھا راستہ ہے۔

توحید خداوندی' عبادت الٰہی اور اطاعت رسول کا راستہ ہی جادہ حق اور صراط مستقیم ہے' شرک' بدعت' فسق' فجور' اور پیغمبر کی نافرمانی کا راستہ گمراہی' ہلاکت' تباہی' جہنم اور دوزخ کا راستہ ہے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر باو نہ رسیدی تمام بو لہبی است

نبی اکرم' رسول معظم' سرور عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان فصاحت بیان نے صراط مستقیم کی وضاحت بایں الفاظ فرمائی۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ كُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَّ خَطًّا وَ خَطَّ خَطَّيْنِ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَ خَطَّ خَطَّيْنِ عَنْ يَسَارِهٖ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهٗ فِی الْخَطِّ الْاَوْسَطِ فَقَالَ هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ (سنن ابن ماجہ صفحہ ۴)

ترجمہ : ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپ نے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور اس لکیر کے دائیں طرف اور بائیں طرف دو دو لکیریں کھینچیں، پھر درمیان والی سیدھی لکیر پر ہاتھ رکھا تو فرمایا "یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے" پھر آپ نے قرآن مجید میں سے یہ آیت تلاوت کی، اور بلاشبہ یہ میرا سیدھا راستہ ہے پس تم اسی کی اتباع کرو اور دوسرے راستوں کی پیروی مت کرو (اگر تم نے ان راستوں کو اپنا لیا تو) وہ راستے تمہیں اللہ کے راستے سے جدا کر دیں گے۔

صحاح ستہ کے مترجم علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث پر چلنا ہی "صراط مستقیم" اور طریق قویم ہے اور آدمی اسی راہ سے بے خطر اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے، جو اس کے علاوہ کسی اور راہ پر چلے، وہ گمراہ، ضال، غوی اور گرفتار ضلال ہے" (سنن ابن ماجہ مترجم صفحہ ۲۶ جلد ا حاشیہ نمبر ا) اسی صراط مستقیم کی نشاندہی رسول کریم ﷺ نے دوسری حدیث میں یوں فرمائی۔ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ (مشکوۃ المصابیح صفحہ ۳۱)

ترجمہ : میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جنہیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔

یہی اہل حدیث کی دعوت و تبلیغ ہے کہ لوگو! تمام راستے چھوڑ کر قرآن و سنت کا راستہ اختیار کر لو، یہی نجات کا راستہ اور اتحاد و اتفاق کی راہ ہے۔ اللہ تمام مسلمانوں کو کتاب و سنت کے جھنڈے تلے متفق و متحد ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قرآن حکیم بھی اسی راہ حق کو صراط مستقیم گردانتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے

وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۰۱)

ترجمہ : اور جو اللہ (کے دین) کو مضبوطی سے تھام لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور سیدھی راہ تک پہنچاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختلاف نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واضح راہنمائی اور صراط مستقیم کی نشان دہی کے باوجود آپ کے بارے میں نہ صرف یہود و نصاریٰ کا اختلاف تھا بلکہ خود عیسائی بھی آپ کے متعلق ایک رائے پر متفق نہ تھے۔امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر میں ان اختلافات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ۔

"جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا گیا تو بنی اسرائیل ایک جگہ جمع ہوئے تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت کے بارے میں کوئی متفقہ لائحہ عمل اختیار کریں تبادلہ خیالات کے بعد انہوں نے حتمی فیصلے کیلئے چار علماء منتخب کئے۔ان میں سے ایک نے کہا **هُوَ اللّٰهُ هَبَطَ اِلَى الْاَرْضِ فَاَحْيَا مَنْ اَحْيَا وَاَمَاتَ مَنْ اَمَاتَ ثُمَّ صَعِدَ اِلَى السَّمَآءِ** کہ خود اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ کی شکل میں زمین پر اترا اس نے جسے چاہا زندہ کیا اور جسے چاہا مار دیا پھر وہ آسمان کی طرف لوٹ گیا۔یہ عقیدہ رکھنے والوں کو "یعقوبیہ" کہا جاتا ہے۔باقی تینوں علماء نصاریٰ نے اس کی تکذیب کی اور اسے جھوٹا گردانا۔دوسرے نے کہا **هُوَ ابْنُ اللّٰهِ** وہ اللہ کا بیٹا ہے (اس عقیدہ کے حاملین کو "نسطوریہ" کہا جاتا ہے) اس کی بات کو بھی جھٹلا دیا گیا تو تیسرے نے کہا **هُوَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ اَللّٰهُ اِلٰهٌ وَهُوَ اِلٰهٌ وَاُمُّهٗ اِلٰهٌ** کہ مسیح تین خداؤں میں سے ایک خدا ہے۔ایک اللہ' دوسرا عیسیٰ اور تیسری اس کی ماں مریم' یہ تینوں معبود ہیں۔(یہ عقیدہ رکھنے والوں کو "اسرائیلیہ" کہا جاتا ہے) چوتھے عالم نے ان تینوں عقائد کو جھٹلاتے ہوئے کہا **بَلْ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَرُوْحُهٗ وَكَلِمَتُهٗ** بلکہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے' اس کے رسول' اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں (یہ عقیدہ رکھنے والوں کو "مسلمان یا ملکانیہ کہتے ہیں۔) (تفسیر قرطبی صفحہ ۱۰۶ جلد ۱۱)

قرآن مجید کی سورۃ مریم میں انہیں اختلافات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلط عقائد اور باطل نظریات اپنانے والوں کو آخرت کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔فرمان الٰہی ہے۔

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا لَٰكِنِ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ○

ترجمہ : پھر کئی گروہوں نے آپس میں اختلاف کیا پس کافروں کیلئے ہلاکت ہے اس دن کی حاضری سے جو بہت بڑا ہے (اس دن) یہ خوب سننے لگیں گے اور خوب دیکھنے لگیں گے جس دن ہمارے پاس آئیں گے لیکن یہ ظالم آج تو کھلی گمراہی میں ہیں۔

حسرت کا دن سورۃ مریم کی زیر بحث آیت نمبر۳۹ میں اللہ تعالیٰ نے رسول مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا ہے کہ ان کافروں اور مشرکوں کو قیامت کے دن سے ڈرائیے جو حسرت وافسوس کا دن ہوگا اس دن کافروں کو حسرت ہوگی کہ کاش ہم مسلمان ہوتے اور مومنوں کو حسرت ہوگی کہ ہم اور زیادہ نیک اعمال کر لیتے۔ فرمان الٰہی ہے۔

وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ○

ترجمہ : اور اے پیغمبر! انہیں حسرت کے دن سے ڈرائیے جب ہر بات کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور آج یہ لوگ غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔

قیامت کے دن لوگوں کی حسرت کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ زمر آیت نمبر ۵۴ تا ۵۸، سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۶۵ تا ۱۶۷، سورۃ حاقہ کی آیت نمبر ۴۸ تا ۵۰ اور سورۃ حجر آیت نمبر ۲ میں بھی کیا گیا ہے (تفصیل کیلئے مذکورہ آیات اور ان کا ترجمہ قرآن مجید سے ملاحظہ فرمالیں)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اس آیت مبارکہ کی تشریح بایں الفاظ فرمائی يُؤْتَى بِالْمَوْتِ كَهَيْأَةِ كَبْشٍ أَمْلَحَ فَيُنَادِي مُنَادٍ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ فَيَقُولُ هَلْ تَعْرِفُونَ هَٰذَا فَيَقُولُونَ نَعَمْ هَٰذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ ثُمَّ يُنَادِي يَا أَهْلَ النَّارِ فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ فَيَقُولُ هَلْ تَعْرِفُونَ هَٰذَا فَيَقُولُونَ نَعَمْ هَٰذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ فَيُذْبَحُ ثُمَّ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ ثُمَّ قَرَأَ وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ○ فِي غَفْلَةٍ أَهْلِ الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (صحیح بخاری صفحہ ۶۹۱ جلد ۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ : (قیامت کے دن) موت کو ایک چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا۔ پھر ایک پکارنے والا (فرشتہ) پکارے گا۔ اے جنتیو! وہ گردنیں اٹھا کر اس طرف دیکھیں گے تو فرشتہ کہے گا کہ کیا تم اس کو پہچانتے ہو۔ جنتی کہیں گے ہاں' یہ موت ہے اور وہ سب اسے دیکھ چکے ہیں (یعنی موت کا ذائقہ چکھ چکے ہیں) پھر وہ فرشتہ پکارے گا اے دوزخیو! وہ گردنیں اٹھا کر دیکھیں گے تو فرشتہ کہے گا کیا تم اسے پہچانتے ہو' وہ کہیں گے ہاں' یہ موت ہے اور وہ سب اسے دیکھ چکے ہیں۔ پھر وہ مینڈھا ذبح کر دیا جائے گا پھر وہ فرشتہ کہے گا اے اہل جنت! تمہیں ہمیشہ جنت میں رہنا ہے اب تمہیں موت بھی نہ آئے گی' اور اے اہل نار! تمہیں ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے کہ اب تمہیں موت بھی نہ آئے گی۔ پھر آپ نے (سورۃ مریم کی) یہ آیت پڑھی "اور اے پیغمبر! انہیں حسرت کے دن سے ڈرائیے' جب ہر بات کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور آج وہ غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔ یعنی دنیا کی غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور ایمان قبول نہیں کرتے۔

جب دوزخیوں کو ان کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ بھی حسرت و افسوس کریں گے جس کی تفصیل اللہ تعالیٰ نے انتیسویں سپارے کی سورۃ الحاقہ میں بیان فرمائی ہے۔

پنجابی شاعر نے کافروں' مشرکوں اور بے ایمانوں کے حسرت' افسوس اور ندامت کا کیا خوب نقشہ کھینچا ہے۔

رو رو کہن دنیا اندر بھیج ربا اک واری
من قرآن' حدیث نبی دی کرساں تابعداری
حکم ہوسی ہن دنیا اندر مول نہ ہرگز جانا
وچہ عذاب جہنم اندر دائم برا ٹھکانا

اللہ کریم ہم سب کو قیامت کی سختیوں اور ہولناکیوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

زمین کا وارث سورۃ مریم کے دوسرے رکوع کی آخری آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دنیا میں کوئی ہمیشہ نہیں رہا اور نہ کوئی ہمیشہ رہے گا جس زمین کی ملکیت کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگ دعویٰ کئے پھرتے ہیں وہ اسے چھوڑ جانے والے ہیں پھر اللہ ہی نہ صرف اس زمین کا مالک ووارث ہوگا بلکہ زمین والوں کا بھی وہی وارث ہوگا سب اس کے سامنے عاجز و مطیع ہو کر حاضر ہونگے اور کوئی اس سے بچ کر کہیں پناہ حاصل نہ کر سکے گا۔ ارشاد خداوندی ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ○ ترجمہ: ہم ہی زمین اور اس پر جو کچھ ہے سب کے وارث ہونگے اور ان کو ہماری طرف ہی لوٹا دیا جائے گا۔

آج دنیا والوں کے اکثر جھگڑوں کا سبب زمین ہے مگر یہ زمین کسی کے پاس ہمیشہ رہی اور نہ ہمیشہ رہے گی۔ مولانا نے کیا خوب کہا ہے۔

کل وارث اک وراثت دے آپس وچہ لڑدے ویکھے میں
اک آکھے دھرتی میری آ' دوجا آکھے دھرتی میری آ
دھرتی آکھیا اللہ والیا' ایہہ دونوں وچہ ہنیرے نے
نہ میں ایدھی آں نہ میں اوہدی آں ایہہ دونویں بندے میرے نے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو آخرت کی فکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

جمعیت اہلحدیث کے معروف خطیب حضرت مولانا حکیم عبدالرحمان راسخ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقاریر

وخطابات کا قابل قدر مجموعہ

خطبات راسخ

○ علم دین اور فن خطابت کا حسین امتزاج ○ ہر بات باحوالہ اور ہر واقعہ لائق مطالعہ ○ کتاب و سنت کی آواز اور خطیبانہ انداز ○ ہر خطیب و مقرر کیلئے ایک قیمتی دستاویز ○ ساڑھے سات صد صفحات پر پھیلے ہوئے بیسیوں عنوانات اور ہزاروں مسائل ○ صاف ستھری کتابت' بہترین طباعت' خوبصورت اور مضبوط جلد' قیمت 150 روپے ○ ملنے کا پتہ - مدینہ کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 8

ذِکرِ ابراہیم علیہ السلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَاذْکُرْ فِی الْکِتَابِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ○ اِذْ قَالَ لِاَبِیْہِ یٰاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَالَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا ○ یٰاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَالَمْ یَاْتِکَ فَاتَّبِعْنِیْ اَھْدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا ○ یٰاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطَانَ اِنَّ الشَّیْطَانَ کَانَ لِلرَّحْمَانِ عَصِیًّا ○ یٰاَبَتِ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّکَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَانِ فَتَکُوْنَ لِلشَّیْطَانِ وَلِیًّا (سورۃ مریم آیت نمبر ۴۱ تا ۴۵)

ترجمہ : اور کتاب (قرآن مجید) میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کیجئے' بلاشبہ وہ بہت ہی سچ بولنے والے نبی تھے' جب انہوں نے اپنے باپ سے کہا اے اباجان! آپ ایسی چیز کی کیوں عبادت کرتے ہیں جو نہ سن سکے' نہ دیکھ سکے اور نہ آپ کے کسی کام آسکے' اے اباجان! تحقیق میرے پاس ایسا علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا اس لئے میری پیروی کریں' میں آپ کو سیدھا راستہ دکھاؤں گا۔ اے اباجان! شیطان کی پوجا نہ کیجئے' بیشک شیطان تو رحمان کا نافرمان ہے' اے اباجان' میں ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ کو رحمان کی طرف سے عذاب نہ آپکڑے اور آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں۔

اللہ احکم الحاکمین کی بے پناہ حمد و ثنا اور رسولِ مکرم' پیغمبرِ اعظم' سرورِ عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر ان گنت' لاتعداد اور بے شمار درود و سلام کے بعد!

مشرکین کا دعویٰ سورۃ مریم' چونکہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اس لئے اس میں توحید الٰہی کے عقیدے اور اختیارات خداوندی کے نظریے کو مختلف دلائل و شواہد سے واضح فرمایا گیا ہے نیز شرک کی مذمت اور آخرت پر یقین' اس سورۃ کے خاص مضامین ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشرکین مکہ کو اس بات پر بڑا ناز اور تکبر تھا کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور ان کا یہ دعویٰ بھی تھا کہ وہ دین ابراہیمی کے پیروکار اور ابراہیم و اسمٰعیل کے تعمیر کردہ بیت اللہ کے خدمت گزار ہیں۔ لہٰذا ہمارا مذہب برحق اور ہمارا عقیدہ ہی "ابراہیمی عقیدہ" ہے۔ وہ اپنے اس زعم باطل میں ایسے پختہ تھے کہ آنحضرت ﷺ کی دعوت توحید کا سراسر انکار کرتے اور اپنے باطل نظریات کو سچا ثابت کرنے کیلئے وَجَدْنَا اٰبَاءَ نَا (ہم نے اپنے آباءواجداد کو اسی دین پر پایا) کا سہارا لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ مریم کی مذکورہ الصدر آیات بینات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عقیدہ توحید کی تفصیل بیان فرمائی ہے اور مشرکین مکہ کو اپنے بت پرستانہ اور ابراہیم کے خدا پرستانہ عقیدے کے تقابل کا حکم دیا ہے اور کہا ہے کہ صرف زبانی نہیں بلکہ اعتقادی اور عملی طور پر ابراہیمی مذہب اختیار کرو ورنہ محض دعویٰ سے کوئی بات نہیں بنے گی۔

یہود نصاریٰ کا دعویٰ تاریخ مذاہب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین مکہ کے علاوہ یہود و نصاریٰ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فضائل و کمالات کے معترف تھے اور تمام اس بات پر متفق و متحد تھے کہ دین ابراہیمی ہی سچا دین اور آپ کا راستہ ہی صراط مستقیم ہے اس لئے اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کیلئے یہودی یہ دعویٰ کیا کرتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے اور عیسائیوں کا دعویٰ تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام عیسائی تھے اور آپ جان چکے ہیں کہ مشرکین مکہ بھی یہی دعویٰ کیا کرتے تھے۔

قرآن مجید یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے اس باطل دعویٰ کی تردید میں فرماتا ہے۔

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ٦٧)

ترجمہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے بلکہ وہ گمراہی سے الگ رہنے والے مسلمان تھے اور وہ مشرکوں میں سے بھی نہیں تھے۔

ان حالات میں جب تمام مذاہب کے پیروکار خود کو ابراہیمی کہلانے میں فخر محسوس کرتے تھے اور اپنے شرکیہ عقائد و نظریات کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرف منسوب کیا کرتے تھے تو اس امر کی اشد ضرورت تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے "دین حنیف" کا تعارف پیش کیا جائے اور ان کے توحید پرستانہ خیالات کا پرچار کیا جائے اور ان کی دعوت کی تفصیلات سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم ﷺ کو حکم فرمایا کہ۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ۝
ترجمہ: اور (اے پیغمبر) قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر فرمائیے۔ بلاشبہ وہ انتہائی راست باز نبی تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مختصر تعارف حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ، جلیل القدر، عظیم المرتبت اور اولوالعزم رسول تھے۔ آپ آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام کے ایک ہزار دو صد چالیس سال بعد دنیا میں تشریف لائے (احسن التفاسیر صفحہ ۱۴۳ جلد ۴) آپ عراق کے قصبہ "اور یا ار" میں بت پرست، بت فروش اور بت تراش "آزر" کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کے والد نجاری کا کام کرتے اور اپنی قوم کے مختلف قبائل کیلئے لکڑی کے بت بناتے اور فروخت کیا کرتے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشانات ہیں کہ وہ چاہے تو أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ (میں تمہارا اعلیٰ رب ہوں) کے دعوے دار فرعون کے گھر موسیٰ کی تربیت کا انتظام کردے اور اگر چاہے تو بت فروش آزر کے گھر میں بت شکن ابراہیم کو پیدا فرمادے۔ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ (اور یہ کام اللہ تعالیٰ کیلئے کوئی مشکل نہیں ہے)

قرآن حکیم کی مختلف مکی اور مدنی سورتوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اسم مبارک انہتر (۶۹) مرتبہ استعمال فرمایا گیا ہے اور تیرھویں سپارے میں سات رکوعات پر مشتمل ایک سورۃ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقدس نام سے معنون کیا گیا ہے۔ بانی کعبہ، خلیل اللہ اور جد الانبیاء آپ کے معروف و مشہور القابات ہیں اور قرآن عزیز میں آپ کو داعی حق راضی برضاء اللہ، صابر و شاکر، توحید الٰہی کے پرستار، بیت اللہ کے خادم و معمار اور دین حنیف کے پیروکار کی حیثیت میں بیان کیا گیا ہے اور امت محمدیہ کو حکم دیا گیا ہے کہ فَاتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا (کہ ابراہیم کے دین حنیف کی اتباع و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمانبرادری کرو) شب معراج ساتویں آسمان پر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کروائی گئی اور آپ نے **مَرْحَبًا بِالْابْنِ الصَّالِحِ وَ النَّبِيِّ الصَّالِحِ** (خوش آمدید! اے نیک فرزند اور صالح نبی) کہہ کر آنحضرت ﷺ کا استقبال فرمایا اور آپ کی زیارت و ملاقات پر اظہار مسرت فرمایا۔ ان بے پناہ خوبیوں کے مالک، احکام الٰہی کے پابند، توحید کے داعی اور بت شکن ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں رب تعالیٰ اپنے آخری پیغمبر کو سورۃ مریم میں حکم فرماتے ہیں۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ○ ترجمہ: اور کتاب حمید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرو بلاشبہ وہ انتہائی راست باز نبی تھے۔

صدیق کا معنی صِدّیق، فِعّیل کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے اس کا لغوی معنی "نہایت راست باز اور راست گفتار" ہے اور یہ قرب الٰہی کے مقامات میں سے ایک مقام کا نام بھی ہے اور اصطلاح میں صدیق وہ لوگ ہیں جن کا باطن ہر گرد و غبار سے یوں صاف ہوتا ہے کہ جب ان پر حق پیش کیا جائے تو وہ بے ساختہ اسے قبول کر لیتے ہیں انہیں خیر و شر کے درمیان کوئی اِلتباس نہیں ہوتا بلکہ وہ حق و باطل میں بلا تکلف فوراً امتیاز کر لیتے ہیں۔ علامہ قاضی سید محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صادق، صدوق اور صِدّیق پر بڑی عمدہ بحث کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

"صِدّیق معرفت صدق کا عارف ہوتا ہے اس کے احوال و اقوال، عزم و ارادہ مستقیم و احسن و قوی و راسخ ہوتے ہیں اس کا واحد مقصود "رضائے حق" ہوتا ہے۔"

(الجمال والکمال صفحہ ۱۵۰)

مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مختلف علماء نے "صدیق" کے مختلف معانی بیان کیے ہیں، جو حسب ذیل ہیں۔

* جو بہت سچ بولنے والا ہو۔ * جس نے کبھی جھوٹ نہ بولا ہو۔
* جو سچ بولنے کا عادی ہو، صدیق کی عادت کی وجہ سے اس سے کذب کا صدور نہ ہوا ہو۔
* جس کا اعتقاد بھی صحیح ہو اور قول بھی سچا ہو اور اس نے اپنے عمل سے اپنے قول کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تصدیق کی ہو اور قول کے مطابق عملی مظاہرہ کرتا ہو۔

* اللہ تعالیٰ کی تمام غیبی صفات (اللہ کے انبیاء' ملائکہ اور قیامت۔ جن کا بیان اللہ نے کیا ہے) سب کی تصدیق کرتا ہو۔

* اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کو کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیا ہے ان امور کو اللہ کے حکم کے مطابق اچھا یا برا جانتا ہو اور احکام خداوندی کی عملی پابندی بھی کرتا ہو اور اپنے عمل سے تصدیق قلبی و لسانی کو ثابت کرتا ہو۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۳۲۳ جلد ۷)۔

حقیقت میں صِدِّیقِیَّت کا مرتبہ تصدیق و ایمان کی قوت و شدت سے حاصل ہوتا ہے۔ ایمان کی قوت درجہ صدیقیت پر فائز کرتی ہے اور ایمان و تصدیق کی قوت انبیاء کرام کو براہ راست اور بلاواسطہ حاصل ہوتی ہے اور امتیوں کو انبیاء کی کامل پیروی اور ظاہر و باطن میں پوری اتباع سے درجہ صدیقیت حاصل ہوتا ہے۔ ہر نبی صدیق ہوتا ہے مگر ہر صدیق نبی نہیں ہوتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بچپن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بچپن میں ہی دانائی' عقل' رشد اور توحید کی سمجھ عطا فرمادی تھی اور آپ کے دل میں بتوں کے خلاف نفرت پیدا کردی گئی تھی آپ انسانوں کو لکڑی اور پتھر کی مورتیوں کے آگے جھکا ہوا دیکھتے تو ازحد پریشان ہوتے اور اشرف المخلوقات کی ان حرکات پر تعجب کا اظہار فرماتے۔ آپ کی عمر مبارک سات سال تھی کہ ایک دن آپ نے اپنے والد "آزر" سے دریافت فرمایا' اے والد محترم! آپ کا خالق و مالک اور پیدا کرنے والا کون ہے؟ اس نے جھٹ جواب دیا کہ میرا پروردگار اور مالک "نمرود" ہے آپ نے پھر سوال کیا کہ نمرود کو پیدا کرنے والا کون ہے؟ آزر کو ابراہیم کا یہ سوال سن کر سخت غصہ آیا اور اس نے زور سے ایک طمانچہ حضرت ابراہیم کے چہرہ اقدس پر دے مارا اور غصے کی حالت میں گھر سے باہر نکل گیا۔ یہ بت پرستی اور غیر اللہ کی پوجا کے خلاف حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پہلی بحث تھی جو آپ نے اپنے باپ سے کی۔ (احسن التفاسیر صفحہ ۱۴۳ جلد ۴)۔

بعثت و نبوت حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے گھر میں ہر روز مشاہدہ فرماتے کہ ان کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والد قوم کیلئے "معبود" اپنے ہاتھوں سے بناتا اور گھڑتا ہے۔ان کے ناک 'کان' آنکھیں اور دیگر اعضاء اپنی مرضی سے تراشتا ہے اور پھر خریداروں کے ہاتھ فروخت کردیتا ہے۔ آپ غور فرماتے کہ میرے والد کے ہاتھوں سے تراشے اور گھڑے ہوئے یہ بت 'نفع و نقصان کے مالک اور رب تعالیٰ کے حصہ دار و شریک کیسے ہوسکتے ہیں؟ چنانچہ آپ نے منصب نبوت پر سرفراز ہوتے ہی سب سے پہلے اسی طرف توجہ فرمائی اور معبودان باطلہ کی مذمت میں قوم اور والد کے سامنے "بصیرت افروز" تقریر فرمائی۔ آپ کی بعثت اور مذمت شرک پر تقریر کو قرآن حکیم یوں ذکر فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَآ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا بِهٖ عٰلِمِیْنَ ○ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ○ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِیْنَ ○ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِیْنَ ○ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَ اَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ○ (سورۃ انبیاء آیت نمبر ۵۱ تا ۵۶)

ترجمہ : اور البتہ تحقیق ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ان کی دانائی اس سے پہلے عطا فرمائی اور ہم انہیں خوب جانتے تھے۔جب آپ نے اپنی قوم اور اپنے والد سے کہا کہ یہ کیا تصویریں ہیں جن کی پرستش پر تم جمے بیٹھے ہو۔وہ بولے ہم نے اپنے باپ (دادوں) کو ان کی عبادت کرتے ہوئے پایا ہے۔آپ نے فرمایا بلاشبہ تم اور تمہارے آباء کھلی گمراہی میں مبتلا رہے ہو۔انہوں نے کہا کیا تم ہمارے پاس کوئی سچی بات لائے ہو یا ہم سے کھیل رہے ہو؟ آپ نے فرمایا بلکہ تمہارا رب وہی رب ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے 'جس نے ان سب کو پیدا فرمایا اور میں اس پر گواہی دینے والوں میں سے ہوں۔

میرا رب وہ ہے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت توحید کو مختلف اسالیب میں ذکر کیا گیا ہے انیسویں سپارے کی سورۃ شعراء میں آپ کی ایک مؤثر تقریر اور بے مثال خطاب کو بایں الفاظ نقل فرمایا ہے۔

وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِیْمَ ○ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ○ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ ○ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ○ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ
يَضُرُّونَ ○ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ○ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ
تَعْبُدُونَ ○ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ○ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ○
الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ○ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ○ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ
يَشْفِينِ ○ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ○ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ
الدِّينِ ○ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ○ وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ
فِي الْآخِرِينَ ○ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ○ وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ
الضَّالِّينَ ○ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ○ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ○ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ
بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ○ (سورۃ شعراء آیت نمبر ۶۹ تا ۸۹)

ترجمہ : اور آپ ان کے سامنے ابراہیم علیہ السلام کی خبر (قصہ) بیان فرمایئے۔ جب آپ نے اپنی قوم اور باپ سے پوچھا کہ تم کس کی پرستش کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم تو بتوں کو پوجتے ہیں اور ہم انہیں کی پوجا پر قائم ہیں۔ آپ نے فرمایا جب تم انہیں آواز دیتے ہو تو کیا وہ سنتے ہیں یا تمہیں کچھ نفع اور نقصان پہنچاسکتے ہیں؟ انہوں نے کہا (نہیں) بلکہ ہم نے اپنے باپوں کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے (ان کی بے بسی کو) دیکھ لیا جن کی پوجا کرتے ہو؟ تم اور تمہارے گذشتہ آباؤ اجداد' وہ تو میرے دشمن ہیں سوائے رب العالمین کے' جس نے مجھے پیدا فرمایا اور وہ میری رہنمائی فرماتا ہے اور وہ مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاؤں تو وہی مجھے شفاعطا فرماتا ہے اور جو مجھے مارے گا پھر زندہ کرے گا اور جس سے مجھے امید ہے کہ وہ جزا کے دن میری خطا کو بخش دے گا۔ اے میرے رب! مجھے علم و حکمت عطا فرما اور مجھے نیکوں کے ساتھ ملا دے اور پچھلے لوگوں (کی زبان) میں میرا نیک (سچا) ذکر جاری فرما اور مجھے ان لوگوں میں سے کردے جو نعمت والی جنت کے وارث ہیں اور میرے باپ کو بخش دے کہ وہ گمراہوں میں سے ہے اور مجھے اس دن رسوانہ کرنا جب لوگوں (کو قبروں سے) اٹھایا جائے گا۔ جس دن مال اور بیٹے کچھ فائدہ نہ دیں گے مگر وہ شخص جو اللہ کے پاس قلب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلیم لے کر آیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس حکیمانہ خطاب کا بھی باپ اور قوم نے کوئی اثر قبول نہ کیا بلکہ ان کی مخالفت اور دشمنی میں مزید اضافہ ہوگیا۔ مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام، قوم کی مخالفت، باپ کے انکار اور خاندان کی دشمنی کے باوجود اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ سرانجام دیتے رہے اور بھٹکی ہوئی قوم اور گمراہ لوگوں کو خدائے واحد کی پرستش اور پوجا پر آمادہ کرنے کی کوشش کرتے رہے۔

آبائی دین اور خدائی دین مشرکین کا شروع سے یہ اصول رہا ہے کہ وہ دین خدائی کے مقابلے میں دین آبائی پیش کرتے ہیں۔ قرآن عزیز میں متعدد انبیاء کی دعوت توحید کے جواب میں مشرکین کا ایک ہی رد عمل ذکر کیا گیا ہے۔

وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ○

ترجمہ : ہم نے اپنے آباءو اجداد کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

خود سرور عالم ﷺ کو بھی مشرکین مکہ کی جانب سے یہی جواب دیا گیا۔

بَلْ قَالُوْا اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا عَلٰى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰى اٰثَارِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ○ وَكَذٰلِكَ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَا اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا عَلٰى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰى اٰثَارِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ○ (سورۃ زخرف آیت نمبر ۲۲ تا ۲۳)

ترجمہ : بلکہ وہ کہتے ہیں ہم نے اپنے آباء کو اسی طریقہ پر پایا ہے اور ہم ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور اسی طرح جب بھی ہم نے آپ سے پہلے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا رسول بھیجا تو وہاں کے مال داروں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے آباءو اجداد کو اسی طریقہ پر پایا اور ہم ان کے نشانات کی پیروی کرنے والے ہیں۔

غرض آبائی اور خدائی دین کا یہ تنازعہ ہر دور اور ہر زمانے میں رہا ہے کہ جب غیر اللہ کے پجاری اپنے موقف کی تائید میں کسی قسم کی عقلی اور نقلی دلیل پیش نہیں کر سکتے تو عاجز اور لاجواب ہو کر اپنے گمراہ آباءو اجداد کی تقلید کا سہارا لیتے ہیں اور بڑی ڈھٹائی سے اپنے آبائی دین پر قائم رہنے کا دعویٰ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے آباءو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجداد کو اسی قسم کے اعمال بجالاتے ہوئے دیکھا ہے۔ ہم ہر طریقہ چھوڑ سکتے ہیں مگر اپنا آبائی طریقہ ترک نہیں کر سکتے۔ آج بھی اہل توحید اور اہل شرک کے درمیان آبائی اور خدائی دین کا جھگڑا ہے۔ اہل توحید و سنت اپنے عقائد و نظریات کے ثبوت میں جب خدائی دین پیش کرتے ہیں تو بدعتی لوگ فوراً آبائی دین کا ڈنڈھورا پیٹنا شروع کر دیتے ہیں۔ سینکڑوں بلکہ ہزاروں بدعات و خرافات ایسی ہیں جن کی دلیل صرف **وجدنا اباءنا** (ہمارے باپ دادا کا دین ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آبائی دین کا نہیں بلکہ خدائی دین کا پابند بنایا ہے۔ اس سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ آج کے مسلمانوں کو آبائی رسم و رواج اور بدعات و خرافات ترک کر کے خدائی دین (قرآن و سنت) پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کیا یہ میرا رب ہے حضرت ابراہیم کے ہم وطن' بت پرستی کے ساتھ ساتھ چاند ستاروں اور سورج کے پرستار بھی تھے اور ان کا یہ عقیدہ تھا کہ انسانوں کی موت و حیات' نفع و ضرر' خوشحالی و قحط سالی' فتح و شکست' فراخی و تنگدستی' غرض کائنات کا سارا انظام کواکب کی حرکات اور ان کی تاثیر پر چل رہا ہے اس لئے ان کی خوشنودی بھی ضروری ہے اور ان کی رضامندی' ان کی پوجا اور پرستش کے بغیر ممکن نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زمینی معبودان باطلہ کی بے بسی کے اظہار و اعلان کے بعد ان کے فضائی خداؤں کی حقیقت کو واضح کرنا بھی ضروری سمجھا اس لئے آپ نے چاند' ستاروں اور سورج کے حالات ہی سے ان کی خدائی پر کاری ضرب لگاتے ہوئے فرمایا۔

"میری قوم کے لوگو! جن اشیاء کو ایک جگہ قرار نصیب نہ ہو' جو کبھی طلوع اور کبھی غروب ہو رہے ہوں' جن کے طلوع و غروب کا وقت بھی ان کے اپنے اختیار میں نہ ہو اور ان کی گردش کا جو راستہ مقرر ہے اس سے بال برابر ادھر ادھر نہ ہو سکتے ہوں' جو ایک بے اختیار غلام کی طرح اطاعت و فرمانبرداری کا طوق گلے میں ڈالے صبح و شام حکم کی تعمیل میں سرگرداں نظر آتے ہوں۔ انہیں معبود بنانا اور انہیں خدا سمجھنا' نادانی' بیوقوفی اور حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن حکیم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس بصیرت افروز خطاب اور تجرباتی مشاہدہ کی روشنی میں باپ اور قوم کی اصلاح کی کوشش کو بایں الفاظ ذکر فرمایا ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ○ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ○ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ○ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○ (سورۃ الانعام آیت نمبر ۷۵ تا ۷۹)

ترجمہ: اور یاد کرو' جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر سے کہا۔ کیا تم بتوں کو اپنا معبود بناتے ہو؟ بلاشبہ میں آپکو اور آپکی قوم کو صریح گمراہی میں دیکھ رہا ہوں۔ اور اسی طرح ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمین کے عجائبات دکھادیئے تاکہ وہ کامل یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔ پس جب ان پر رات چھا گئی تو آپ نے ایک ستارہ دیکھ کر فرمایا (کیا) یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ ڈوب گیا تو فرمایا۔ میں ڈوب جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر جب چاند کو چمکتے ہوئے دیکھا تو فرمایا (کیا) یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ (بھی) غروب ہو گیا تو فرمایا۔ اگر میرا رب مجھے ہدایت نصیب نہ فرماتا تو میں ضرور گمراہ قوم میں سے ہو جاتا۔ پھر جب سورج کو چمکتے ہوئے دیکھا تو فرمایا (کیا) یہ میرا رب ہے؟ یہ ان سب سے بڑا ہے۔ پس جب وہ بھی ڈوب گیا تو فرمایا' اے میری قوم! جنہیں تم (اللہ کا) شریک ٹھہراتے ہو۔ میں ان سے بیزار ہوں۔

میرا معبود برحق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے فضائی معبودوں کی بے بسی اور بے اختیاری کی وضاحت کے بعد اپنے معبود برحق اور حقیقی اللہ کا تعارف بایں الفاظ کروایا۔

"رب' وہ ہے جو قدرت والا اور حکمت والا ہے' جو ہر چیز پر غالب ہے اور کسی سے مغلوب نہیں' جو ہر ایک کا داتا ہے اور کسی کا محتاج نہیں' جس نے آسمانوں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زمین کو پیدا فرمایا۔ لہٰذا میں ہر باطل سے منہ موڑ کر یکسوئی کے ساتھ دل و جان سے صرف اسی کی طرف متوجہ ہوں اور کسی بڑی سے بڑی چیز کو بھی اس کا شریک خیال نہیں کرتا۔"

قرآن عزیز نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے الفاظ نقل کرتے ہوئے فرمایا۔

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (سورۃ الانعام آیت نمبر ۸۰)

ترجمہ : بے شک میں نے اپنا رخ یکسو ہو کر اس ذات کی طرف متوجہ کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

چاہیے تو یہ تھا کہ جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس مبنی بر حقیقت گفتگو اور دلائل و شواہد سے بھرپور تقریر سے متاثر ہو کر وہ لوگ فوراً دین ابراہیمی قبول کر لیتے اور معبودان باطلہ کی عبادت کا نظریہ ترک کر کے ایک رب العالمین کے پرستار بن جاتے۔ مگر افراد قوم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دلائل کے سامنے لاجواب ہو کر آپ سے جھگڑنے لگے اور کہنے لگے۔

"اے ابراہیم! تم ہمارے معبودوں کی گستاخی اور توہین سے باز آجاؤ ورنہ ان کے غیظ و غضب کا شکار ہو جاؤ گے اور پھر ان کی گرفت سے رہائی کی کوئی صورت نظر نہ آئے گی **وَحَاجَّهُ قَوْمُهُ** کہ آپ کی قوم آپ سے جھگڑنے لگی۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواباً فرمایا۔

"مجھے یہ دھمکیاں کیوں دیتے ہو؟ اپنے معبودوں سے کہو کہ میرا جو بگاڑ سکتے ہیں بگاڑ لیں مجھے ان کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں۔ ہاں اگر میرا پروردگار مجھے کسی آزمائش اور امتحان میں مبتلا کرنا چاہے تو میرے لئے اس کے حکم سے روگردانی ممکن نہیں۔ مجھے ان جھوٹے خداؤں سے ڈرانے کی بجائے ڈرنا تو تمہیں چاہیے کہ جو معبود برحق سے رخ موڑ کر جھوٹے خداؤں کی چوکھٹ پر سرافگندہ ہو۔ اور تمہارے اس شرک کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ میں تو صراط مستقیم پر گامزن ہوں اس لئے مجھے ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باطل معبودوں سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اہلِ توحید کیلئے تو امن و سلامتی اور رہدایت ہی ہدایت ہے"۔

قرآن مجید فرقان حمید' مشرکانہ ماحول میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دلیرانہ اور توحید پرستانہ تقریر کو نقل فرماتا ہے۔

قَالَ اَتُحَاجُّوْنِّیْ فِی اللّٰہِ وَقَدْ ھَدٰنِ وَلَاۤ اَخَافُ مَا تُشْرِکُوْنَ بِہٖۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَاۤءَ رَبِّیْ شَیْئًا وَسِعَ رَبِّیْ کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا اَفَلَا تَتَذَکَّرُوْنَ ○ وَکَیْفَ اَخَافُ مَاۤ اَشْرَکْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّکُمْ اَشْرَکْتُمْ بِاللّٰہِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِہٖ عَلَیْکُمْ سُلْطٰنًا فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ ○ (سورۃ الانعام آیت نمبر ۸۱ تا ۸۲)

ترجمہ : ابراہیم نے فرمایا کیا تم مجھ سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑتے ہو اور تحقیق اس نے مجھے ہدایت دی ہے اور جنہیں تم اس کا شریک بناتے ہو میں ان سے (قطعاً) نہیں ڈرتا۔ مگر میرا پروردگار کوئی تکلیف پہنچانا چاہے۔ میرا رب ہر چیز اپنے علم میں گھیرے ہوئے ہے کیا تم نصیحت قبول نہیں کرتے؟ اور میں ان سے کیسے ڈروں۔ جنہیں تم نے (اللہ کا) شریک بنا رکھا ہے اور تم نہیں ڈرتے (اس سے) کہ تم نے اللہ کا شریک بنایا ہے۔ ایسی چیزوں کو کہ اللہ نے اس کیلئے تم پر کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ پس دونوں فریقوں میں امن کا کون زیادہ حقدار ہے؟ (بتاؤ) اگر تم جانتے ہو' وہ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم (شرک) کو نہ ملایا' انہیں کیلئے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔

اعلانِ جنگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ساری قوم عرصہ دراز سے بتوں اور کواکب کو اپنا معبود اور حاجت روا سمجھتی آئی تھی۔ اس عقیدہ کی صداقت کے متعلق ان کے دلوں میں ادنیٰ سا شک اور معمولی سا تردد بھی کبھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دلائل' بینات اور حقائق کے ساتھ ان معبودانِ باطلہ کی بے بسی واضح فرما دی تو قوم نے ان روشن دلائل اور قاطع براہین کے باوجود آپکی سچی دعوت کو قبول نہ کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اصنام پرستی و کواکب پرستی میں اسی طرح منہمک رہی تو ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عوام کے سامنے جھوٹے خداؤں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور فرمایا۔

تَاللّٰہِ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ (سورۃ انبیاء آیت نمبر ۵۷)

ترجمہ: اللہ کی قسم، میں تمہارے بتوں کے خلاف تمہاری غیر موجودگی میں کوئی تدبیر اختیار کروں گا۔

اب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ مجھے رشد و ہدایت کا ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے جس سے پوری قوم کو یہ مشاہدہ ہو جائے کہ ہمارے یہ معبود گونگے، بہرے اور اندھے ہیں اور سوائے پتھر اور لکڑی کی مورتیوں کے ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اتفاق سے انہیں دنوں ان کا ایک مذہبی میلہ اور تہوار قریب تھا۔ اس روز سارا شہر کھلے میدان میں نکل جاتا۔ دن بھر کھیل، کود، لہو و لعب اور سیر و تفریح میں مشغول رہتا اور شام کو واپس لوٹتا تھا۔ جب مقررہ دن آیا تو کچھ لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی اس میلہ میں جانے کی دعوت دی آپ کے انکار پر انہوں نے اصرار کیا تو آپ نے ستاروں کی طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا "آج میں کچھ علیل ہوں" چونکہ آپ کی قوم کا کواکب کے اثرات پر کامل یقین و اعتقاد تھا اس لئے وہ اپنے عقیدہ کے مطابق سمجھے کہ آپ کسی ستارہ کے بد اثر میں مبتلا ہیں لہٰذا حالات کی تفصیل معلوم کئے بغیر ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھوڑ کر میلہ میں چلے گئے۔ قرآن حکیم میں ہے۔

فَنَظَرَ نَظْرَۃً فِی النُّجُوْمِ ○ فَقَالَ اِنِّیْ سَقِیْمٌ ○ فَتَوَلَّوْا عَنْہُ مُدْبِرِیْنَ (سورۃ الصافات آیت نمبر ۸۸ تا ۹۰) ترجمہ: پس آپ نے ستاروں کی طرف ایک نظر دیکھا تو فرمایا میں تو بیمار ہوں، پس وہ انہیں چھوڑ کر چلے گئے۔

ابراہیم علیہ السلام بت خانے میں جب پوری قوم، بادشاہ، کاہن اور مذہبی پیشوا میلہ کی تقریبات میں مشغول ہو گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام بھاری کلہاڑا اٹھائے سب سے بڑے دیوتا کے ہیکل (مندر) میں آدھمکے۔ وسیع ہال کے درمیان میں بڑا بت تھا اور اس کے چاروں طرف ترتیب وار چھوٹے بت رکھے ہوئے تھے سب کے سامنے حلوے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میوے' پھلوں اور مٹھائیوں کے تھال بھرے پڑے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے طنزیہ لہجے میں ان سے فرمایا "یہ سب کچھ پڑا ہے اسے کھاتے کیوں نہیں؟" ان کی طرف سے جواب نہ پاکر آپ نے فرمایا "میری بات کا جواب کیوں نہیں دیتے" اب آپ نے کلہاڑا اٹھایا اور کسی کا کان کاٹا' کسی کی ناک' کسی کی آنکھ پھوڑی اور کسی کی ٹانگ اور بازو توڑا اور سب مٹھائیاں اور پھل اٹھا کر بڑے بت کے آگے ڈھیر کر دیں اور کلہاڑا اس کے کندھے پر رکھ دیا اور خود وہاں سے خاموشی کے ساتھ واپس آ گئے۔

قرآن مجید حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس "کاروائی" کا تذکرہ یوں فرماتا ہے۔

فَرَاغَ إِلَىٰ آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ○ مَا لَكُمْ لَا تَنطِقُونَ ○ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ○ (سورۃ الصافات آیت نمبر ۹۱ تا ۹۳)

ترجمہ: پس ابراہیم ان کے معبودوں کی طرف گئے تو فرمایا "کھاتے کیوں نہیں" تمہیں کیا ہوا' بولتے کیوں نہیں؟ پھر اپنے دائیں ہاتھ سے انہیں توڑ ڈالا۔

سترھویں سپارے میں آپ کے اس "کارنامہ" کی تفصیل اس طرح ہے۔

فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۵۸)

ترجمہ: پس آپ نے انہیں ریزہ ریزہ (ٹکڑے ٹکڑے) کر ڈالا۔ مگر ان کے بڑے بت کو چھوڑ دیا تا کہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔

قوم کی پریشانی شام کو لوگ میلے سے واپس لوٹے اور اپنے معبودوں کا یہ حال دیکھا تو بڑے سٹپٹائے' کہرام مچ گیا' ڈھونڈو' پکڑو کا شور بلند ہوا' ایک دوسرے سے دریافت کرنے لگے' یہ کیا ہوا اور کس نے کیا؟ نمرود کو اطلاع ہوئی اس نے حکومتی ذرائع سے "مجرم" کی تلاش شروع کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عقائد و نظریات سے جو لوگ واقف تھے انہوں نے اندازہ لگایا کہ وہی "نوجوان" ایسا کرنے کی جرات کر سکتا ہے اور بعض لوگوں کے سامنے آپ یہ اعلان بھی فرما چکے تھے کہ "میں تمہارے بتوں کے خلاف کوئی تدبیر کروں گا۔" ان قرآئن و شواھد کی بناء پر ان کیلئے اس نتیجہ پر پہنچنا مشکل نہ تھا کہ ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ سلوک کرنے والا ابراہیم کے سوا اور کوئی نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو سکتا۔" قرآن مجید بیان فرماتا ہے۔

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗ اِبْرٰهِيْمُ (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۵۹ تا ۶۰)

ترجمہ : وہ بولے' ہمارے معبودوں کا یہ حال کس نے کیا ہے؟ بلاشبہ وہ ظالموں میں سے ہے (ان میں سے) بعض نے کہا ہم نے ایک نوجوان کو ان کا (برا) ذکر کرتے سنا ہے اسے ابراہیم کہا جاتا ہے۔

ابراہیم کی گرفتاری اور تفتیش حکومتی کارندوں نے عوام کے شدید دباؤ اور نمرود کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو گرفتار کر لیا۔ بادشاہ نے تجویز دی کہ یہ معاملہ انتہائی پیچیدہ اور اس کی تحقیق و تفتیش کا مسئلہ انتہائی سنجیدہ ہے لہٰذا ابراہیم سے بند کمرے میں پوچھ گچھ کی جائے مگر قوم کے کاہنوں اور سرداروں نے از حد غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے کھلے عام تحقیق کرنے اور مجرم کو مجمع عام کے سامنے پیش کرنے کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کو قوم کے سامنے لایا گیا اور عوام کے روبرو کاہنوں' سرداروں اور تفتیشی افسروں نے تحقیقات کا آغاز کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو یہ ساری کاروائی کی ہی اس لئے تھی کہ پوری قوم کی موجودگی میں وہ ان جھوٹے خداؤں کی حقیقت واضح کرنا چاہتے تھے۔ اب مجمع عام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھ گچھ شروع ہوئی۔ سب سے پہلا سوال یہ تھا اور سوال کا انداز بڑا تحکمانہ اور جابرانہ تھا کہ اے ابراہیم! ہمارے معبودوں کا یہ حال تم نے کیا ہے؟۔ قرآن مجید میں قوم کے جذبات اور سوال کا تذکرہ یوں کیا گیا ہے۔

قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰۤى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ○ قَالُوْۤا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰۤاِبْرٰهِيْمُ (سورۃ انبیاء آیت نمبر ۶۱ تا ۶۲) ترجمہ : کہنے لگے اسے پکڑ کر لوگوں کی آنکھوں کے سامنے لاؤ تاکہ تمام لوگ اسے دیکھ سکیں (جب لائے گئے تو) کہا اے ابراہیم! کیا ہمارے معبودوں کے ساتھ تو نے یہ حرکت کی ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کا جواب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوچا کہ توحید الٰہی کے اثبات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ان معبودان باطلہ کی مذمت کا اس سے بہتر موقع شاید میسر نہ آئے آپ نے بڑی متانت' حوصلے اور تسلی سے جواب دیا اور فرمایا۔

"اے نادانوں! مجھ سے کیا پوچھتے ہو؟ اپنے ان خداؤں سے سوال کرو کہ ان کا یہ حشر کس نے کیا؟ اور یہ صنم اکبر جس کے سامنے مٹھائیوں' پھلوں اور میووں کے انبار لگے ہوئے ہیں اور جس کے کندھے پر کلہاڑا رکھا ہوا ہے یہ تو صاف نظر آرہا ہے کہ اسی نے چھوٹے خداؤں سے ناراض ہو کر ان کا ستیاناس کر ڈالا۔ اگر ان میں بولنے اور جواب دینے کی ہمت اور سکت ہے تو ان سے پوچھو کہ ان کا یہ حال کس نے کیا ہے؟ اگر یہ تمہاری مشکلات حل کر سکتے ہیں تو اپنی پریشانی بیان کیوں نہیں کر سکتے؟۔"

قرآن عزیز نے حضرت ابراہیم علیہ کے اس مسکت جواب کو اپنے معجزانہ الفاظ اور بلیغانہ اختصار میں یوں بیان فرمایا۔

قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ (سورۃ انبیاء آیت نمبر ۶۴)

ترجمہ: آپ نے فرمایا بلکہ ان کے اس بڑے نے یہ حرکت کی ہوگی پس ان سے پوچھو اگر یہ گفتگو کی سکت رکھتے ہیں۔

قوم کی شرمساری حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس یقینی حجت اور بے مثل دلیل کا ان کاہنوں' سرداروں' تفتیشی افسروں' نجومیوں اور عوام کے پاس کیا جواب ہو سکتا تھا وہ ندامت میں غرق اور دلوں میں ذلیل و رسوا تھے۔ سوچتے تھے کیا جواب دیں؟ وہ بتوں کی پہلی توہین سے ہی از حد پریشان تھے۔ آپ کے اس الزامی جواب نے ان کے ہوش اڑا دیئے۔ بالآخر سب چھوٹوں' بڑوں کو دل ہی دل میں اقرار کرنا پڑا کہ ابراہیم ظالم نہیں بلکہ ہم خود ظالم ہیں جو ایسے بے دلیل اور باطل عقیدے کو اپنائے ہوئے ہیں۔ اب نہایت شرمساری اور ندامت سے سرنگوں ہو کر کہنے لگے۔ اے ابراہیم! تو جانتا ہے کہ یہ تو بے جان مورتیاں ہیں ان میں بولنے' جواب دینے اور کلام کرنے کی سکت نہیں ہے۔

فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ○ (سورۃ انبیاء آیت نمبر ۶۴ تا ۶۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ : پس انہوں نے اپنے دلوں میں غور کیا تو (آپس میں) کہنے لگے بلاشبہ تم ہی ظالم ہو - پھر (شرمندہ ہو کر) انہوں نے اپنے سر نیچے کر لئے (اور ابراہیم سے کہنے لگے) تم بخوبی جانتے ہو کہ یہ بول نہیں سکتے۔

ابراہیم کی نصیحت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مختصر مگر جامع الفاظ میں انہیں نصیحت بھی کی اور ملامت بھی اور ان پر واضح فرمایا کہ جب دیوتا نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان - تو پھر یہ معبود کیسے ہو سکتے ہیں؟ تم پر ازحد افسوس ہے کہ تم عقل سے کام نہیں لیتے اور محض تقلید آباء کی بنیاد پر انتہائی غلط نظریہ اختیار کئے ہوئے ہو۔

قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ○ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ (سورۃ انبیاء آیت نمبر۶۶ تا ۶۷)

ترجمہ : آپ نے فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی پوجا کرتے ہو جو تمہیں نہ کچھ نفع دے سکتے ہیں اور نہ تمہارا نقصان کر سکتے ہیں افسوس ہے تم پر اور تمہارے ان معبودوں پر جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔

بادشاہ سے مناظرہ جب قوم کے کاہن ' نجومی ' مذہبی پیشوا اور سردار حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دلائل و براھین کا جواب نہ دے سکے تو آپ کو بادشاہ نمرود کے سامنے پیش کیا۔ وہ نہ صرف بادشاہ بلکہ خود کو لوگوں کا رب ' مالک اور معبودوں میں سے ایک معبود سمجھتا تھا اور رعایا بھی نہ صرف دوسرے معبودوں کی طرح اس کی پرستش کرتی بلکہ ان سے بھی زیادہ ادب سے پیش آتی کیونکہ وہ صاحب عقل و شعور بھی تھا اور مالک تخت و تاج بھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نمرود نے ان کی دعوت کی حقیقت معلوم کی تو آپ نے فرمایا ' میں انسانوں کو صرف ان کے خالق و مالک اور رازق و حاکم ایک رب کی عبادت کی تلقین کرتا اور غیر اللہ کی پرستش سے منع کرتا ہوں۔ نمرود نے اس رب کے تعارف کا مطالبہ کیا تو آپ نے فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"میرا رب وہ ہے جو ہر چیز کو زندہ کرنے والا اور مارنے والا ہے۔"

اس پر نمرود نے کہا کہ یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں۔ چنانچہ اس نے جیل سے دو آدمی بلوائے ان میں سے ایک وہ تھا جس کے قتل کا حکم صادر ہو چکا تھا اور دوسرا بے گناہ تھا۔ نمرود نے بے گناہ کو قتل کر دیا اور واجب القتل کو رہا کر دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ نمرود یا تو موت و حیات کی اصل حقیقت سے ناواقف ہے یا رعایا اور عوام کو مغالطہ دینا چاہتا ہے تاکہ وہ اس فرق کو نہ سمجھ سکیں کہ زندگی بخشنا اس کا نام نہیں ہے بلکہ "نیست سے ہست" کرنے کا نام زندگی بخشنا ہے اور اسی طرح کسی کو قتل یا پھانسی سے بچا لینا موت کا مالک ہونا نہیں ہے۔ موت کا مالک وہی ہے جو روح انسانی کو اس کے جسم سے نکال کر اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے۔ تاہم آپ نے اس موقع پر موت و حیات کے دقیق فلسفہ پر بحث کرنے کی بجائے فرمایا۔

"میں اس ہستی کو "اللہ" کہتا ہوں جو روزانہ سورج کو مشرق سے طلوع کرتا اور مغرب کی طرف لے جاتا ہے اگر تو بھی خدائی کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کے خلاف سورج کو مغرب سے نکال اور مشرق میں غروب کر۔"

یہ سن کر نمرود مبہوت اور لاجواب ہو گیا اور اس طرح ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے نمرود پر اللہ تعالیٰ کی حجت پوری ہو گئی۔ قرآن حکیم نے اس مناظرہ کو اپنے معجزانہ اختصار سے با یں الفاظ ذکر فرمایا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَاۤجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَيُمِيْتُۙ قَالَ اَنَا اُحْىٖ وَاُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۚ

○ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۵۸)

ترجمہ: کیا تم نے اس شخص کا واقعہ نہیں دیکھا جس نے ابراہیم علیہ السلام سے اس کے رب کے بارے میں جھگڑا کیا تھا کہ اسے اللہ نے بادشاہت بخشی تھی۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا رب وہ ہے جو زندگی بخشتا اور موت دیتا ہے اس نے کہا کہ میں بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زندگی دے سکتا ہوں- ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے پس تو اسے مغرب سے نکال لا (یہ سن کر) اس کافر کے ہوش اڑ گئے اور اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا-

نمرود اور قوم کا فیصلہ جب بادشاہ' آزر' عوام اور کاہن دلائل ابراہیمی کے سامنے زچ ہو گئے تو تشدد پر اتر آئے اور یہ اہل باطل کا ہمیشہ سے دستور چلا آرہا ہے کہ جب وہ حقائق کا سامنا نہیں کر سکتے تو حق پرستوں کو ختم کرنے کی تدبیریں کرتے اور انہیں مٹانے کے پروگرام بناتے ہیں- چنانچہ بادشاہ سے لے کر رعایا تک سب نے متفقہ فیصلہ کر لیا کہ دیوتاؤں کی توہین اور باپ دادا کے دین کی مخالفت کی پاداش میں ابراہیم کو دہکتی آگ میں جلا دیا جائے گا کیونکہ ایسے گستاخ کی سزا اس سے کم کوئی اور نہیں ہو سکتی اور دیوتاؤں کی تحقیر کا انتقام اسی طرح لیا جا سکتا ہے- اب ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کے انتظامات شروع ہوئے اور آپ کو بندوبست کی تکمیل تک قید خانہ میں ڈال دیا گیا- قرآن حکیم نے ان کے اس منصوبے کی تفصیلات یوں بیان فرمائی ہیں-

قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ ○ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ ○

(سورۃ الصفات آیت نمبر ۹۷ تا ۹۸)

ترجمہ : انہوں نے کہا کہ اس کیلئے ایک جگہ بناؤ پھر اسے دہکتی آگ میں ڈال دو- پس انہوں نے اس (ابراہیم) کے ساتھ تدبیر کی تو ہم نے انہیں ذلیل و رسوا کر دیا-

دوسری جگہ فرمان خداوندی ہے-

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۶۸)

ترجمہ : انہوں نے کہا کہ اس (ابراہیم) کو جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو-

آگ جلائی گئی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کیلئے کئی روز ایندھن اکٹھا ہوتا رہا اور ایندھن فراہم کرنے میں لوگوں نے مذہبی جوش و خروش کا پورا مظاہرہ کیا یہاں تک کہ اگر کوئی عورت بیمار پڑ جاتی تو نذر مانتی کہ "اگر مجھے شفا مل جائے تو میں ابراہیم کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جلانے کیلئے لکڑیاں جمع کروں گی۔" (فتح الباری صفحہ ۳۹۹ جلد ۶)

آخر کار ایک مخصوص جگہ مسلسل کئی دن آگ دہکائی جاتی رہی حتیٰ کہ اس کے شعلوں سے قرب و جوار کی اشیاء جھلسنے لگیں اور دہکتے ہوئے انگاروں کی تمازت سے پرندے بھی دور بھاگنے لگے۔ جب بادشاہ اور قوم کو کامل اطمینان ہو گیا کہ اس آگ سے ابراہیم کے زندہ بچ نکلنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قید خانہ سے اس حال میں باہر لایا گیا کہ آپ کے دست و بازو بندھے ہوئے تھے۔ اب آپ کو آگ میں پھینکنے کیلئے منجنیق میں رکھا جانے لگا تو آپ کی زبان اقدس پر اللہ کریم کی حمد و ثنا کا ترانہ اور اس کی تعریف کے کلمات تھے۔ حضرت ابراہیم اب بھی مجمع عام کے روبرو توحید الٰہی کا اعلان بایں الفاظ فرما رہے تھے **لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الْمُلْكُ لَا شَرِيْكَ لَكَ** (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۲۸۵ جلد ۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

لَمَّا اُلْقِيَ اِبْرَاهِيْمُ فِي النَّارِ قَالَ اللّٰهُمَّ اِنَّكَ فِي السَّمَاءِ وَاحِدٌ وَاَنَا فِي الْاَرْضِ وَاحِدٌ اَعْبُدُكَ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۸۴ جلد ۳)

ترجمہ: جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا تو آپ نے اللہ سے عرض کی اے میرے اللہ! تو آسمان میں اکیلا معبود ہے اور میں زمین پر تیرا اکیلا پرستار ہوں۔

نار سے گلزار اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق میں بٹھا کر میلوں میں پھیلی ہوئی آگ میں پھینکا جانے لگا۔ وہ آگ کیا تھی ایک دہکتا ہوا سمندر تھا' ایک آتش کدہ تھا جس کے قریب کوئی جا نہیں سکتا تھا' دشمن خوش تھے کہ آج ابراہیم (علیہ السلام) کی توحید پرستی کا پتہ چل جائے گا۔ نمرود خوش تھا کہ آج میرا دشمن ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائے گا۔ شیطان خوش تھا کہ آج توحید کا نعرہ بلند کرنے والا ابراہیم نیست و نابود ہو جائے گا۔ دنیاء شرک میں آج جشن کا سماں تھا اور آج ان کے ہاں خوشی اور مسرت کے گیت گائے جا رہے تھے مگر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

زمین پر ابراہیم کو مٹانے کا فیصلہ ہو چکا تھا----اور----
آسمان پر ابراہیم کو بچانے کا فیصلہ ہو چکا تھا۔
نمرودیوں نے ابراہیم کو جلانے کیلئے نار کا بندوبست کر رکھا تھا---اور---
رب نے اس نار کو گلزار بنانے کا انتظام کر رکھا تھا۔

* کائنات دم بخود' آسمان حیران' فرشتے پریشان۔
* مولا! اس بھری دنیا میں ایک ابراہیم ہی تو ہے جو تیرا نام لیتا ہے۔
* اسے یوں رسیوں سے جکڑ کر آتش کدہ میں پھینکا جا رہا ہے۔
* اللہ! اگر یہ شمع بجھ گئی تو دنیا تاریک ہو جائے گی۔
* پھر لا الہ الا اللہ کی صدائے دل نواز کون بلند کرے گا؟۔

بارگاہ الٰہی سے فرشتوں کو اجازت حاصل ہوئی' جاؤ تم بھی اپنا شوق پورا کرلو۔
جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے' عرض کی' ابراہیم خلیل اللہ اَلَکَ حَاجَۃٌ؟ (کوئی ضرورت) آپ نے کمال بے نیازی سے فرمایا اَمَّا اِلَیْکَ فَلَا وَاَمَّا مِنَ اللّٰہِ فَبَلٰی (مجھے تمہاری اعانت کی کوئی ضرورت نہیں' مجھے میرا خدا کافی و وافی ہے) تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۸۴ جلد ۳)

ابراہیم علیہ السلام کو جلانے' مٹانے اور ان کی زندگی کا چراغ بجھانے کے ان وسیع وعریض اور سخت ترین انتظامات کو دیکھ کر آسمانوں' پہاڑوں' زمین اور فرشتوں نے رب کے حضور عرض کی۔ خَلِیْلُکَ اِبْرَاھِیْمُ یُحْرَقُ۔ اے اللہ! کیا تیرے خلیل ابراہیم کو جلا دیا جائے گا؟ جواب ملا اَنَا اَعْلَمُ بِہٖ۔ میں اس کی حالت تم سے بہتر جانتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے دعا کرے گا تو میں ضرور اس کی مدد کروں گا۔ اب ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی۔
اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْوَاحِدُ فِی السَّمَاءِ وَاَنَا الْوَاحِدُ فِی الْاَرْضِ لَیْسَ اَحَدٌ فِی الْاَرْضِ یَعْبُدُکَ غَیْرِیْ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (فتح الباری صفحہ ۳۹۹ جلد ۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ : اے میرے اللہ! تو آسمان میں اکیلا معبود اور میں زمین میں اکیلا عبادت گزار ہوں۔ میرے سوا زمین پر تیرا کوئی پرستار نہیں ہے۔ مجھے میرا "اللہ" ہی کافی ہے اور وہی بہتر کارساز ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ بارش کا فرشتہ کان لگائے تیار کھڑا تھا کہ کب خدا کا حکم ہو اور میں اس آگ پر بارش برسا کے اسے ٹھنڈا کر دوں۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۸۴ جلد ۳)

مگر جونہی انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکنے کیلئے منجنیق کو گھمایا تو اللہ تعالیٰ نے بالمشافہ اور بلاواسطہ آگ کو حکم دے دیا۔

يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۶۹)

ترجمہ : اے آگ! ابراہیم کیلئے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔

یعنی ادھر انہوں نے منجنیق کو گھمایا ہی تھا کہ ادھر دہکتے ہوئے انگاروں اور بھڑکتے ہوئے شعلوں کو حکم ملا۔ خبردار! میرے خلیل کو کوئی آنچ نہ آئے۔ اے آگ! میرے ابراہیم کیلئے ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی کا باعث بن جا' جب ابراہیم علیہ السلام آگ میں گرے تو وہاں تپش اور گرمی کا نام و نشان نہ تھا بلکہ ٹھنڈک ہی ٹھنڈک تھی اور ٹھنڈک بھی ایسی جو باعث راحت و آرام ہو۔ سبحان اللہ۔

آج ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسا ایمان و ایقان اور توکل پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ بقول شاعر مشرق علامہ اقبال۔

گر آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

تفسیر قرآن کے ماہر حضرت علامہ حافظ عمادالدین ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے کہ۔

"حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم اور نمرود کی دہکائی ہوئی اس آگ میں چالیس یا پچاس دن رہے اور آگ سے نجات کے بعد آپ فرمایا کرتے تھے جو راحت و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرور مجھے ان دنوں حاصل ہوا اس کے بعد اس جیسا آرام و سکون کبھی نصیب نہیں ہوا۔
(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۸۴ جلد ۳)

رب کی تعریف بزبان آزر گزشتہ واقعات اور قرآنی آیات سے آپ جان چکے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ آزر تمام معاملات میں قوم' بادشاہ' کاہنوں' سرداروں اور مذہبی پیشواؤں کا ہم نوا رہا اور اپنے بیٹے ابراہیم کو بے پناہ مصائب و آلام میں گرفتار دیکھنے کے باوجود ان کی حمایت میں ایک لفظ بھی اس کی زبان سے نہ نکلا۔ آپ آزر کی سنگدلی اور شقاوت قلبی کا اندازہ لگائیں اور تعصب و ضد کی انتہاء دیکھیں کہ بیٹے کو دہکتی ہوئی آگ میں پھینکا جا رہا ہے مگر باپ بجائے اپنے فرزند کو بچانے کی تدبیر کرنے کے وہ اپنی قوم کے ساتھ اپنے صاحبزادے کو جلانے کی کاروائی میں برابر کا شریک ہے۔

جب اللہ کریم نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نہ صرف آگ کی حدت اور شدت سے محفوظ رکھا بلکہ دہکتی ہوئی آگ کو آپ کیلئے "بردو سلام" بنا دیا۔ یہ صورت حال یعنی ابراہیم علیہ السلام کو چالیس یا پچاس دن بعد آگ سے صحیح سلامت باہر آتے دیکھ کر "آزر" ابراہیم کے رب کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا۔ صحابی رسول حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کے والد نے آپ کو اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھتے ہوئے آگ سے نکلتے دیکھا تو پکار اٹھا۔

نِعۡمَ الرَّبُّ رَبُّکَ یَااِبۡرَاھِیۡمُ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۸۴ جلد ۳)

ترجمہ: اے ابراہیم! تیرا رب واقعی بزرگ اور بہت اچھا ہے۔

باپ کو دعوت توحید بُت تراش' بُت فروش اور بُت پرست و کواکب پرست باپ کی طرف سے رب تعالٰی کی ذات کیلئے تعریفی کلمات سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خیال فرمایا ہوگا کہ شاید میرے باپ کے دل میں اللہ کی عظمت و کبریائی کا یقین پیدا ہو گیا ہے اور آگ سے بحفاظت باہر آنے کا محیر العقول معجزہ اور میری نبوت کی عظیم نشانی دیکھنے کے بعد ممکن ہے اب وہ اپنا آبائی نظریہ ترک کر کے خدائی عقیدہ اختیار کرنے پر مائل ہو جائے اس لئے انتہائی ادب' احترام' نرمی' لطافت اور حسن خلق سے باپ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خدمت میں عرض کی۔

يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا ۝ يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا ۝ يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ۝ (سورۃ مریم آیت نمبر ۴۲ تا ۴۵)

ترجمہ : اے میرے اباجی! آپ ایسی چیزوں کی کیوں عبادت کرتے ہیں جو نہ سن سکیں اور نہ دیکھ سکیں اور نہ آپ کے کسی کام آسکیں۔اے میرے باپ! تحقیق میرے پاس ایسا علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا اس لئے میری پیروی کریں میں آپ کو سیدھا راستہ دکھاؤں گا۔اے اباجان! شیطان کی پوجا نہ کیجئے بلاشبہ شیطان تو رحمان کا نافرمان ہے۔اے والد محترم! میں ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ کو رحمان کی طرف سے عذاب نہ آپکڑے تو آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں۔

باپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس محبت بھری نصیحت کا کیا جواب دیا۔ اس کا ذکر سورۃ مریم کی اگلی آیات میں کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ سے دلی دعا ہے کہ وہ ہم سب کو عقیدہ توحید پر استقامت عطا فرمائے اور اس راستہ میں آنے والی مشکلات پر اللہ تعالیٰ صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 9

ہجرتِ ابراہیم علیہ السلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ عَلَیْہِ - اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِھَتِیْ یٰاِبْرٰھِیْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَہِ لَاَرْجُمَنَّکَ وَاھْجُرْنِیْ مَلِیًّا ○ قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْکَ سَاَسْتَغْفِرُ لَکَ رَبِّیْ اِنَّہٗ کَانَ بِیْ حَفِیًّا ○ وَاَعْتَزِلُکُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَاَدْعُوْا رَبِّیْ عَسٰٓی اَلَّآ اَکُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا ○ فَلَمَّا اعْتَزَلَھُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَھَبْنَا لَہٗٓ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَکُلًّا جَعَلْنَا نَبِیًّا ○ وَوَھَبْنَا لَھُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَھُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا ○

(سورۃ مریم آیت نمبر ۴۶ تا ۵۰)

اللہ احکم الحاکمین کی بے پناہ حمد و ثنا اور تعریف و تسبیح کے بعد اَن گنت ' لا تعداد اور بے شمار درود و سلام سرور دو جہاں ' سردار رسولاں ' پیغمبر کون و مکاں ' جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات پر - جن کے اس دنیا میں تشریف لانے کی برکت سے رب السماوات والارض نے بگڑی ہوئی انسانیت کی رشد و رہنمائی اور ہدایت کیلئے قرآن مجید فرقان حمید کی شکل میں لاریب و بے مثال کتاب کو نازل فرمایا اور اس میں ایسی تاثیر پیدا فرمائی کہ تاریخ اسلام کی کئی نامور شخصیتوں کو محض قرآن کی سماعت کی بدولت حلقہ بگوش اسلام ہونے کی توفیق نصیب ہوئی۔

سورۃ مریم کی مذکورۃ الصدر آیات بینات میں رب کائنات نے اپنے جلیل القدر ' عظیم المرتبت اور بزرگ و برتر پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد "آزر" کی درشت گوئی ' حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نرم خوئی ' آپ کی ہجرت ' ہجرت کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تکالیف اور تمام امتحانات میں اعلیٰ کامیابی کے بعد آپ کیلئے اولاد کی بشارت کی تفصیلات بیان فرمائی ہیں نیز آپ کا اپنے والد کو آخری سلام اور مشرک کیلئے "طلب بخشش" کے مسائل بھی ذکر فرمائے ہیں۔

سنگسار کردوں گا گذشتہ آیات کی توضیح و تشریح میں آپ جان چکے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انتہائی احترام و محبت اور نرمی سے اپنے والد "آزر" کو توحید کی دعوت پیش کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رافت اور محبت بھری گفتگو کا نتیجہ تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ آپ کے والد فوراً اس دعوت حق کو قبول کر کے حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے اور اپنے بیٹے کے مشن کی تبلیغ و اشاعت میں اس کی مدد اور تعاون کرتے۔ مگر قرآن عزیز کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ "آزر" نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس سچی دعوت اور احترامانہ تخاطب کے جواب میں انتہائی جاہلانہ اور درشت رویہ اختیار کیا اور انتہائی سختی، تلخی اور غصے سے آپ کو مخاطب ہو کر کہا۔

"اے ابراہیم! تو میرے معبودوں سے بیزار ہے اور تجھے ان کی عبادت سے انکار ہے تو سن لے میں تجھے آخری بار متنبہ کرتا ہوں کہ اپنی اس حرکت سے باز آجا اور میرے خداؤں کو جھوٹا کہنے سے رک جا۔ ورنہ میں تجھے پتھر مار مار کر سنگسار کردوں گا اور تو نار نمرود سے تو محفوظ رہا ہے مگر میری پتھروں کی بارش سے تیری جان سلامت نہیں رہ سکے گی۔ اب دو میں سے ایک سزا تجھے بھگتنا پڑے گی یا تو پتھروں سے رجم ہونے کیلئے تیار ہو جا یا میرا گھر اور میرا وطن چھوڑ کر میری آنکھوں سے دور ہو جا۔"

سورۃ مریم میں اللہ تعالیٰ نے "آزر" کے الفاظ نقل فرمائے ہیں۔

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ○

ترجمہ: اس نے کہا اے ابراہیم! کیا تو ہمارے معبودوں سے روگردانی کرتا ہے۔ اگر تو اس سے باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کردوں گا اور ایک عرصہ تک مجھ سے دور ہو جا۔

ہجرت کا فیصلہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے عراق میں زندگی بسر کرنا، توحید کی تبلیغ کرنا اور اپنے عقیدہ کی حفاظت کرنا مشکل ہو گیا تو آپ نے ایسی سرزمین میں جا کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقامت گزیں ہونے کا ارادہ فرمایا جہاں آپ آزادی سے اپنے "الٰہ" کی عبادت کر سکیں اور تبلیغ توحید کا فریضہ کماحقہ سرانجام دے سکیں۔ گویا آپ کیلئے ماں باپ، وطن اور اعزہ واقرباء کی محبت اور ایمان، ایقان اور دین کی محبت میں سے کسی ایک کے انتخاب کا مسئلہ درپیش تھا۔ چنانچہ آپ نے دین کی محبت پر تمام محبتوں کو قربان کرنے کا فیصلہ فرمالیا اور اپنی زبان حق ترجمان سے اعلان فرمادیا۔

إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ ○ (سورۃ الصافات آیت نمبر ۹۹)

ترجمہ: بلاشبہ میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں۔ وہ میری (ضرور) رہنمائی فرمائے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شبانہ روز جدوجہد کے نتیجے میں آپ کے برادرزادہ "لوط" ہی ایک ایسے شخص تھے جنھوں نے آپ کی صداقت کو تسلیم کیا اور آپ کی دعوت کو قبول کر کے آپ کی حمایت و امداد کا اعلان کیا۔ قرآن حکیم جناب لوط (علیہ السلام) کے ایمان لانے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہمراہ ہجرت کرنے کا تذکرہ ان الفاظ فرماتا ہے۔

فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ ۘ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي ۖ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○

(سورۃ العنکبوت آیت نمبر ۲۶)

ترجمہ: تو لوط ان (ابراہیم علیہ السلام) پر ایمان لائے اور فرمایا میں اپنے رب کیلئے ہجرت کرنے والا ہوں۔ بیشک وہی (سب پر) غالب دانا ہے۔

رخصت کا سلام حضرت ابراہیم علیہ السلام وطن مالوف سے ہجرت کا حتمی اور آخری فیصلہ فرمانے کے بعد اپنے والد کے پاس آئے اور حسب سابق انتہائی مؤدب اور نرم انداز میں انہیں "رخصت کا سلام" کہا اور فرمایا۔ باوجودیکہ آپ نے میری نصیحت قبول نہیں کی۔ مگر میں آپ کی سلامتی کا خواہاں ہوں اور اللہ کریم کے حضور آپ کی ہدایت اور مغفرت کیلئے دعا کرتا رہوں گا۔ مجھے امید ہے کہ میرا رب میری عرض داشت کو قبول فرما کر تمہیں نعمت اسلام سے بہرہ ور فرمادے گا کیونکہ وہ مجھ پر ازحد مہربان ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کی سورۃ مریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس سلام کا تذکرہ یوں فرمایا ہے۔

قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا ○

ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا' تم پر سلام ہو میں تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں گا بے شک وہ مجھ پر بے حد مہربان ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد کو یہ "سلام" کہنا در حقیقت مقاطعہ کا سلام تھا۔ جیساکہ کسی سے قطع تعلق کرنے کا مہذب اور شریفانہ طریقہ یہ ہے کہ بات کا جواب دینے کی بجائے لفظ سلام کہہ کر اس سے علیحدگی اختیار کرلی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے مقبول اور صالح بندوں کے خصائص بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا (سورۃ الفرقان آیت نمبر ۶۳)

ترجمہ: اور جب ان سے جاھل گفتگو کرتے ہیں تو وہ صرف یہ کہتے ہیں کہ تم سلامت رہو۔

یعنی مقربین خدا سے جب کوئی شخص جاہلوں جیسی گفتگو کرتا ہے اور معقولیت کی روش ترک کردیتا ہے تو صالحین وابرار جاہل کی سطح پر اتر کر اس سے ہم کلام نہیں ہوتے اور جوابی کاروائی کے جوش میں آکر اس سے الجھنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ "سلام" کہہ کر الگ ہو جاتے ہیں۔ آیت مذکورہ کی اس تشریح سے وہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا جسے ذکر کرکے مفسرین کرام رحمہ اللہ تعالیٰ نے خاصی طویل بحثیں کی ہیں کہ کیا مشرک کو سلام کہنا جائز ہے یا ناجائز؟۔ ہمارے خیال میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ سلام مقاطعہ' ترک تعلق اور رخصت کا سلام تھا اور اس طرح کا سلام بندگان خدا' عباد الرحمان اور صالحین وابرار کی خوبی' صفت اور بلند حوصلگی واعلیٰ ظرفی ہے۔ واللہ اعلم۔

مشرک کیلئے استغفار مسلمان کا دوسرے مسلمان پر یہ حق ہے کہ وہ ایک دوسرے کیلئے استغفار یعنی مغفرت طلب کرتے ہیں تاکہ ان کی دعاؤں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے اور اپنی رحمت کے سایہ میں لپیٹ لے۔ لیکن قرآن حکیم نے واضح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طور پر فرمادیا ہے کہ مشرک کیلئے استغفار جائز نہیں ہے۔ فرمان خداوندی ہے۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ○ (سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۱۳)

ترجمہ : کسی نبی اور ایمان والوں کیلئے مناسب نہیں کہ وہ مشرکین کیلئے مغفرت طلب کریں اگرچہ وہ مشرک ان کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جب کہ ان پر واضح ہو گیا کہ وہ (مشرک) دوزخی ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مشرک والد سے **ساستغفر لک** (میں تیرے لئے بخشش کی دعا کرتا رہوں گا) کیوں کہا؟ اور تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ آپ بیت اللہ کی تعمیر تک اپنے والد کیلئے بخشش کی دعائیں کرتے بھی رہے۔

اس سوال کا جواب اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں یوں ذکر فرمایا۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ○ (سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۱۴)

ترجمہ : اور ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے باپ کیلئے استغفار تو ایک وعدہ (کو پورا کرنے) کی وجہ سے تھا جو انہوں نے اس سے کیا تھا جب آپ پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو آپ اس سے بے زار ہو گئے۔ بلاشبہ ابراہیم بڑے نرم دل، بردبار تھے۔

وعدہ کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خیال یہی تھا کہ شاید میرے والد کو ایمان قبول کرنے کی توفیق نصیب ہو جائے۔ مگر جب وہ حالت کفر و شرک میں ہی فوت ہو گیا تو آپ اس سے بری الذمہ ہو گئے اور دعاء بخشش ترک کر دی۔ قرآن مجید کی سورۃ ممتحنہ میں اس مسئلہ کو مزید وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ فرمایا کہ اے امت محمدیہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے **الا قول ابراھیم لابیہ لاستغفرن لک** مگر ابراہیم کا اپنے باپ سے یہ کہنا کہ میں تمہارے لئے ضرور مغفرت طلب کروں گا تمہارے لئے نمونہ نہیں ہے۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

السلام کا ہر طرز عمل اس لائق ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے مگر ایک بات ایسی ہے جس کی اقتدا نہیں کرنی چاہیے اور وہ یہ ہے ان کا مشرک باپ کیلئے مغفرت طلب کرنا کہ اب ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت بحکم الٰہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بھتیجے جناب لوط کو ہمراہ لیا اور اپنے آبائی وطن کو خیرباد کہہ کر سفر ہجرت پر روانہ ہو گئے اور قیامت تک آنے والے اہل ایمان کیلئے نمونہ بن گئے کہ جب "وطن اور دین" کی محبت کا مقابلہ ہو تو وطن قربان کیا جاتا ہے مگر دین نہیں چھوڑا جا سکتا اور جب "ماں' باپ اور توحید" بالمقابل ہوں تو ماں باپ کی شفقت سے محرومی گوارا کی جا سکتی ہے مگر عقیدہ توحید کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ترک وطن کر کے کلدانیین نامی بستی میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد "مقام حران" میں اپنے چچا کے ہاں تشریف لائے۔ یہاں کچھ مدت قیام کیا تو چچا نے آپ کی شرافت اور عفافت کو دیکھ کر اپنی انتہائی خوبرو اور خوب سیرت بیٹی "سارہ" سے آپ کا نکاح کر دیا اور گزر بسر کیلئے بہت سا مال و متاع بھی دے دیا۔ (فتح الباری صفحہ ۳۹۲ جلد ۶)۔

چچا کے پیش نظر اس نکاح کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام میرے ممنون احسان ہونگے اور میری بیٹی سے نکاح کے باعث توحید کی اشاعت اور تبلیغ سے باز آجائیں گے۔ مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پر خلوص دعوت پر سیدہ سارہ نے بھی عقیدہ توحید اختیار کر لیا اور آپ سے ہمیشہ وفاداری کا عہد و پیمان باندھا اور اس راہ حق میں پیش آنے والی تکالیف اور اذیتوں پر صبر کرنے کا وعدہ کیا اور اطاعت شعار بیوی بن کر عسر و یسر میں ساتھ نبھانے کی قسم کھائی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہاں بھی "توحید الٰہی" کی تبلیغ و اشاعت کا کام شروع کر دیا تو چچا نے روکنے کی کوشش کی مگر جب آپ اس فریضہ سے باز نہ آئے تو چچا نے مال و متاع چھین کر گھر سے نکال دیا۔ بعض علماء تفسیر کا خیال ہے کہ حضرت ابراہیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علیہ السلام سب سے پہلے پیغمبر ہیں جنہوں نے عقیدہ توحید کیلئے اپنا وطن چھوڑ کر سفر ہجرت اختیار فرمایا۔ سفر ہجرت کے وقت آپ کی عمر پچھتر (۷۵) سال تھی۔ سورۃ مریم میں آپ کی اس ہجرت کا بیان بایں الفاظ ہے کہ آپ نے اپنے والد سے فرمایا۔

وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ عَسٰى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَاءِ رَبِّيْ شَقِيًّا○

ترجمہ: اور میں تم سے اور جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو ان سے الگ ہو رہا ہوں اور میں تو صرف اپنے رب کی عبادت کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ میں اپنے رب کی عبادت کی وجہ سے محروم نہ رہوں گا۔

ہجرت فلسطین حضرت ابراہیم علیہ السلام "حران" سے روانہ ہو کر مختلف علاقوں میں توحید خداوندی کی تبلیغ اور معبودان باطلہ کی تردید کرتے ہوئے فلسطین پہنچے۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ آپ کی بیوی سارہ اور حضرت لوط علیہ السلام بھی تھے اور بعض روایات کے مطابق جناب لوط کی بیوی "ملکاہ" بھی ساتھ تھیں۔ روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ مطہرہ حضرت رقیہ بنت رسول ﷺ کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کر گئے تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔

اِنَّ عُثْمَانَ اَوَّلُ مُهَاجِرٍ بِاَهْلِهٖ بَعْدَ لُوْطٍ○

ترجمہ: بلاشبہ لوط علیہ السلام کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ پہلے مہاجر ہیں جنہوں نے اپنی بیوی سمیت ہجرت کی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فلسطین کے غربی طرف کنعان کے علاقے میں سکونت اختیار کی اور "سکم" کے مقام پر اپنا خیمہ نصب کر کے وہاں کچھ عرصہ قیام فرمایا۔

آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے امتحانات اور آزمائشوں کا اندازہ لگائیں۔

* توحید کیلئے آبائی وطن قربان کیا۔
* توحید کیلئے والدین کی محبت کو قربان کیا۔
* توحید کیلئے سفر کی صعوبتیں برداشت کیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

* توحید کیلئے چچا کے گھر سے نکلنا گوارا کیا۔
* توحید کیلئے ملک 'ملک کا سفر اختیار کیا۔
* توحید کیلئے مال و منال سے ہاتھ دھونا پڑا۔

غرض اپنا سب کچھ قربان کیا مگر عقیدہ توحید کو چھوڑنا گوارا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقیدہ توحید پر استقامت و استقلال سے قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ابراہیم مصر میں سکم (نابلس) میں تھوڑی مدت قیام فرمانے کے بعد آپ کو مصر جانے کا حکم ہوا۔ چنانچہ آپ بحکم خداوندی اپنے مختصر قافلہ کے ہمراہ مصر کی جانب روانہ ہوئے۔

اس وقت مصر میں سامیوں کی حکومت تھی اور علامہ سید سلیمان ندوی کی تحقیق کے مطابق وہاں کا حکمران "علوان بن سنان" تھا۔ یہ مصر کا پہلا فرعون تھا۔ مصر میں بھی ستارہ پرستی پھیلی ہوئی تھی۔ زندگی 'موت' کھیتی باڑی اور بارش وغیرہ کے الگ الگ دیوتا تھے سب سے بڑا دیوتا شمس یا آفتاب تھا۔ جس کو مصری زبان میں "رع" کہتے تھے۔ بادشاہ کو شمس دیوتا کا بیٹا سمجھا جاتا تھا اس لئے اس کا لقب "رعمیس" (رع کا بیٹا) تھا۔ اسی وجہ سے مصر کے حکمرانوں کو خدائی کا دعویٰ تھا۔

مصر کا یہ بادشاہ حسین عورتوں کا گرویدہ 'شہوت پرست اور از حد ظالم و جابر حکمران تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ مصر سے گزرنے والے مسافروں کی عزت و حرمت کا بھی احساس نہ کرتا تھا بلکہ حسین و جمیل عورتوں کے خاوندوں کو قتل کروا کے خود ان پر قبضہ کر لیتا۔ البتہ اگر کسی عورت کے ہمراہ اس کا بھائی یا باپ ہوتا تو ان کے قتل سے گریز کرتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ جنابہ سارہ کو قدرت نے حسن و جمال کی ہر خوبی سے نوازا تھا۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے کہ جنابہ سارہ کو "شطر الحسن" یعنی نصف حسن عطا فرمایا گیا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب مصر پہنچے تو بادشاہ مصر کو اطلاع ملی کہ۔

هٰذَا رَجُلٌ مَّعَهُ امْرَءَةٌ مِّنْ اَحْسَنِ النَّاسِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَسَاَلَهُ عَنْهَا

ترجمہ: یہاں ایک آدمی آیا ہے جس کے ساتھ بڑی خوبصورت عورت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سرکاری کارندوں کے ذریعے اپنے دربار میں بلوایا۔ آپ تشریف لائے تو بادشاہ نے سوال کیا من ھٰذا؟ تیرے ساتھ جو عورت ہے وہ کون ہے؟ جناب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اختی وہ میری (چچازاد) بہن ہے۔ بادشاہ کے دربار سے جناب ابراہیم علیہ السلام واپس سارہ کے ہاں تشریف لائے تو ان سے فرمایا یَاسَارَۃُ! اَلَیْسَ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ مُؤْمِنٌ غَیْرِیْ وَغَیْرُکِ وَاِنَّ ھٰذَا سَاَلَنِیْ فَاَخْبَرْتُہٗ اَنَّکِ اُخْتِیْ فَلَا تُکَذِّبِیْنِیْ (صحیح بخاری صفحہ ۴۷۴ جلد ۱)

ترجمہ: اے سارہ! روئے زمین پر میرے اور تیرے سوا کوئی مومن نہیں ہے۔ اس (بادشاہ) نے تمہارے متعلق پوچھا تو میں نے اسے بتایا کہ تو میری بہن ہے۔ اب تم میری بات کو نہ جھٹلانا۔

اب اس بادشاہ نے اپنے سپاہیوں کے ذریعے سارہ کو اپنے ہاں طلب کیا۔ حضرت سارہ مجبوراً وہاں گئیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اہلیہ کی عزت و آبرو کی حفاظت کیلئے اپنے رب کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ صحیح مسلم شریف میں ہے فَقَامَ اِبْرٰھِیْمُ اِلَی الصَّلٰوۃِ جب حضرت سارہ کو بادشاہ کے سپاہی زبردستی لے گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نماز کیلئے رب کے حضور کھڑے ہو گئے اور گڑگڑا کر عرض کی۔ مولا! اپنے فضل و کرم سے اپنے نبی کی بیوی کی حفاظت فرما۔ اے اللہ! یہ فرش پر ظالم بادشاہ ہے مگر تو عرش پر عادل بادشاہ ہے۔ ہم بے کس اور غریب الدیار بندوں کی عصمت کا تو ہی محافظ ہے میری بیوی اور میں نے تیرے حکم سے اور تیری توحید کیلئے سفر ہجرت اختیار کیا ہے۔ ہمیں بادشاہ کے ظلم و ستم سے محفوظ فرما اور میری اہلیہ کی عزت کو بچانے کا بندوبست فرما۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے نکلی ہوئی یہ دعا رب کائنات میں مقبول ہوئی کیونکہ۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پَر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے!

ادھر جنابہ سارہ کو جابر بادشاہ کے روبرو پیش کیا گیا جب بادشاہ الگ کمرے میں آپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ملاقات کیلئے آیا اور آپ کی طرف ہاتھ بڑھانے کی کوشش کی تو سیدہ سارہ نے بادشاہ سے کہا۔ مجھ مسافرہ کا سارا جسم گردو غبار سے بھرا ہوا ہے۔ مجھے تھوڑی مہلت دی جائے اور صفائی کیلئے پانی مہیا کیا جائے نیز مجھے اپنی "رسم عبادت" کیلئے تھوڑا وقت بھی عطا کیا جائے۔ "پھر جو اللہ چاہے" چنانچہ کمرے میں پانی مہیا کر دیا گیا۔ سیدہ سارہ نے کمال اطمینان سے وضو فرمایا اور ہاتھ باندھ کر نماز کیلئے رب تعالیٰ کے حضور کھڑی ہو گئیں اور سجدہ میں گر کر یوں گویا ہوئیں۔

سارہ کی دعا اے میرے اللہ! ہم مسافروں کا تیرے سوا کوئی مشکل کشا اور مددگار نہیں۔ میں تیرے سچے نبی کی آبرو ہوں۔ تو نے ابراہیم کیلئے نار کو گلزار بنا دیا تھا' وہاں تیرے پیغمبر کی جان کا معاملہ تھا یہاں تیرے رسول کی عزت اور آن کا مسئلہ ہے۔ اے میرے رب! اپنی قدرت سے میری مدد فرما اور مجھے اس ظالم بادشاہ کے چنگل سے بحفاظت آزادی فرما اور اس کافر و جابر کو اس کے غلط ارادے کا مزہ چکھا۔

فتح الباری میں حضرت سارہ کے دعائیہ کلمات بایں الفاظ درج ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ اٰمَنْتُ بِکَ وَبِرَسُوْلِکَ وَاَحْصَنْتُ فَرْجِیْ اِلَّا عَلٰی زَوْجِیْ فَلَا تُسَلِّطْ عَلَیَّ الْكَافِرَ (فتح الباری صفحہ ۳۹۳ جلد ۶)

ترجمہ: اے میرے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں تجھ پر اور تیرے رسول ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائی ہوں اور اپنے خاوند (ابراہیم) کے سوا میں نے ہمیشہ اپنی حفاظت کی ہے۔ لہٰذا میرے اللہ! اس کافر کو مجھ پر مسلط نہ فرما۔

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی اس پرسوز دعا کا نتیجہ کیا ہوا؟ اس کی وضاحت رسول کریم ﷺ نے یوں فرمائی۔

ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهٖ فَاُخِذَ فَقَالَ ادْعِی اللّٰهَ لِیْ وَلَا اَضُرُّکِ فَدَعَتِ اللّٰهَ فَاُطْلِقَ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ فَاُخِذَ مِثْلَهَا اَوْ اَشَدَّ فَقَالَ ادْعِی اللّٰهَ لِیْ وَلَا اَضُرُّکِ فَدَعَتْ فَاُطْلِقَ فَدَعَا بَعْضَ حَجَبَتِهٖ فَقَالَ اِنَّکَ لَمْ تَاْتِنِیْ بِاِنْسَانٍ اِنَّمَا اَتَيْتَنِیْ بِشَيْطَانٍ فَاَخْدَمَهَا هَاجَرَ (صحیح بخاری صفحہ ۴۷۴ جلد ۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ : اس (ظالم بادشاہ) نے سیّدہ سارہ پر ہاتھ ڈالنا چاہا تو گرفت میں آگیا (یعنی اس کا ہاتھ شل ہوگیا) اور سارہ سے عرض کرنے لگا کہ میرے لئے دعا کر (کہ ٹھیک ہو جاؤں) میں تجھے کوئی گزند نہیں پہنچاؤں گا۔ سارہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو وہ صحیح ہوگیا۔ پھر دوسری مرتبہ ہاتھ ڈالنا چاہا تو پہلے کی طرح یا اس سے بھی سخت گرفت میں آگیا۔ پھر کہنے لگا میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کر' اب میں تجھے قطعاً ہاتھ لگانے کی کوشش نہیں کروں گا۔ سارہ نے دعا کی تو وہ درست ہوگیا۔ اب اس نے اپنے خادم کو بلایا اور کہا کہ تم میرے پاس انسان کی بجائے کسی شیطان (جن) کو پکڑ لائے ہو (حالانکہ ظالم خود شیطان تھا) اب اس نے (سارہ کی کرامت کے باعث) خدمت کیلئے ہاجرہ کو سارہ کے سپرد کردیا۔

بادشاہ مصر حضرت سارہ کی کرامت و بزرگی سے ازحد متاثر ہوا اور انہیں خدمت کیلئے ہاجرہ عطا کرکے خادم کو حکم دیا **اِرْجِعُوْهَا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ** اسے فوراً ابراہیم کے پاس پہنچادو۔ حضرت سارہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں تشریف لائیں تو دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ابھی تک کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ سارہ کو دیکھ کر آپ نے **فَاَوْمَا بِيَدِهٖ مَهْيَمْ**؟ ہاتھ کے اشارہ سے پوچھا "کیا کیفیت گزری؟" تو جنابہ سارہ نے عرض کی۔

رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ اَوِ الْفَاجِرِ فِيْ نَحْرِهٖ وَاَخْدَمَ هَاجَرَ (صحیح بخاری صفحہ ۴۷۴ جلد ۱)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ نے اس کافر فاجر کی تدبیر ناکام بنادی اس کا فریب اس پر الٹ دیا گیا اور خدمت کیلئے ہاجرہ دلوادی۔

اب حضرت ابراہیم علیہ السلام واپس فلسطین تشریف لائے اور "حبرون" کے مقام پر سکونت اختیار کی۔ پھر آپ نے بحکم الٰہی حضرت لوط علیہ السلام (جنہیں نبوت عطا فرمادی گئی تھی) کو جنوب کی طرف جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام شرق اردن کے علاقہ "سدوم" میں تشریف لے گئے اور وہاں دین حنیف کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام دیتے رہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سیّدہ ہاجرہ سے نکاح کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت اسماعیل علیہ السلام عطا فرمائے۔ آپ کی سیرۃ کا ذکر اسی سورۃ مریم کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آئندہ رکوع میں تفصیل سے آگے آئے گا۔ انشاء اللہ۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے بعد اللہ کریم نے سیدہ سارہ کو بھی اولاد کی نعمت سے نوازا اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی شکل میں بیٹا عطا فرمایا اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے ہاں حضرت یعقوب علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ جس کا تذکرہ سورۃ مریم کی زیر بحث آیات میں یوں فرمایا گیا۔

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝

ترجمہ: پس جب وہ (ابراہیم علیہ السلام) ان سے اور ان کے معبودوں سے جدا ہو گیا تو ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب عطا فرمائے اور ہم نے سب کو نبی بنایا۔

یعنی آپ کی اولاد کو نسلاً "بعد نسل" نبوت و رسالت کے منصب سے سرفراز فرمایا۔

حضرت اسحاق کی بشارت جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک سو سال ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بشارت دی گئی کہ سارہ کے بطن سے بھی تیرے ہاں ایک بیٹا پیدا ہو گا۔ اللہ کریم کی طرف سے فرزند کی بشارت کے ساتھ اس کا نام بھی "اسحاق" تجویز کر دیا گیا۔

قرآن حکیم نے حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت اور سارہ کے تعجب کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا سَلَامًا ۖ قَالَ سَلَامٌ ۖ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ ۝ فَلَمَّا رَأَىٰ أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۚ قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمِ لُوطٍ ۝ وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ ۝ قَالَتْ يَا وَيْلَتَىٰ أَأَلِدُ وَأَنَا عَجُوزٌ وَهَٰذَا بَعْلِي شَيْخًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ ۝ قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۖ رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ ۚ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۝ (سورۃ ہود آیت نمبر ۶۹ تا ۷۳)

ترجمہ: اور تحقیق ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیم علیہ السلام کے پاس بشارت لے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر آئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ پر سلام ہو۔ آپ نے فرمایا تم پر بھی سلام ہو پھر آپ جلدی سے (ان کی ضیافت کیلئے) بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔ پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھ رہے تو انہیں اجنبی خیال کیا اور ان سے خوف محسوس کیا۔ فرشتوں نے عرض کی 'خوف نہ کیجئے (ہم فرشتے ہیں اور) ہمیں قوم لوط کی طرف بھیجا گیا ہے اور ابراہیم کی بیوی (سارہ) پاس کھڑی تھیں تو ہنس پڑیں تو ہم نے اس (سارہ) کو اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے بعد پوتے یعقوب کی۔ سارہ نے کہا وائے حیرانی! کیا میں بیٹے کو جنم دوں گی اور میں تو بوڑھی ہوں اور یہ میرا خاوند بھی بوڑھا ہے۔ بلاشبہ یہ تو بڑی عجیب و غریب بات ہے۔ فرشتوں نے کہا کیا تم اللہ تعالیٰ کے حکم پر تعجب کرتی ہو؟ اے ابراہیم کے گھر والو! تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ بلاشبہ وہ تعریف کیا ہوا، بڑی شان والا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کیلئے اس مہتم بالشان بشارت کا تذکرہ سورۃ ذاریات اور سورۃ حجر میں بھی فرمایا گیا ہے۔ سورۃ مریم کی زیر نظر آیت میں اسی بشارت و خوشخبری کے پورا ہونے کا ذکر ہے۔

وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا○ ترجمہ : ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو اسحاق اور یعقوب عطا فرمائے اور ہم نے سب کو نبی بنایا۔

اللہ کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور انکی اولاد پر یہ عظیم احسان فرمایا کہ سلسلہ نبوت انہیں کی نسل میں جاری رکھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء حضرت اسحاق کی اولاد سے ہوئے اور خاتم النبین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے تشریف لائے۔ اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک لقب "جد الانبیاء" ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر خالق کائنات کے اسی لازوال احسان کا ذکر سورۃ مریم میں ہے کہ **كُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا○**

ذکر خیر سورۃ مریم کی زیر بحث آیات میں سے آخری آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد پر اپنی رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا تذکرہ فرماتے ہوئے۔ ملت ابراہیمی کی پیروی کا حکم دیا اور فرمایا کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کو ایسی بزرگی اور عظمت عطا فرمادی ہے کہ ان کی تعریف قیامت تک ہوتی رہے گی۔

فرمان الٰہی ہے۔

وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ○

ترجمہ : اور ہم نے انہیں اپنی رحمت میں سے (وافر حصہ) عطا فرمایا اور ہم نے ان کیلئے سچی اور دائمی آواز بلند فرمادی۔

تاریخِ مذاہب کا مطالعہ کریں تو یہ امر واضح ہوگا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد آنے والی تمام قوموں اور امتوں نے اپنا تعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہودی عیسائی اختلاف مذاہب کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف اپنی نسبت کو قابل فخر سمجھتے اور آپ کے فضائل و کمالات کے معترف تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اپنا قریبی تعلق ثابت کرنے کیلئے آپس میں جھگڑا کرتے۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ وَالْإِنْجِيلُ إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (سورة آل عمران آیت نمبر ٦٥)

ترجمہ : اے اہل کتاب! تم ابراہیم (علیہ السلام) کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو اور تورات وانجیل تو ان کے بعد اتاری گئی۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اولاد ابراہیم کے قیامت تک ذکر خیر کا تذکرہ قرآن عزیز کی سورۃ الصافات میں بایں الفاظ کیا گیا ہے۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ○ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ○ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ○ وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ ○ وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ (سورۃ الصافات آیت نمبر ۱۰۸ تا ۱۱۳)

ترجمہ : اور ہم نے ان کا ذکر خیر بعد والوں میں باقی رکھا۔ ابراہیم علیہ السلام پر سلامتی ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیکی کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ بلاشبہ وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے اور ہم نے انہیں اسحاق کی بشارت دی کہ وہ صالحین میں سے نبی ہونگے۔ اور ہم نے ان پر اور اسحاق پر برکتیں نازل فرمائیں۔

اہل اسلام کے ہاں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے خاندان کے ذکر خیر کی مثال ہی نہیں ملتی کہ جب تک نماز میں آنحضرت ﷺ اور آپ کی آل کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر درود نہ پڑھیں ان کی نماز ہی مکمل نہیں ہوتی ۔ آیئے! درود شریف پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے خاندان کے اسی ذکر خیر کا تذکرہ سورۃ مریم میں ہے۔

وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝

ترجمہ : اور ہم نے اپنی رحمت سے انہیں وافر حصہ عطا فرمایا اور ہم نے ان کیلئے سچی اور دائمی تعریف کی آواز بلند کردی۔

اللہ کریم کے حضور دلی دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو دین ابراہیمی کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 10

ذکرِ موسیٰ علیہ السلام I

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَاذْکُرْ فِی الْکِتَابِ مُوْسٰی اِنَّہٗ کَانَ مُخْلَصًا وَّ کَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا ○ وَنَادَیْنٰہُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَیْمَنِ وَقَرَّبْنٰہُ نَجِیًّا ○ وَوَھَبْنَا لَہٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاہُ ھٰرُوْنَ نَبِیًّا (سورہ مریم آیت نمبر ۵۱ تا ۵۳)

ترجمہ : اور کتاب (قرآن حکیم) میں موسیٰ (علیہ السلام) کا ذکر فرمایئے۔ بلاشبہ وہ برگزیدہ اور نبی مرسل تھے اور ہم نے انہیں طور کی دائیں جانب سے پکارا اور ہم نے سرگوشی (باتیں کرنے) کیلئے انہیں قریب کیا اور ہم نے انہیں اپنی رحمت سے ان کا بھائی ھارون نبی عطا فرمایا۔

ہر قسم کی تعریفات و تحمیدات اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں۔ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے انسان کو عدم سے وجود بخشنے کے بعد احسنِ تقویم کے دل نواز لقب سے سرفراز فرمایا اور بے حساب و بے شمار درود و سلام رحمتِ عالَم، پیغمبرِ اعظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ بابرکات پر، جن کی بعثت کی برکت سے خالق کائنات نے ہدایت کائنات کیلئے رحمت کائنات ﷺ پر قرآن حکیم کی شکل میں بے مثل و بے مثال اور لاریب و باکمال کتاب نازل فرمائی۔ جس کی تلاوت باعث ثواب اور جس پر عمل باعث نجات ہے۔ اسی قرآن عزیز کی مشہور و معروف سورۃ مریم کی آیت ۵۱ تا ۵۳ کی تشریح و توضیح اور تفسیر و تفہیم اس وقت مقصود ہے۔ اللہ کریم کے حضور دعا ہے کہ وہ تمام اہل اسلام کو قرآن فہمی کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

سورۃ مریم کے گذشتہ تین رکوعات کی توضیح میں آپ اس امر سے بخوبی آگاہ ہو چکے ہیں کہ اللہ ربّ العالمین نے اپنی قدرت اور اختیارات کے مسئلہ کی وضاحت اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عقیدۂ توحید کی پختگی کیلئے متعدد انبیاء کرام علیہم السلام کے حالات زندگی کو اس سورۃ مبارکہ میں بیان فرمایا ہے جیسا کہ حضرت زکریا علیہ السلام' حضرت یحیٰی علیہ السلام' حضرت عیسیٰ علیہ السلام' حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی سیرت کے چند نمایاں پہلوؤں سے آپ واقفیت حاصل کر چکے ہیں نیز حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے حالات و واقعات بھی بیان ہو چکے ہیں۔
سورۃ مریم کی زیر بحث آیات مقدسات میں اللہ عزوجل نے اپنے ایک جلیل القدر رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت' کوہ طور پر ان کی اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی اور ان کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو عطائے نبوت کا تذکرہ فرمایا ہے۔
قرآن مجید فرقان حمید میں جن انبیاء و رسل کا کثرت اور تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام ان میں سے ایک ہیں۔

بنی اسرائیل مصر میں خاندان یعقوب علیہ السلام کے گل سرسبد جناب یوسف علیہ السلام بچپن میں ایک کنعانی غلام کی حیثیت سے مصر پہنچے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان اور اس کی تائید سے کچھ عرصے بعد مصر کی عظیم مملکت کے سیاہ و سفید کے مالک بن گئے۔ آپ کی مصر میں تشریف آوری کی تاریخ تقریباً ۱۹۱۰ قبل مسیح ہے۔ بعد ازاں حضرت یوسف علیہ السلام کی خواہش و دعوت پر حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے خاندان کے ہمراہ ہجرت کر کے مصر میں تشریف لائے اور یہیں رہائش اختیار کر لی۔ قرآن حکیم نے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل کی مصر آمد کا تذکرہ بایں الفاظ کیا ہے۔ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى يُوسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ (سورۃ یوسف آیت نمبر ۹۹) ترجمہ: جب (خاندان یعقوب کے افراد) یوسف کے پاس پہنچے تو آپ نے اپنے والدین کو پاس بٹھایا اور فرمایا "مصر میں داخل ہو جاؤ" اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ امن و سکون سے رہیں گے۔ (حضرت یعقوب' حضرت یوسف علیہما السلام اور ان کے خاندان کے تفصیلی حالات کیلئے ہماری کتاب "خطبات سورۃ یوسف" کا مطالعہ فرمائیں۔)
حضرت یوسف علیہ السلام نے شہری آبادی سے دور اپنے خاندان کی رہائش کیلئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"ارض جاشان" کا انتخاب کیا۔ تاکہ یہاں رہ کر ان کے خاندان کی صحرائی زندگی اسی طرح باقی رہے اور مصریوں سے اختلاط و ارتباط کے باعث بُت پرستی، مشرکانہ رسوم اور بداخلاقیاں بنی اسرائیل میں سرایت نہ کر سکیں۔ الغرض بنی اسرائیل حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درمیانی صدیوں میں مصر میں آباد رہے۔

(قصص القرآن صفحہ ۳۵۸ جلد ۱)

بنی اسرائیل کا دورِ غلامی حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی اور اس کے کچھ عرصہ بعد تک بنی اسرائیل بڑی عزت و احترام کے ساتھ مصر میں آزادانہ زندگی گزارتے رہے اور ان کی تعداد اور قوت میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔ اس کے بعد نیا فرعون (فرعون، شاہان مصر کا لقب ہے کسی خاص بادشاہ کا نام نہیں ہے۔) برسرِ اقتدار آیا تو اس نے غیر قوم کی اس بڑھتی ہوئی تعداد اور قوت کو مملکت کیلئے سیاسی طور پر مستقل خطرہ قرار دیا اور اس کی روک تھام کی فوری تدابیر اختیار کیں۔ اس وقت سے مصر میں بنی اسرائیل کی غلامی کا دور شروع ہوا۔ یہ دور عصبیت اور نسل پرستی کی بدترین مثال تھا۔ بنی اسرائیل پر ہر قسم کا ظلم و ستم روا رکھا جاتا تھا اور ان کی حیثیت زر خرید غلاموں سے زیادہ نہ تھی۔ انہیں حقیر سمجھا جاتا اور ان کے ساتھ اختلاط کو معیوب گردانا جاتا تھا۔ جبر و استبداد کے اس تاریک دور کو جب چار سو سال کا طویل عرصہ گزر گیا تو مصر کے بادشاہ فرعون جس کا نام ولید بن مصعب یا مصعب بن ریان یا ریان اور کنیت ابو مرہ تھی نے ایک بھیانک خواب دیکھا۔ جس کی تعبیر کاہنوں، نجومیوں اور قیافہ شناسوں نے یہ بتائی کہ "ایک اسرائیلی لڑکے کے ہاتھوں تیری حکومت زوال پذیر ہوگی۔" اس خواب اور تعبیر کی وجہ سے فرعون کو بنی اسرائیل سے شدید عداوت ہوگئی اور اس نے متوقع خطرے سے نبٹنے کیلئے بنی اسرائیل کی نسل کشی کا فیصلہ کیا اور یہ تدبیر اختیار کی کہ بنی اسرائیل کے لڑکوں کو پیدا ہوتے ہی قتل کر دیا جاتا اور لڑکیوں کو حاکم قوم کی خدمت کیلئے زندہ چھوڑ دیا جاتا۔

قرآن حکیم میں فرعون کے اس ظالمانہ اقدام کا ذکر کیا گیا اور بنی اسرائیل پر احسان جتلایا گیا ہے کہ۔ **وَإِذْ نَجَّيْنَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ**

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُذَبِّحُونَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ (سورۃ البقرہ آیت نمبر۴۹) ترجمہ : اور (اے بنی اسرائیل! ہمارے ان احسانات کو یاد کرو) جب ہم نے تمہیں فرعونیوں سے نجات عطا فرمائی کہ وہ (لوگ) تمہیں سخت عذاب پہنچاتے (یعنی) تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری عورتوں (بیٹیوں) کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بھاری آزمائش تھی۔

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ بنی اسرائیل کی نسل اس تیزی اور کثرت سے بڑھنے لگی تھی کہ فرعون کو یہ اندیشہ لاحق ہوگیا کہ اگر ان کی پیدائش کی یہی رفتار رہی تو بنی اسرائیل کی اقلیت' اکثریت میں تبدیل ہوجائے گی اور اپنی غالب اکثریت کی بناء پر کوئی انقلاب برپا کردیں گے۔اس خدشہ اور خطرہ کے پیش نظر اس نے بنی اسرائیل کی نسل کشی کا یہ ظالمانہ حکم دیا۔(ضیاء القرآن صفحہ ۵۶ جلد ۱)

بعض محققین اور مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جس فرعون نے بنی اسرائیل کو مصائب میں مبتلا کیا اور بنی اسرائیل کی نسل کشی کا فیصلہ کیا اس کا نام "ریمسیس" تھا

(تفصیل کیلئے دیکھیں قصص القرآن جلد اول)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت مصر میں فرعون کے اقتدار و سلطنت کی متوقع تباہی کا سبب بننے والے اسرائیلی لڑکے کو پیدا ہوتے ہی قتل کرنے کی تدبیر ہو چکی تھی۔ ادھر اللہ کے ہاں اس لڑکے کو بچانے' فرعون کے محلات میں پہنچانے اور فرعون کے ذریعے ہی اسکی پرورش کروانے کی تقدیر لکھی جاچکی تھی۔ واللہ علی کل شیء قدیر حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو کوئی ٹال نہیں سکتا اور اس کی تقدیر کے آگے کسی کا بس نہیں چل سکتا۔اسی کیلئے قرآن حکیم میں فرمایا۔

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ ○ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَنُرِىَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ (سورۃ القصص آیت نمبر۵ تا ۶)

ترجمہ : اور ہم نے چاہا کہ ان لوگوں پر احسان کریں جنہیں ملک (مصر) میں کمزور بنادیا گیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا اور انہیں پیشوا بنا دیں اور انہیں (فرعون کے تاج و تخت کا) وارث بنا دیں اور انہیں سرزمین (مصر) میں تسلط بخشیں اور فرعون وھامان اور ان کی فوجوں کو ان (بنی اسرائیل) کی طرف سے وہی کچھ دکھائیں جس کا وہ اندیشہ (خطرہ) محسوس کرتے تھے۔

غرض مشیت ایزدی کو کسی قسم کی احتیاطی تدبیریں' سیاسی حربے اور مضبوط منصوبے روک نہیں سکتے۔ فرعونی مظالم کے اسی بہیمانہ دور میں بنی اسرائیل کے ایک مرد صالح "عمران" کے گھر اور انتہائی برگزیدہ اور پارسا خاتون "یوکابد" کی گود میں ایسے بچے نے جنم لیا جس کو قدرت نے پہلے ہی نبوت و رسالت اور بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات دلانے کیلئے چن لیا تھا اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (سورۃ انعام آیت نمبر ۱۲۴) اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ اپنی پیغمبری کسے عنایت فرمائے۔

ام موسیٰ کا غم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت ایسے زمانہ میں ہوئی جب فرعون کے فیصلہ کے مطابق اسرائیلی لڑکوں کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ اس لئے آپ کی والدہ اور اہل خاندان سخت پریشان تھے کہ قاتلوں' سفاکوں اور ظالموں کی نگاہ سے بچے کو کیسے محفوظ رکھیں۔ جوں توں کر کے تین ماہ تک ان کو چھپائے رکھا اور ان کی پیدائش کی کسی کو خبر نہ ہونے دی۔ لیکن جاسوسوں کی نگرانی اور حالات کی نزاکت کی وجہ سے اس واقعہ کو مزید پوشیدہ رکھنا ممکن نہ تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ جنابہ "یوکابد" ازحد مغموم رہنے لگیں۔ اس سخت اور نازک وقت میں خدائے لم یزل نے مدد کی اور موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے دل میں یہ القاء کیا کہ اے موسیٰ کی ماں! غم نہ کر بلکہ ایک صندوق بنا کر' اس پر رال اور روغن کی پالش کر کے' موسیٰ کو اس میں لٹا کر دریائے نیل میں بہا دو۔ عرض کی مولا! کون سی ماں اپنے ہاتھوں سے بیٹے کو پانی میں بہانا گوارا کرتی ہے۔ فرمایا۔ ام موسیٰ! میری قدرت کے نظارے دیکھ۔ میرے حکم سے اپنے فرزند کو صندوق میں رکھ کر پانی میں بہانا تیرا کام ہے اور پانی کی تیز لہروں سے اسے بچانا' اس کی حفاظت فرمانا اور اسے واپس تیری گود میں لوٹانا اور پھر منصب نبوت عطا فرمانا ہمارا کام ہے۔ سبحان اللہ۔ قرآن حکیم اس وحی اور القاء کی تفصیلات بیان کرتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوْسٰى اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (سورۃ القصص آیت نمبر ۷)

ترجمہ : اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کی طرف وحی کی کہ اسے دودھ پلاتی رہو پھر جب اس کے متعلق تمہیں خوف محسوس ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور ہراساں نہ ہونا اور نہ غمگین ہونا۔ ہم اسے تیرے پاس واپس پہنچادیں گے اور (پھر) اسے پیغمبر بنادیں گے۔

موسیٰ کا صندوق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نے بمطابق وحی الٰہی ایسا ہی کیا اور اپنے صاحبزادے کو صندوق میں لٹا کر دریا کی لہروں کی نذر کردیا اور موسیٰ کی بڑی بہن "مریم" سے فرمایا کہ اس صندوق کے بہاؤ کے ساتھ دریا کے کنارے کنارے چل کر صندوق کو نگاہ میں رکھے اور رب تعالیٰ کی قدرت کا قریب سے مشاہدہ کرے کہ وہ اس کی حفاظت کا وعدہ کس طرح پورا کرتا ہے اور میرے لخت جگر کو واپس میری گود میں پہنچانے کے اسباب کیسے پیدا فرماتا ہے؟ قرآن عزیز کی سورۃ قصص میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صندوق اور آپ کی بہن کے واقعہ کو یوں ذکر کیا گیا ہے۔

وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (سورۃ القصص آیت نمبر ۱۱)

ترجمہ : اور اس (موسیٰ کی ماں) نے اس کی بہن سے کہا کہ اس (صندوق) کے پیچھے پیچھے چل۔ پس وہ اس (صندوق) کو دور سے دیکھتی رہی اور ان لوگوں کو کچھ خبر نہ تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صندوق دریائے نیل میں تیرتا ہوا اس نہر میں جا پہنچا جو نہر دریا سے نکل کر فرعون کے محل میں جاتی تھی۔ آپ کی بہن جنابہ مریم دریا کے کنارے کنارے اس صندوق کی نگہداشت کرتی ہوئی چل رہی تھیں۔ انہوں نے دیکھا کہ صندوق تیرتے ہوئے "شاہی محل" کے کنارے آلگا اور فرعون کی بیٹی یا بیوی نے اپنے خادموں کے ذریعے اٹھوالیا اور شاہی محل میں لے گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ حالات کی صحیح تفصیل معلوم کرنے کیلئے شاہی خادماؤں کے ہمراہ محل میں داخل ہوگئیں۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔ فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِئِيْنَ (سورۃ القصص آیت نمبر ۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ : پس فرعون کے گھر والوں نے اسے (دریا سے) نکال لیا تا کہ وہ (انجام کار) ان کا دشمن اور باعث غم بنے۔ بلاشبہ فرعون وھامان اور ان کے لشکر خطا کار تھے۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ فرعون جو خدائی کا دعویدار تھا لیکن وہ یہ بھی نہ جان سکا کہ یہی بچہ انجام کار اس کی تباہی اور ہلاکت کا سبب بنے گا نیز ھامان جو فرعون کا قابل اعتماد وزیر تھا جسے اپنی ذہانت اور فراست پر بڑا ناز تھا وہ بھی اس چیز کو نہ سمجھ سکا کہ یہ اسرائیلی لڑکا ہمارے لئے موجب ہلاکت ہوگا۔ جس کی جہالت اور بے علمی کا یہ عالم ہو کہ وہ اپنے دشمن کو بھی نہ پہچان سکے اسے أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ (میں تمہارا اعلیٰ رب ہوں) کا دعویٰ کرنے کا کیسے حق پہنچتا ہے؟ اور ھامان جیسا وزیر بے تدبیر فرعون کی خدائی کا پرچار اور اعلان کس طرح کرتا ہے؟ بہر حال فرعون کے گھر والوں نے صندوق کھولا تو دیکھا کہ ایک حسین و جمیل اور خوبصورت و تندرست بچہ آرام سے لیٹا ہوا انگوٹھا چوس رہا ہے۔ فرعون کی بیوی "آسیہ" نے بچہ کو دیکھا تو از حد خوش ہوئی اور اس کے دل میں اس معصوم بچے کیلئے شفقت و محبت کا ایک سیلاب امنڈ آیا اور انتہائی محبت سے اسے پیار کیا اور بڑی ہمدردی سے اسے گود میں لے لیا۔ فرعون کے حواریوں میں سے کسی نے کہا کہ "یہ تو اسرائیلی" معلوم ہوتا ہے اور ہمارے دشمنوں کے خاندان کا بچہ ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ہمارے خواب کی تعبیر ثابت ہو لہٰذا اسے فوراً قتل کردینا ضروری ہے۔ یہ بات سن کر فرعون کو بھی اس کے قتل کا خیال آیا تو فرعون کی بیوی نے خاوند کے تیور دیکھ کر کہا۔ "ایسے پیارے بچے کو قتل نہ کرو یہ تو میری اور آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ ہو سکتا ہے اس کا وجود ہمارے لئے نفع بخش ثابت ہو یا ہم اسے اپنا بیٹا ہی بنالیں یعنی اگر بالفرض یہ وہی اسرائیلی بچہ ہو جو آپ کے خواب کی تعبیر بننے والا ہے تو ہماری آغوش محبت اور تربیت شائد اسے مضر ہونے کی بجائے مفید ثابت کردے۔"

قرآن حکیم فرعون کی بیوی کے الفاظ نقل کرتا ہے۔

وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّي وَلَكَ لَا تَقْتُلُوهُ عَسَىٰ أَن يَنفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ (سورۃ القصص آیت نمبر۹) ترجمہ : اور فرعون کی بیوی نے کہا' یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بچہ تو میری اور تیری آنکھوں کیلئے ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرنا' شائد یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں اور وہ (انجام سے) بے خبر تھے۔

آپ غور فرمائیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کیا عجیب کرشمہ تھا کہ اس نے فرعون کو اپنے سب سے بڑے دشمن موسیٰ کی پرورش پر نگران مقرر کردیا تھا اور وہ اپنی تباہی کا سبب بننے والے اس بچے کی شاہی نازو نعم میں خود پرورش کر رہا تھا وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ (اور یہ کام اللہ تعالیٰ کیلئے کوئی مشکل نہیں)

قرآن میں ذکر آسیہ زوجہ فرعون "آسیہ بنت مزاحم" جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صندوق بہتے دریا سے نکلوایا' فرعون کو موسیٰ علیہ السلام کے قتل سے روکا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کا انتظام و انصرام کیا تھا۔ بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات اور نشانیاں دیکھ کر مسلمان ہوگئی تھیں اور فرعون کے مقابلے میں ہمیشہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حمائت و طرفداری کیا کرتی تھیں۔ آخر فرعون کو علم ہوگیا کہ "آسیہ" مجھے خدا تسلیم نہیں کرتی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاچکی ہے۔ چنانچہ اس ظالم نے قبول اسلام کی پاداش میں آپ کے دونوں ہاتھوں میں میخیں ٹھونک دیں اور آپ کو چلچلاتی دھوپ میں پھینک دیا اور مطالبہ کیا کہ "موسیٰ کے رب کا انکار کردے اور مجھے خدا مان لے" ورنہ اسی طرح اذیتیں دے دے کر تجھے موت کی نیند سلا دیا جائے گا۔ اس سفاکی اور ظلم کے باوجود حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی استقامت اور استقلال کی یہ حالت تھی کہ آپ اس وقت بھی مسکراتی رہیں۔ فرعون نے جب انہیں اس دردناک کیفیت میں بھی مسکراتے دیکھا تو کہنے لگا "یہ تو پاگل اور دیوانی ہوگئی ہے۔" آخر کار جنابہ آسیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے رب کے حضور دامن طلب پھیلایا اور عرض کی۔ "میرے رب جنت کے اندر اپنے قرب میں میرے لئے ایک محل تعمیر فرما دے۔ فرعون کے منحوس وجود اور اس کی بداعمالیوں سے مجھے نجات عطا فرما اور اس ظالم و مشرک قوم کے شر سے مجھے محفوظ فرما۔" احادیث میں ہے کہ جب حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں اور پاؤں میں میخیں گاڑی گئیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اور جنت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درمیانی پردے ہٹادیئے اور ان کیلئے جنت کو منکشف فرمادیا۔ جسے دیکھ کر ان کی ساری تکلیفیں دور ہوگئیں اور وہ اپنے رب کے لطف و کرم کو دیکھ کر مسکرانے لگیں۔ قرآن عزیز اس مومنہ صادقہ کے ایمان اور دعا کا تذکرہ فرماتا ہے۔ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (سورۃ تحریم آیت نمبر ۱۱) ترجمہ : اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کیلئے فرعون کی بیوی کی مثال بیان فرمائی۔ جب اس نے کہا اے میرے رب! میرے لئے جنت میں اپنے پاس ایک گھر بنادے اور مجھے فرعون اور اس کے (کافرانہ) عمل سے بچالے اور مجھے اس ظالم قوم سے نجات عطا فرما۔

بے قرار دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اپنے نور نظر اور لخت جگر کی جدائی سے بے قرار و بے چین ہوگئیں۔ ان کا دل اپنے بچے کی یاد اور خیال کے سوا ہر چیز سے خالی ہوگیا اور ان کی قوت برداشت جواب دینے لگی۔ قریب تھا کہ ان کی بے قراری راز کو فاش کردے۔ اسی اضطراب و بے چینی کی حالت میں رب تعالیٰ نے ان پر اپنے فضل و کرم کی بارش کردی اور ان کے دل بے قرار پر اطمینان و سکون نازل کردیا۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ام موسیٰ کو شدید پریشانی اور گھبراہٹ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا کیا ہوا وعدہ بھی یاد نہ رہا۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ شیطان نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ سے کہا کہ قتل سے بچانے کیلئے تو نے اپنے بچے کو دریا کی موجوں کی نذر کیا لیکن تیرے فرزند کو تو فرعون نے ہی اٹھایا ہے وہ اسے کب زندہ چھوڑے گا؟ ام موسیٰ یہ بات سن کر گھبرا گئیں اور شدید بے چینی میں انہیں "وعدۂ الٰہی" یاد نہ رہا۔

قرآن مجید اُمِ موسیٰ کی بے قراری بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَا اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ O (سورۃ القصص آیت نمبر ۱۰) ترجمہ : اور موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہوگیا' قریب تھا کہ وہ اس راز کو ظاہر کردیتی اگر ہم اس کا دل مضبوط نہ کرتے۔ تا کہ یقین کرنے والوں میں سے رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دودھ حرام اِدھر اُمّ موسیٰ کا دل بیٹے کی جدائی میں اُڑا جا رہا تھا اُدھر فرعون کے شاہی محل میں اس بچہ کیلئے دودھ پلائی کا انتظام ہو رہا تھا۔ اللہ کریم نے ام موسیٰ سے کئے گئے وعدہ کی تکمیل کیلئے جناب موسیٰ پر دوسری عورتوں کا دودھ حرام کر دیا اور آپ کی طبیعت میں یہ بات پیدا کر دی کہ آپ کسی عورت کے پستان کو منہ ہی نہ لگاتے تھے۔ شاہی دایہ تھک کر بیٹھ گئیں مگر ہزار کوشش کے باوجود آپ نے کسی دایہ کا دودھ نہ پیا۔ پیتے کیسے؟ جبکہ رب نے تو ان کی ماں سے اسے واپس لوٹانے کا وعدہ کر رکھا تھا اور اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ (اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہی ہوتا ہے)۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم یہ سارا ماجرا دیکھ رہی تھیں۔ ادھر شاہی فرمان جاری ہوا کہ جلد ایسی عورت تلاش کی جائے جس کا دودھ پینے پر بچہ آمادہ ہو۔ اس موقع پر آپ کی بہن مریم نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو میں ایک ایسی عورت کا پتہ بتاؤں جو نہایت نیک اور اس خدمت کیلئے بہت موزوں ہے۔ بلکہ اگر حکم ہو تو میں خود اس کو ساتھ لے آؤں۔ فرعون کی بیوی نے دایہ کو لانے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ موسیٰ کی بہن خوشی خوشی گھر کو روانہ ہوئیں اور جلدی جلدی گھر پہنچ کر والدہ کو پوری داستان سنائی اور بتایا کہ ۔ "جب موسیٰ نے کسی دایہ کا دودھ نہ پیا تو میں نے بتایا کہ اسرائیلی قبیلہ میں ایک نہایت شریف اور نیک عورت ہے وہ اپنی اولاد کی طرح اس بچے کی پرورش کر سکتی ہے۔ فرعون کی بیوی نے یہ سن کر حکم دیا ہے کہ فوراً آپ کو لے آؤں۔ یہ ہم پر رب تعالیٰ کا بڑا فضل و احسان ہے۔ اب چل کر اپنے بچہ کو سینے سے لگاؤ' آنکھیں ٹھنڈی کرو اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔" قرآن مجید فرقان حمید اس حقیقت کی یوں نقاب کشائی فرماتا ہے۔

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ ○ فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (سورۃ القصص آیت نمبر ۱۲-۱۳)

ترجمہ : اور ہم نے اس پر اس سے پہلے تمام دودھ پلانے والیاں حرام کر دیں۔ تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موسیٰ کی بہن نے کہا۔ کیا میں تمہیں پتہ بتاؤں ایسے گھر والوں کا جو تمہاری خاطر اس کی پرورش کریں اور وہ اس بچہ کے خیر خواہ ہونگے۔ تو ہم نے اسے اس کی ماں کی طرف لوٹا دیا تا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غمزدہ نہ ہو اور یہ بھی جان لے کہ بلاشبہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔ قرآن عزیز کی سورت طٰہ میں بھی ان واقعات کو معجزانہ اختصار سے بڑے دلچسپ پیرائے میں بیان فرمایا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ○ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ○ أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ○ إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ۔

(سورۃ طٰہ آیت نمبر ۳۸-۴۰) ترجمہ : اور (اے موسیٰ) البتہ تحقیق ہم نے تم پر ایک بار پہلے بھی احسان فرمایا تھا۔ جب ہم نے تیری ماں کی طرف وحی کی جو وحی کئے جانے کے قابل تھی۔ کہ اس کو صندوق میں رکھو پھر اس صندوق کو دریا میں ڈال دو تو دریا اسے کنارے پر پھینک دے گا (اور) اسے وہ شخص پکڑے گا جو میرا اور اس (بچے) کا دشمن ہے اور اے (موسیٰ!) میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی اور تا کہ تمہاری پرورش میرے سامنے ہو۔ جب تمہاری بہن چلتی ہوئی آئی تو کہنے لگی کیا میں تمہیں ایسا شخص بتاؤں جو اس کی پرورش کر سکے۔ تو ہم ے تمہیں تمہاری ماں کی طرف لوٹا دیا تا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کرے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشہور زمانہ تفسیر میں فرمایا ہے کہ۔ "جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کسی دایہ کا دودھ نہ پیا تو زوجہ فرعون نے آپ کو لونڈیوں کے ساتھ باہر بھیجا کہ کسی دایہ کو تلاش کریں اور یہ بچہ جس کا دودھ پی لے اسے شاہی محل میں لے آئیں۔ لونڈیاں آپ کو لے کر باہر نکلیں تو آپ کی بہن نے آپ کو پہچان لیا مگر ان پر اصل حقیقت ظاہر نہ کی بلکہ ان سے پوچھا کہ تم اس قدر پریشان کیوں ہو؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے بتایا کہ ہم کسی ایسی دایہ کی تلاش میں ہیں جس کا دودھ یہ بچہ پی لے۔ آپ کی ہمشیرہ نے فرمایا اگر مناسب سمجھو تو ایک دائی کا پتہ دوں؟ ممکن ہے یہ بچہ اس کا دودھ پی لے' وہ اس کی پرورش کرے اور اس کی خیر خواہی کرے۔ انہوں نے کہا ہمارے ساتھ چل اور ہمیں اس کا گھر دکھادے۔ آپ کی بہن انہیں لے کر اپنے گھر آئیں۔ اپنی والدہ کی طرف اشاہ کر کے کہا "انہیں دیجئے" جب ام موسیٰ نے بچے کو سینے سے لگایا تو وہ فوراً دودھ پینے لگا۔ جلدی سے یہ خبر آسیہ کو پہنچائی گئی تو وہ ازحد مسرور ہوئیں۔ انہیں اپنے محل میں بلوایا اور انعام واکرام سے نوازا۔ چند دن معاملہ اسی طرح چلتا رہا۔ آخر ایک دن آسیہ نے ام موسیٰ سے عرض کی (اسے علم نہ تھا کہ فی الواقع یہی اس بچہ کی ماں ہے) میری خواہش ہے کہ تم شاہی محل میں ہی آجاؤ' یہیں رہائش اختیار کرلو اور اس بچے کو دودھ پلاتی رہو۔ آپ نے فرمایا میں گھریلو عورت ہوں میرے اور بھی بچے ہیں اس لئے میں محل میں مستقل نہیں ٹھہر سکتی لہٰذا میں اس بچے کو اپنے گھر دودھ پلادیا کروں گی پھر آپ کے ہاں بھیج دیا کروں گی۔ بالا آخر یہی طے پایا اور اس پر فرعون کی بیوی رضامند ہوگئیں۔ اب ام موسیٰ کا خوف' امن سے' فقیری' امیری سے' بھوک' آسودگی سے اور ذلت' عزت سے بدل گئی۔ آپ شاہی محل میں انعام واکرام پاتیں اور پیارے بچے کو اپنی گود میں پالتی تھیں۔ ایک ہی دن کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کی مصیبت' راحت میں تبدیل فرمادی۔ اس موقع پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "جو شخص اپنا کام کاج کرے اور اس میں اللہ کا خوف اور میری سُنت کا لحاظ کرے اس کی مثال ام موسیٰ جیسی ہے کہ اپنے ہی بچے کو دودھ پلائے اور اجرت بھی حاصل کرے۔" (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۸۲ جلد ۳)

موسیٰ کی جوانی حضرت موسیٰ علیہ السلام شاہی محلات اور ناز و نعم میں پل کر دور شباب میں داخل ہوئے۔ آپ قوی الجثہ اور بہادر جوان تھے۔ چہرے سے رعب ٹپکتا اور گفتگو سے ایک خاص وقار اور عظمت ظاہر ہوتی تھی۔ آپ کو یہ بھی بخوبی معلوم ہوگیا تھا کہ وہ اسرائیلی ہیں اور مصری خاندان سے ان کا کوئی رشتہ قرابت نہیں ہے۔ آپ نے یہ بھی دیکھا کہ بنی اسرائیل پر سخت مظالم ہو رہے ہیں اور وہ مصر میں انتہائی ذلت اور غلامی کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ کو اپنے آباء و اجداد کے منصب نبوت پر بھی آگاہی ہو چکی تھی۔ اسرائیلیوں پر مصریوں کا ظلم و ستم آپ کیلئے ناقابل برداشت تھا۔ جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو جسمانی قوت کے ساتھ زیور علم و حکمت سے بھی نواز دیا تھا اور سن رشد کو پہنچتے ہی ان کی قوت فیصلہ اور دقت نظر عروج تک پہنچ گئی تھی اور ان کو جسمانی و روحانی کمال حاصل ہو گیا تھا۔ قرآن عزیز نے آپ کی جوانی اور حکمت و علم کی یوں صراحت فرمائی ہے۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ.

(سورۃ القصص آیت نمبر ۱۴)

ترجمہ: اور جب موسیٰ اپنی جوانی کو پہنچے اور ان کی نشو و نما مکمل ہو گئی تو ہم نے انہیں حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نیکو کاروں کو اسی طرح بدلہ عطا فرماتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ فرعون خود الوہیت کا دعویدار بنا بیٹھا ہے اور لوگوں سے اپنی پرستش کرواتا ہے تو آپ کا موحد ذہن اس صریح شرک کو گوارا نہ کر سکا اور آپ نے فرعون کو اس ناشائستہ حرکت پر ٹوکا اور بار بار اسے غلط نظریات ترک کرنے کی تلقین کی۔ یہاں تک کہ نوبت تلخ کلامی تک جا پہنچی اور شاہی محلات میں پرورش پانے والا یہ شہزادہ مجرم اور باغی سمجھا جانے لگا۔ چنانچہ آپ فرعون کے شر اور گرفت سے محفوظ رہنے کیلئے روپوش ہو گئے اور اگر کسی ضروری کام سے شہر آنا ہوتا تو ایسے وقت میں آتے کہ کسی کو خبر نہ ہو۔

قبطی کا قتل ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام رات کو جب لوگ سو رہے تھے شہر کے حالات کا جائزہ لینے کیلئے خاموشی سے شہر میں داخل ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ ایک قبطی ایک اسرائیلی کو لکڑیوں کا بھاری گٹھا نہ اٹھانے کی پاداش میں زدو کوب کر رہا ہے اور وہ آپس میں دست و گریباں ہیں۔ اسرائیلی نے موسیٰ کو دیکھ کر مدد کیلئے پکارا۔ آپ آگے بڑھے تاکہ قبطی کو دست درازی سے روکیں۔ جب اس نے بات نہ مانی تو آپ نے اسے طمانچہ رسید کر دیا۔ مصری اس ضرب کو برداشت نہ کر سکا اور موسیٰ کا مکا اس کیلئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جان لیوا ثابت ہوا جس سے وہ اسی وقت مر گیا۔ حضرت موسیٰ کا ارادہ قطعاً اس کو قتل کرنے کا نہ تھا۔ اچانک جب یہ حادثہ رونما ہوا تو آپ نے روحانی اذیت' سخت شرمندگی اور ندامت محسوس کی اور دل میں کہا "یہ تو کار شیطان ہے" وہی انسان کو غلط راستے پر لگاتا ہے۔ فوراً رب تعالیٰ سے بخشش طلب کی اور رحمت ایزدی نے آپ کی اس اتفاقی لغزش کو معاف کر دیا۔ قرآن کریم میں قبطی کے قتل کا واقعہ بایں الفاظ نقل کیا گیا ہے۔

وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ○ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ قَالَ رَبِّ بِمَا اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ (سورۃ القصص آیت نمبر ۱۵ تا ۱۷)

ترجمہ : وہ (موسیٰ) شہر میں اس وقت داخل ہوئے جب اس کے باشندے بے خبر سو رہے تھے۔ تو آپ نے وہاں دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے پایا۔ ایک موسیٰ کی جماعت سے تھا اور دوسرا ان کے دشمنوں سے۔ پس جو آپ کی جماعت سے تھا اس نے آپ کو اس کے مقابلہ میں جو آپ کے دشمنوں سے تھا' مدد کیلئے پکارا۔ تو موسیٰ نے اسے مکا مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ آپ نے فرمایا یہ کام تو شیطان کی انگیخت سے ہوا ہے۔ بلاشبہ وہ بہکا دینے والا' کھلا دشمن ہے۔ آپ نے عرض کی' اے میرے پروردگار! میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا پس مجھے بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ عرض کی میرے رب! تو نے مجھ پر جو انعام فرمایا (کہ مجھے بخش دیا) تو آئندہ میں مجرموں کی مدد نہ کروں گا۔

شہر میں یہ خبر پھیل گئی کہ حاکم قوم کا ایک فرد رات کو قتل ہو گیا مگر قاتل کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔ آخر مصریوں نے فرعون سے التجا کی کہ یہ کام کسی اسرائیلی کا ہی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا آپ ہماری داد رسی کریں۔ فرعون نے کہا کہ اس طرح ساری اسرائیلی قوم سے تو بدلہ نہیں لیا جا سکتا آپ قاتل تلاش کریں میں اسے عبرت ناک سزا دوں گا اور کیفر کردار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

تک پہنچاؤں گا۔

رازفاش ہوگیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ یہ خبر پھیل کر کوئی فتنہ کھڑا نہ کردے اور راز افشاء نہ ہوجائے اس لئے ساری رات بڑی بے چینی سے گزاری۔ صبح حالات کا اندازہ کرنے کیلئے آپ شہر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہی اسرائیلی ایک قبطی سے جھگڑا کررہا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر رات کی طرح اب بھی اس نے آپ کو دادرسی کیلئے پکارا یہ واقعہ دیکھ کر آپ نے دوہری ناگواری محسوس کی۔ ایک طرف قبطی کا ظلم اور دوسری جانب اسرائیلی کا شوروغوغا اور گزشتہ واقعہ کی یاد دہانی۔ آپ سمجھ گئے کہ یہ شخص جھگڑالو ہے اور ہر روز کسی نہ کسی سے الجھ رہا ہوتا ہے۔ اسی جھنجلاہٹ میں ایک طرف آپ نے مصری کو باز رکھنے کیلئے ہاتھ بڑھایا اور ساتھ ہی اسرائیلی کو بھی ڈانٹتے ہوئے فرمایا اِنَّکَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ (بلاشبہ تو بھی کھلا ہوا گمراہ ہے) یعنی خوامخواہ جھگڑا مول لیتا ہے۔ اسرائیلی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہاتھ بڑھاتے دیکھا تو سمجھا کہ شاید مجھے مارنے کیلئے آرہے ہیں اس لئے شرارت آمیز انداز میں کہنے لگا۔ "جس طرح تو نے کل ایک شخص کو قتل کردیا تھا کیا مجھے بھی قتل کردینا چاہتا ہے اور ملک میں بڑا جابر بننے کا ارادہ رکھتا ہے۔" مصری نے جب اسرائیلی کی زبان سے یہ کاروائی سنی تو فوراً قبطیوں کو جاکر ساری داستان سنائی۔ انہوں نے فرعون کو اطلاع دی کہ قبطی شخص کا قاتل "موسیٰ" ہے۔ فرعون نے فوراً امراء سلطنت کا اجلاس منعقد کیا اور متفقہ فیصلہ کے بعد جلادوں کو حکم دیا کہ جیسے بھی ممکن ہو موسیٰ کو گرفتار کرکے پیش کیا جائے تاکہ اسے قبطی کے بدلے میں "قتل کردیا جائے۔" قرآن مجید نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے شہر میں داخل ہونے کا تذکرہ یوں فرمایا ہے۔

فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَةِ خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِی اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ یَسْتَصْرِخُهٗ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓی اِنَّکَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ ○ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالَ یٰمُوْسٰٓی اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ کَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ اِنْ تُرِیْدُ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ جَبَّارًا فِی الْاَرْضِ وَمَا تُرِیْدُ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِیْنَ ○ (سورۃ القصص آیت نمبر ۱۸-۱۹)

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ : پھر آپ نے شہر میں ڈرتے ہوئے' انتظار میں صبح کی تو اچانک وہی شخص جس نے کل ان سے مدد طلب کی تھی پھر ان کو پکار رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا بے شک تو صریح گمراہ ہے۔ پھر جب آپ نے ارادہ کیا کہ جھپٹ پڑیں اس شخص پر جو ان دونوں کا دشمن تھا۔ وہ (اسرائیلی) کہنے لگا' اے موسیٰ! کیا تو مجھے بھی قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے جس طرح تو نے کل ایک شخص کو قتل کیا تھا۔ تو ملک میں بڑا جابر بننے کا ارادہ رکھتا ہے اور تو اصلاح کرنے والوں میں سے نہیں ہونا چاہتا۔

موسیٰ کو اطلاع اُمراء سلطنت کی جس مجلس میں حضرت موسیٰ کو گرفتار کر کے قتل کرنے کا فیصلہ ہوا تھا۔ اس میں فرعون کے خاندان کا ایک مرد صالح اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مونس و ہمدرد شخص بھی تھا جو اسرائیلی مذہب کو حق سمجھتا تھا۔ وہ وہاں سے اٹھ کر تیز دوڑتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو صورت حال کی نزاکت اور بنو فرعونیوں کے فیصلے سے آگاہ کیا اور مشورہ دیا کہ اس وقت مصلحت کا تقاضا ہے کہ آپ بعجلت یہاں سے نکل جائیں اور ایسی جگہ پر چلے جائیں جو فرعونیوں کی دسترس سے باہر ہو ورنہ آپ کی جان شدید خطرے میں ہے اور میں آپ کا بدخواہ نہیں بلکہ خیر خواہ اور ہمدرد ہوں۔ قرآن مجید حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس مخلص شخص کی آمد کا نقشہ یوں کھینچتا ہے۔ وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى قَالَ يٰمُوْسٰى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ○

(سورۃ القصص آیت نمبر ۲۰)

ترجمہ : اور ایک آدمی شہر کے آخری کنارے سے دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے کہا' اے موسیٰ! سردار لوگ تیرے بارے میں سازش کر رہے ہیں کہ تجھے قتل کر دیں۔ پس تم یہاں سے نکل جاؤ۔ بلاشبہ میں آپ کا خیر خواہ ہوں۔

موسیٰ علیہ السلام کی ہجرت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس ناصح کا مشورہ قبول فرمایا اور بغیر کسی انتظام کے فی الفور وہاں سے روانہ ہو گئے مگر راستہ نامعلوم اور منزل کا کوئی تعین نہیں' نیز دل میں ہر وقت کھٹکا کہ پیچھے سے آ کر کوئی پکڑ نہ لے۔ اس پریشانی کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حالت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر رب تعالیٰ کے دروازے پر دستک دی اور عرض کی۔اے میرے پروردگار! مجھے سیدھے راستے پر چلا اور ظالم قوم سے مجھے نجات عطا فرما۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی عاجزانہ استدعا کو شرف قبولیت بخشا اور آپ کو مدین کی راہ پر ڈال دیا۔جو فرعون کی مملکت سے باہر تھا۔

قرآن حکیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سفر ہجرت کا تذکرہ فرماتا ہے۔

فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (سورۃ القصص آیت نمبر۲۱)

ترجمہ : پس آپ گرفتاری کے خوف سے وہاں سے نکلے۔عرض کی اے میرے رب! مجھے ظلم کرنے والوں سے نجات عطا فرما۔

چاہ مدین پر حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ فرعون کے خوف اور گرفتاری کے ڈر سے بھاگے تھے اس لئے ان کے ہمراہ نہ تو کوئی رفیق اور راہنما تھا اور نہ زاد راہ' اور تیز روی کے باعث آپ پاؤں سے ننگے تھے۔اس تمام سفر میں موسیٰ علیہ السلام کی خوراک درختوں کے پتوں کے علاوہ اور کچھ نہ تھی اور برہنہ پا ہونے کی وجہ سے سفر کی طوالت نے پاؤں کے تلووں کی کھال تک اڑا دی تھی۔مدین کی آبادی مصر سے آٹھ منزل پر واقع تھی۔(قصص القرآن صفحہ ۳۸۰ جلد۱) قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي أَنْ يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ (سورۃ القصص آیت نمبر۲۲) ترجمہ : اور جب آپ مدین کی طرف روانہ ہوئے تو کہنے لگے۔امید ہے کہ میرا رب سیدھے راستے کی طرف میری راہنمائی فرمائے گا۔

آٹھ' دس دن کے پیدل سفر کے بعد آپ تھکے ماندے بھوکے پیاسے' مدین کے کنویں پر پہنچے تو دیکھا کہ وہاں چرواہے اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور دو حسین و جمیل لڑکیاں ذرا فاصلے پر اپنے ریوڑ کو روکے ایک طرف کھڑی ہیں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے کہ یہاں بھی ظالمانہ نظام رائج ہے۔معلوم ہوتا ہے کہ لڑکیاں کمزور اور ضعیف گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں اور اس انتظار میں ہیں کہ طاقت ور اور سرکش جب اپنے جانوروں کو پانی پلا چکیں تو بچا کھچا پانی ان کے جانوروں کا حصہ بنے۔حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موسیٰ علیہ السلام اس ظلم و ستم کو کیسے برداشت کر سکتے تھے۔ آگے بڑھے اور ان لڑکیوں سے نظریں جھکا کر سوال کیا "تم کیوں کھڑی ہو؟" انہوں نے جواب دیا۔ ہم بھی اپنے ریوڑ کو پانی پلانے کیلئے لائی ہیں لیکن ہمارے لئے اس بھیڑ میں گھس کر پانی پلانا ممکن نہیں۔ لہٰذا جب یہ تمام لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا کر چلے جائیں گے تب بچا ہوا پانی ہم اپنے جانوروں کو پلا کر لوٹ جائیں گی۔ یہی ہمارا روزانہ کا معمول ہے اور جانوروں کو پانی پلانے کیلئے ہمارے آنے کی وجہ یہ ہے کہ "ہمارا کوئی بھائی نہیں" اور "ہمارا باپ انتہائی بوڑھا اور ضعیف ہے" اس لئے مجبوراً ہمیں گھر سے نکلنا پڑتا ہے۔ بقول شاعر۔

باپ اساڈا بڈھڑا ہویا' ویر نہ ساڈا کوئی
تاں اسیں گھر تھیں باہر آئیاں' ایہہ مجبوری ہوئی

قرآن حکیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چاہ مدین پر پہنچنے اور لڑکیوں سے سوال و جواب کے بارے میں فرماتا ہے۔

وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُونَ وَوَجَدَ مِن دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّىٰ يُصْدِرَ الرِّعَاءُ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ

(سورۃ القصص آیت نمبر ۲۳) ترجمہ : اور جب آپ مدین کے پانی (کنویں) پر پہنچے تو وہاں پر ان لوگوں کی بڑی جماعت کو دیکھا کہ وہ (اپنے جانوروں کو) پانی پلا رہے ہیں اور ان سے الگ تھلگ دو عورتیں دیکھیں جو اپنے ریوڑ کو روکے ہوئے ہیں۔ آپ نے پوچھا تمہارا کیا کام ہے؟ ان دونوں نے کہا کہ جب تک چرواہے اپنے جانوروں کو لے کر واپس نہ چلے جائیں ہم اپنے جانوروں کو پانی نہیں پلا سکتیں اور ہمارے والد عمر رسیدہ بوڑھے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جوش آیا آپ اٹھے اور مجمع کو ہٹا کر تنہا ڈول اٹھایا اور پانی کھینچ کر ان لڑکیوں کے ریوڑ کو سیراب کر دیا۔ وہ لڑکیاں اپنے جانور لے کر گھر روانہ ہو گئیں۔ ادھر موسیٰ پر کیا گزری؟۔ اس کا ذکر آئندہ خطبہ جمعہ میں ہو گا۔ (انشاء اللہ) اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن فہمی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر ۱۱

ذکرِ موسیٰ علیہ السلام 2

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
وَاذْکُرْ فِی الْکِتَابِ مُوْسٰی اِنَّہٗ کَانَ مُخْلَصًا وَّ کَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا ○ وَنَادَیْنٰہُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَیْمَنِ وَ قَرَّبْنٰہُ نَجِیًّا ○ وَ وَھَبْنَا لَہٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاہُ ھٰرُوْنَ نَبِیًّا ○

(سورۃ مریم آیت نمبر۵۱ تا ۵۳)

ترجمہ : اور کتاب (قرآن حکیم) میں موسیٰ (علیہ السلام) کا ذکر کرو۔ بے شک وہ ہمارے برگزیدہ رسول' نبی تھے اور ہم نے انہیں طور کی دائیں جانب سے پکارا اور باتیں کرنے کیلئے قریب بلایا اور اپنی رحمت سے انہیں ان کا بھائی ھارون پیغمبر (بنا کر) عطا کیا۔

رب السماوات والارض کی بے پناہ حمد و ثنا اور نبی کریم' رؤف و رحیم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات پہ لاتعداد' درود و سلام کے بعد!

سورہ مریم کی مذکورۃ الصدر آیات مقدسات کی تشریح و توضیح کے ضمن میں آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت' ام موسیٰ کا غم و حزن' موسیٰ کے صندوق کا محلات فرعون میں پہنچنا' آل فرعون کا اس صندوق کو نکالنا۔ حضرت موسیٰ کی رضاعت کا بندوبست ہونا' ان کا اپنی والدہ کی گود میں واپس آنا' حضرت موسیٰ کی جوانی' ان کے ہاتھوں ایک قبطی کا قتل ہونا' قتل کا راز افشاء ہو جانا' آپ کا مصر سے ہجرت فرما جانا اور مدین کے کنویں پر دو لڑکیوں کے جانوروں کو پانی پلانے کی تفصیلات سے آپ بخوبی آگاہ ہو چکے ہیں۔

موسیٰ کی دعا حضرت موسیٰ علیہ السلام آٹھ' دس دن کے تھکا دینے والے اور اعصاب شکن پیدل سفر کے بعد بھوکے پیاسے مدین کے کنویں پر پہنچے تھے۔ لڑکیوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانوروں کو پانی پلانے کے بعد کنویں کے قریب ہی آپ ایک سایہ دار درخت کے نیچے ستانے کیلئے بیٹھ گئے۔ آپ کی یہاں کوئی جان پہچان نہ تھی اور مسلسل سفر کی تھکاوٹ سے چور اور بھوک سے مجبور تھے۔ اس کسمپرسی اور بے بسی کے عالم میں اللہ احکم الحاکمین کے حضور اپنی غریب الوطنی کا اظہار کرتے ہوئے رحم و کرم کی التجا اور اپنے فقر و مسکنت کو بایں الفاظ بیان فرمایا۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ (سورۃ القصص آیت نمبر ۲۴)

ترجمہ: عرض کی "اے میرے پروردگار! میں اس کا محتاج ہوں کہ تو مجھ پر نعمت نازل فرمائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس عاجزانہ دعا سے واضح ہوگیا کہ کائنات کا ہر چھوٹا بڑا "رب تعالیٰ" کا محتاج اور اسی کے در کا سوالی ہے۔ جلیل القدر انبیاء اُولُوالعزم رسل' صاحب عزیمت اولیاء' صُلحاء و اَتقیاء اور عُلماء و اَصفیاء اس ذاتِ اقدس کے دربار میں عاجز و بے بس ہیں۔ فرمان الٰہی ہے۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ۝ (سورۃ فاطر آیت نمبر ۱۵)

ترجمہ: اے لوگو! تم سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو اور اللہ تعالیٰ بے پرواہ لائق حمد و ثناء ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنے در کا سوالی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

شیخ کبیر کا تعجب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چاہ مدین پر جن لڑکیوں کے جانوروں کو پانی پلایا تھا وہ خلاف معمول آج جلدی ریوڑ لے کر گھر واپس آگئیں تو ان کے والد کو سخت تعجب ہوا اور بیٹیوں سے جلد واپسی کی وجہ دریافت کی۔ لڑکیوں نے مدین کے کنویں والی پوری داستان کہہ سنائی اور "ایک مسافر" کی ہمدردی' خلوص' خدمت امانت اور طاقت و قوت کا ماجرا کہہ سنایا۔ باپ نے اس مددگار مسافر کے بارے میں بچیوں کے خیالات سننے کے بعد انہیں حکم دیا کہ فوراً جاؤ اور اس مسافر کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔ ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک سایہ دار درخت کے نیچے استراحت فرما تھے کہ آپ نے دیکھا کہ ان دو لڑکیوں میں سے ایک لڑکی نظریں جھکائے انتہائی شرم و حیا کی چال سے ان کی طرف آرہی ہے۔ اس لڑکی نے حضرت موسیٰ کے پاس آکر جھجکتے ہوئے عرض کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"ہمارے گھر تشریف لے چلیے ۔ آپ کو ہمارے والد بلا رہے ہیں وہ آپ کی نیکی اور احسان کا بدلہ دینا چاہتے ہیں۔" قرآن حکیم نے اس خاتون کی چال کو خصوصی طور پر بیان فرمایا ہے تا کہ امت مسلمہ کی بچیاں اس سے سبق حاصل کریں۔

قرآن عزیز اس لڑکی کی چال اور گفتگو کا تذکرہ فرماتا ہے۔

فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ قَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا (سورۃ القصص آیت نمبر ۲۵)

ترجمہ : تو (کچھ دیر بعد) ان میں سے ایک خاتون شرم و حیا سے چلتی ہوئی آئی (اور آکر) کہا، میرے والد تمہیں بلاتے ہیں تا کہ بدلہ دیں اس کا جو تو نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا۔

آپ غور فرمائیں تو اندازہ ہو گا کہ جو عورتیں شرم و حیا کی چال چلتی ہیں اللہ کریم ان کی چال کے تذکرے قرآن مجید میں فرماتا ہے اور جو مرد آرام و سکون اور آہستگی سے زمین پر چلتے ہیں ان کے اوصاف بھی رب تعالیٰ قرآن میں ذکر فرماتا ہے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا (سورۃ الفرقان آیت نمبر ۶۳)

ترجمہ : اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ آہستہ چلتے ہیں۔

یعنی اللہ والوں کی چال ہی نرالی ہوتی ہے۔ ان کی رفتار دیکھ کر ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ شریف النفس اور باوقار شخصیت آ رہی ہے ان کی چال ڈھال میں تکبر، فخر، غرور اور رعونت کا نام و نشان تک نہیں ہوتا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام شیخ کی خدمت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پیغام کو امداد خداوندی گردانا فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور لڑکی کو ہدایت کی کہ آگے چلنے کی بجائے پیچھے چلے اور اشارے سے یا کنکر پھینک کر راستہ کی راہنمائی کرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چلتے چلتے منزل مقصود پر پہنچے اور ایک بزرگ صورت اور نیک سیرت شخصیت سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ بزرگ نے اطمینان کے ساتھ بٹھا کر پہلے کھانا کھلایا اور پھر ان سے حالات دریافت فرمائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی ہمدردی، خیر خواہی اور دلجوئی سے متاثر ہو کر اپنی ولادت سے فرعونیوں کے بنی اسرائیل پر ظلم و ستم تک اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبطی کے قتل سے مدین کے کنویں تک سارا ماجرا کہہ دیا اور اپنی تفصیلی داستان سنائی۔ اس شیخ کبیر نے موسیٰ علیہ السلام کے حالات سے مطلع ہو کر آپ کو تسلی اور اطمینان دلاتے ہوئے کہا کہ تم ظالموں کی گرفت سے نکل آئے ہو۔ اب تمہیں یہاں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں۔ تم خدا کا شکر کرو کہ اس نے تمہیں ظالموں کے پنجے سے نجات عطا فرمائی۔ قرآن مجید اس بزرگ شخصیت کے تسلی آمیز الفاظ نقل فرماتا ہے۔

فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔

(سورۃ القصص آیت نمبر ۲۵)

ترجمہ: پس جب حضرت موسیٰ ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے سامنے اپنا قصہ بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ ڈرو نہیں، تم ظالم قوم سے نجات پا چکے ہو۔

شیخ مدین کون تھے؟ قرآن حکیم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور مدین کے شیخ کے متعلق جو واقعات بیان کئے ہیں ان میں کسی جگہ اس بزرگ کا نام ذکر نہیں کیا۔ اسی لئے شیخ مدین کے نام کے بارے میں مفسرین اور مؤرخین کے اقوال مختلف ہیں۔

1 مفسرین، اصحاب سیر اور اُدباءِ عرب کی ایک بڑی جماعت کا خیال ہے کہ شیخ مدین، اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت شعیب علیہ السلام ہیں۔ (قصص القرآن صفحہ ۳۸۷ جلد ۱) حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے کہ یہ حضرت شعیب علیہ السلام ہیں اور امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس بزرگ کو اپنا قصہ سنایا وہ حضرت شعیب علیہ السلام ہی تھے۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۸۴ جلد ۱)

طبرانی نے روایت کیا ہے کہ جب سلمہ بن سعد العنزی رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے قاصد کی حیثیت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "شعیب کی قوم اور موسیٰ کے سسرال کے آدمی کو مرحبا ہو کہ تمہیں ہدایت کی گئی ہے" (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۸۴ جلد ۳)

2 بعض کہتے ہیں کہ "شیخ مدین" حضرت شعیب علیہ السلام کے بھتیجے تھے اور ان کا نام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"شیرون" تھا۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ ابو عبیدہ بن عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اجیر بنایا وہ شعیب علیہ السلام کے بھائی کا بیٹا شیرون تھا۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۸۵ جلد ۳)

3 حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اجیر رکھنے والے مدین کے شیخ کا نام "یثربی" تھا۔ (رواہ ابن جریر۔ تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۵۸ جلد ۳)

4 بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ شیخ' حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا ایک "مرد مومن" تھا۔ (قصص القرآن صفحہ ۳۸۷ جلد ۱)

5 ایک جماعت کا گمان ہے کہ شیخ مدین نہ حضرت شعیب علیہ السلام ہیں اور نہ ان کے بھتیجے۔ اس لئے کہ قرآن عزیز سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بہت پہلے کا زمانہ ہے جس کے درمیان تقریباً چار سو سال کی طویل مدت ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِّنكُم بِبَعِيدٍ (سورہ ہود آیت نمبر ۸۹) اور لوط کی قوم تم سے کچھ دور نہیں اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں ہوئی تھی اور حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی درمیانی مدت چار سو سال سے بھی زیادہ ہے۔ بعض مؤرخین نے اس اشکال کا یہ جواب دیا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی عمر غیر معمولی طور پر بہت طویل ہوئی۔ مگر یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۸۴ جلد ۳)

فنِ تفسیر کے امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ اور ابن جریر رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے جلیل القدر محدثین و مفسرین نے اس بارے میں یہ موقف اختیار کیا ہے کہ شیخ مدین کے نام کے متعلق کوئی روایت صحت کو نہیں پہنچتی اور جو روایات بیان کی گئی ہیں وہ قابل حجت نہیں ہیں اس لئے جس طرح قرآن مجید نے ان کا نام لئے بغیر ذکر کیا ہے ہم بھی ان کے نام کی تصریح کو اللہ تعالیٰ کے علم کے حوالے کر دیں۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۸۵ جلد ۳) تاہم مشہور یہی ہے کہ مدین کے بزرگ حضرت شعیب علیہ السلام ہی تھے۔

بیٹی کا مشورہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور مدین کے بزرگ میزبان کے درمیان یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اس لڑکی نے جو حضرت موسیٰ کو بلانے گئی تھی۔ اپنے والد سے عرض کی کہ "آپ اس مہمان کو مویشی چرانے اور پانی لانے پر ملازم رکھ لیں کیونکہ اچھا ملازم وہی ہوتا ہے جو صاحب قوت اور ایماندار ہو۔"

علماء تفسیر نے ذکر فرمایا ہے کہ باپ' بیٹی کی یہ بات سن کر متعجب اور مسرور ہوئے اور اس سے دریافت فرمایا کہ تجھے اس بات کا علم کیسے ہوا کہ یہ مہمان طاقت ور اور امانتدار ہے؟ بیٹی نے جواب دیا کہ کنویں کا بڑا ڈول جسے دس آدمی مل کر کھینچتے تھے' اس اکیلے مسافر نے اسے پانی سے بھر کر باہر نکال لیا۔ مجھے اس وقت اس کی طاقت و قوت کا اندازہ ہو گیا اور جب میں اسے بلانے گئی تو اس نے مجھے دیکھ کر نظریں جھکا لیں اور دوران گفتگو ایک مرتبہ بھی میری طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھا اور جب کنویں سے گھر کی طرف روانہ ہوئے اس نے مجھے پیچھے چلنے کا حکم دیا اور کنکر پھینک کر راستہ بتلانے کی تلقین کی۔ اس کے اس عمل سے مجھے ان کی دیانت و امانت کا حال معلوم ہوا۔ والد' بیٹی کی ان باتوں سے از حد مسرور ہوئے اور اس کی سمجھداری کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔

اسی لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔

اَفْرَسُ النَّاسِ ثَلَاثَةٌ اَبُوْبَكْرٍ (رضی اللہ عنہ) حِيْنَ تَفَرَّسَ فِيْ عُمَرَ (رضی اللہ عنہ) صَاحِبُ يُوْسُفَ حِيْنَ قَالَ اَكْرِمِيْ مَثْوَاهُ وَ صَاحِبَةُ مُوْسٰى حِيْنَ قَالَتْ يٰاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۸۵ جلد ۳)

ترجمہ: لوگوں میں سب سے زیادہ دوربین و معاملہ فہم تین شخص تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۔ جنہوں نے اپنے بعد خلافت کیلئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نامزد کیا' (دوسرا) حضرت یوسف کا خریدار عزیز مصر جس نے بیک نظر حضرت یوسف کی عظمت کو پہچان لیا اور بیوی سے کہا اسے عزت سے رکھو۔ (تیسری) شیخ مدین کی بیٹی جس نے حضرت موسیٰ کی نسبت فرمایا' اسے ملازم رکھ لیں بلاشبہ بہتر ملازم وہ ہوتا ہے جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طاقت ور۔امانت دار ہو۔

قرآن پاک نے شیخ مدین کی بیٹی کے اس مشورہ کو بایں الفاظ ذکر فرمایا ہے۔

قَالَتۡ اِحۡدٰىهُمَا یٰۤاَبَتِ اسۡتَاۡجِرۡهُ ۫ اِنَّ خَیۡرَ مَنِ اسۡتَاۡجَرۡتَ الۡقَوِیُّ الۡاَمِیۡنُ ۔

(سورۃ القصص آیت نمبر۲۶)

ترجمہ : ان دو لڑکیوں میں سے ایک نے کہا۔اے اباجان! اس (مسافر) کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ بہتر نوکر جو آپ رکھیں وہ ہے جو طاقت ور 'امانتدار ہو۔

چونکہ ان بچیوں کو ریوڑ چرانے 'اس کی حفاظت کرنے اور پانی پلانے میں سخت دشواری کا سامنا کرنا پڑتا تھا اس لئے اس نے یہ مشورہ دیا۔

صفورا سے نکاح مدین کے بزرگ جو مشہور قول کے مطابق حضرت شعیب علیہ السلام تھے 'کو بھی ان دشواریوں کا بخوبی احساس تھا کہ اولاد نرینہ نہ ہونے کے باعث جوان بچیوں کو مویشی چرانا'ان کی حفاظت کرنا'گھر کا انتظام اور دیگر گھریلو ذمہ داریاں انجام دینا پڑتی تھیں' جس سے آپ کو یقیناً کوفت ہوتی ۔ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی "داستان غم" سن کر متاثر ہو گئے تھے اور ان کے حسب 'نسب اور خاندانی شرافت سے آگاہی بھی حاصل کر چکے تھے۔ آپ نے معزز مسافر کو غیبی لطف و کرم گردانتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔

"اگر تم آٹھ سال تک میرے پاس رہو' میرا دست و بازو بنو اور میری بکریاں چراؤ تو میں اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کے ساتھ آپ کا نکاح کرنے کو تیار ہوں اور اگر تم اس مدت قیام کو دو سال بڑھا کر دس سال کر لو تو زیادہ بہتر ہے اور یہی اس لڑکی کا مہر ہو گا۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی یہ شرط منظور کر لی البتہ یہ فرمایا کہ یہ میری مرضی پر منحصر ہو گا کہ دونوں مدتوں میں سے جو مدت میں چاہوں پوری کروں۔ آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو گا اور اس بارے میں مجھ پر کوئی جبر نہ ہو گا۔ طرفین کی اس باہمی رضامندی کے بعد بزرگ میزبان نے اس بیان کردہ معیاد کو مہر قرار دے کر اپنی بیٹی صفورا کا نکاح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کر دیا۔ بعض علماء تفسیر کا خیال ہے مدت ختم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونے کے بعد نکاح عمل میں آیا۔

قرآن عزیز حضرت موسیٰ علیہ السلام اور صاحب مدین بزرگ کے درمیان نکاح کی شرائط اور انعقاد نکاح کا تذکرہ بایں الفاظ بیان فرماتا ہے۔

قَالَ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَۚ وَ مَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَؕ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ قَالَ ذٰلِكَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكَؕ اَیَّمَا الْاَجَلَیْنِ قَضَیْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَیَّؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِیْلٌ ۝ (سورۃ القصص آیت نمبر ۲۷ تا ۲۸)

ترجمہ : آپ نے فرمایا' میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح آپ سے کردوں بشرطیکہ آپ آٹھ سال تک میری ملازمت کریں اور اگر آپ دس سال پورے کریں تو یہ آپ کی طرف سے احسان ہوگا۔ میں تم پر کوئی سختی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے نیک لوگوں سے پائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے پاگئی۔ میں ان دو مدتوں میں سے جو مدت بھی پوری کروں۔ مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہوگی اور ہمارے قول و قرار پر اللہ تعالیٰ نگہبان ہے۔

آپ غور فرمائیں کہ بچپن سے جوانی تک شاہی محلات میں پروان چڑھنے والا شہزادہ "موسیٰ" مدین کے جنگلوں میں جانور چرانے کیلئے نوکر اور ملازم رکھ لیا گیا ہے۔

ایفاء مدت قرآن مجید نے یہ ذکر نہیں فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدت ملازمت آٹھ سال پوری کی یا دس سال وہ حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت بجا لاتے رہے مگر اکثر مفسرین مستند روایات کے پیش نظر فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کامل مدت یعنی دس سال پورے کیے۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ۔

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدت ملازمت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے زیادہ مدت یعنی دس سال پورے کیے۔ کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی یہی شان ہے کہ وہ جو کہتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں اسے پورا کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ حق دار کو اس کے حق سے زائد ادا فرماتے اور امت کو بھی یہی ہدایت فرمائی کہ ملازمت' اجرت اور خرید و فروخت میں مساہلت اور ایثار سے کام لیں۔" (معارف القرآن صفحہ ۶۲۲ جلد ۶)

امام مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس سال مدت اجارہ پوری کرنے کے بعد مزید دس سال بھی وہیں گزارے۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۸۷ جلد ۳)

بہرحال حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدین میں طویل عرصہ قیام فرمایا اور اس پوری مدت میں اپنے خسر کے مویشیوں کی گلہ بانی کرتے رہے اسی قیام مدین کے دوران آپ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام "جیرسون" رکھا۔ مدیانی عبرانی زبان میں اس کے معنیٰ "غربت و مسافرت" کے ہیں۔ گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بیٹے کے نام میں اپنی مسافرت کو بطور یادگار قائم رکھا تاکہ خاندان والوں کو یاد رہے کہ اس بچہ کی ولادت غربت و مسافرت میں ہوئی تھی۔

مدین سے واپسی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بقول اکثر مفسرین دس سال اور بقول بعض مفسرین بیس سال مدین میں گزارنے کے بعد خیال اور شوق پیدا ہوا کہ میں خاموشی سے اپنے وطن جاؤں اور اپنے والدین' بہن' بھائیوں اور اعزہ و اقرباء سے مل آؤں نیز انہیں اپنے حالات و کوائف سے آگاہ کروں اور ان کی خیریت معلوم کروں۔ چنانچہ آپ اپنی اہلیہ جنابہ "صفورا" اور بیٹے "جیرسون" کو ساتھ لے کر مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ بعض تفسیری روایات میں ہے کہ آپ کے خسر نے آپ کی خوش اخلاقی' نیکی اور حسن خدمت سے خوش ہو کر خاصی تعداد میں آپ کو بھیڑ بکریاں عطا فرما دیں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدین سے مصر واپسی کیلئے رخت سفر باندھا اس وقت آپ کی عمر چالیس سال ہو چکی تھی۔ (البدایہ والنہایہ مترجم صفحہ ۲۸۰ جلد ۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی بیوی اور بچے کے ہمراہ ایک دن کا سفر طے کر چکے تو سامنے کوہ سینا کا سلسلہ نظر آیا۔ اب رات ہو چکی تھی' چاروں طرف تاریکی تھی اور سخت سردی کا موسم تھا' ہو کا عالم اور راستہ بھی دکھائی نہ دیتا تھا۔ آپ نے چقماق استعمال کی مگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سردی کی شدت کے باعث اس نے کام نہ دیا۔ آپ سردی کی شدت، رات کا سماں، اہل و عیال کی ہمراہی اور راستہ کی عدم واقفیت کی وجہ سے پریشان ہو رہے تھے کہ یکایک کوہ طور کی دائیں جانب نظر دوڑائی تو ایک "شعلہ" چمکتا ہوا نظر آیا۔ آپ نے روشنی دیکھ کر سمجھا کہ آگ ہے۔ بیوی سے فرمایا تم یہیں ٹھہرو میں تاپنے کیلئے آگ لے آؤں اور اگر وہاں کوئی راہ کا جاننے والا مل گیا تو اس سے راستہ بھی معلوم کر آؤں گا۔

قرآن حکیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدین سے واپسی کا نقشہ یوں بیان فرماتا ہے۔

فَلَمَّا قَضٰی مُوْسَی الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا۔

(سورۃ القصص آیت نمبر۲۹)

ترجمہ: پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے مقررہ مدت پوری کر دی اور اپنی اہلیہ کو لے کر چلے تو آپ نے طور کے ایک طرف آگ دیکھی۔

اور سورۃ طٰہٰ میں اسی واقعہ کو بایں الفاظ ذکر فرمایا۔

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝ (سورۃ طٰہٰ آیت نمبر۹ تا۱۰)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر!) کیا آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کی اطلاع ملی ہے۔ جب انہوں نے آگ دیکھی تو اپنی بیوی سے فرمایا، تم یہاں ٹھہرو، میں نے آگ دیکھی ہے شائد میں تمہارے پاس اس میں سے چنگاری لے آؤں یا مجھے آگ کے پاس کوئی راہ بتلانے والا مل جائے۔

قرآن مجید کی سورہ نمل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مصر کا راستہ بھولنے اور آگ نظر آنے کی کیفیت اس طرح ذکر کی گئی ہے۔

اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖۤ اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ (سورۃ نمل آیت نمبر۷)

ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی زوجہ سے فرمایا، میں نے آگ دیکھی ہے ابھی تمہارے پاس وہاں سے کوئی خبر لاتا ہوں یا تمہارے پاس کوئی شعلہ سلگا کر لے آؤں گا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تا کہ تم تاپ سکو۔

بعثت و نبوت حضرت موسیٰ علیہ السلام 'بیوی کو وہیں ٹھہرنے کا حکم دے کر آگ لانے کے ارادہ سے طور کی دائیں جانب پہنچے تو وہاں عجیب و غریب اور حیرت انگیز منظر دیکھا کہ ایک درخت سے نور کے شعلے بلند ہو رہے ہیں۔ جس قدر شعلے بڑھکتے ہیں درخت اتنا ہی زیادہ سرسبز و شاداب ہو تا جاتا ہے وہ آگ نہ اس درخت کو جلاتی ہے نہ خود گل ہوتی ہے۔ آپ جوں جوں اس آگ کے شعلے کی طرف بڑھتے جاتے' وہ دور ہوتی جاتی۔ آپ گھبرا کر لوٹنا چاہتے تو آگ قریب آجاتی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حیرت و ہیبت کی حالت میں خاموش کھڑے ہو گئے تو یکایک آواز آئی۔ اے موسیٰ! "میں تیرا رب ہوں اپنے جوتے اتار دے اب تو مقدس وادی طویٰ میں ہے۔ میں نے تجھے نبوت و رسالت کیلئے چن لیا ہے۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس لئے میری عبادت کر اور جو وحی تیری طرف کی جا رہی ہے۔ اسے غور سے سن۔"

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

خدا کے فضل کا موسیٰ سے پوچھئے احوال
آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

قرآن عزیز میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کلام الٰہی سننے کا ذکر بایں الفاظ کیا گیا ہے۔

فَلَمَّآ اَتٰهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۝ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝ (سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۱ تا ۱۴)

ترجمہ: پس جب آپ (موسیٰ) وہاں پہنچے تو آواز دی گئی۔ اے موسیٰ! میں تیرا رب ہوں۔ پس تو اپنے جوتے اتار دے' بلاشبہ تو طویٰ کی مقدس وادی میں ہے اور میں نے (رسالت کیلئے) تجھے منتخب کر لیا ہے۔ پس تو وحی کو غور سے سن۔ بلاشبہ میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں لہٰذا میری ہی عبادت کرو اور میری یاد کیلئے نماز ادا کیا کرو۔

سورۃ القصص میں اسی بات کو بالفاظ دیگر بیان کیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِن شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَن يَا مُوسَىٰ إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ○ (سورۃ القصص آیت نمبر ۳۰)

ترجمہ : جب آپ (موسیٰ) وہاں گئے تو وادی کے دائیں کنارے سے ایک مبارک جگہ میں ایک درخت میں سے ندا آئی۔ اے موسیٰ! یقیناً میں ہی اللہ رب العالمین ہوں۔

اور سورہ نمل کی آیت مقدسہ ہے۔

فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَن بُورِكَ مَن فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ يَا مُوسَىٰ إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ (سورۃ نمل آیت نمبر ۸ تا ۹)

ترجمہ : جب موسیٰ اس کے پاس آئے تو ندا آئی کہ بابرکت ہے وہ جو اس آگ (نور) میں ہے اور جو اس کے پاس ہے اور پاک ہے اللہ تعالیٰ جو رب العالمین ہے۔ اے موسیٰ! میں ہی اللہ تعالیٰ، غالب دانا ہوں۔

بہرحال حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وادی مقدس میں منصب نبوت عطا فرما کر کائنات کی سب سے عظیم نعمت سے نواز دیا گیا۔ اب آپ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر اور عظیم المرتبت رسول تھے اور آپ بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلانے کیلئے چن لئے گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کرشمہ سازی ملاحظہ فرمائیں کہ وہی موسیٰ جو بے یارومددگار اور پریشان حال مصر سے نکلے تھے اور سفر کی بے پناہ صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد مدین کے ایک بزرگ کے ہاں ملازم ہوئے تھے' آج انہیں مصر جیسے مہذب و متمدن ملک اور اس کے ظالم و سرکش بادشاہ کی رہنمائی کیلئے منتخب کر لیا گیا ہے اور جو کل تک مویشیوں کی گلہ بانی کر رہے تے آج انسانوں کی قیادت ان کے سپرد کر دی گئی ہے اور جو نصاب زندگی بکریوں کی نگرانی سے شروع ہوا تھا وہ اشرف المخلوقات کی نگہبانی پر تکمیل کو پہنچ رہا ہے کل کا گلہ بان' آج کا "جہان بان" بن رہا ہے۔ سبحان اللہ۔ حضرت شعیب کی خدمت و ریاضت نے آپ کو کلیمی کے قابل بنا دیا۔ علامہ اقبال نے اسی طرف اشارہ کیا ہے ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

دو مسئلے مذکورہ آیات مقدسات کی تفسیر میں مفسرین کرام نے دو مسائل پر خاصی طویل بحثیں فرمائیں ہیں۔ نمبرا' تجلی الٰہی اور نداء الٰہی اور نمبر2' جوتے اتارنے کی مصلحت اور وجہ۔ ہم اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے صرف نتیجہ اور خلاصہ عرض کرنے پر اکتفا کرتے ہیں جو یہ ہے کہ

(1) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس روشنی کو آگ سمجھا وہ آگ نہ تھی بلکہ تجلی الٰہی کا نور تھا اور جو آواز اس پردہ نور سے آپ نے سنی وہ اللہ تعالیٰ کی ندا تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس ندائے الٰہی کو بلاواسطہ سنا جیسا کہ پیغمبران خدا وحی الٰہی کو سنتے اور من وراء حجاب (پردوں کی اوٹ سے) اس سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرتے رہے۔

(2) وادی مقدس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جوتے اتارنے کا حکم دیا گیا۔ حالانکہ احادیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جوتوں سمیت نماز ادا کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا۔ **أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ قَالَ نَعَمْ** (صحیح بخاری صفحہ ۵۶ جلد ۱)

ترجمہ: کیا رسول اللہ ﷺ جوتوں سمیت پڑھتے تھے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔

آج بھی امت کیلئے یہی اسلامی مسئلہ ہے کہ اگر جوتے پاک ہوں تو ان میں نماز پڑھنا درست اور جائز ہے مگر۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جوتے اتارنے کا جو حکم دیا گیا اس کی وجہ حضرت علی' حضرت ابو ایوب اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ نے یہ بیان فرمائی ہے۔ **كَانَتَا مِنْ جِلْدِ حِمَارٍ غَيْرِ ذَكِيٍّ** کہ وہ جوتے گدھے کی ناپاک کھال سے بنے ہوئے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۴۳ جلد ۱) اور تفسیر فتح البیان کے الفاظ ہیں **لِأَنَّهُمَا كَانَتَا مِنْ جِلْدِ حِمَارٍ مَيِّتٍ** کہ وہ جوتے مردہ گدھے کی کھال سے بنائے گئے تھے۔ (فتح البیان صفحہ ۷۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جلد٦) یہ بھی روایت میں آیا ہے کہ جس چمڑے کے وہ جوتے بنے ہوئے تھے وہ دباغت شدہ نہ تھا۔(تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۳۶۶ جلد ۷)

اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ کی آواز کو سنا اور انہیں یقین ہو گیا کہ آج مجھے وہ نعمت عظمیٰ نصیب ہو گئی ہے جو انسانی شرافت کا طغرائے امتیاز اور رب تعالیٰ کے عطیہ کا آخری نشان ہے تو آپ بے حد مسرور ہوئے اور حیران کھڑے تھے کہ پھر آواز آئی۔

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ؟

ترجمہ : اے موسیٰ! تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟

اس سے پہلے جو آواز اور ندا آئی تھی اس میں کوئی جواب طلب نہ فرمایا گیا تھا مگر اب محبوب حقیقی یعنی رب کائنات کی طرف سے محب صادق یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال۔ سبحان اللہ۔

"یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے"

جواباً عرض کیا **هِیَ عَصَایَ** (میرے رب) یہ میرا عصا ہے۔

چاہیے تو یہ تھا کہ اسی پر اکتفا کرتے لیکن محبوب حقیقی سے ہم کلام ہونے کی لذت نے مجبور کیا کہ زیادہ دیر تک اس گفتگو کے لطف و سرور سے محظوظ ہوتے رہیں۔ اسلئے فرمایا۔ **اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى** (سورۃ طٰہ آیت نمبر ۱۷ تا ۱۸)

ترجمہ : میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اپنی بکریوں کیلئے پتے جھاڑتا ہوں اور اس میں میرے لئے اور بھی کئی فائدے ہیں۔

معجزات موسیٰ علیہ السلام ایک مطلق العنان، جابر، ظالم اور سرکش بادشاہ کو حق کی دعوت دینے کیلئے ایک مسافر (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کو منتخب کیا جا رہا ہے جو عرصہ دراز تک جلا وطن رہنے کے بعد اپنے وطن واپس جا رہا ہے۔ جس کے پاس فرعون کا مقابلہ کرنے کیلئے نہ لشکر ہے نہ ساز و سامان۔ لیکن بارگاہ الٰہی سے اسے دو ایسے ہتھیار عطا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمائے جارہے ہیں جن کا فرعون کے اسلحہ خانوں میں کوئی توڑ نہ تھا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا۔ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى اے موسیٰ! اس لاٹھی کو زمین پر ڈال دو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس حکم ربانی کی تعمیل کی فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى تو آپ نے اسے زمین پر ڈال دیا۔ پس اچانک وہ سانپ بن کر دوڑنے لگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حیرت انگیز منظر دیکھا تو بتقاضائے بشریت گھبرا گئے اور پیٹھ پھیر کر بھاگے ہی تھے کہ آواز آئی۔

خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى (سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۲۱)

ترجمہ : اسے پکڑلو اور مت ڈرو! ہم اسے پہلی حالت میں لوٹا دیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گھبراہٹ دور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے انہیں طمانیت قلب عطا فرمادی۔ آپ نے بے خوف ہو کر اس کے منہ پر ہاتھ ڈال دیا تو وہ سانپ فوراً پھر لاٹھی بن گیا وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ (اور یہ اللہ کیلئے کوئی مشکل نہیں) سورہ قصص میں اس واقعہ کا تذکرہ ان آیات میں ہے۔

وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَانٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ يٰمُوْسٰى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ۝ (سورۃ القصص آیت نمبر ۳۱)

ترجمہ : اور (زمین پر) اپنا عصا ڈال دو۔ جب اسے دیکھا تو وہ سانپ کی طرح لہرا رہا تھا۔ آپ پیٹھ پھیر کر چل دیئے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (آواز آئی) اے موسیٰ! آگے بڑھو اور مت ڈرو۔ یقیناً تم محفوظ ہو۔

اور سورہ نمل اس واقعہ عجیبہ کو یوں بیان کرتی ہے۔

وَاَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَانٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ (سورۃ نمل آیت نمبر ۱۰)

ترجمہ : اور اپنے عصا کو زمین پر پھینکو پس جب اسے دیکھا تو وہ سانپ کی طرح لہرا رہا تھا آپ وہاں سے پیٹھ پھیر کر چل دیئے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (فرمایا) اے موسیٰ! ڈرو نہیں، رسول ہمارے پاس ڈرا نہیں کرتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دوسرا معجزہ عطا فرمانے کیلئے پکار آگیا اور حکم ہوا کہ اپنے ہاتھ کو گریبان کے اندر لے جا کر بغل سے مس کیجئے پھر دیکھئے وہ بے داغ اور مرض سے پاک چمکتا ہوا نکلے گا۔ **وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْرَىٰ** (سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۲۲)

ترجمہ : اور اپنے ہاتھ کو اپنی بغل سے لگاؤ تو وہ کسی عیب (بیماری) کے بغیر سفید (چمکتا ہوا) نکلے گا۔ اور سورہ نمل کی آیت ہے۔

وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ ۔

ترجمہ : اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو (تو وہ) بے عیب سفید (چمکتا ہوا) نکلے گا۔

سورہ قصص میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائے گئے ۔ اس دوسرے معجزے کا ذکر بایں الفاظ ہے ۔ **اُسْلُكْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ ۔**

ترجمہ : اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو وہ بے عیب سفید (چمکتا ہوا) نکلے گا۔

اور آپ کا خوف اور ڈر دور فرمانے کیلئے حکم ہوا۔

وَاضْمُمْ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ (سورۃ القصص آیت نمبر ۳۲)

ترجمہ : اور ڈر دور کرنے کیلئے اپنا بازو اپنی طرف سکیڑ لے۔

یعنی اپنا ہاتھ اپنے سینے کے ساتھ ملا لو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دل میں محسوس ہونے والے خوف کو دور کر دے۔

فرعون کے پاس جاؤ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ دو عظیم معجزات عطا فرما کر حکم دیا کہ اب فرعون کے پاس جاؤ اور اسے اور اس کی قوم کو راہ ہدائت کی طرف بلاؤ۔ انہوں نے ظلم، سرکشی اور بغاوت کا بازار گرم کر رکھا ہے اور اپنے ظلم و استبداد سے بنی اسرائیل کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔ انہیں حق کی دعوت دو اور بنی اسرائیل کو غلامی سے چھڑانے کی کوشش کرو۔

اِذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ (سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۲۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ : اب تم فرعون کے پاس جاؤ (کیونکہ) وہ سرکش ہو گیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ الہیٰ! غیر ارادی طور پر میرے ہاتھ سے ایک مصری قتل ہو گیا ہے اس لئے مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے دیکھتے ہی گرفتار کر کے قتل کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ "ایسا ہرگز نہیں ہو گا بلکہ ہم تمہاری حفاظت و نگہبانی کریں گے وہ تمہارا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے۔"

قرآن عزیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس اندیشہ کا ذکر اس طرح فرماتا ہے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ۝ (سورۃ القصص آیت نمبر ۳۳)

ترجمہ : موسیٰ نے کہا، اے میرے رب! میں نے تو ان کے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا پس میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل نہ کر دیں۔

دعاء موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ان کی حفاظت و نگہداشت کا وعدہ کر لیا اور انہیں اطمینان دلایا کہ وہ تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ ہماری مدد تمہارے ساتھ ہے۔ جو نشانات و معجزات ہم نے آپ کو عطا فرمائے ہیں وہ تمہاری کامیابی کا سبب ہونگے اور بالاخر تم ہی غالب رہو گے۔ اللہ کریم کی طرف سے لطف و کرم اور بے پناہ عنایات کی بارش ہوتے دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا کی۔

"اے میرے رب! میری زبان کی لکنت دور فرما دے تاکہ وہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر اور معاون نبی بنا دے کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ فصیح البیان ہیں میرے سینے کو فراخ بنا دے اور اس اہم کام کو میرے لئے آسان بنا دے۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس دعا کو قرآن مجید نے بایں الفاظ نقل فرمایا ہے۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۝ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ۝ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ۝ وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ۝ هٰرُوْنَ اَخِی ۝ اشْدُدْ بِهٖ اَزْرِیْ ۝ وَاَشْرِكْهُ فِیْ اَمْرِیْ ۝ (سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۲۵ تا ۳۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ : موسیٰ نے کہا اے میرے پروردگار! میرا سینہ فراخ کر دے اور میرا کام آسان فرما دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے تا کہ وہ میری بات سمجھ سکیں اور میرے گھر والوں میں سے میرا وزیر مقرر فرما دے یعنی میرے بھائی ھارون کو' اس سے میری قوت کو مضبوط فرما اور میرے کام میں اسے میرا شریک بنادے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس استدعا کو قبول فرما کر آپ کے بڑے بھائی ہارون کو بھی نبوت عطا فرمادی۔ حضرت ھارون علیہ السلام آپ سے تین سال بڑے ہیں۔

مراجعت مصر حضرت موسیٰ علیہ السلام منصب نبوت سے سرفراز ہو کر' کلام الٰہی کی بالمشافہ سماعت کی سعادت حاصل کر کے اور دعوت و تبلیغ کے میدان میں کامیابی و کامرانی کی یقین دھانی پا کر وادی مقدس سے اپنی بیوی کے پاس پہنچے جو سامنے جنگل میں ان کی منتظر اور چشم براہ تھیں اور انہیں ساتھ لے کر اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کیلئے مصر کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مصر پہنچنے سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت ہارون علیہ السلام کو بذریعہ وحی ان کی آمد کی خبر دے دی تو انہوں نے بنی اسرائیل کے ہمراہ مصر سے باہر نکل کر آپ کا پرجوش استقبال کیا اور انہیں بڑے تزک و احتشام سے مصر لائے۔

(البدایہ والنہایہ مترجم صفحہ ۲۸۲ جلد ۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مصر تشریف لا کر اپنے بھائی ھارون کے ساتھ مل کر دین حق کی تبلیغ و دعوت کا کام بڑی جانفشانی سے کیا۔ اس میدان میں انہیں بے پناہ مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ آخر کار آپ بنی اسرائیل کو فرعون اور قوم فرعون کی غلامی سے نجات دلانے میں کامیاب ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے بنی اسرائیل کو بچایا اور فرعون اور فرعونیوں کو غرق اور تباہ و برباد کر دیا۔ سورہ مریم کی زیر بحث آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اسی ذکر خیر کا حکم فرمایا ہے۔ کوہ طور کی دائیں جانب ان سے ہم کلام ہونے کی تفصیل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیان فرمائی ہے اور ان کی دعا کی برکت سے ان کے بھائی ہارون کو نبوت عطا ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ○ وَنَادَيْنَاهُ مِن جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا ○ وَوَهَبْنَا لَهُ مِن رَّحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا ○

ترجمہ: اور کتاب (قرآن حکیم) میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر خیر کرو۔ وہ ہمارے برگزیدہ اور رسول و نبی تھے اور ہم نے انہیں طور کی دائیں جانب سے پکارا اور باتیں کرنے کیلئے اور قریب کرلیا اور اپنی رحمت سے انہیں ان کا بھائی ہارون نبی عطا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہم سب کو قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اسلامی تعلیمات کو عام فہم انداز میں سمجھنے کیلئے ممتاز دینی سکالر

میاں محمد جمیل ایم۔اے کی مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں۔

- اتحاد امت اور نظم جماعت
- دین تو آسان ہے
- برکات رمضان
- آپ ﷺ کا حج
- انبیاء علیہم السلام کا طریقہ دعاء
- سیرت ابراہیم علیہ السلام
- فہم الحدیث
- جادو کی تباہ کاریاں، ان کا شرعی حل
- زکوٰۃ کے مسائل وفوائد
- مشکلات کیوں؟ نکلنے کے الہامی راستے
- فضیلت قربانی اور اس کے مسائل
- آپ ﷺ کی نماز، قیام سجود کی عملی تصاویر
- آپ ﷺ کا تہذیب وتمدن

ناشر

ابو ہریرہؓ اکیڈمی

37- کریم بلاک، اقبال ٹاؤن- لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 12

ذکرِ اسماعیل علیہ السلام

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ○ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا (سورۃ مریم آیت نمبر ۵۴ تا ۵۵)

ترجمہ : اور کتاب (قرآن عزیز) میں اسماعیل (علیہ السلام) کا ذکر کیجئے بلاشبہ وہ وعدہ کے سچے اور نبی مرسل تھے اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکواۃ کا حکم دیا کرتے تھے اور وہ اپنے رب کے نزدیک بڑے پسندیدہ تھے۔

اللہ احکم الحاکمین کی بے پناہ حمد و ثنا اور نبی اکرم' سرورِ عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس و اطہر پر بے شمار درود و سلام کے بعد!

سورۃ مریم کی مذکورۃ الصدر آیات مقدسات میں ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند اکبر اور حضرت ھاجرہ سلام اللہ علیھا کے لخت جگر' نبی ابن نبی حضرت اسماعیل کے خصائل اور فضائل کا تذکرہ فرمایا گیا ہے اور اہل ایمان کو ان خوبیوں کو اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام' اللہ رب العالمین کے ان چند جلیل القدر انبیاء اور رسولوں میں سے ایک ہیں جن کے ذکرِ خیر کا حکم سورۃ مریم میں دیا گیا ہے وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تذکرے میں یہ بات تفصیل سے گزر چکی ہے کہ آپ کے سفر ہجرت کے دوران مصر میں حضرت سارہ (زوجہ ابراہیم) کی کرامت سے متاثر ہو کر اس وقت کے فرعون نے اپنی بیٹی "ہاغار" کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے ساتھ کر دیا۔ اب ان کا نام "آجر" ہوا یعنی اس مصیبت کا اجر جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ کو فرعون کے ظلم کے سبب اٹھانی پڑی۔ پھر جب انہوں بحکم الٰہی ہجرت الی اللہ کی اور اپنے فرزند دل بند حضرت اسماعیل کے ساتھ مکہ میں آباد ہوئیں تو آپ کا نام "ھاجرہ" (اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والی) مشہور ہوا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سرزمین بیت المقدس میں قیام فرمائے ہوئے دس یا بیس سال کا عرصہ گزر گیا مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ آپ کی عمر مبارک پچاسی سال ہونے کے باوجود آپ اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔ آپ کی بیوی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کی کہ آپ ھاجرہ سے نکاح کر لیں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان کے بطن سے ہی اولاد عطا فرمادے۔ چنانچہ سیّدہ سارہ کی ترغیب اور اصرار پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سیّدہ ھاجرہ سے نکاح کر کے انہیں اپنے عقد میں لے لیا اور دعا کی رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (میرے رب! مجھے فرزند صالح عطا فرما)

اب رحمت خداوندی کا ظہور ہوا اور نکاح کے ایک سال بعد چھیاسی سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ھاجرہ کے بطن سے صالح فرزند عطا فرمایا اور فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ کا مژدہ جانفزا سنایا۔ چونکہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بڑی دعاؤں التجاؤں اور تمناؤں کے بعد پیدا ہوئے تھے اس لئے آپ کا نام "اسماعیل" رکھا یعنی اللہ تعالیٰ کا سننا۔

سارہ کا مطالبہ حضرت ھاجرہ کے بطن سے اسماعیل کا پیدا ہو جانا۔ حضرت سارہ پر بے حد شاق گزرا کیونکہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پہلی اور بڑی بیوی اور شروع سے گھر کی مالکہ تھیں جبکہ ھاجرہ چھوٹی اور ان کی خدمت گزار تھیں۔ نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام نومولود اسماعیل سے از حد محبت اور پیار بھی کرتے تھے کیونکہ وہ آپ کی عمر بھر کی دعاؤں اور تمناؤں کا صلہ تھے۔

ان باتوں نے بتقاضائے بشریت اسماعیل کی ولادت کو حضرت سارہ کیلئے سوھان روح بنا دیا اس لئے انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ ھاجرہ اور اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بچے اسماعیل کو کسی اور جگہ لے جاؤ-وہ میری نگاہوں کے سامنے نہ رہیں- حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سارہ کا یہ مطالبہ بڑا ناگوار گزرا مگر اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ کو مطلع فرمادیا کہ ھاجرہ' اسماعیل اور آپ کی بہتری اسی میں ہے کہ سارہ کے مطالبے کو تسلیم کرلو اور ھاجرہ اور اس کے بچے کے ہمراہ سفر ہجرت کیلئے تیار ہو جاؤ-

ہجرت مکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے انتہائی کم سن بیٹے اسماعیل اور بیوی ھاجرہ کے ہمراہ کنعان سے کیسے روانہ ہوئے اور اپنی بیوی اور بچے کو کہاں چھوڑا اور بیوی بچے کے ساتھ وہاں کیا معاملات پیش آئے؟اس کی تفصیلات کیلئے ہم صرف صحیح بخاری سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کا ترجمہ پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں-

"حضرت ابراہیم علیہ السلام' ھاجرہ کے اس شیر خوار بچے اسماعیل کو لے کر روانہ ہوئے اور جہاں آج بیت اللہ ہے اس جگہ ایک بڑے درخت کے نیچے زمزم کے موجودہ مقام پر مسجد کے بالائی جانب انہیں چھوڑ گئے وہ جگہ ویران اور غیر آباد تھی اور پانی کا نام و نشان بھی نہ تھا-ابراہیم علیہ السلام نے ان کے پاس ایک مشکیزہ پانی اور کھجوروں کا ایک تھیلا چھوڑا اور خود منہ پھیر کر روانہ ہو گئے- حضرت ھاجرہ یہ کہتے ہوئے ان کے پیچھے چلیں-اے ابراہیم! ہمیں ایسی وادی میں چھوڑ کر آپ کہاں جا رہے ہیں؟ جہاں ہمارا کوئی مونس و غم خوار نہیں اور کوئی شے بھی موجود نہیں- حضرت ھاجرہ نے یہ کلمات کئی بار دہرائے مگر ابراہیم علیہ السلام نے جواب دینا تو درکنار ان کی طرف مڑ کر دیکھنا بھی گوارا نہ کیا- آخر ھاجرہ نے خود ہی فرمایا- **اللہ امرک بھذا**؟ کیا تمہارے اللہ نے تمہیں یہ حکم دیا ہے-جواباً ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا-**نعم**' ہاں- میرے اللہ کا یہی حکم ہے- حضرت ھاجرہ "اللہ" کا نام سن کر واپس لوٹ آئیں اور فرمایا **إِذًا لَّا يُضَيِّعُنَا**- پھر وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا-(بلکہ ہماری حفاظت فرمائے گا)"

دعاء ابراہیم علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام چلتے چلتے جب ایک ٹیلہ پر ایسی جگہ پہنچے جہاں سے اہل و عیال نظر نہ آتے تھے تو اس طرف جہاں آج کعبہ ہے- رخ کیا اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی- **رَّبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ**

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ (سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۷)

ترجمہ : اے ہمارے رب! میں نے اپنی اولاد ایسی وادی میں جہاں کھیتی کا نام و نشان نہیں' تیرے محترم گھر کے پاس بسائی ہے۔اے پروردگار! تا کہ یہ نماز قائم رکھیں۔پس تو لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے اور ان کیلئے پھلوں سے رزق مہیا فرما دے تا کہ وہ تیرا شکر ادا کریں۔

"حضرت ھاجرہ چند دنوں تک مشکیزہ سے پانی پیتی رہیں۔کھجوریں کھاتی اور اسماعیل کو دودھ پلاتی رہیں تا آنکہ پانی اور کھجوریں ختم ہوگئیں (اور بھوک اور پیاس کی وجہ سے دودھ اترنا بند ہوگیا) اب ماں اور بیٹا دونوں بھوک اور پیاس سے نڈھال ہو رہے تھے

ماں کی بے قراری اسماعیل کا بھوک اور پیاس کی وجہ سے برا حال تھا اور وہ شدت پیاس سے تڑپ رہا تھا ھاجرہ' اسماعیل کو چھوڑ کر دور جا بیٹھیں تا کہ تڑپتے ہوئے بیٹے کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ سکیں (مگر ماں کی ماتا کو قرار کیسے آتا) آپ یہ سوچ کر قریب کی پہاڑی "صفا" پر چڑھیں کہ شائد کوئی (اللہ کا) بندہ نظر آجائے یا کسی طرف پانی نظر آئے (تو دوڑ کر لے آؤں) مگر کچھ نظر نہ آیا۔پھر بچہ کی محبت میں دوڑ کر وادی میں آئیں (تو دیکھا کہ بیٹا' پیاس کی شدت سے بلبلا رہا ہے' برداشت نہ ہوا تو) پھر دوسری طرف کی پہاڑی "مروہ" پر چڑھ گئیں مگر وہاں بھی کچھ نظر نہ آیا تو پھر تیزی سے لوٹ کر بچہ کے پاس آگئیں اور اس پریشانی کے عالم میں صفا و مروہ کے سات چکر لگائے۔

شاعر اسلام محمد حفیظ جالندھری مرحوم نے حضرت ھاجرہ کی بے قراری کا خوب نقشہ کھینچا ہے۔

یہاں صحرا ہی صحرا تھا چٹانیں ہی چٹانیں تھیں
جناب ھاجرہ اور ایک بچہ دو ہی جانیں تھیں

نہ دانہ تھا نہ پانی تھا بھروسہ تھا فقط رب پر
پڑی جب دھوپ کی گرمی تو جان آنے لگی لب پر

زمیں کا ذرہ ذرہ مہر کی صورت چمکتا تھا
بہت بے تاب تھی ماں گود میں بچہ بلکتا تھا

عطش سے کرب و بے چینی جو دیکھی اپنے جائے میں
لٹایا خاک پر بچے کو اک پتھر کے سائے میں

کبھی اس سمت جاتی تھیں کبھی اس سمت جاتی تھیں
خیال آتا تھا بچے کا تو فوراً لوٹ آتی تھیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سنی آواز ننھے کے بلکنے اور رونے کی تڑپ اٹھی کہ ساعت آگئی ہے جان کھونے کی

صفا اور مروہ کی سعی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "صفا اور مروہ کے درمیان یہی وہ سعی ہے جو لوگ حج میں کرتے ہیں"

صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگانا حج کا ایک اہم حصہ اور جز ہے۔ بعض علماء کے خیال میں سعی کے بغیر حج نامکمل اور ادھورا ہے اکثر علماء اور فقہا کے نزدیک حاجی کیلئے صفا اور مروہ کی سعی کرنا واجب ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ زمانہ جاہلیت میں صفاء پر "اساف" اور مروہ پر "نائلہ" کے بت نصب تھے۔ اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کو بتوں کی ان جگھوں پر سعی کرنا ناگوار گزرا تو رب تعالیٰ نے فرمایا۔ "تمہیں تو ھاجرہ کی پیروی میں دوڑنا ہے۔" تمہارے لئے مناسب نہیں کہ تم زمانہ جاہلیت کے بتوں کے مقام کی بناء پر ام اسماعیل کی سنت ترک کردو۔ ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِیْمٌ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۵۸)

ترجمہ : بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں جو بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی حرج نہیں کہ ان دونوں کے چکر لگائے اور جو کوئی خوشی سے نیکی کرے تو اللہ تعالیٰ بڑا قدر دان، جاننے والا ہے۔

آپ غور فرمائیں تو احساس ہوگا کہ ربّ کائنات نے ھاجرہ کے ان چکروں کو کیسی قبولیت عطا فرمائی کہ قیامت تک کے حجاج کرام کیلئے اس کو لازمی قرار دے دیا کہ اگر حج کیلئے آئے ہو۔ چاہے..........

- تم عالم و فاضل ہو تو بھی صفا اور مروہ کے چکر لگاؤ۔
- تم عابد و زاہد ہو تو بھی یہاں دوڑو۔
- تم شب زندہ دار اور تہجد گزار ہو تب بھی سعی کرو۔
- تم امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ ہو تو بھی دوڑ کر دکھاؤ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- تم امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ ہو تو بھی سات چکر پورے کرو۔
- تم امام احمد رحمتہ اللہ علیہ ہو تو بھی ھاجرہ کی طرح بھاگو۔
- تم امام مالک رحمتہ اللہ علیہ ہو تو بھی ام اسماعیل کی سنت ادا کرو۔
- تم مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ ہو تو بھی صفاء مروہ کی سعی کرو۔
- تم شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ ہو تو بھی دوڑو۔
- تم جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ ہو تو بھی اسماعیل کی والدہ کی طرح ان پہاڑوں کے چکر لگاؤ۔
- تم امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ ہو۔ تم امام نسائی رحمتہ اللہ علیہ ہو۔
- تم امام ابن ماجہ رحمتہ اللہ علیہ ہو۔ تم امام ابوداؤد رحمتہ اللہ علیہ ہو۔
- تم امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ ہو۔ تم امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ ہو۔
- تم امام رازی رحمتہ اللہ علیہ ہو۔ تم امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ ہو۔

غرض تم کتنی عظمت و شان والے بھی کیوں نہ ہو۔ اگر حج کرنا ہے تو ھاجرہ کی طرح ان دو پہاڑوں کے درمیان دوڑنا ہی پڑے گا۔ اور

اگر تم علی رضی اللہ عنہ ہو۔ اگر تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہو۔ اگر تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہو۔ اگر تم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہو۔۔ اور۔۔ ہاں۔ اگر تم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہو تو بھی تمہیں حج کے دوران یہاں بھاگنا ہی پڑے گا۔

جناب ھاجرہ اسی بے چینی، بے قراری اور بے اطمینانی میں ساتویں بار "مروہ" پر تھیں کہ کانوں میں ایک آواز آئی تو چونکیں اور دل ہی دل میں کہنے لگیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی آواز دے رہا ہے۔ کان لگایا تو پھر آواز آئی۔ سیّدہ ھاجرہ نے بے چارگی کے عالم میں فرمایا۔ "تمہاری آواز تو سنی گئی ہے اگر کوئی مدد کر سکتے ہو تو سامنے آؤ۔"

دیکھا تو سید الملائکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے اپنا پاؤں زمزم کے مقام پر مارا، تو اللہ کی قدرت کا ظہور ہوا اور اس جگہ سے پانی ابلنے لگا۔ ھاجرہ نے یہ دیکھا تو کہا، زم زم۔ یعنی رک جا اور پانی کے چاروں طرف سے بندھ باندھنے لگیں اور ہاتھ کے چلو سے پانی کو مشکیزہ میں بھرنا شروع کر دیا۔ جوں جوں آپ پانی بھرتی رہیں پانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برابر ابلتا رہا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس جگہ پہنچ کر نبی کریمؐ نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ ام اسماعیل پر رحم فرمائے اگر وہ زمزم کو اس طرح نہ روکتیں اور اس کے چاروں جانب باڑ نہ لگاتیں تو زمزم زبردست بہنے والا چشمہ ہوتا۔"

سیدہ ھاجرہ نے زمزم کا ٹھنڈا اور میٹھا پانی پیا جس کی برکت سے دودھ بھر آیا اور پھر اسماعیل کو دودھ پلایا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

زم زم کی برکت زم زم کا پانی انتہائی متبرک اور تمام پانیوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اس پانی کو مسلمان جس نیت اور ارادہ سے پیئے۔ اللہ تعالیٰ اس کا ارادہ پورا فرمائے گا یعنی اگر کوئی شخص محض تشنگی رفع کرنے کیلئے زم زم پیتا ہے تو اس کی پیاس بجھ جائے گی اور اگر کوئی بیماری سے شفا یا برکت کیلئے پیتا ہے تو اسے شفا اور برکت حاصل ہوگی۔ جیسا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ (سنن ابن ماجہ صفحہ ۲۲۶)

ترجمہ: زمزم کا پانی اسی فائدے کیلئے ہے جس نیت سے پیا جائے۔

بہت سے ائمہ دین نے زمزم کو مختلف اغراض سے نوش فرمایا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ان کی غرض پوری ہوگئی۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ زمزم کا پانی "کوثر" کے پانی سے بھی افضل ہے کیونکہ زمزم کے پانی سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کو دھویا گیا۔ (سنن ابن ماجہ مترجم ۴۸۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ماء زمزم پینے کے آداب بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

إِذَا شَرِبْتَ مِنْهَا فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَتَنَفَّسْ ثَلَاثًا وَتَضَلَّعْ مِنْهَا فَإِذَا فَرَغْتَ فَاحْمَدِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ آيَةَ مَا بَيْنَنَا وَمَا بَيْنَ الْمُنَافِقِيْنَ أَنَّهُمْ لَا يَتَضَلَّعُوْنَ مِنْ زَمْزَمَ (سنن ابن ماجہ صفحہ ۲۲۶)

ترجمہ: جب تو زمزم کا پانی پیئے تو منہ قبلہ کی طرف کر اور اللہ کا نام لے اور تین سانس لے کر پی اور خوب سیر ہو کر پی۔ جب فارغ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی تعریف یعنی اس کا شکر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر۔ بیشک رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ہمارے اور منافقوں کے درمیان یہ نشانی ہے کہ وہ زمزم سیر ہو کر نہیں پیتے۔

بنو جرھم کی آمد جب حضرت ھاجرہ رضی اللہ عنہا اپنے فرزند کو دودھ پلا کر مطمئن ہو گئیں تو اسی فرشتہ نے عرض کی۔ **لَا تَخَافُوا الضَّيْعَةَ فَإِنَّ هَاهُنَا بَيْتُ اللّٰهِ يَبْنِي هٰذَا الْغُلَامُ وَأَبُوهُ وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَهْلَهُ** (صحیح بخاری صفحہ ۴۷۵ جلد ۱)

ترجمہ: تم ہلاکت کا فکر نہ کرو، یہ مقام بیت اللہ ہے۔ جس کی تعمیر یہ بچہ اور اس کا باپ کریں گے اور اللہ تعالیٰ اس خاندان کو ہلاک نہیں کرے گا۔

بیت اللہ کی یہ جگہ قریب کی زمین سے نمایاں تھی اور سیلاب کا پانی اس کے دائیں بائیں سے گزر جاتا تھا۔

سیّدہ ھاجرہ رضی اللہ عنہا نے ایک مدت اسی طرح گزاری کہ ماءِ زمزم نوش فرماتیں اور بچے کو دودھ پلاتی تھیں۔ اسی دوران بنو جرھم کا ایک قبیلہ جو کداء سے آرہا تھا اس وادی کے قریب سے گزرا تو قبیلہ والوں نے دیکھا کہ تھوڑے فاصلے پر پرندے اڑ رہے ہیں تو انہوں نے آپس میں کہا کہ یہاں پرندوں کا اڑنا پانی کے موجود ہونے کی دلیل ہے۔ مگر ہم اس وادی کو بخوبی جانتے ہیں یہاں تو پانی کا نام و نشان تک نہیں ہوتا تھا۔ بہر حال قبیلہ والوں نے ایک یا دو آدمی صورت حال کی خبر لینے کیلئے روانہ کئے تو انہوں نے واپس آکر پانی کی موجودگی کی اطلاع دی۔ بنو جرھم نے آکر حضرت اسماعیل کی والدہ سے قیام کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا۔ تمہیں یہاں سکونت کی اجازت ہے مگر پانی کی ملکیت پر تمہارا کوئی حق نہ ہوگا جسے بنو جرھم نے بخوشی تسلیم کر لیا اور وہیں مقیم ہو گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

"ام اسماعیل خود بھی باہمی انس و رفاقت کیلئے یہ چاہتی تھیں کہ کوئی یہاں آکر آباد ہو۔ اس لئے انہوں نے بمسرت بنو جرھم کو رہائش اختیار کرنے کی اجازت فرمادی۔"

قبیلہ جرھم کے افراد نے اپنے باقی ماندہ خاندان کو بھی وہیں بلا لیا اور یہیں مکان بنا کر زندگی گزارنا شروع کر دی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم کا خواب حضرت ابراہیم علیہ السلام حسب حکم الٰہی ھاجرہ اور اسماعیل کو مکہ کے بیابان و صحرا میں چھوڑ آئے تھے۔ مگر آپ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اور اسماعیل کے باپ تھے۔ اس لئے اپنی زوجہ اور فرزند کو کیسے بھول سکتے تھے اور ان کی نگہداشت سے کیسے بے پرواہ ہوسکتے تھے؟ آپ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور اس کی مرضی سے گاہے گاہے اس بے آب و گیاہ وادی میں تشریف لاتے اور اپنے اہل و عیال سے ملاقات فرماتے تھے۔ اگرچہ آپ کو بنو جرہم کی آبادی' زمزم کے اجراء اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے کوئی خدشہ 'خطرہ اور اندیشہ نہ تھا۔ مگر بحیثیت نبی اور رسول اور بحیثیت خاوند اور والد' آپ مسلسل اس وادی غیر ذی زرع میں تشریف لاتے اور بسا اوقات کئی کئی دن یہاں ٹھہرتے تھے۔ بعض علماء تفسیر کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شام سے براق پر سوار ہو کر مکہ تشریف لاتے تھے۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۴۴ جلد ۱) حسب معمول آپ ایک دفعہ اس وقت تشریف لائے جب حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے والد کے ہمراہ دوڑنے کے قابل ہو چکے تھے یا علماء تفسیر کی رائے کے مطابق آپ کی عمر مبارک سات سال' تیرہ سال یا چودہ سال ہو چکی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ نے اپنے اس جلیل القدر رسول' عظیم المرتبت پیغمبر اور اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کے ایک اور امتحان کا فیصلہ فرمالیا۔ آپ اسی سورت کے پچھلے رکوع کی توضیح میں بخوبی معلوم کر چکے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی ہی امتحانات اور آزمائشوں سے بھرپور ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مقربین بارگاہ الٰہی کو سخت سے سخت آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے اور ہر قدم پر جاں نثاری اور تسلیم و رضا کا مظاہرہ کرنا ہوتا ہے۔ اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔

"ہم گروہ انبیاء اپنے اپنے مراتب کے اعتبار سے امتحان کی صعوبتوں میں ڈالے جاتے ہیں۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگ میں پھینکے جانے کے وقت جس صبر و رضا اور استقامت و استقلال کا ثبوت دیا وہ انہی کا حصہ تھا۔ بعد ازاں شیر خوار بچے اور بیوی کو بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑنے کا حکم بھی سخت امتحان تھا مگر آپ نے بڑھاپے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمناؤں کے مرکز دن رات کی دعاؤں کے ثمر اور گھر کے چشم و چراغ کو پلٹ کر دیکھنا بھی گوارا نہ کیا کہ کہیں پدری شفقت کے جوش میں حکم الٰہی کی تعمیل میں کوتاہی نہ ہو جائے

غرض اب کی بار حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ مکرمہ یعنی ھاجرہ و اسماعیل کے پاس ذی الحجہ کے مہینہ میں تشریف لائے اور آٹھویں ذی الحجہ کی رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ صبح بیدار ہو کر شام تک اسی سوچ و بچار میں رہے کہ یہ خواب رحمانی ہے یا شیطانی۔ اسی لئے آٹھ ذی الحجہ کو یوم الترویہ (سوچ کا دن) کہا جاتا ہے۔ دوسری رات پھر ویسا ہی خواب آیا تو آپ پہچان گئے کہ یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اسی لئے نو ذی الحجہ کو "یوم عرفہ" (پہچان کا دن) کہا جاتا ہے۔

(اخرجہ البیھقی فی شعب الایمان تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۴۴ جلد ۱۰)

بعض مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ آپکو تین دن مسلسل خواب آیا اور آپکو اس امر کا یقین ہو گیا کہ میرا رب مجھ سے میرے فرزند دلبند کی قربانی مانگتا ہے تو فوراً آپ اپنے لخت جگر کو فرمان الٰہی پر قربان کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر ایک بچہ قربان کر کے رب کائنات کی رضا' خوشنودی اور قرب حاصل ہو جائے تو یہ بڑا سستا سودا ہے۔ آپ نے یہ سارا ماجرا اپنے نوخیز بچے اسماعیل کو بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰىؕ ترجمہ: پس جب وہ آپ کے ساتھ دوڑنے کے قابل ہو گیا۔ آپ نے فرمایا۔ اے میرے پیارے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ اب بتاؤ۔ تمہاری کیا رائے ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام **فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى** (بتا تیری کیا رائے ہے؟) کہہ کر اسماعیل کا مشورہ طلب نہیں کر رہے بلکہ اپنے صاحبزادے کا امتحان لے رہے ہیں کہ رب کی رضا کیلئے "نار نمرود" میں کود جانے والے باپ کا بیٹا اور ھاجرہ جیسی صابرہ' شاکرہ اور زاہدہ کا دودھ پینے والا فرزند' رب کی راہ میں جان قربان کرنے کا حکم سن کر کیا جواب دیتا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیٹے کا جواب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خواب کو سننے کے بعد پیکر تسلیم و رضا' اسماعیل نے جو جواب دیا اسے قرآنی الفاظ میں پڑھیے۔ کیونکہ ہم ان پاکیزہ اور نازک خیالات اور عالی قدر جذبات کو لفظی جامہ پہنانے سے قاصر ہیں۔

قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ○

ترجمہ : اسماعیل نے عرض کی' میرے ابا جان! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اسے پورا کر دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں سے پائیں گے۔

ان کلمات میں کمال عجز و نیاز ہے کہ گردن کٹوانے پر میرا صبر بھی کوئی بڑائی نہیں بلکہ میرے رب کا احسان و کرم ہو گا کہ اس نے مجھے صابر بننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ رب کی رضا کیلئے سب کچھ قربان کرنے کی جو دعوت حضرت ابراہیم علیہ السلام دیا کرتے تھے اس کا عملی مظاہرہ اسماعیل علیہ السلام نے مذکورہ الفاظ سے کر دیا۔ علامہ اقبال نے اسی لئے تو کہا تھا۔

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

شاعر اسلام جناب محمد حفیظ جالندھری مرحوم نے باپ اور بیٹے کی گفتگو کو شاعرانہ انداز میں یوں ذکر فرمایا ہے۔

پہاڑی پر سے دی آواز اسماعیل ادھر آؤ
ادھر آؤ' خدائے پاک کا ارشاد سن جاؤ
پدر کی یہ صدا سن کر پسر دوڑا ہوا آیا
رکا ہرگز نہ اسماعیل گو شیطاں نے بہکایا
پدر بولا کہ "بیٹا" آج میں نے خواب دیکھا ہے
کتاب زندگانی کا نرالا باب دیکھا ہے
یہ دیکھا ہے کہ میں خود آپ تجھ کو ذبح کرتا ہوں
خدا کے نام سے تیرے لہو میں ہاتھ بھرتا ہوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سعادت مند بیٹا جھک گیا فرمان باری پر
زمین و آسماں حیران تھے اس طاعت گزاری پر
کہا فرزند نے اے باپ! اسماعیل صابر ہے
خدا کے حکم پر بندہ پئے تعمیل حاضر ہے

ذبح کیلئے روانگی اور شیطان کی چال حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام دونوں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کیلئے صبح ہی صبح گھر سے روانہ ہوئے۔ بیٹا اپنی جوانی' اپنا حسن' اپنی رعنائی اور امیدوں کی دنیا قربان کرنے کیلئے شاداں جارہا ہے اور باپ اپنی کئی سالہ دعاؤں کے ثمر' اپنے لخت جگر اور نور نظر کو قربان کرنے جارہا ہے۔ دونوں ازحد خوش اور مسرور ہیں کہ آج ہم اپنے رب سے "رضامندی" کا سرٹیفکیٹ لینے جارہے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کعب احبار کا قول بیان کیا ہے کہ۔

"جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند کو ذبح کرنے کا ارادہ کرلیا تو شیطان نے کہا۔ اگر اب میں ابراہیم کے گھر والوں کو بہکا نہ سکا تو ان کی اولاد میں سے کبھی کوئی میرے دھوکے میں نہ آئے گا۔ یہ سوچ کر شیطان' انسانی شکل میں دوڑتا ہوا حضرت ھاجرہ کے پاس پہنچا اور ھاجرہ سے سوال کیا۔ ابراہیم کہاں ہیں؟ اور ننھا اسماعیل نظر نہیں آرہا۔ ھاجرہ نے بتایا کہ دونوں باپ بیٹا اس گھاٹی سے لکڑیاں لینے (اور سیر و تفریح کی غرض سے) باہر گئے ہیں۔ شیطان نے کہا' نہیں بلکہ ابراہیم' تیرے صاحبزادے کو ذبح کرنے کیلئے ساتھ لے گئے ہیں (دوڑو اور فوراً اپنے بچے کو بازو سے پکڑ لو ورنہ چند لمحوں بعد تمہیں اس کی مردہ لاش دیکھنے کو ملے گی) ھاجرہ نے فرمایا۔ ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کو اسماعیل سے بڑا پیار اور بے حد محبت ہے اور کیا کبھی باپ نے بھی بیٹے کو قتل کیا ہے؟ شیطان نے کہا' وہ کہتے ہیں کہ رب تعالیٰ نے انہیں بیٹا ذبح کرنے کا حکم دیا ہے اس لئے وہ آج ضرور تیرے بچے کو ذبح کردیں گے۔ ھاجرہ نے فرمایا "اگر رب کا حکم ہے تو ایک اسماعیل کیا؟ اگر ہزاروں اسماعیل ہوں تو حکم الٰہی پر قربان کردوں۔ ماں کا دل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑا نرم ہوتا ہے۔ شیطان کو یہاں سے سو فیصد کامیابی کی امید تھی لیکن منہ کی کھا کر بھی ہمت نہ ہاری اور دوڑتا ہوا اسماعیل کے پاس آیا۔ آپ اس وقت ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔ اسماعیل سے مخاطب ہو کر شیطان نے کہا کہ تمہارا باپ تمہیں ذبح کرنے کیلئے جا رہا ہے۔ پوچھا کیوں؟ شیطان نے کہا "رب کے حکم سے" اسماعیل نے جواب دیا۔ اگر رب کا حکم ہے تو میں ذبح ہونے کیلئے تیار ہوں۔ میرے والد کو رب کا حکم ضرور پورا کرنا چاہیے۔

اب شیطان نے آخری وار حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آزمایا اور کہا میں جانتا ہوں کہ شیطان نے خواب میں تمہیں بیٹا ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ اتنے زیرک، دانا، عقل مند اور سمجھدار ہو کر بچے کو ذبح کرنے جا رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے کئی طریقے ہیں۔ تمہیں بڑھاپے میں ایک بچہ نصیب ہوا۔ وہ اتنا حسین و جمیل ہے کہ اسے دیکھ کر چاند بھی شرما جائے۔ اگر تم نے اسے ذبح کر دیا تو تمہاری نسل ختم ہو جائے گی، تمہارا خاندان مٹ جائے گا۔ اور تمہارا دنیا میں کوئی نام لیوا نہ رہے گا اور یہ جو تم نے خواب، خواب کی رٹ لگا رکھی ہے۔ یہ شیطانی وسوسہ بھی ہو سکتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فوراً پہچان لیا کہ یہ شیطان ہے اور مجھے اپنے رب کے حکم سے روکنے کیلئے تدبیریں کر رہا ہے۔ آپ نے غضبناک ہو کر فرمایا۔ اے دشمن الٰہی! پیچھے ہٹ جا، میں ضرور اپنے رب کے حکم پر عمل کروں گا اور تیری کوئی سازش کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ "شیطان نے تین دفعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو روکنے کی کوشش اور آپ نے جمرہ عقبہ، جمرہ وسطیٰ، اور جمرہ کبریٰ پر شیطان کو کنکریاں مار مار کر بھگا دیا۔" (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۴۷-۴۸ جلد ۱۰)

ذبح کی تیاری حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے صاحبزادے کو قربان کرنے کیلئے اور صاحبزادہ قربان ہونے کیلئے جب وادی منیٰ میں صخرہ کے پاس پہنچے اور "ذبح فرزند" کا مرحلہ قریب آیا تو اطاعت شعار بیٹے نے عرض کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"پدر محترم! میرے ہاتھ اور پاؤں رسی کے ساتھ مضبوطی سے باندھ لیجئے تاکہ میں تڑپ نہ سکوں۔ مبادا' بے خبری میں تڑپنے سے میرے خون کے چھینٹے آپ کے کپڑوں پر پڑ جائیں۔ نیز چھری کو تیز کر لیں اور جب ذبح کرنے لگیں تو تیزی سے اسے میری گردن پر چلا دیں (اور میرا منہ زمین کی طرف کر لیں تاکہ میرے چہرے کو دیکھ کر آپ کو ترس نہ آ جائے) ذبح کے بعد آپ گھر لوٹیں تو میری ماں ھاجرہ کو میری طرف سے سلام عرض کریں اور اگر آپ میرا کرتہ میری والدہ کے پاس لے جانا چاہتے ہوں تو لے جائیں۔ میری قمیص دیکھ کر میری ماں کو بڑی تسلی ہو گی۔" (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۲۰۶ جلد ۱۰)

شاہنامہ اسلام میں ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کی۔

مگر آنکھوں پر اپنی آپ پٹی باندھ لیجئے گا
میرے ہاتھوں میں اور پیروں میں رسی باندھ لیجئے گا
مبادا' آپ کو صورت پہ میری رحم آ جائے
مبادا' میں تڑپ کر چھوٹ جاؤں ہاتھ تھرائے

گردن پہ چھری رکھ دی اس گفتگو کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل کو پیار کرنے کے بعد جانور کی طرح باندھا' چھری کو تیز کیا' منہ کے بل زمین پر لٹایا اور تیز چھری ہاتھ میں پکڑ کر اسماعیل کی گردن پر پھیرنی شروع کر دی۔ قرآن کہتا ہے **فلما اسلما و تلہ للجبین**۔ جب وہ دونوں مطیع ہو گئے اور ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ خلیل اللہ نے رب تعالیٰ کے حکم کی اطاعت اور اللہ کی محبت پر بیٹے کی محبت کو قربان کر دیا اور شفیق باپ نے چاند سے بیٹے کے حلق پر چھری رکھ دی۔

ہوئے اب ہر طرح تیار دونوں باپ اور بیٹا
چھری تھامی پدر نے اور پسر قدموں میں آ لیٹا
پچھاڑا اور گھٹنا سینہ معصوم پر رکھا
چھری پتھر پہ رگڑی ہاتھ حلقوم پر رکھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میدانِ منیٰ میں ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے جب اطاعت الٰہی کا یہ ناقابل فراموش منظر پیش کیا تو عالم بالا میں لرزہ طاری ہو گیا۔ فرشتوں کو اِنِّیٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ کی تفسیر سمجھ آ گئی۔ ملائکہ نے عرض کی۔ اللہ!

تیرا بندہ' تیرے حکم پر' اپنے بیٹے کی گردن کاٹ رہا ہے۔

جواب آیا' فرشتو! آج ابراہیم و اسماعیل کی اطاعت کا نظارہ کرو اور میری قدرت کا مشاہدہ کرو۔

عرض کی! مولا۔ وہ دیکھ۔ چھری چل گئی۔

فرمایا! اسماعیل کی گردن پر چھری چلانا ابراہیم کا کام ہے اور اسے چھری کی کاٹ سے بچانا میرا کام ہے۔

کائنات دم بخود' آسمان آنکھ لگائے' کوئی تو ہو جو آگے بڑھ کر ابراہیم کا ہاتھ پکڑ لے۔ بقول شاعر۔

زمیں سہمی پڑی تھی' آسمان ساکن تھا بیچارہ
نہ اس سے پیشتر دیکھا تھا یہ حیرت کا نظارہ
پدر تھا مطمئن بیٹے کے چہرے پر بحالی تھی
چھری حلقوم اسماعیل پر چلنے ہی والی تھی

ندائے الٰہی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر ابراہیم علیہ السلام بار بار چھری چلاتے ہیں مگر گردن کٹنے کا نام نہیں لیتی۔ آپ نے چھری کو دوبارہ' سہ بارہ پتھر پہ رگڑا کہ تیز ہو جائے اور میرے ہاتھوں' اللہ کے حکم کے مطابق میرے فرزند دل بند کی گردن کٹ جائے۔

مگر جو رب چھری کو کاٹنے کی قوت سے نواز سکتا ہے---- وہ اس سے کاٹنے کی طاقت کو سلب بھی کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تیز چھری سے کاٹنے کی استعداد کو ختم کر دیا۔ یا بقول امام سدی رحمتہ اللہ علیہ حضرت اسماعیل کی گردن پر تانبے کا کڑا چڑھا دیا۔ اور بعض علماء کا قول ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل کی گردن پر چھری رکھی تو خالق کائنات نے چھری کی دھار کو لوٹا دیا۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۴۶ جلد ۱۰)

اب ہوا کیا؟ ندا آئی۔ اے میرے خلیل! بس تیرا امتحان ہو گیا اور تو امتحان میں کامیاب و کامران ہو گیا۔

ہوئے جبرئیل نازل اور تھاما ہاتھ حضرت کا
کہا بس امتحان مقصود تھا ایثار و جرات کا

وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ ○ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ○ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ○ (سورۃ الصافات آیت نمبر ۱۰۴ تا ۱۰۶)

ترجمہ: اور ہم نے آواز دی۔ اے ابراہیم! بے شک تو نے اپنا خواب سچ کر دکھایا۔ ہم احسان کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ عطا فرماتے ہیں۔ بلاشبہ یہ بہت بڑی آزمائش تھی۔

☆ آپ غور فرمائیں کہ کسی امتحانی پرچے کو طلبہ کہیں گے، کہ مشکل ہے۔
☆ کسی پرچے کو نگران کہیں گے، مشکل ہے۔
☆ کسی پرچے کو امتحان دینے والے کہیں گے، مشکل ہے۔
☆ کسی کو صدر معلم کہے گا مشکل ہے۔
☆ کسی کو والدین کہیں گے، مشکل ہے۔
☆ کسی کو دوست کہیں گے، مشکل ہے۔
☆ کسی کو اساتذہ کہیں گے، مشکل ہے۔ ☆ کسی کو امتحانی بورڈ کہے گا مشکل ہے۔
☆ مگر ابراہیم و اسماعیل کا امتحانی پرچہ ایسا پرچہ ہے جسے رب کائنات فرماتے ہیں کہ یہ پرچہ از حد مشکل ہے **إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ○** ترجمہ: بلاشبہ یہ بہت بڑا امتحان تھا۔ اس سے زیادہ مشکل پرچہ اور کیا ہو گا کہ گلا بیٹے کا اور چھری والد کی بیٹا بھی اکلوتا اور بڑھاپے کا سہارا۔

حضراتِ محترم! یہ ہے ساری اسلامی تعلیم کا خلاصہ اور نچوڑ کہ اپنے آپ کو اور اپنی ہر چیز کو مالک حقیقی کی رضا کیلئے قربان کر دیا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذبح عظیم حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ آواز سنی اور آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک موٹا' تازہ' فربہ اور سینگوں والا مینڈھا پکڑے ہوئے نظر آئے۔ جبرئیل نے عرض کی۔ اے خلیل اللہ! تیرے رب نے تیرے بیٹے کی قربانی کے بدلے میں جنت سے یہ مینڈھا بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ بیٹے کی قربانی کے فدیے میں اسے ذبح کر دو۔ آپ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہی مینڈھا قریب کھڑا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے تکبیر کہی اور اللہ کے نام پر اس مینڈھے کو ذبح کر دیا۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرمایا ہے کہ "جس مینڈھے کی قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل کے بدلے میں دی یہ وہی مینڈھا تھا جس کی قربانی آدم علیہ السلام کے بیٹے ہابیل نے پیش کی تھی۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۵۰ جلد ۱۰)۔

یہی وہ قربانی ہے جو بارگاہ ایزدی میں ایسی مقبول ہوئی کہ بطور یادگار ملت ابراہیمی کا شعار اور نشان قرار پائی کہ آج بھی ذی الحجہ کی دس تاریخ کو تمام دنیاء اسلام میں لاتعداد جانوروں کی قربانی دے کر اس یادگار کو زندہ رکھا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ○ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ○ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ○ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ○ (سورۃ الصافات آیت نمبر ۱۰۷ تا ۱۱۱)

ترجمہ: اور ہم نے اس (اسماعیل) کے بدلے میں عظیم ذبیحہ دے دیا۔ اور ہم نے آنے والی نسلوں میں اس کا ذکر خیر باقی چھوڑ دیا۔ ابراہیم علیہ السلام پر سلام ہو۔ ہم نیکو کاروں کو اسی طرح بدلہ عطا فرماتے ہیں بلاشبہ وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

اور بقول حفیظ جالندھری مرحوم

رُکی قربانئ انسان اسماعیل کے صدقے
حیاتِ نو ملی ایمان کی تکمیل کے صدقے
خطاب اس دن سے اسماعیل نے پایا ذبیح اللہ
خدا نے آپ ان کے حق میں فرمایا ذبیح اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَفَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ

اسماعیل کی شادی اور والدہ کا انتقال آپ صحیح بخاری شریف کے حوالہ سے یہ بات جان چکے ہیں کہ وادی غیرذی زرع یعنی مکہ مکرمہ میں بنو جرھم کی آمد سے کئی گھرانے آباد ہو گئے اور آہستہ آہستہ آبادی بڑھتی ہی چلی گئی۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام' افراد بنو جرھم میں ہی پل کر جوان ہوئے۔ آپ انتہائی باوقار' باہمت' صاحب حلم اور ازحد حسین و جمیل نوجوان تھے۔ بنو جرھم کو آپ کا حسن و جمال' انداز زیست' گفتار و کلام اور کردار و کمال بہت پسند آیا تو انہوں نے اپنے قبیلے کی انتہائی خوبرو' خوش شکل اور خوب صورت و خوب سیرت دوشیزہ "عمارہ بنت سعید" سے آپ کا نکاح کردیا۔ **وَشَبَّ الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِیَّۃَ وَاَعْجَبَھُمْ حِیْنَ شَبَّ فَلَمَّا اَدْرَکَ زَوَّجُوْہُ** (صحیح بخاری صفحہ ۴۷۵ جلد ۱)

ترجمہ: حضرت اسماعیل جب جوان ہو گئے اور عربی زبان سیکھ گئے تو بنو جرھم کو آپ کی جوانی بہت پسند آئی تو انہوں نے اپنے خاندان میں ان کی شادی کردی۔

شادی کے کچھ عرصہ بعد اسماعیل کی صابرہ والدہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی باوفا اور اطاعت شعار اہلیہ سیدہ ھاجرہ کو موت کا پیغام آ گیا اور آپ اپنے بیٹے کا گھر آباد کر کے خود عازم آخرت ہوئیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام بسیار کوشش کے باوجود اپنی والدہ ماجدہ کو موت کے منہ سے نہ بچا سکے کیونکہ **اِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ اِذَا جَاءَ لَا یُؤَخَّرُ** (سورۃ نوح آیت نمبر ۴) جب اللہ کا مقررہ وقت آجائے تو اسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔ علامہ اقبال مرحوم نے بھی قرآنی آیات کی کیا خوب ترجمانی کی ہے۔

کلبۂ افلاس میں دولت کے کاشانے میں موت
دشت و در میں شہر میں گلشن میں ویرانے میں موت

موت ہے ہنگامہ آراء قلزم خاموش میں
ڈوب جاتے ہیں سفینے موج کی آغوش میں

اپنی محسنہ' شفیقہ اور پیاری والدہ کی وفات پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جذبات و احساسات یقیناً وہی ہونگے جو ایک فرمانبردار' خدمت گزار اور اطاعت شعار بیٹے کے اپنی "ماں" کی موت پر ہوتے ہیں۔

ماں کی جدائی ماں کی ماتا اور والدہ کی شفقت و محبت کی اہمیت کا پورا احساس و ادراک وہی شخص کرسکتا ہے جس کی ماں اسے روتا ہوا چھوڑ کر داغ مفارقت دے گئی ہو اور وہ اپنی بے پناہ کوششوں کے باوجود اپنی پیاری ماں کو موت کے پنجے سے آزاد نہ کروا سکا ہو اور بالآخر اپنی ماں کی میت والی چارپائی کو کندھا دے کر خود اپنے ہاتھوں ماں کو لحد میں اتارنے پر مجبور ہو گیا ہو۔

ماں اک باغ بہشت دا بوٹا ٹھنڈی جس دی چھاں
در در دھکے چین اونہاں نوں مرجاوے جنہاں دی ماں

شاعر مشرق علامہ اقبال مرحوم نے "والدہ مرحومہ کی یاد میں" نظم لکھ کر ماں کی جدائی کا صدمہ سہنے والوں کے احساسات و جذبات کی کیا خوب ترجمانی کی ہے فرماتے ہیں۔

کس کو اب ہوگا وطن میں آہ! میرا انتظار؟
کون میرا خط نہ آنے سے رہے گا بے قرار؟
خاکِ مرقد پر تری لے کر یہ فریاد آؤں گا
اب دعاءِ نیم شب میں کس کو میں یاد آؤں گا

اللہ تعالیٰ کے حضور بصد عجز و انکسار دعا ہے کہ وہ میری والدہ محترمہ مرحومہ سمیت تمام فوت شدگان کی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

غرض حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنی والدہ ھاجرہ کی وفات پر بے حد پریشان اور مغموم ہوئے اور یقیناً ان پر یہ کیفیت گزری ہوگی کہ۔

عمر بھر تیری محبت میری خدمت گر رہی
میں تیری خدمت کے قابل جب ہوا تو چل بسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دفتر ہستی میں تھی زریں ورق تری حیات
تھی سراپا دین و دنیا کا سبق تیری حیات

اور

بعض روایات میں ہے کہ وفات کے وقت سیدہ ھاجرہ کی عمر نوے سال اور حضرت اسماعیل کی عمر صرف بیس سال تھی۔ حضرت ھاجرہ کو چاہ زمزم کے قریب مطاف کعبہ میں دفن کیا گیا۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

بعد ازاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زندگی میں کئی نشیب و فراز آئے آپ نے بنو جرھم کے ایک دوسرے سردار "مضاض" کی بیٹی "سیدہ دعلہ" سے بھی نکاح کیا' آپ کی ایک ہی بیٹی تھی جس کا نام شامہ یا محلاۃ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بارہ بیٹے عطا فرمائے۔ جن کے نام (۱) نبایوط (۲) قیدار (۳) ادب ایل (۴) مبشام (۵) مسمع (۶) دومہ (۷) مسا (۸) حدور (۹) تیما (۱۰) جطور (۱۱) نفیس (۱۲) قدمہ تھے (محفل انبیاء صفحہ ۷۰)

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ایک سو سینتیس (۱۳۷) سال عمر پائی اور مُطافِ کعبہ میں ھاجرہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قرآنی اوصاف حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زندگی کے اہم واقعات کی تفصیل میں بات خاصی طوالت اختیار کر گئی۔ سورۃ مریم کی زیر بحث آیات اور بعض دوسری آیات میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مندرجہ ذیل اوصاف جمیلہ کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔

* صادق الوعد = (وعدے کے سچے) ایک شخص سے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ایک دفعہ وعدہ فرمایا کہ جب تک تو واپس نہ آئے گا میں یہیں تیرا انتظار کروں گا۔ وہ شخص تین دن بعد آیا تو آپ اسی جگہ کھڑے انتظار فرما رہے تھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا سب سے اہم وعدہ وہ تھا جو آپ نے اپنے والد ابراہیم علیہ السلام سے ذبح کے متعلق کیا تھا اور دنیا جانتی ہے کہ آپ نے اس وعدہ کو بڑی استقامت سے پورا فرمایا (تفصیل پہلے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

بیان ہو چکی ہے)

* رسول = صاحب شریعت یا صاحب کتاب پیغمبر کو رسول کہا جاتا ہے۔ یہ بھی آپ کا ایک وصف ہے۔

* نبی - جس شخص پر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہو۔ اسے نبی کہا جاتا ہے یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ایک اعزاز ہے نیل الاوطار میں ہے **وَالرَّسُوْلُ قَدْ یَکُوْنُ مُرَادِفًا لَہٗ** کہ لفظ رسول اور نبی کبھی ہم معنی بھی استعمال ہوتے ہیں۔

قرآن عزیز میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے فرزند حضرت اسحاق علیہ السلام کو صرف "نبی" اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو نبی اور رسول دونوں صفتوں میں موصوف کیا گیا ہے۔ جس سے آپ کے علو مرتبت کا پتہ چلتا ہے۔

* اہل خانہ کو نماز کا حکم دینے والے - نماز ہر نبی اور اس کی امت پر فرض رہی ہے۔ اسی طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام اور آپ کے اطاعت گزاروں پر بھی نماز فرض تھی اور آپ اس کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔

* زکوۃ کا حکم دینے والے - احکام اسلام میں زکوۃ بھی ایک اہم حکم ہے۔ اسی لئے حضرت اسماعیل علیہ السلام خصوصیت سے نماز اور زکواۃ کا حکم دیتے تھے۔ اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ تبلیغ کا آغاز گھر والوں سے کرنا چاہیے۔ جیسا کہ آنحضرت کو قرآن مجید کا حکم ہے۔ **وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ** ترجمہ : اور اے پیغمبر! پہلے اپنے رشتے داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤ۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ "اھل" سے مراد ساری امت ہے کیونکہ تمام انبیاء اپنی اپنی امتوں کے (روحانی) باپ ہوتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ "نماز اور زکواۃ سے مراد حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شریعت ہے۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۲۲۲ جلد ۷)

* رب کے پسندیدہ - حضرت اسماعیل علیہ السلام' اطاعت الٰہی' والد کی فرمانبرداری اور ذبح عظیم کے واقعہ میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اس لئے فرمایا **کَانَ عِنْدَ رَبِّہٖ مَرْضِیًّا** ہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے رب کے پسندیدہ تھے۔

* صابر = آپ جان چکے ہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ذبح کے موقع پر "صبرِ عظیم" کا مظاہرہ فرمایا اور والد سے عرض کی سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ۔ انشاءاللہ آپ مجھے ضرور صبر کرنے والا پائیں گے۔

* حلیم = حضرت اسماعیل علیہ السلام کی حلم و بردباری سے سارا زمانہ واقف ہے۔

* مِنَ الْاَخْیَارِ = (بہترین لوگوں میں سے) واقعتاً حضرت اسماعیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ، پسندیدہ اور محبوب انسانوں میں سے تھے۔

* مِنَ الصَّالِحِیْنَ = (نیکوں میں سے) حضرت اسماعیل کے خاندان سے بڑھ کر اور کس کا خاندان نیک اور صالح ہو سکتا ہے۔

تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ

آخر میں سورۃ مریم کی زیر بحث آیات اور ترجمے کو دوبارہ ذہن میں لائیے۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عظمت و شان کا اندازہ فرمائیے۔ ارشادِ ربانی ہے:۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا ○ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ○

ترجمہ: اور کتاب (قرآن حکیم) میں اسماعیل علیہ السلام کا ذکر فرمائیے بلاشبہ وہ وعدے کے سچے، اللہ کے رسول (اور) نبی تھے۔ اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے اور زکواۃ ادا کرنے کا حکم دیا کرتے تھے اور وہ اپنے رب کے نزدیک بڑے پسندیدہ تھے۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن فہمی اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 13

ذکرِ ادریس علیہ السلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ○ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِدْرِیْسَ اِنَّہٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ○ وَّرَفَعْنٰہُ مَكَانًا عَلِیًّا ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ مِنْ ذُرِّیَّۃِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّیَّۃِ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْرَآءِیْلَ وَمِمَّنْ ھَدَیْنَا وَاجْتَبَیْنَا اِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِیًّا ○ (سورہ مریم آیت نمبر ۵۶ تا ۵۸)

ترجمہ : اور کتاب (قرآن مجید) میں ادریس علیہ السلام کا ذکر فرمایئے۔ بے شک وہ بڑے راستباز نبی تھے اور ہم نے بڑے اونچے مقام تک انہیں بلند کیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا۔ انبیاء کرام سے (یہ) آدم کی اولاد سے تھے۔ اور بعض ان کی اولاد جنہیں ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا اور بعض ابراہیم علیہ السلام اور بعض یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور ان میں سے جنہیں ہم نے ہدائت دی اور چن لیا۔ جب ان کے سامنے رحمان کی آئتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے گر پڑتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی تعریفات' تحمیدات' تمجیدات اور بڑائی' کبریائی اور حمد سرائی کے بعد' ان گنت' لاتعداد' بے شمار اور بے حد وحساب' درود و سلام' امام الانبیاء' سید الاتقیاء' قدوۃ الصلحاء' شافع روز جزا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اطہر و اقدس پر' جن کی بعثت و تشریف آوری کی بدولت' رب کائنات نے ہدایت کائنات کیلئے قرآن مجید فرقان حمید کو نازل فرمایا اور اسی قرآن حکیم کی سورۃ مریم کی مذکورہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیات میں اپنے ایک جلیل القدر پیغمبر حضرت ادریس علیہ السلام کی سیرت طیبہ اور حالات مبارکہ کی طرف واضح اشارہ فرمایا اور نبی اکرم' رسول معظم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن عزیز میں حضرت ادریس علیہ السلام کے ذکر خیر کا حکم دیا۔

جائے ولادت حضرت ادریس علیہ السلام کی جائے ولادت اور پرورش کے بارے میں ماہرینِ علم الانساب اور حکماء وفلاسفہ کی آراء مختلف ہیں۔

① ایک فرقہ کی رائے ہے کہ آپ مصر کے قریہ "منف" میں پیدا ہوئے اور آپ کا لقب "ہرمس الہرامسہ" یعنی ماہر علوم تھا۔ (البدایہ والنہایہ مترجم صفحہ ۱۸۷ جلد ۱)

② دوسری جماعت کا خیال ہے کہ آپ کی پیدائش یونان میں ہوئی۔ اور آپ یونان کے انبیاء میں سے ایک نبی تھے۔

③ تیسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ آپ کی ولادت "بابل" میں ہوئی اور آپ نے وہیں پرورش اور نشو ونما پائی۔ (قصص القرآن صفحہ ۹۴ جلد ۱)

ہمارے خیال میں ان تینوں آراء میں مطابقت اور موافقت اس طرح ممکن ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کی ولادت باسعادت یونان میں ہوئی' وہیں آپ نے پرورش پائی اور اوائل عمر میں وھیں قیام پذیر رہے۔ سن بلوغت کو پہنچنے کے بعد آپ انقطاع عالم کی سیر کرتے ہوئے بابل' میں وارد ہوئے۔ اور یہاں حضرت شیث بن آدم علیہ السلام سے علم حاصل کیا جب آپ سن رشد کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت سے سرفراز فرمایا اور آپ کو تبلیغ احکام کا حکم دیا گیا۔ تب آپ نے لوگوں کو راہ ہدائت کی تبلیغ شروع کی اور اشرار ومفسدین کو شرارتوں' نافرمانیوں اور فساد سے منع کیا مگر آپ کی بسیار کوشش' ہمت' محنت' وعظ' تبلیغ' نصیحت' تذکیر اور انذار کے باوجود اکثر لوگوں نے آپ کی مخالفت کی اور حضرت ادریس علیہ السلام کے احکامات کو ماننے سے انکار کر دیا۔ البتہ ایک چھوٹی سی جماعت مشرف بہ اسلام ہوئی اور انہوں نے آپکے دین کو دل وجان سے حق تسلیم کر لیا اور آپ کے اطاعت گزار و فرماں بردار ہو گئے۔

ہجرت ادریس حضرت ادریس علیہ السلام نے جب قوم کی اکثریت کو بد اعمال و گنہگار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیکھا تو مسلمانوں کی مختصر جماعت کے ہمراہ بابل ' سے ہجرت کا ارادہ فرمایا۔ آپ کے رفقاء نے جب یہ فیصلہ سنا تو ان پر بابل سے سفر ہجرت اختیار کرنا شاق گزرا اور چونکہ بابل دجلہ و فرات کے دریاؤں کی وجہ سے سرسبز و شاداب علاقہ تھا اس لئے پیروان ادریس کہنے لگے کہ "بابل جیسا وطن ہمیں کہاں نصیب ہو گا؟"

حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں یہ تکلیف گوارا کر لو تو وہ ضرور تمہیں اس کا نعم البدل عطا فرمائے گا لہٰذا اس کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ' اس کا کرم و فضل بڑا وسیع اور اسکی عطاء لامحدود ہے اس لئے ہمت نہ ہارو۔ اور رب تعالیٰ کے حکم ہجرت کے سامنے سرنیاز خم کرتے ہوئے سفر ہجرت پر نکل کھڑے ہو۔ غرض ' حضرت ادریس علیہ السلام اپنے اطاعت گزاروں کی جماعت کے ہمراہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ' مصر' کی جانب روانہ ہوئے ' جب سفر کرتے کرتے دریائے نیل پر پہنچے اور اہل ایمان کی جماعت نے نیل کی روانی اور اس سرزمین کی شادابی کو دیکھا تو ازحد مسرور اور خوش ہوئے اور نیل کے کنارے ایک بہترین جگہ کا انتخاب کر کے وہاں رہائش اختیار کر لی۔

ستر (۷۰) زبانوں کے ماہر حضرت ادریس علیہ السلام چونکہ اللہ تعالیٰ کے پیغامبر اور نبی تھے اور احکام الٰہی کی تبلیغ و اشاعت پر مامور تھے۔ اسلئے آپ نے مصر تشریف لا کر بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیا اور دن رات پیغام الٰہی کی اشاعت میں مصروف رہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانہ میں ستر (۷۰) زبانیں بولی جاتی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا ملکہ اور صلاحیت عطا فرمائی تھی کہ آپ ان تمام زبانوں میں کلام کرنے کی مہارت تامہ رکھتے تھے اور مختلف افراد' قبائل اور جماعتوں کو انہیں کی زبان میں تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔ (قصص القرآن صفحہ ۹۵ جلد ۱)

لسانیات کے اسی ماہر پیغمبر کے بارے میں آنحضرت ﷺ کو حکم دیا جا رہا ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ۝ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝

ترجمہ : اور کتاب قرآن مجید میں حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر فرمایئے بلاشبہ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑے راستباز نبی تھے اور ہم نے اونچے مقام تک انہیں بلند فرمایا۔

تیس صحیفے اللہ تعالیٰ نے مختلف زبانوں میں متعدد انبیاء کرام پر صحائف اور کتابیں نازل فرمائیں۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام کو صحیفے عطا فرمائے۔

حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور نازل ہوئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تختیوں کی صورت میں تورات کا نزول فرمایا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل عطا فرمائی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر قرآن مجید نازل فرمایا۔

غرض کسی نبی کو ایک صحیفہ، کسی کو دو، کسی کو تین، چار، پانچ، چھ اور دس صحیفے عطا فرمائے۔ مگر۔ حضرت ادریس علیہ السلام ایسے پیغمبر ہیں۔ جنہیں رب کائنات نے تیس صحیفے عطا فرمائے۔ (روح المعانی صفحہ ۱۰۵ جلد ۱۶)

حضرت ادریس علیہ السلام ان صحائف کی تدریس و تعلیم اور تبلیغ و اشاعت میں ایسے منہمک اور مصروف و مشغول ہوئے کہ آپ کا نام ہی "ادریس" یعنی بہت زیادہ درس دینے والا مشہور ہو گیا۔ جب کہ آپ کا اصل نام "اخنوخ" تھا۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۳۲۳ جلد ۷)

تیسرے نبی حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام کے پڑدادا اور حضرت شیث علیہ السلام کے نواسے تھے۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۳۲۳ جلد ۷)

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت شیث علیہ السلام کے بعد آپ ہی کو عہدہ نبوت سے سرفراز فرمایا گیا۔ اور آپ کو حضرت آدم علیہ السلام کی زندگی کے تین سو آٹھ سالہ واقعات کے بارے میں مکمل معلومات حاصل تھیں۔ (البدایہ والنھایہ مترجم صفحہ ۱۸۶ جلد ۱)

قرآن مجید کی سورہ انبیاء میں حضرت ادریس علیہ السلام کی نبوت کا ذکر بایں الفاظ ہے۔ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ ○ وَأَدْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُم مِّنَ الصَّالِحِينَ ○ (سورہ انبیاء آیت نمبر ۸۵-۸۶) ترجمہ: اور اسماعیل اور ادریس اور ذالکفل (علیہم السلام) کو یاد کرو یہ سب صابرین میں سے تھے، اور ہم نے انہیں اپنی خاص رحمت میں داخل فرمایا۔ یقیناً وہ نیک بندوں میں سے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق حضرت ادریس علیہ السلام' حضرت نوح علیہ السلام سے ایک ہزار سال قبل دنیا میں تشریف لائے۔

حضرت ادریس علیہ السلام نے دین الہی کی تبلیغ واشاعت کے علاوہ سیاست کے اصول' شہری زندگی کے قواعد اور تہذیب و تمدن کی بھی تعلیم و تلقین کی اور مختلف قبائل اور جماعتوں سے طلبہ کو جمع کر کے انہیں مدنی سیاست اور اس کے اصول و قواعد سکھائے۔ پھر آپ کے ان فیض یافتگان نے آپ کی تعلیم و تربیت کی روشنی میں کئی شہر اور بستیاں آباد کیں۔ جن کی تعداد کم و بیش نوسو (۹۰۰) کے قریب تھی۔ جن میں سب سے چھوٹا شہر "رھا" تھا۔ جو اب صفحہ ہستی سے مٹ چکا ہے مگر اس کے کھنڈرات ونشانات باقی ھیں۔ (قصص القرآن صفحہ ۹۶ جلد ۱)

حلیہ مبارک حضرت ادریس علیہ السلام کا رنگ گندم گوں' درمیانہ قد' سر پر بال کم' خوبصورت گھنی داڑھی' رنگ و روپ اور چہرہ کے خطوط میں ملاحت' مضبوط بازو' چوڑے کندھے' مضبوط ہڈی' دبلے پتلے' سرگیں چمکدار آنکھیں' باوقار گفتگو' خاموشی پسند' سنجیدہ اور متین' چلتے ہوئے نظر نیچی' انتہائی غور و فکر کے عادی' غصہ کی حالت میں بار بار انگشت شہادت سے اشارہ کرنے کے عادی تھے۔ (قصص القرآن صفحہ ۹۸ جلد ۱)

غرض حضرت ادریس علیہ السلام حسن و جمال کا مرقع اور خوبصورتی و نفاست سے مرصع تھے۔ اسی حسن و جمال کے پیکر کا ذکر سورہ مریم کی زیر بحث آیات طیبات میں ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ۝ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝

ترجمہ : اور کتاب میں حضرت ادریس علیہ السلام کا بھی ذکر کرو' بلاشبہ وہ نہایت سچے نبی تھے اور ہم نے انہیں اونچی جگہ اٹھالیا تھا۔

آنحضرت سے ملاقات سفر معراج میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جن مشہور انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات کروائی گئی۔ ان میں ایک حضرت ادریس علیہ السلام بھی تھے۔ حضرت ادریس علیہ السلام سے آنحضرت کی ملاقات چوتھے آسمان پر ہوئی۔ جیسا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ثُمَّ عُرِجَ بِنَا اِلَی السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقِیْلَ مَنْ هٰذَا؟ قَالَ جِبْرِیْلُ قِیْلَ مَنْ مَعَکَ؟ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَیْهِ فَفَتَحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِاِدْرِیْسَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَرَحَّبَ لِیْ وَدَعَا لِیْ بِخَیْرٍ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَرَفَعْنَاهُ مَکَانًا عَلِیًّا (صحیح مسلم صفحہ ۹۱ جلد ۱)

ترجمہ: پھر جب جبرائیل علیہ السلام ہمیں لے کر چوتھے آسمان پر چڑھے' تو دروازہ کھلوایا' فرشتوں نے پوچھا کون ہو' فرمایا جبرئیل ہوں۔ فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا' محمد صلی اللہ علیہ وسلم' انہوں نے پوچھا کیا وہ بلوائے گئے ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا' ہاں۔ پس دروازہ کھلا تو میں نے وہاں حضرت ادریس علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے خیر کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ہم نے ادریس کو بلند جگہ پر اٹھالیا' (تو اونچی جگہ سے مراد یہی چوتھا آسمان ہے)

مختصر یہ کہ حضرت ادریس علیہ السلام ان چند اُولُوالعزم انبیاء میں سے ہیں جن کی ملاقات و زیارت کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج' شرف حاصل ہوا۔

ایجاداتِ ادریس حضرت ادریس علیہ السلام چونکہ اوائل زمانہ میں مبعوث ہوئے اسلئے آپ انسانی ضرورت کی بہت سی چیزوں کے موجد ہیں۔ حضرت مولانا حفظ الرحمان سیوھاروی رقم طراز ہیں کہ۔

① "حضرت ادریس علیہ السلام پہلی ہستی ہیں جنہوں نے علم حکمت و نجوم کی ابتداء کی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو افلاک اور ان کی ترکیب' کواکب اور ان کے اجتماع و افتراق کے نقاط اور ان کے باہم کشش کے رموز و اسرار کی تعلیم دی اور ان کو علم اعداد اور حساب کا عالم بنایا' اور اگر اس پیغمبر برحق کے ذریعہ ان علوم کا انکشاف نہ ہوتا تو انسانی طبائع کی وہاں تک رسائی مشکل (بلکہ ناممکن) تھی انہوں نے مختلف گروہوں اور امتوں کے لئے ان کے مناسب حال قوانین و قواعد مقرر فرمائے اور اقطاع عالم کو چار حصوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں منقسم کر کے ہر ربع کے لئے ایک حاکم مقرر کیا جو اس حصہ زمین کی سیاست و ملوکیت کا ذمہ دار قرار پایا' اور ان چاروں کے لئے ضروری قرار دیا کہ تمام قوانین سے مقدم' شریعت کا وہ قانون رہے گا جس کی تعلیم وحی الٰہی کے ذریعے میں نے تم کو دی ہے اس سلسلہ کے سب سے پہلے چار بادشاہوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) ایلاڈس (بمعنی رحیم) (۲) زوس (۳) استقلیبوس (۴) ایلاوس امون یا سیلوس۔ (قصص القرآن صفحہ ۹۶ جلد ۱)

② مشہور مؤرخ اور مفسر حضرت علامہ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ رقم طراز ہیں کہ۔ "ابن اسحاق حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ بنی آدم میں وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے لکھنے کے لئے قلم استعمال کیا" (البدایہ والنہایہ مترجم صفحہ ۱۸۶ جلد ۱)

③ قرآن حکیم کے معروف مفسر علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ' حضرت ادریس علیہ السلام کی ایجادات کے متعلق فرماتے ہیں۔

وَاَوَّلُ مَنِ اتَّخَذَ الْمَوَازِيْنَ وَالْمَكَايِيْلَ وَالْاَسْلِحَةَ فَقَاتَلَ بَنِيْ قَابِيْلَ (روح المعانی صفحہ ۱۰۵ جلد ۱۶) ترجمہ : آپ (حضرت ادریس علیہ السلام) پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے ناپ تول کے پیمانے ایجاد کئے اور اسلحہ تیار کر کے بنو قابیل سے جہاد کیا۔

④ برصغیر کے مایہ ناز مفسر قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"حضرت ادریس علیہ السلام سے پہلے لوگ جانوروں کی کھالیں بطور لباس استعمال کرتے تھے۔ آپ ہی کپڑا سینے اور سلا ہوا کپڑا پہننے کے موجد ہیں" (تفسیر مظہری صفحہ ۳۲۳ جلد ۷)

مذکورہ بالا حوالہ جات اور مفسرین کی آراء سے واضح ہو گیا کہ حضرت ادریس علیہ السلام علم حکمت و نجوم کے بانی' قلم' ناپ تول کے پیمانوں' اسلحہ اور کپڑے سینے کے موجد تھے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے کسی نے رمل کے خطوط کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"یہ علم ایک نبی (ادریس) کو دیا گیا تھا۔ پس اگر کسی شخص کے نقوش اس کے مطابق آجاتے ہیں تو نشانہ صحیح بیٹھ جاتا ہے ورنہ نہیں۔" (قصص القرآن صفحہ ۹۰ جلد ۱)

وظیفہ سبحان اللہ حضرت ادریس علیہ السلام بہت زیادہ عبادت گزار اور شب زندہ دار نبی تھے اور ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحلیل میں مصروف رہتے تھے۔ سبحان اللہ کا وظیفہ آپ کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ امام تفسیر علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ رقم طراز ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ اِدْرِیْسَ (عَلَیْہِ السَّلَامُ) کَانَ خَیَّاطًا فَکَانَ لَا یَغْرِزُ اِبْرَۃً اِلَّا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۲۶ جلد ۳)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام "درزی" تھے اور آپ سوئی کے ایک ایک ٹانکے پر سبحان اللہ کہتے تھے۔

یعنی جب آپ ایک ٹانکا لگانے کیلئے سوئی کپڑے میں داخل کرتے تو سبحان اللہ کہتے اور جب سوئی کپڑے سے باہر نکالتے تو پھر سبحان اللہ زبان سے ادا فرماتے۔

آپ اندازہ فرمائیں کہ آپ دن میں کتنی بار اپنی زبان مبارک سے "سُبْحَانَ اللّٰہ" کا وظیفہ کرتے ہونگے۔ اسی وجہ سے تفاسیر میں یہ بات بیان فرمائی گئی ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانے میں جب شام کو فرشتے اللہ کریم کے حضور انسانوں کے نیک اعمال پیش کرتے تو سب سے زیادہ نیک اعمال حضرت ادریس علیہ السلام کے ہوتے تھے اور تمام انسانوں کے اعمال جمع کرنے سے بھی وہ حضرت ادریس علیہ السلام کے اعمال کے برابر نہ ہوتے تھے۔

کتب احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ "سبحان اللہ" کے وظیفے کی بڑی برکت، شان اور فضیلت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

"جو شخص روزانہ سو بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے۔" (صحیح بخاری)

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ" کہنے سے جنت میں کھجوروں کا درخت لگ جاتا ہے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "سُبْحَانَ اللّٰہ" کا ثواب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نصف ترازو کو بھر دیتا ہے اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کا وظیفہ کرنے سے سارا ترازو (میزان) اجروثواب سے لبریز ہو جاتا ہے۔ صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِى الْمِيْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ (صحیح بخاری صفحہ ۲۹ جلد ۲)

ترجمہ : دو کلمے رحمان کو ازحد پسندیدہ اور محبوب ہیں وہ زبان پر ہلکے (آسان) مگر ترازو میں بہت وزنی اور بھاری ہیں وہ دو کلمات "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" ہیں

سبحان اللہ کی اسی فضیلت کے باعث ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ ' ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ اللہ اکبر پڑھنے کا حکم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو کثرت سے حضرت ادریس علیہ السلام والا وظیفہ کرنے یعنی "سبحان اللہ" پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بیٹے کی ولادت اولاد عطا کرنا یا نہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے قبضہ اختیار میں ہے اور سورہ مریم کا مرکزی نکتہ اور اہم موضوع ہی یہی ہے کہ وہ نہ چاہے تو جوانی میں بیٹا عطا نہ کرے اور اگر چاہے تو زکریا علیہ السلام کو کبر سنی ' بڑھاپے اور ضعف پیری میں یحییٰ عطا فرما دے۔

وہ اگر نہ دے تو شادی شدہ جوڑوں کو شدید خواہش کے باوجود اولاد نصیب نہ کرے اور اگر دینے پہ آئے تو کنواری مریم کو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) جیسا خوبرو ' خوش شکل اور حسین فرزند عطا فرما دے۔ ارشاد ربانی ہے۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ الذُّكُوْرَ ○ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ (سورہ شوریٰ آیت نمبر ۴۹-۵۰) ترجمہ : آسمانوں اور زمین کی بادشاہت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے ' جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے بخشتا ہے یا ان کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں عنایت فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے۔ بلاشبہ وہ جاننے والا قدرت والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالٰی کے جلیل القدر پیغمبر حضرت ادریس علیہ السلام کی عمر مبارک ساٹھ سال سے متجاوز ہو چکی تھی۔ مگر رب تعالٰی کی قدرت کہ وہ ابھی تک اولاد جیسی نعمت عظمٰی سے محروم تھے۔ آپ اکثر اوقات اللہ رحیم و کریم سے اولاد کیلئے تقاضا کرتے اور دعا کرتے رہتے تھے۔ آخر وہ وقت آگیا کہ رب کائنات نے حضرت ادریس علیہ السلام کی التجاؤں کو شرف قبولیت بخشا اور پینسٹھ سال کی عمر میں آپ کو صاحبزادہ عطا فرمایا۔

"تورات میں ہے کہ ۶۵ سال کی عمر میں (حضرت) ادریس علیہ السلام کے ہاں بیٹا پیدا ہوا اور اس کا نام "متوشلخ" رکھا گیا۔" (محفل انبیاء صفحہ ۲۴)

فرشتے سے دوستی حضرت ادریس علیہ السلام پر اکثر اوقات قیامت کی سختیوں اور حشر کی ہولناکیوں کا خوف طاری رہتا اور آپ آخرت کی شدت اور تلخی کا تصور کر کے کانپ اٹھتے تھے۔ مشہور مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالٰی نے کعب احبار کے حوالہ سے ذکر فرمایا ہے کہ۔

"حضرت ادریس علیہ السلام ایک دفعہ شدید گرمی' تیز دھوپ اور تپش میں دن بھر چلتے رہے۔ جس سے آپ کو بڑی تکلیف ہوئی تو آپ نے اللہ تعالٰی سے عرض کی۔ الٰہی! مجھے ایک دن گرمی اور تپش میں چلنے سے اتنی سخت تکلیف ہوئی ہے اور جسے (قیامت کے دن) پانچ سو برس کی مسافت' ایک دن میں طے کرنے کا حکم ہو گا اس کی حالت کیا ہو گی؟ اے میرے رب! اس سورج کی گرمی ہلکی کر دے اور جو فرشتہ اس (سورج) کو چلاتا ہے اس کا بوجھ ہلکا کر دے۔ (اللہ تعالٰی نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی اور دوسری صبح جب سورج طلوع ہوا تو فرشتے نے محسوس کیا کہ روزانہ کے معمول کی نسبت سے آج سورج کی گرمی ہلکی اور کم ہو گئی ہے۔ اس نے (حیران ہو کر) رب تعالٰی سے اس کی وجہ دریافت کی تو اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ میرے (برگزیدہ) بندے ادریس علیہ السلام نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ سورج کی گرمی کم کر کے بوجھ میں تخفیف کر دوں۔ چنانچہ میں نے اپنے اس بندے کی دعا قبول کر کے سورج کی تپش کم کر دی اور تیرا بوجھ بھی ہلکا کر دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرشتے نے (حضرت ادریس علیہ السلام کی بزرگی' عزت اور عظمت دیکھ کر) رب کے حضور التجا کی مولا! مجھے ادریس کا دوست بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی خواہش پوری کردی اور اسے حضرت ادریس علیہ السلام کے ساتھ رفاقت اور دوستی کی اجازت فرما دی۔" (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۳۲۴ جلد ۷)

باذن الٰہی اس فرشتہ کی حضرت ادریس علیہ السلام سے دوستی قائم ہوگئی اب وہ فرشتہ آپ کی خدمت میں اکثر اوقات حاضر ہوتا اور آپ کی عبادت و ریاضت کا قریب سے مشاہدہ کر کے حیران ہوتا کہ ادریس (علیہ السلام) انسان ہوتے ہوئے اپنے رب کے اتنے عبادت گزار اور اطاعت شعار ہے۔

نیک خواہش ایک دفعہ اللہ کریم نے بذریعہ وحی حضرت ادریس علیہ السلام کو ان کے نیک اعمال اور کثرت عبادت کے اجر و ثواب سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے ادریس! تمام اہل دنیا روزانہ جس قدر نیک اعمال کریں گے ان سب کے برابر میں تجھے ہر روز اجر عطا فرماؤں گا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ کی اس بے پایاں رحمت کا حال سنا اور اجر و ثواب کی زیادتی اور کثرت سے آگاہ ہوئے تو آپ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میری عمر طویل ہو جائے تاکہ میں زیادہ نیک اعمال کر کے بے پناہ اجر و ثواب حاصل کر سکوں۔ (قصص القرآن صفحہ ۹۱ جلد ۱)

اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَلْيَزْدَادُ وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتِبَ** (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۴۹۲ جلد ۲)

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص کسی مصیبت کے آنے کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے۔ اگر وہ نیک ہے تو لمبی زندگی سے اس کے اعمال و ثواب میں اضافہ ہوگا اور اگر وہ گناہ گار ہے تو ہو سکتا ہے اسے توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے۔

غرض حضرت ادریس علیہ السلام نے اپنی اس نیک خواہش اور دلی تمنا کا اظہار اپنے دوست اور رفیق فرشتے سے کیا اور اسے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ایک معزز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرشتے ہو اور ملک الموت کے ہاں تمہاری بڑی عزت ہے لہٰذا تم اس معاملہ میں موت کے فرشتے کے ساتھ گفتگو کرو تا کہ مجھے طوالت عمر کی وجہ سے زیادہ نیک اعمال کا موقع مل جائے اور میرے اجر و ثواب میں بے پناہ اضافہ ہو جائے۔

فرشتے نے عرض کی 'اے ادریس! آئی ہوئی اجل اور موت کو ٹالا نہیں جا سکتا' مگر میں آپ کی خواہش فرشتہ موت تک ضرور پہنچاؤں گا۔ بلکہ تم میرے ساتھ چلو تا کہ تمہارے سامنے ملک الموت سے بات ہو جائے۔

حضرت ادریس چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام کے دوست فرشتہ نے آپ کو اپنے بازوؤں (پروں) پر بٹھایا اور آسمان کی طرف لے اڑا۔ جب یہ دونوں چوتھے آسمان پر پہنچے تو دیکھا کہ فرشتہ موت زمین کی طرف اتر رہا ہے۔ وہیں اس سے ملاقات ہو گئی۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے رفیق فرشتہ نے موت کے فرشتہ سے حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں گفتگو کی اور اسے آپ کی نیک خواہش اور دلی تمنا سے آگاہ کیا۔

فرشتہ موت نے آپ کے دوست فرشتہ سے سوال کیا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کہاں ہیں؟ اس نے کہا میری پشت پر سوار ہیں۔ ملک الموت نے کہا "مجھے حکم ہوا ہے کہ ادریس علیہ السلام کی روح چوتھے آسمان پر قبض کروں" اور میں حیرانی اور تعجب میں مبتلا تھا کہ وہ تو زمین پر ہوں گے۔ چوتھے آسمان پر ان کی موت واقع ہونا کیسے ممکن ہے یہ کہہ کر موت کے فرشتے نے اسی وقت حضرت ادریس علیہ السلام کی روح قبض کر لی۔

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۲۶ قصص القرآن صفحہ ۹۱ جلد ۱)

سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (سورہ لقمان آیت نمبر ۳۴)

ترجمہ: اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کام کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں اسے موت آئے گی بلاشبہ اللہ ہی جاننے والا 'خبر والا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ کعب احبار نے یہ واقعہ بیان کر کے فرمایا کہ اللہ کے اس ارشاد وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا (اور ہم نے ادریس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو بلند جگہ اٹھالیا) کا یہی مفہوم اور یہی تفسیر ہے مگر امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ یہ روائت اسرائیلیات میں سے ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْحَالِ۔

اسی رفیع الذکر رسول کے بارے میں آنحضرت ﷺ کو حکم دیا جارہا ہے۔

وَاذْکُرْ فِی الْکِتَابِ اِدْرِیْسَ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ○ وَّرَفَعْنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا ○

ترجمہ : اور کتاب میں ادریس (علیہ السلام) کا ذکر کرو۔ بیشک وہ راست باز نبی تھے اور ہم نے انہیں بلند مقام عطا فرمادیا۔

حضرت ادریس کی تعلیم کا خلاصہ حضرت ادریس علیہ السلام کی تقریر و تبلیغ، توحید خالص، نبوت و رسالت اور اعمال صالحہ کے امور پر مشتمل تھی اور آپ اپنی امت کو مندرجہ ذیل نکات کی تعلیم دیتے تھے۔

- اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی توحید پر ایمان لانا۔
- صرف خالق کائنات کی پرستش کرنا۔ ● آخرت پر یقین و ایمان رکھنا۔
- آخرت کے عذاب سے بچنے کیلئے اعمال صالحہ کو ڈھال بنانا۔
- دنیا سے بے رغبتی اور بے التفاتی کرنا ● عدل و انصاف پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا
- ایام بیض (ہر قمری ماہ کی ۱۳-۱۴-۱۵ تاریخ) کے روزے رکھنا۔
- دشمنان اسلام سے جہاد کرنا ● زکوٰۃ ادا کرنا۔ ● طہارت و نظافت سے رہنا۔
- ناپاک اور نجس اشیاء سے اجتناب کرنا۔ ● ہر نشہ آور چیز سے پرہیز کرنا۔
- اللہ کیلئے نذر، نیاز اور قربانی دینا۔

آپ توجہ فرمائیں تو احساس ہوگا کہ ہمارے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کا خلاصہ اور لب لباب بھی یہی ہے۔

بشارات ادریس حضرت ادریس علیہ السلام نے اپنی امت کو بشارات سنائیں کہ۔

- انسانیت کی دینی اور دنیوی اصلاح کیلئے بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائیں گے۔
- وہ انبیاء ہر بری بات اور برے کام سے پاک ہونگے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

* وہ فضائل و خصائل میں کامل ہونگے۔ * وہ انبیاء مستجاب الدعوات ہونگے۔
* وہ تمام امور جن میں کائنات کیلئے شفاء یا مرض ہے' وحی کے ذریعے انہیں معلوم ہونگے۔ وہ زمین و آسمان کے احوال سے بذریعہ وحی واقف ہونگے۔
* ان کے مذہب کی دعوت کا خلاصہ اصلاح کائنات ہوگا۔ (قصص القرآن صفحہ ۹۶-۹۷ جلد ۱)

اللہ کریم سے دعا ہے وہ تمام مسلمانوں کو قرآن و حدیث کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

مقبول بندوں کے خصائل حضرت ادریس علیہ السلام کی حیات طیبہ کے اہم پہلوؤں کا تذکرہ کرنے کے بعد سورہ مریم کی آیت نمبر ۵۸ میں اللہ وحدہ لا شریک نے ارشاد فرمایا کہ میرے یہ جلیل القدر بندے اپنے مدارج کی بلندی کے باوجود میری بندگی کو ہی اپنے لئے سرمایہ افتخار سمجھتے تھے۔ جب آیات الٰہی کی تلاوت ہوتی تو ان کے دل پسیج جاتے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے اور اظہار عبودیت کیلئے وہ رب العزت کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جاتے تھے۔ فرمان ربانی ہے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِن ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۚ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا (سورہ مریم آیت نمبر ۵۸)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا انبیاء میں سے۔ یہ آدم (علیہ السلام) کی اولاد میں سے تھے اور بعض ان کی اولاد میں سے جنہیں ہم نے نوح (علیہ السلام) کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا اور بعض ابراہیم و اسرائیل (یعقوب) کی اولاد میں سے تھے اور ان میں سے جنہیں ہم نے ہدایت دی تھی اور چن لیا تھا جب ان کے سامنے رحمان کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ روتے ہوئے سجدے میں گر جاتے ہیں۔

سورۃ مریم کی ابتداء سے یہاں تک رب تعالیٰ نے دس انبیاء کرام (حضرت زکریا' حضرت یحییٰ' حضرت عیسیٰ' حضرت ابراہیم' حضرت اسحاق' حضرت یعقوب' حضرت موسیٰ' حضرت ہارون' حضرت اسماعیل اور حضرت ادریس علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذکورۃ الصدر آیت میں ان انبیاء عظام کے انساب کا بیان فرمایا ہے کہ ان میں بعض حضرت آدم علیہ السلام کے قریبی سلسلہ کی اولاد ہیں۔ جیسے حضرت ادریس علیہ السلام اور بعض حضرت نوح علیہ السلام کے سلسلۂ نسب میں سے ہیں۔ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بعض حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سلسلہ نسب میں سے ہیں مثلاً حضرت اسحاق' حضرت اسماعیل اور حضرت یعقوب علیہم السلام اور کچھ انبیاء حضرت اسرائیل (یعقوب) علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں جیسے حضرت موسیٰ' حضرت عیسیٰ' حضرت ہارون' حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہم السلام۔

آیات سن کر رونا اللہ احکم الحاکمین نے انبیاء کرام کا یہ وصف خاص طور پر ذکر فرمایا ہے کہ جب ان کے روبرو آیات الٰہی کی تلاوت کی جاتی ہے تو ان کی آنکھوں میں بے ساختہ آنسوؤں کا سیلاب امڈ آتا ہے اور رب کی آیات سن کر ان کی ہچکی بندھ جاتی ہے۔

إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ترجمہ : جب ان پر رحمان کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آیات قرآنی سن کر رونے اور آنسو بہانے کی ترغیب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بایں الفاظ فرمائی۔ **اُتْلُوا الْقُرْآنَ وَابْكُوا فَإِنْ لَمْ تَبْكُوا فَتَبَاكُوا** (فتح البیان صفحہ ۷ جلد ۶ و تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۳۲ جلد ۷))

ترجمہ : قرآن حکیم کی تلاوت کرو اور روؤ' اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرو اور رونے والوں جیسی شکل بناؤ۔

امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے متعدد واقعات' کتب احادیث و تاریخ میں موجود ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن حکیم سن کر رونے کی کیفیت اور حالت بیان کی گئی ہے مگر طوالت کے خوف سے صرف ایک واقعہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن سن کر رونا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید سناؤں۔ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے عرض کی اَقْرَءُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ؟ حضورا میں اور آپ ﷺ کیلئے قرآن پڑھوں جبکہ آپ پر تو قرآن عزیز کا نزول ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَيْرِيْ مجھے اپنے علاوہ کسی اور سے قرآن مجید سننا زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔ فَقَرَءْتُ عَلَيْهِ سُوْرَةَ النِّسَاءِ حَتّٰى بَلَغْتُ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا (سورۃ نساء آیت ۴۱) ترجمہ : میں نے آپ ﷺ کو سورۃ نساء سنانی شروع کی' جب میں پڑھتے پڑھتے اس آیت پر پہنچا۔ اس وقت کیا حال ہو گا جب ہم ہر امت کیلئے ایک گواہ حاضر کریں گے اور ہم آپ کو بھی ان لوگوں پر گواہی دینے کیلئے لائیں گے۔

یہ آیت مبارکہ سن کر آنحضرت ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا اَمْسِكْ ا(رک جاؤ) ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کی طرف نگاہ اٹھائی تو فَاِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (صحیح بخاری صفحہ ۷۵۹ جلد ۲)

صحابہ کرامؓ کا قرآن سن کر رونا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ۝ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ (سورۃ النجم آیت نمبر ۵۹-۶۰) ترجمہ : کیا تم اس کلام الٰہی سے تعجب کرتے ہو اور (اسے سن کر) رونے کی بجائے ہنستے ہو۔

تو اصحاب صفہ اتنا روئے کہ ان کے آنسوان کے رخساروں پر بہنے لگے۔ جب نبی کریم ﷺ نے ان کے رونے کی آواز سنی تو آپ بھی ان کے ساتھ رونے لگ گئے۔ گریہ وزاری کا یہ منظر دیکھ کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے تھے رسول مکرم ﷺ نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خوف سے رونے والا جہنم میں داخل نہ ہو گا" (اخرجہ السمعتی۔ حیاۃ الصحابہ صفحہ ۷۲۹ جلد ۲)

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے حضرت ایوب رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی قراءت کی کیفیت دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت مبارکہ کو بار بار بڑی ترتیل اور ٹھہراؤ سے پڑھتے تھے۔

وَجَاۗءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ (سورۃ ق آیت ۱۹)

ترجمہ: اور موت کی سختی حقیقتاً آ پہنچی یہی وہ چیز ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

اور اس دوران اتنا روتے کہ ان کی ہچکی بندھ جاتی۔ (حیاۃ الصحابہ صفحہ ۷۳۳ جلد ۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رونا

1 حضرت حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ جمعہ میں سورۃ التکویر (اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ) کی تلاوت فرما رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے **علمت نفس ما احضرت** (قیامت کے دن) ہر شخص معلوم کر لے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے۔ تو روتے روتے آپ کی آواز رک گئی۔

2 حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سورت طور پڑھی جب اس آیت کی تلاوت کر رہے تھے۔

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ترجمہ: بیشک تیرے رب کا عذاب ضرور آ کر رہے گا کوئی اسے ٹال نہیں سکتا۔

تو روتے روتے انہیں سانس کی تکلیف ہو گئی جس کی وجہ سے وہ بیس (۲۰) دن تک بیمار پڑے رہے اور لوگ آپ کی تیمارداری کیلئے آتے رہے۔

3 حضرت عبید اللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور نماز میں سورۃ یوسف کی تلاوت شروع کی۔ جب وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ (اور غم سے روتے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں سفید ہو گئیں اور ان کا دل غم سے بھر گیا) پر پہنچے تو اتنا روئے کہ قراءت جاری نہ رکھ سکے اور رکوع کر دیا۔

4 حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز فجر کی امامت کرا رہے تھے اور نماز میں سورۃ یوسف کی تلاوت کر رہے تھے۔ میں آخری صف میں کھڑا تھا۔ میں نے سنا کہ جب آپ اس آیت پر پہنچے اِنَّمَا اَشْكُوْا بَثِّيْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَ حُزْنِیْۤ اِلَى اللّٰهِ (میں اپنے رنج و غم کی صرف اللہ تعالیٰ سے شکایت کرتا ہوں) تو اتنا روئے کہ شدت خوف سے آپ کا سانس رک گیا۔

5 حضرت ہشام بن حسن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب قرآن حکیم کی تلاوت فرماتے تو شدت خوف سے آپ کا گلا بند ہو جاتا۔ روتے روتے گر پڑتے اور بیمار ہو جاتے یہاں تک کہ لوگ ان کی عیادت کیلئے آتے۔ (حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۹۔ ۳۰۔ جلد ۲) ایسے ہی نیک بخت' سعادت منداور خوش قسمت اشخاص کی سورۃ مریم کی زیر بحث آیت میں فضیلت اور خوبی بیان کی گئی ہے کہ ۔ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ بُكِيًّا ترجمہ : جب ان پر رحمان کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے ہیں۔

آج کے مسلمان ہیں کہ سارا قرآن مجید پڑھ لیں اور سن جائیں مگر ان کی آنکھوں سے ایک آنسو بھی نہیں گرتا۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ ہم قرآن کریم کے معانی' مطالب اور مفاہیم سے واقف ہی نہیں ہیں اور اردو' انگریزی' ریاضی' فارسی غرض ہر کتاب سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں مگر قرآن حکیم کو بغیر سمجھے ناظرہ پڑھنا ہی کافی سمجھتے ہیں۔ اللہ کریم تمام مسلمانوں کو قرآن فہمی کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

بے راہ روی کے اس دور میں اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ ہم اپنے بچوں کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا ترجمہ اور تشریح پڑھائیں۔ مگر ہمارے قلوب و اذہان پر سکول و کالج کی تعلیم کا ایسا بھوت سوار ہے کہ ہم اپنی اولاد کو انگریز بنانے کی کوشش تو کرتے ہیں مگر مسلمان بنانے کی تگ و دو نہیں کرتے۔ ملتِ اسلامیہ آج جس بے حسی اور محتاجی کا شکار ہے اس کی وجہ شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے یہی بیان فرمائی ہے کہ۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

حضرت ابن عمر کا آنسو بہانا جو لوگ قرآن پاک کے مفہوم مطلب کو سمجھتے اور اسکے معانی کی گہرائی کو جانتے تھے۔ وہ جب قرآن کی تلاوت کرتے یا سنتے تو ان پر کپکپی طاری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتی اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ حضرت قاسم بن ابی بزہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو قرآن عزیز کی تلاوت کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ سورۃ مُطففین کی تلاوت فرما رہے تھے جب یہ آیت ان کی زبان پر آئی **یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ** (جس دن تمام لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونگے) تو زاروقطار رونے لگ گئے اور اتنا روئے کہ روتے روتے زمین پر گر پڑے اور ایسے بے خود ہوئے کہ اپنی قراءت جاری نہ رکھ سکے۔ آپ نے غور فرمایا کہ دوران قراءت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے مفہوم پر غور کیا تو رب کے سامنے کھڑے ہونے کا ایسا خوف طاری ہوا کہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب بھی سورۃ بقرہ کی یہ آیت پڑھتے تو ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے۔ **وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ** (سورۃ بقرہ آیت ۲۸۴) ترجمہ: اور اگر تم اپنے دلوں کی باتوں کو ظاہر کرو گے یا انہیں چھپاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تم سے ان کا حساب لے گا۔ پھر وہ جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے عذاب دے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

تو ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے اور آپ روتے ہوئے فرماتے کہ "اللہ تعالیٰ کی یہ گرفت بڑی سخت ہے۔ (حیاۃ الصحابہ صفحہ ۷۳۲ جلد ۲)

حضرت یوسف بن ماھک بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبیداللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ اپنے احباب میں وعظ و نصیحت فرما رہے تھے۔ سامعین میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب حضرت عبید رضی اللہ عنہ نے سورۃ نساء کی یہ آیت پڑھی **فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا** (اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت کیلئے ایک گواہ حاضر کریں گے اور ہم آپ کو بھی ان لوگوں پر گواہی کیلئے لائیں گے) تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سن کر رونا شروع کر دیا اور اتنا روئے کہ ان کی ڈاڑھی اور گریبان آنسوؤں سے تر ہو گیا۔" (حیاۃ الصحابہ صفحہ ۷۳۲ جلد ۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورۃ مریم کی مذکورہ آیت کریمہ میں بھی قرآن سن کر اور اس کی حقیقت کو جان کر آنسو بہانے اور خشیت الٰہی سے سجدے میں گر جانے والوں کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ۔

اِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُکِیًّا O ترجمہ : جب ان پر رحمان کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ سجدے میں گر جاتے ہیں اور رونے لگتے ہیں۔

قرآن کریم کی جن پندرہ آیات کی تلاوت پر سجدہ تلاوت مسنون ہے سورۃ مریم کی مذکورہ آیت ان میں ایک ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ **عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْرَءَہٗ خَمْسَ عَشَرَۃَ سَجْدَۃً فِی الْقُرْاٰنِ مِنْھَا ثَلَاثٌ فِی الْمُفَصَّلِ وَفِی سُوْرَۃِ الْحَجِّ سَجْدَتَانِ** (سنن ابن داؤد صفحہ ۱۹۹ جلد ۱)

ترجمہ : حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتایا کہ قرآن مجید میں پندرہ سجدے ہیں۔ تین سجدے مفصل (سورۃ نجم۔ **اِنْشِقَاق** اور علق) میں ہیں اور سورۃ حج میں دو سجدے ہیں (باقی قرآن مجید میں دس سجدے ہیں)

امام المفسرین حضرت علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی شَرْعِیَّۃِ السُّجُوْدِ ھٰھُنَا (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۲۷ جلد ۳)

ترجمہ : اس آیت پر سجدہ تلاوت (کے مسنون ہونے پر) تمام علماء کا اجماع ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس آیت کی تلاوت پر سجدہ فرماتے اور انبیاء کرام کی اقتداء و اتباع میں سجدہ بجالانے کے ساتھ رونے کی کوشش بھی کرتے۔ خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ سورۃ مریم کی تلاوت کرتے کرتے جب اس آیت مبارکہ پر پہنچے تو سجدہ کرنے کے بعد فرمایا۔ **ھٰذَا السُّجُوْدُ فَاَیْنَ الْبُکِیُّ**؟ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۲۷ جلد ۳) ترجمہ : سجدہ تو کیا مگر رونا کہاں سے لائیں؟

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ درخواست اور التجا ہے کہ وہ ہمارے دلوں میں قرآن و حدیث کی محبت و الفت پیدا فرمائے اور ہم سب کو قرآن اور حدیث کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 14

نماز کی اہمیت اور فوائد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَہُوْا قَوْلِیْ ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِہِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّہَوَاتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا ○ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَلَا یُظْلَمُوْنَ شَیْئًا ○ (سورۃ مریم آیت نمبر ۵۹-۶۰)

ترجمہ: پس ان کے بعد ان کے جانشین ایسے ناخلف ہوئے جنہوں نے نمازوں کو ضائع کیا اور خواہشات کی پیروی کی تو عنقریب ان کی تباہی ان کے سامنے آئے گی مگر جنہوں نے توبہ کرلی اور ایمان لائے اور نیک عمل کئے تو یہ لوگ جنت میں داخل ہونگے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی تعریف و تسبیح اور حمد و ثناء کے بعد لاتعداد' بے شمار اور بے حساب درود و سلام امام الانبیاء' سید الاتقیاء' امام الہدیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات پر' جن کی بعثت کے باعث رب تعالیٰ نے انسانیت کی رشد و رہنمائی کیلئے قرآن مجید کو نازل فرمایا اور قرآن مجید کی سورۃ مریم کی آیات نمبر ۵۹ اور ۶۰ میں نماز کی فضیلت' اہمیت' افادیت اور نمازوں کو ضائع کرنے والوں کی مذمت کو بیان فرمایا۔

سورۃ مریم کی گذشتہ آیات میں ایسے سعادت مند اور نیک طینت لوگوں کا ذکر فرمایا گیا ہے جو کلام الٰہی کے سننے اور سمجھنے کے بعد سجدہ ریز ہوتے' عبادت میں مصروف ہوجاتے اور رو' رو کر اپنے رب سے بخشش طلب کرتے ہیں۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے تُعْرَفُ الْاَشْیَاءُ بِاَضْدَادِھَا کہ اشیاء کی صحیح پہچان اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قدر و قیمت ان کی ضد یعنی مخالف اشیاء کی وجہ سے ہوتی ہے۔ سورۃ مریم میں جہاں عبادت گزار و شب زندہ دار لوگوں کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے وہاں عبادت سے روگردانی کرنے والوں اور خواہشات نفس کی پیروی کرنے والوں کی مذمت بیان کرنا بھی ضروری تھا۔ اسی لئے رب کائنات نے ارشاد فرمایا۔ **فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝**

ترجمہ : ان (صلحاء) کے بعد ایسے لوگ ان کے جانشین ہوئے جنھوں نے نمازوں کو ضائع کیا اور خواہشات کی پیروی کرنے لگے تو عنقریب ایسے لوگوں کی تباہی ان کے سامنے آئے گی۔

تباہی کے اسباب اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے قوموں اور افراد کی تباہی کے دو سبب بیان فرمائے ہیں۔① نمازوں کو ضائع کرنا۔② خواہشات کی پیروی کرنا۔

نمازوں کو ضائع کرنے سے مراد نمازوں کا ترک کرنا اور ان کے اوقات اور ارکان سے غفلت برتنا ہے۔ ترک نماز بہت بڑا گناہ بلکہ کفر ہے۔ امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

اِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ (صحیح مسلم صفحہ ۶۱ جلد ۱)

ترجمہ : بلاشبہ آدمی اور کفر و شرک کے درمیان فرق نماز کا ترک کرنا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں رسول کریم ﷺ نے "نماز" کو کافروں اور مسلمانوں کے درمیان عہد قرار دیتے ہوئے فرمایا۔ **اِنَّ الْعَهْدَ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ** (جامع ترمذی صفحہ ۸۶ جلد ۲ سنن نسائی صفحہ ۵۴ جلد ۱)

ترجمہ : بے شک ہمارے اور کافروں کے درمیان نماز کا "عہد" ہے پس جس نے نماز کو ترک کردیا تو اس نے کفر کیا۔

نبی اکرم ﷺ نے تو ترک نماز کو شرک سے بھی تعبیر فرمایا ہے۔ **لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالشِّرْكِ اِلَّا تَرْكُ الصَّلٰوةِ فَاِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ اَشْرَكَ** (سنن ابن ماجہ صفحہ ۸۶)

ترجمہ : بندے اور شرک کے درمیان ترک نماز کے علاوہ کوئی فرق نہیں۔ جب اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بندے نے نماز چھوڑ دی تو شرک کیا۔

اہمیت نماز خالق کائنات نے کائنات کی تمام اشیاء کو انسان کیلئے پیدا فرمایا ہے مگر انسان کو اپنی عبادت کیلئے تخلیق فرمایا ہے۔ آپ غور فرمائیں تو احساس ہو گا کہ۔

- ❖ اللہ تعالیٰ نے ہوا پیدا کی تو انسان کیلئے۔
- ❖ رب کائنات نے زمین بنائی تو انسان کیلئے۔
- ❖ خالق ارض و سماء نے آسمان کو چھت بنایا تو انسان کیلئے۔
- ❖ سمندر اور دریا چلائے تو انسان کیلئے۔
- ❖ پہاڑوں کی تخلیق ہوئی تو انسان کیلئے۔
- ❖ نباتات' جمادات' حیوانات کو پیدا فرمایا گیا تو انسان کیلئے۔
- ❖ غرض زمین و زماں کی ہر چیز انسان کیلئے۔ اور۔ انسان' عبادت رحمان کیلئے۔ بقول شاعر ؎

جانور پیدا کئے تیری رضا کے واسطے
چاند سورج اور ستارے ہیں ضیاء کے واسطے
کھیتیاں سرسبز ہیں تیری غذا کے واسطے
سارا جہاں تیرے لئے اور تو خدا کے واسطے

ارشاد ربانی ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونَ ۝ (سورۃ الذاریات آیت نمبر ۵۶) ترجمہ : اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔

نماز تمام عبادات کا گلدستہ اور مجموعہ ہے کہ اس میں ثنا بھی ہے اور دعا بھی' نماز میں نیاز بھی ہے اور فریاد بھی' نماز میں عبدیت کی انتہاء بھی ہے اور رب کی رضا بھی' نماز میں پیغام بھی ہے اور سلام بھی۔ نماز کی اہمیت کا اندازہ رسول دو جہاں ﷺ کے اس فرمان ذی شان سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ۔

رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُودُهُ الصَّلٰوةُ (جامع ترمذی صفحہ ۸۶ جلد ۲)

ترجمہ : راس الامر اسلام ہے اور اسلام کا ستون نماز ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز، رئیس العبادات ہے اور اگر ایمان مضبوط ہو تو نماز کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ کامل الایمان شخص کا دل مسجد سے معلّق رہتا ہے اور نماز سے اسے فطری خوشی اور عجیب سرور و سکون نصیب ہوتا ہے۔ غالباً اسی لئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ (سنن نسائی) میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

نماز ہر حالت میں ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ہاں شریعت مطہرہ نے اجازت فرمائی ہے کہ اگر کوئی شخص بوجہ معذوری کھڑے ہو کر نماز ادا نہیں کر سکتا تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھ لے اور اگر بیٹھ کر بھی ادا کرنے سے قاصر ہے تو لیٹ کر اشاروں سے نماز پڑھ لے۔ اشاروں سے پڑھنا مسلمان کا کام ہے اور اسے قبول فرمانا رب دوجہان کا کام ہے۔

اسلام کسی حالت میں اہل اسلام کو نماز ترک کرنے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ انہیں پابند کرتا ہے کہ اگر وضو کیلئے پانی میسر نہ ہو تو مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لو، اللہ تعالیٰ اسی حالت میں تمہاری نماز قبول فرمالے گا۔

نماز کی اہمیت کا اندازہ آپ اس امر سے بھی لگا سکتے ہیں کہ گھمسان کی جنگ اور سخت خطرے کی حالت میں بھی نماز معاف نہیں ہے بلکہ دورانِ قتال کیلئے خاص حکم ہے کہ۔ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ (سورۃ النساء آیت نمبر ۱۰۲)

ترجمہ: اور اے پیغمبر جب آپ ان (مجاہدین کے لشکر میں موجود) ہوں پس انہیں نماز پڑھانے لگیں تو چاہیے کہ ان کی ایک جماعت مسلح ہو کر تمہارے ساتھ کھڑی رہے پس جب وہ سجدہ کر چکیں تو پرے ہو جائیں پھر دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی۔ ان کی جگہ آئے اور ہوشیار اور مسلح ہو کر تمہارے ساتھ نماز ادا کرے۔

شاعرِ مشرق علامہ اقبال مرحوم نے اسی لئے کہا تھا ؎

آگیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز
قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قوم حجاز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

فرضیت نماز نماز' فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی عجز و نیاز' دعا' خدمت اور عبادت کے ہیں۔ عربی میں اس کیلئے "صلوۃ" کا لفظ ہے۔ جس کے معنی دعا' درود' سلام' استغفار اور بزرگی بیان کرنے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں نماز سے مراد وہ مخصوص عبادت ہے جو رسول اکرم ﷺ نے اپنے عمل سے مخصوص ہیئت کے ساتھ سکھلائی اور رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے متواتر عمل کے ساتھ ہم تک پہنچی اور وہ عبادت قیام' رکوع' سجود' تسبیح' ثنا' قراءت اور دعا وغیرہ پر مشتمل ہے۔

نماز' ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے اور سرور کائنات ﷺ نے اقرار توحید اور قبول اسلام کے بعد اسے پہلا رکن قرار دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔

بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (صحیح بخاری صفحہ ٦ جلد ١)

ترجمہ : اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے -١- گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں -٢- نماز قائم کرنا -٣- زکوٰۃ ادا کرنا -٤- حج کرنا -٥- ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔

نماز اسلام کا وہ فریضہ ہے جس سے کوئی مسلمان' جب تک اسکے ہوش و حواس قائم ہیں' کسی حالت میں بھی اس کے ادا کئے بغیر سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ قرآن حکیم میں سو (١٠٠) سے زیادہ مرتبہ نماز کا حکم' اسکو ادا کرنے والوں کی تعریف اور پابندی سے پڑھنے کی تاکید آئی ہے۔ آنحضرت ﷺ کو رب تعالیٰ کا واضح حکم ہے۔

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا (سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ١٣٢)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ : اے پیغمبر! اپنے اہل خانہ کو نماز کا حکم دو اور اس پر مداومت (ہمیشگی) اختیار کرو۔

قرآن عزیز میں اللہ تعالٰی نے امت محمدیہ کے تمام افراد کو مخاطب کر کے فرمایا۔

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (الروم آیت نمبر ۳۱)

ترجمہ : نماز ادا کرتے رہو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ

معراج کی رات آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی اور آپ کی امت پر ابتداء" پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ پھر کم ہوتے ہوتے پانچ رہ گئیں تو رب کائنات نے اپنے آخری رسول ﷺ سے فرمایا اے میرے محبوب پیغمبر! تیری امت پانچ نمازیں پڑھے گی مگر میں اسے پچاس نمازوں کا اجر و ثواب عطا فرماؤں گا۔ سبحان اللہ۔

خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

فُرِضَتْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّلَوَاتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِہٖ خَمْسِیْنَ ثُمَّ نُقِصَتْ حَتّٰی جُعِلَتْ خَمْسًا ثُمَّ نُوْدِیَ یَا مُحَمَّدُ! اِنَّہٗ لَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَاِنَّ لَکَ بِھٰذِہِ الْخَمْسِ خَمْسِیْنَ (جامع ترمذی صفحہ ۲۹ جلد ۱)

ترجمہ : شب معراج نبی کریم ﷺ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں پھر کم ہوتے ہوتے پانچ رہ گئیں پھر (اللہ تعالٰی کی طرف سے) اعلان کیا گیا' اے محمد ﷺ میرے ہاں بات کو بدلا نہیں جاتا لہذا آپ (اور آپ کی امت) کو پانچ نمازوں کے بدلے پچاس کا اجر ملے گا۔

امت محمدیہ پر رب تعالٰی کا کتنا بڑا احسان ہے کہ عمل تھوڑا کریں مگر اس کا اجر و ثواب اور صلہ زیادہ ملے۔

آنحضرت ﷺ کو سفر معراج' مکی زندگی میں قبل از ہجرت پیش آیا' در شب معراج جو نمازیں فرض کی گئیں' سوائے مغرب کی نماز کے' باقی نمازوں کی فرض رکعات دو' دو مقرر کی گئیں اور ہجرت کے بعد ظہر' عصر' اور عشاء کی فرض رکعات میں دو' دو رکعتوں کا اضافہ کر دیا گیا مگر سفر کی حالت میں دو دو رکعتوں کو برقرار رکھا گیا۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد مبارک ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فُرِضَتِ الصَّلٰوۃُ رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ ھَاجَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَفُرِضَتْ اَرْبَعًا وَتُرِکَتْ صَلٰوۃُ السَّفَرِ عَلَی الْاُوْلٰی (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۱۹)

ترجمہ : مکہ میں معراج کی رات نماز دو' دو رکعت نماز فرض ہوئی پھر نبی اکرم ﷺ نے ہجرت فرمائی تو (ہجرت کے بعد) چار' چار رکعات فرض ہوئیں- البتہ سفر کی نماز پہلے حکم کے مطابق ہی رہی-

تمام انبیاء نمازی تھے اسلام سے پہلے کے مذاہب میں بھی کوئی مذہب ایسا نہیں جس کے ماننے والوں پر نماز فرض نہ کی گئی ہو- اور انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کوئی نبی ایسا نہیں جس نے اپنی امت کو نماز کی تاکید نہ کی ہو- قرآن حکیم میں متعدد انبیاء اور امتوں کی نمازوں کا ذکر فرمایا گیا ہے- جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام جب وادی غیر ذی زرع اور بے آب و گیاہ سرزمین (مکہ) میں اپنے معصوم اور شیر خوار لخت جگر اسماعیل اور اپنی باوفا و خدمت گزار بیوی "ھاجرہ" کو چھوڑ کر واپس ہوئے تو قرآن مجید میں ان کی راستہ کی ایک دعا بایں الفاظ ذکر کی گئی ہے-

رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۷)

ترجمہ : اے ہمارے رب! میں نے اپنی اولاد ایسی وادی (مکہ) جہاں کھیتی نہیں' تیرے عزت والے گھر کے پاس لا بسائی ہے- اے رب! تاکہ یہ نماز پر ہمیشگی کریں-

اسی سورت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اور ایک دعا کا بھی تذکرہ ہے جس میں آپ اپنے اور اپنی نسل کیلئے ادائیگی نماز کی درخواست دربار الٰہی میں یوں پیش کرتے ہیں- رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ (سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۴۰)

ترجمہ : اے میرے رب! مجھے ایسی توفیق عطا فرما کہ نماز پڑھتا رہوں اور میری اولاد کو بھی نماز پڑھنے کی توفیق نصیب فرما- اور اے ہمارے رب! ہماری دعا قبول فرما-

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پسر عزیز حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نماز کے ساتھ محبت اور اپنی اولاد و احفاد کو نماز کا حکم کرنے کی تعریف و توصیف قرآن حکیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں بیان کی گئی ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَوٰةِ وَالزَّكَوٰةِ وَكَانَ عِندَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ۝ (سورۃ مریم آیت نمبر ۵۴-۵۵)

ترجمہ : اور قرآن مجید میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر فرمایئے۔ بلاشبہ وہ وعدے کے سچے اور ہمارے بھیجے ہوئے نبی تھے اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکواۃ کا حکم کرتے تھے اور وہ اپنے رب کے ہاں پسندیدہ تھے۔

قرآن حکیم میں حضرت شعیب علیہ السلام کی نماز کا ذکر بھی کیا گیا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت توحید کے جواب میں دشمنان دین سے کوئی بات نہ بن سکی اور آپ کی کامیابی ان پر گراں گزری تو قوم نے آپ کو نماز کی ادائیگی کا طعنہ دینا شروع کر دیا۔ قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَوٰتُكَ تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَن نَّفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ (سورۃ ھود آیت نمبر ۸۷)

ترجمہ : انہوں نے کہا' اے شعیب! کیا تمہاری نماز تمہیں یہ سکھاتی ہے کہ جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ہیں ہم ان کو ترک کر دیں یا اپنے مال میں جو ہم کرنا چاہیں وہ نہ کریں۔

کتاب ہدایت قرآن عزیز میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر پہلی وحی کے نزول کے ضمن میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا۔

إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَوٰةَ لِذِكْرِي (سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۴)

ترجمہ : بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں اس لئے میری ہی عبادت کرو اور میری یاد کیلئے نماز پڑھا کرو۔

اسی سورت مریم کے پہلے رکوع کی تشریحات میں حضرت زکریا علیہ السلام کی اولاد کیلئے دعا کا تذکرہ تفصیل سے ہو چکا ہے۔ مگر یہاں یہ امر قابل توجہ ہے کہ آپ نے حالت نماز میں دعا کی اور جب فرشتے آپ کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بشارت و خوشخبری سنانے کیلئے تشریف لائے تو حضرت زکریا علیہ السلام ابھی تک "نماز" پڑھنے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصروف و مشغول تھے۔ قرآن کریم میں ہے۔

فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ○ (سورۃ آل عمران آیت نمبر۳۹)

ترجمہ : وہ (زکریا علیہ السلام) ابھی عبادت گاہ میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ فرشتوں نے انہیں آواز دی (اے زکریا!) اللہ تعالٰی آپ کو یحییٰ (علیہ السلام) کی بشارت دیتا ہے جو اللہ کے کلمہ کی تصدیق کریں گے اور سردار ہونگے اور عورتوں سے بے رغبت ہونگے اور نیکوں میں سے نبی ہونگے۔

یہ واقعہ بھی گذشتہ صفحات میں تفصیل سے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جنابہ مریم سلام اللہ علیہا کی گود میں شیر خوارگی کی حالت میں جو کلام کیا اس میں بھی نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ○ (سورۃ مریم آیت نمبر۳۱) ترجمہ : اور (میرے رب نے) مجھے زندگی بھر نماز پڑھنے اور زکواۃ ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

جناب لقمان نے اپنے صاحبزادے کو جن قیمتی پند و نصائح سے نوازا' ان میں ایک نصیحت نماز قائم کرنے کی بھی تھی۔ يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ (سورۃ لقمان آیت نمبر۱۷)

ترجمہ : (لقمان نے کہا) بیٹا! نماز کی پابندی کرنا اور (لوگوں کو) اچھے کاموں کا حکم دینا اور بری باتوں سے منع کرنا اور جو مصیبت تجھ پر آئے اس پر صبر کرنا' بلاشبہ یہ اہم کاموں میں سے ہے۔

قرآن مبین میں کئی دوسرے انبیاء و رسل کی نمازوں کا ذکر ہے مگر اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں اور رب ارض و سماء سے دعاگو ہیں کہ اے مولائے کریم! آج کے مسلمانوں کو پابندی سے نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

نماز کے فوائد نماز کے بے شمار انفرادی' اجتماعی' معاشرتی' اخلاقی' دینی' دنیوی' عمومی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور خصوصی فوائد و ثمرات اور انسانی زندگی پر نماز کے ان گنت اثرات ہیں۔جن میں چند اہم فوائد کو ہم ترتیب وار بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

گناہوں سے معافی بروقت نماز ادا کرنے سے انسان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور نمازوں کے وقفے کے دوران جو صغیرہ گناہ سرزد ہو جائیں' نماز ان گناہوں کی بخشش' مغفرت اور معافی کا سبب بنتی ہے۔ صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَۃُ اِلَی الْجُمُعَۃِ وَرَمَضَانُ اِلٰی رَمَضَانَ مُکَفِّرَاتٌ لِّمَا بَیْنَھُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْکَبَائِرُ (صحیح مسلم صفحہ ۱۲۲جلد ا جامع ترمذی صفحہ ۳۰ جلدا)

ترجمہ : پانچ نمازوں میں سے ہر نماز گذشتہ نماز تک اور جمعہ' ہفتہ بھر کے اور رمضان' سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہیں۔بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔

نماز ادا کرنے سے گناہوں کی معافی اور خطاؤں کے مٹنے کے مسئلہ کو رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی عمدہ مثال سے واضح فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنھم سے فرمایا۔

اَرَءَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَھْرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ فِیْہِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسًا ھَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ شَیْءٌ قَالُوْا لَا یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ شَیْءٌ قَالَ فَذٰلِکَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللّٰہُ بِھِنَّ الْخَطَایَا (صحیح بخاری صفحہ ۷۶ جلدا و جامع ترمذی صفحہ ۱۱۰ جلد ۲)

ترجمہ : تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر بہتی ہو اور وہ اس نہر میں ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر کوئی میل کچیل باقی رہ جائے گا۔ صحابہ (رضی اللہ عنھم) نے عرض کی۔ نہیں' کسی قسم کا کوئی میل باقی نہیں رہے گا۔ آپ نے فرمایا یہی پانچ نمازوں کی مثال ہے اللہ تعالیٰ ان نمازوں کی وجہ سے گناہ مٹا دیتا ہے۔

ایک اور حدیث میں یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ اگر کسی شخص سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے اور وہ نماز ادا کرے تو اس نماز کی برکت سے اس کا گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّی اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْہُ عَلَیَّ قَالَ وَلَمْ یَسْئَلْہُ عَنْہُ وَحَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَصَلّٰی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوۃَ قَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّی اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْ فِیَّ کِتَابَ اللّٰہِ قَالَ اَلَیْسَ قَدْ صَلَّیْتَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَلَکَ ذَنْبَکَ (صحیح بخاری صفحہ ۷۵ جلد ۱)

ترجمہ : ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی 'اے اللہ کے رسول! مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا ہے (اگر اس کی کوئی سزا ہو تو) مجھ پر قائم فرمایئے۔ ابھی آپ نے اس گناہ کی تفصیل معلوم نہ کی تھی کہ نماز کا وقت ہو گیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نماز ادا کی۔ جب نبی کریم ﷺ نے نماز ختم کی تو اس آدمی نے کھڑے ہو کر پھر عرض کی 'اے اللہ کے رسول! میں نے گناہ کیا ہے لہٰذا مجھ پر اللہ کی کتاب کا حکم نافذ کریں۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟ اس نے عرض کی 'ہاں' پڑھی ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ نے تیرا گناہ معاف کر دیا ہے۔"

ایک دوسری حدیث شریف میں ہے کہ جب اس آدمی نے سزا لینے کا اصرار کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل فرمائی **اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ** "کہ بلاشبہ نیکیاں' گناہوں کو بہا لے جاتی ہیں تو اس سائل نے پوچھا' اے اللہ کے رسول ﷺ **اَلِیْ ھٰذَا**؟ کیا یہ حکم صرف میرے لئے ہے؟ آنحضرت ﷺ نے جواباً فرمایا **لِجَمِیْعِ اُمَّتِیْ کُلِّھِمْ** "یہ حکم میری ساری امت کیلئے ہے۔" (صحیح بخاری صفحہ ۷۵ جلد ۱)

صلوٰۃ میں نجات نماز کے بے شمار فوائد میں سے ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ نمازی شخص کو اللہ تعالیٰ دنیا کے مصائب اور آخرت کے عذاب سے نجات عطا فرماتا ہے اور نماز اس کیلئے قیامت کے اندھیروں میں روشنی کا مینار اور دخول جنت کی برھان ثابت ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا وَّ بُرْهَانًا وَّ نَجَاةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ (رواہ احمد، والدارمی والبیہقی۔ مشکواۃ المصابیح صفحہ ۵۷) ترجمہ : جس شخص نے نماز کی حفاظت کی اس کیلئے نماز قیامت کے دن نور، برھان اور نجات کا باعث ہوگی۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر مسائل کے علاوہ یہ بھی فرمایا کہ اَلصَّلٰوۃُ نُوْرٌ وَّالصَّدَقَۃُ بُرْھَانٌ وَّالصَّبْرُ ضِیَاءٌ وَّ الْقُرْاٰنُ حُجَّۃٌ (صحیح مسلم صفحہ ۱۱۸ جلد ۱) ترجمہ : نماز، نور ہے اور صدقہ (ایمان کی) دلیل ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن (حجت) ہے۔

جنت واجب نبی دو جہاں، سرور کون و مکاں، خاتم رسولاں، شفیع عاصیاں، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ سے بالصراحت اور بالوضاحت یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز ادا کرنے والے خوش قسمت شخص کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَّتَوَضَّأُ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَہٗ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ مُقْبِلًا عَلَیْھِمَا بِقَلْبِہٖ وَوَجْھِہٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ (صحیح مسلم صفحہ ۱۲۲ جلد ۱)

ترجمہ : جو مسلمان خوبصورت طریقے سے وضو کرے۔ پھر کھڑا ہو کر دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ اس کا دل اور چہرہ (اللہ کی طرف) متوجہ ہوں تو اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔

باقی نمازوں کے علاوہ فجر اور عشاء کی نمازوں کو بروقت ادا کرنے والوں کی خصوصی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے کیونکہ نماز فجر کیلئے نیند سے بیدار ہونا عام آدمی کیلئے خاصا دشوار اور مشکل ہوتا ہے جبکہ نماز عشاء کے وقت آدمی دن بھر کی تھکاوٹ کے باعث آرام کرنے کا آرزومند ہوتا ہے۔ اسی لئے ان دو نمازوں پر مداومت اختیار کرنے والے کو جنت کی بشارت دی گئی ہے کیونکہ جو شخص ان نمازوں کی پابندی کر سکتا ہے وہ دوسری نمازوں کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ (صحیح بخاری صفحہ ۸۱۔ صحیح مسلم صفحہ ۲۲۸ جلد ۱)

ترجمہ: جو شخص دو ٹھنڈی (فجر اور عشاء) کی نمازیں ادا کرے وہ جنت میں داخل ہو گا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ پیغمبر بحر و بر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **صَلُّوْا خَمْسَكُمْ وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ وَاَدُّوْا زَكٰوةَ اَمْوَالِكُمْ وَاَطِيْعُوْا اِذَا اَمَرَكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ** (رواہ احمد والترمذی۔ مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۸ جلد ۱)

ترجمہ: تم اپنی پانچ نمازوں کی پابندی کرو، رمضان المبارک کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو، اپنے امیر کی اطاعت کرو تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے

نماز کو رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دخول جنت کیلئے لازمی قرار دیتے ہوئے اسے جنت کی کنجی قرار دیا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلٰوةُ** (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۹) ترجمہ: نماز، جنت کی کنجی ہے۔

مذکورہ احادیث سے یہ امر بالدلائل واضح ہوا کہ نمازی شخص حتمی طور پر جنتی ہے اور باقاعدہ نماز ادا کرنے والے پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔

خطاؤں کا جھڑنا احادیث رسول کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازوں کو ان کے اوقات میں پورے آداب و ارکان کے ساتھ پابندی سے ادا کرنے والوں کی خطاؤں، لغزشوں اور کوتاہیوں سے اللہ تعالیٰ درگزر فرماتے ہیں اور نماز کی برکت سے نمازی کے جسم سے گناہوں کے اثرات اور نشانات کو مٹا دیتے اور خطاؤں کو جھاڑ دیتے ہیں۔

مشہور صحابی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ **اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِيْ زَمَنِ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ يَتَهَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَيْنِ مِنْ شَجَرَةٍ قَالَ فَجَعَلَ ذٰلِكَ الْوَرَقُ يَتَهَافَتُ قَالَ فَقَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّي الصَّلٰوةَ يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ فَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ كَمَا تَهَافَتَ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ** (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۸)

ترجمہ: بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سردیوں (خزاں) کے موسم میں (مدینہ سے) باہر تشریف لے گئے اور (اس موسم میں) درختوں کے پتے گر رہے تھے آپ نے ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درخت کی دو ٹہنیاں پکڑ کر ہلائیں تو اس کے پتے گرنے لگے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر! میں نے عرض کی' اللہ کے رسول میں حاضر خدمت ہوں۔ آپ ؐ نے فرمایا' (جو) مسلمان نماز پڑھتا ہے اور اس کا ارادہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہوتا ہے تو اس سے اس کے گناہ اس طرح گر جاتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے گرتے ہیں۔

جہنم سے آزادی حدیث پاک سے واضح ہوتا ہے کہ نمازی آدمی کو اللہ تعالیٰ جہنم کے عذاب سے آزادی اور نجات عطا فرما دیتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَنْ يَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ يُّصَلِّيْ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا (صحیح مسلم صفحہ ۲۲۸ جلد۱)

ترجمہ : وہ شخص ہرگز دوزخ میں داخل نہ ہو گا جو فجر اور عصر کی نماز ادا کرتا ہے۔

صبح کی نماز کے وقت نیند سے بیدار ہونا مشکل ہوتا ہے اور عصر کی نماز کا وقت کاروباری مصروفیت کا وقت ہوتا ہے۔ اس لئے ان دو نمازوں کی خصوصی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔ اس کا مطلب قطعاً" یہ نہیں ہے کہ ان دو نمازوں کے علاوہ باقی نمازیں معاف ہو گئیں ہیں بلکہ اس ارشاد مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ جو ان مشکل اوقات میں نماز کی پابندی کرے گا وہ دوسری نمازوں میں کبھی کوتاہی نہیں کرے گا اور جو نمازوں کو پابندی وقت کے ساتھ پڑھے گا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔

فرشتوں کی گواہی نماز کی پابندی کرنے والے مسلمانوں کے صالح' نیک' پرہیزگار اور فرمانبردار ہونے کی فرشتے بھی گواہی پیش کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریباً" ساڑھے پانچ ہزار احادیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ (صحیح مسلم صفحہ ۲۲۷ جلد۱۔ صحیح بخاری صفحہ ۷۹ جلد۱)

ترجمہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' رات اور دن کے فرشتے فجر اور عصر کی نماز کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقت جمع ہوتے ہیں پھر تمہارے درمیان رات گزارنے والے فرشتے آسمانوں پر چڑھ جاتے ہیں تو ان کا رب ان سے دریافت فرماتا ہے کہ تم میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑ کر آئے ہو؟ حالانکہ وہ خود ان سے بہتر جانتا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ہم گئے تھے وہ (عصر کی) نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم آئے تو وہ (فجر کی) نماز پڑھ رہے تھے۔

اس حدیث مبارکہ کی تشریح میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ تعالیٰ رقم طراز ہیں کہ

"اللہ تعالیٰ فرشتوں سے اس لئے پوچھتے ہیں کہ ان کو بندوں کے نیک اعمال کی شہادت بار بار دینی پڑے' وہ شہادت جو حقیقی اور عینی ہے اور یہ تمام شہادتیں اس ایک شہادت کا جواب ہیں جو انہوں نے ایک بار شہادت دی تھی کہ **اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ** "کہ وہ (انسان) زمین میں فساد کرے گا اور خون گرائے گا" اور یہ شہادت قیاسی اور بے اصل تھی۔" (مشکوٰۃ المصابیح مترجم صفحہ ۲۳۶ جلد ا حاشیہ ا)

نماز کے متفرق فوائد ویسے تو نماز کے اثرات' ثمرات' فوائد' اچھائیوں' برکتوں' رحمتوں اور خوبیوں کو شمار نہیں کیا جا سکتا مگر ہم اختصار سے یہاں نماز کے چند فوائد اور ثمرات کی ایک فہرست پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

- نماز سے انسان میں یہ شعور بیدار رہتا ہے کہ وہ اللہ کا بندہ ہے اور اسے رب تعالیٰ نے اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔
- نماز ادا کرنے سے انسان کے اندر کام میں لگن اور فرض شناسی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
- نماز کی ادائیگی سے انسانی سیرت کی تعمیر ہوتی ہے اور انسانی زندگی اخلاق حسنہ کا مجموعہ بن جاتی ہے۔
- نماز کیلئے دن میں پانچ مرتبہ وضو کرنا پڑتا ہے جس سے طہارت و پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔
- اوقات معینہ میں نماز کی پابندی کرنے سے انسان میں وقت کی پابندی کی عادت پختہ اور راسخ ہو جاتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- نماز' باقاعدگی سے ادا کرنے والا شخص برائیوں سے اجتناب کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡهٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ بلاشبہ نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔
- نماز سے ضبط نفس کی طاقت اور استعداد پیدا ہوتی ہے۔
- باجماعت نماز ادا کرنے سے اطاعت امیر کی تربیت ملتی ہے۔
- مسلمانوں کے باہم مل کر نماز پڑھنے سے مساوات اور انسانی برابری کا درس ملتا ہے۔
- نماز کی عادت پختہ ہو جائے تو صبح آدمی جلد بیدار ہو جاتا ہے جس سے انسانی صحت پر بڑے فائدہ مند اثرات مرتب ہوتے ہیں۔
- باجماعت نماز ادا کرنے سے اہل محلہ کو دن میں پانچ بار مسجد میں اکٹھا ہونے کا موقع ملتا ہے جس سے ان کا باہمی میل ملاپ بڑھتا اور ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہونے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
- صف بہ صف کھڑے ہو کر ایک امام کی اقتدا میں رکوع و سجود اور قیام و تشہد کرنے سے مسلمانوں کو جہاد کی تربیت حاصل ہوتی ہے۔
- نماز میں ایک دوسرے کے پاؤں سے پاؤں اور کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہونے اور ایک امام کی تکبیر پر جھکنے اور کھڑے ہونے سے مسلمانوں کو نظم جماعت اور تنظیم سازی کی تربیت دی جاتی ہے۔
- نماز میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے جس سے ایک مسلمان کو قلبی سکون اور دلی راحت نصیب ہوتی ہے۔ بقول شاعر ؎

نہ دولت سے نہ دنیا سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

- نماز کی بروقت ادائیگی سے انسان میں عاجزی' انکساری' تواضع اور خشوع و خضوع پیدا ہوتا ہے۔
- ہر روز نماز' پنجگانہ پڑھنے سے انسان کو اپنے مفوضہ کام کو دوام اور ہمیشگی سے کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا سبق ملتا ہے۔

- مسجد میں آ کر باجماعت نماز ادا کرنے اور تمام مسلمانوں کے قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہونے سے مرکز کے ساتھ وابستگی کا درس ملتا ہے۔
- نمازیوں کو مسجد میں آتے جاتے اور نماز میں مشغول دیکھ کر بے نمازوں میں نماز کی ترغیب پیدا ہوتی ہے۔
- قرآن حکیم میں نشہ کی حالت میں نماز کے قریب آنے سے منع کیا گیا۔ جب ایک شخص پابندی سے نماز پڑھنا شروع کر دے تو لامحالہ نشہ آور اشیاء سے پرہیز کرے گا۔
- نماز میں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے اور اسی سے سب کچھ مانگنے کی وجہ سے غیر اللہ کا ڈر اور خوف دور ہو جائے گا اور انسان کا اپنے رب سے رشتہ اور تعلق مضبوط ہو گا۔

جلوہ ہے خاص رحمتِ حق کا نماز میں
انوارِ قدس کا ہے نظارہ نماز میں
مولیٰ سے اپنے بندہ ہے ملتا نماز میں
اٹھ جاتا ہے جدائی کا پردہ نماز میں
رکھے گا سربلند اسے اللہ بے نیاز
جن کا سر نیاز ہے جھکتا نماز میں

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو نماز پنجگانہ کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 15

بے نمازوں کی مذمت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِھِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّھَوَاتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا ○ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَلَا یُظْلَمُوْنَ شَیْئًا (سورۃ مریم آیت نمبر۵۹-۶۰)

ترجمہ : پھر ان کے بعد ایسے لوگ جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور خواہشات کی پیروی کی تو عنقریب وہ تباہی کا سامنا کریں گے۔ مگر جس نے توبہ کر لی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کرتا رہا تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہونگے اور ان پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

ہر قسم کی حمد و ثنا' تعریف و تسبیح' بڑائی اور کبریائی' صرف اور صرف اللہ رب العالمین کیلئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ جو اپنی ذات اور صفات میں وحدہ لاشریک ہے پوری کائنات اس کی محتاج ہے اور وہ کسی کا محتاج نہیں وہی ہر چیز کا خالق' مالک اور حاکم ہے۔ وہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا' اس کی کوئی ابتداء اور انتہاء نہیں' وہ قادر و قیوم اور حی لایموت ہے۔ وہ ہر قسم کی ضروریات و حاجات سے مبرا اور ہر قسم کے عیوب و نقائص سے منزہ ذات ہے۔ عبادت کے لائق صرف وہی ہے۔ اس کے سوا کسی اور کی عبادت کرنا صریحاً شرک اور دخول جہنم کا سبب ہے۔

اللہ کریم کی بے پناہ حمد و ثنا کے بعد ان گنت' لاتعداد' بے حساب و بے شمار درود و سلام پیغمبر دو جہاں' نبی آخر الزماں' سرور کون و مکاں' سید المرسلین' امام المتقین' شفیع المذنبین' رحمۃ للعالمین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات پر جنہیں خالق کائنات نے ھادی کائنات بنا کر مبعوث فرمایا۔ جو خاتم النبین اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اکرم الاولین والا آخرین ہیں۔ جن کی اطاعت و فرمانبرداری ذریعہ نجات اور ان کی گستاخی و نافرمانی وجہ عذاب ہے۔

سورۃ مریم کی مذکورۃ الصدر آیات مقدسات کی تعبیر و تشریح میں آپ نماز کی اہمیت' فرضیت' نماز کے اثرات و ثمرات اور فوائد سے آگاہی حاصل کر چکے ہیں۔ آج کی صحبت میں انہی آیات بابرکات کے ضمن میں نماز کی حقیقت و فضیلت کو نہ جاننے والوں اور نماز کی ادائیگی میں کوتاہی و سستی کرنے والوں کی مذمت کے بارے میں فرمودات ربانی اور ارشادات رسول لاثانی ﷺ بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

بے نماز مشرک قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بے نماز اور مشرک آدمی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ارشاد الہٰی ہے۔

أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (سورۃ روم آیت نمبر ۳۱)

ترجمہ : نماز قائم کرو اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ۔

نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں ایک موقع پر عہد شکن مشرکین کو چار ماہ کی مہلت دی گئی تھی اور مسلمانوں کو منع کر دیا گیا تھا کہ وہ چار ماہ تک کفار سے تعرض نہ کریں۔ ان مہینوں کو "اشہر حرم" یعنی حرمت و عزت والے مہینے بھی کہا گیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم دیا کہ جب یہ مہینے گزر جائیں تو ان عہد شکن مشرکین پر ٹوٹ پڑو' اگر وہ آمادہ جنگ ہوں تو انہیں تہہ تیغ کرو۔ اگر کسی قلعہ یا محفوظ جگہ میں قیام پذیر ہوں تو ان کو گھیرے میں لے لو۔ اگر قابو آجائیں تو گرفتار کر لو کیونکہ اب یہ مشرکین کسی قسم کی رعایت کے مستحق نہیں۔ ہاں' اگر عمر بھر کی سرکشی' بغاوت اور نافرمانی کے بعد اب بھی سچے دل سے توبہ کر لیں' عقیدہ توحید اختیار کر لیں اور اپنی توبہ کا عملی ثبوت مہیا کریں اور اس کی صورت یہ ہے کہ نماز ادا کرنے لگ جائیں اور زکواۃ دینا شروع کر دیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کو مایوس نہیں کرے گی بلکہ رب تعالیٰ ان پر رحم فرمائے گا اور توحید' نماز اور زکواۃ کی برکت سے ان کے عمر بھر کے گناہ معاف فرمادے گا اس لئے کہ وہ مغفرت فرمانے والا ازحد مہربان ہے۔ فرمان الہٰی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (سورۃ توبہ آیت نمبر۵)

ترجمہ : پھر جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو (عہد شکن) مشرکین کو جہاں بھی پاؤ انہیں قتل کردو اور انہیں گرفتار کرلو اور انہیں گھیرے میں لے لو' اور ہر گھات کی جگہ ان کی تاک میں بیٹھ جاؤ' پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور "نماز قائم کریں" اور زکواۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ بے شک اللہ تعالٰی بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مشرکین کی توبہ پرکھنے اور جانچنے کا معیار نماز ہی ہے۔ سورۃ توبہ میں ہی رب تعالٰی نے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ترجمہ : پس اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکواۃ ادا کریں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں

یعنی عمر بھر کی ایذا رسانی اور خون آشامی کے بعد بھی اگر کفار و مشرکین دعوت اسلام کو قبول کرلیں تو انہیں اسلامی برادری میں شامل کرلیا جائے مگر اس کی شرط یہ ہے کہ وہ پابندی سے نماز قائم کریں اور اپنے مال کی سالانہ زکواۃ ادا کریں۔

نماز کی باجماعت اور بروقت ادائیگی کیلئے مساجد تعمیر کی جاتی ہیں اس لئے ان کے منتظم' متولی اور نگران وہی لوگ بن سکتے ہیں جو نماز اور زکواۃ کے پابند' رضائے الٰہی کے متلاشی اور اللہ سے ڈرنے والے ہوں۔ کسی مشرک کو مسجد تعمیر کرنے' اس میں دخل دینے اور اس کا منتظم و متولی بننے کی اجازت نہیں ہے۔ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ۔ (سورۃ توبہ آیت نمبر۱۷-۱۸)

ترجمہ : مشرکوں کیلئے روا نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو تعمیر کریں (جبکہ) وہ اپنے نفسوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر خود کفر کی گواہی دے رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے تمام اعمال ضائع ہو گئے اور وہ (جہنم کی) آگ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو تو وہی تعمیر و آباد کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا ہو اور نماز کو قائم کرتا اور زکواۃ ادا کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ ڈرتا ہو۔

بے نماز اور تارک الصلوۃ کو رسول مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی مشرک قرار دیا ہے۔ خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالشِّرْكِ إِلَّا تَرْكُ الصَّلٰوةِ فَإِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ أَشْرَكَ** (سنن ابن ماجہ صفحہ ۷۶ باب ماجاء فی من ترک الصلواۃ) ترجمہ : بندے اور شرک کے درمیان صرف ترک نماز کا فرق ہے پس جب اس نے نماز چھوڑ دی تو شرک کیا

ان آیات بینات اور حدیث مبارک سے یہ بات عیاں ہو گئی کہ بے نماز مشرک ہے اور مشرک پر جنت حرام ہے **إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ** (سورۃ مائدہ آیت نمبر ۷۲)

بے نماز کافر نبی مکرم، رسولِ معظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے نماز کو کفر اور اسلام کے درمیان حد فاصل قرار دیا ہے اور بے نماز کو صریح الفاظ میں کافر قرار دیا ہے۔

إِنَّ الْعَهْدَ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ (جامع ترمذی صفحہ ۸۶ جلد ۲۔ سنن نسائی صفحہ ۵۴ جلد ۱) ترجمہ : ہمارے اور کافروں کے درمیان نماز کا "عہد" ہے لہذا جس نے نماز کو ترک کر دیا تو اس نے کفر کیا

اس حدیث پاک سے واضح ہو گیا کہ جو شخص نماز پڑھتا ہے وہ مومن ہے اور جو نماز نہیں پڑھتا وہ کفر کی حدود میں داخل ہو گیا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے بلاشبہ (مسلمان) آدمی اور کفر و شرک کے درمیان فرق نماز کا ترک کرنا ہے۔

اگر آدمی کا ایمان مضبوط اور پختہ ہو تو نماز پڑھے بغیر اسے آرام و سکون حاصل نہیں ہوتا۔ وہ نماز ادا کر کے عجیب قسم کی فرحت محسوس کرتا ہے اور اگر اس کی نماز قضا ہو جائے تو اسے بے چینی سی محسوس ہونے لگتی ہے اور بے نماز آدمی ہمیشہ بے سکون و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بے قرار اور پریشان رہتا ہے اور کسی پل اسے اطمینان نصیب نہیں ہوتا۔ وہ ہمیشہ اپنے حالات "کاروبار" بلکہ رب تعالیٰ کا گلہ اور شکوہ کرتا نظر آتا ہے۔

تم کو شکوہ ہے ہمارا مدعا ملتا نہیں
دینے والے کو گلہ یہ ہے' گدا ملتا نہیں
بے نیازی دیکھ کر بندے کی کہتا ہے کریم
دینے والا دے کیسے دست دعا ملتا نہیں

حضرت عبداللہ بن شقیق فرماتے ہیں کہ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِّنَ الْاَعْمَالِ تَرْكُهٗ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلٰوةِ (جامع ترمذی صفحہ ۸۶ جلد ۱)

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اعمال میں کسی چیز کے ترک کرنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے سوائے نماز کے (یعنی ترک نماز کو کفر گردانتے تھے)

بے نماز جہنمی قرآن عزیز کے انتیسویں سپارے کی سورۃ المدثر میں بیان ہے کہ اہل جنت' دوزخیوں سے سوال کریں گے کہ تمہیں کس جرم کی پاداش میں جہنم کے دردناک عذاب میں مبتلا کیا گیا؟ وہ جواب دیں گے کہ ہمارے دو قصور تھے جن کی سزا ہم بھگت رہے ہیں۔(۱) ہم اپنی زندگی میں نماز نہیں پڑھا کرتے تھے اور کبھی یہ خیال نہیں کیا تھا کہ جس اللہ کریم کے فضل و کرم سے یہ زندگی عزت و آرام سے گزر رہی ہے اسے سجدہ بھی کرنا چاہیے اور اس کی عبادت کا فریضہ بھی سرانجام دینا چاہیے۔(۲) ہم اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مال و دولت کے باعث خود تو پیٹ بھر کر کھاتے تھے مگر غرباء' مساکین اور محتاجوں کی طرف توجہ ہی نہ دیتے تھے۔ ارشاد ربانی ہے۔

فِيْ جَنّٰتٍ يَتَسَآءَلُوْنَ ○ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ○ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ○ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ○ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ (سورۃ المدثر آیت نمبر ۴۰-۴۴)

ترجمہ : اہل جنت' مجرموں سے سوال کریں گے کہ کس جرم نے تمہیں دوزخ میں داخل کیا؟ وہ جواب دیں گے ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے اور مسکین کو کھانا بھی نہیں کھلایا کرتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کریمہ سے واضح ہو گیا تارک نماز قطعی جہنمی ہے۔ سورۃ مریم کی زیر بحث آیات میں بھی نمازوں کو ضائع کرنے والوں کو دوزخی قرار دیا گیا ہے۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ○

ترجمہ : پھر ان کے بعد ان کے جانشینوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور خواہشات کے پیچھے چل پڑے۔ پس عنقریب ان کی تباہی ان کے سامنے ہو گی (یعنی وہ جہنم میں داخل ہونگے)

بے نماز کی موت بے نماز آدمی کی موت کا وقت انتہائی سخت، تلخ اور اذیت ناک ہو گا۔ تمام حکیم ڈاکٹر، معالج اور طبیب اس کی امیدوں پر پانی پھیر دیں گے اور اس کے ورثاء کسی جھاڑ پھونک کرنے والے کو تلاش کرتے پھریں گے کہ شاید اس کے دم سے ہی ہمارے بیمار کی جان بچ جائے مگر مریض سمجھ جائے گا کہ اس کے کوچ کا وقت آپہنچا ہے اور یہ بیماری اس کیلئے موت اور جدائی کا پیغام لے کر آئی ہے۔ اس کی جان ہنسلی تک آجائے گی اور موت کی سختیوں کی وجہ سے ایک پنڈلی، دوسری پنڈلی سے لپٹ جائے گی۔

قرآن کریم، موت کے وقت اس پر اتنی تکلیفوں اور سختیوں کی وجہ یہ بیان کرتا ہے کہ "مرنے والا بے نماز تھا" فرمان الٰہی ہے۔

كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ○ وَقِيلَ مَنْ رَاقٍ ○ وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ ○ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ○ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ ○ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلَّىٰ ○ وَلَٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ○ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ يَتَمَطَّىٰ ○ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ○ ثُمَّ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ

(سورۃ القیامۃ آیت نمبر ۲۶-۳۵)

ترجمہ : ہاں، جب جان ہنسلی تک پہنچ جائے گی اور کہا جائے گا کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا؟ اور مرنے والا سمجھ جاتا ہے کہ جدائی کی گھڑی آگئی اور ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ جاتی ہے۔ اس دن اپنے رب کی طرف کوچ ہوتا ہے (اس سختی کی وجہ یہ ہے کہ) اس نے نہ تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی اور اس نے حق کو جھٹلایا اور منہ پھیر لیا اور پھر گھر کی طرف غرور کرتے ہوئے گیا۔ افسوس ہے تجھ پر پھر افسوس ہے، پھر افسوس ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تجھ پر پھر افسوس ہے

بعض مفسرین نے "اولیٰ لک" کا مفہوم بیان کیا ہے کہ "تو اس سختی کے لائق تھا" بعض فرماتے ہیں کہ اس کا معنی ہے "تجھ پر پھٹکار ہے" بعض کا خیال ہے کہ "تیری مدت ختم ہو رہی ہے اور تیری بربادی اور ہلاکت کی گھڑی قریب آ گئی ہے" مختصر یہ کہ لفظ اولیٰ کو چار دفعہ لانے سے بے نماز پر اللہ تعالیٰ کے غضب' غصہ اور ناراضگی کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

رب کائنات کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں نماز پنجگانہ کا پابند بن کر موت کی سختیوں سے محفوظ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بے نمازی کمر جھک نہ سکے گی قیامت کے دن جب حالات بڑے تکلیف دہ اور ہولناک ہو جائیں گے اور ہر شخص جلال الٰہی سے لرزہ براندام ہو گا' چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی ہونگی اور دل خوف سے دھڑک رہے ہونگے اس وقت لوگوں کے ایمان یا کفر اور خلوص یا نفاق کو آشکارہ کرنے کیلئے اذان دی جائے گی اور انہیں حکم دیا جائے گا کہ آؤ سب اپنے رب کو سجدہ کرو' جو لوگ دنیا میں نمازی' پرہیزگار اور مخلص' مومن اور رب کے حضور سجدہ ریز ہونے والے ہونگے وہ فوراً سربسجود ہو جائیں گے۔

اب بے نماز' کافر اور منافق بھی بہت زور لگائیں گے کہ آج سجدہ کر لیں اور خون لگا کر شہیدوں میں شامل ہو جائیں لیکن ان کی کمر اکڑ جائے گی اور بڑی کوشش کے باوجود وہ سجدہ نہ کر سکیں گے گویا ان کی کمر لوہے کا تختہ بن جائے گی جو نیچے نہ ہو گی۔ اس ذلت و رسوائی پر ان کی آنکھیں جھک جائیں گی اور ان کے کفر و نفاق کو سب کے سامنے ظاہر کر دیا جائے گا۔ آج وہ سجدہ کرنے سے کیوں محروم کر دیئے گئے؟ جواب ملے گا کہ جب وہ دنیا میں صحیح و سالم تھے' تندرست و صحت مند تھے اور باعزت و باوقار تھے تو انہیں نماز اور سجدہ کا حکم دیا گیا مگر ان ظالموں کو سجدہ کی توفیق نہ ہوئی۔ اس حکم عدولی اور بے نماز ہونے کی پاداش میں آج ان سے سجدہ کرنے کی قوت سلب کر لی گئی ہے۔ اس تفصیل کو قرآن حکیم نے اپنے معجزانہ اختصار سے یوں بیان فرمایا ہے۔ **يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ**

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ○ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ ○ (سورۃ القلم آیت نمبر ۴۲-۴۳)

ترجمہ : جس دن پنڈلی سے پردہ اٹھ جائے گا اور انہیں سجدہ کی دعوت دی جائے گی تو وہ سجدہ نہ کر سکیں گے۔ ندامت سے ان کی آنکھیں جھکی ہونگی (اور) ان پر ذلت چھا رہی ہوگی اور تحقیق انہیں (دنیا میں) سجدوں کی طرف بلایا جاتا تھا جبکہ وہ صحیح وسلامت تھے۔

بے نماز کے ساتھی بے نماز کے متعلق حدیث شریف میں صراحت ہے کہ وہ قیامت کے دن بڑے سرکشوں' باغیوں اور نافرمانوں کے ہمراہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا وَّ بُرْهَانًا وَّ نَجَاةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَّهُ نُورًا وَّلَا بُرْهَانًا وَّلَا نَجَاةً وَّ كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ** (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۸ کتاب الصلوۃ)

ترجمہ : جو شخص نماز کی حفاظت کرے گا' قیامت کے دن اس کیلئے نماز' نور' برھان اور نجات کا سبب ہوگی اور جو شخص نماز کی حفاظت نہیں کرے گا اس کیلئے کوئی روشنی' برھان اور نجات نہ ہوگی اور وہ قیامت کے دن قارون' فرعون' ھامان اور ابی بن خلف کے ساتھ (دوزخ) میں ہوگا

قرآن حکیم میں ہے کہ شیطان اللہ تعالٰی کے حکم پر آدم علیہ السلام کو ایک سجدہ نہ کرنے کی پاداش میں قیامت تک کیلئے لعنتی اور راندہ درگاہ ٹھہرا۔ **واستکبر و کان من الکافرین** (اس نے ایک سجدے سے انکار اور تکبر کیا تو وہ کافروں میں سے ہوگیا)

آپ خود اندازہ فرمائیں کہ جو ایک سجدہ نہ کرے وہ تو نافرمان' ملعون اور کافر ٹھہرے اور جو ہر روز چونتیس (۳۴) فرض سجدوں کا تارک اور منکر ہو اس کا انجام کیا ہوگا؟ ایک دن اور رات میں ہر مسلمان پر سنتوں' وتروں اور نوافل کے سجدوں کے علاوہ چونتیس سجدے فرض ہیں۔

نماز فجر = دو فرض رکعتیں یعنی چار سجدے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز ظہر - چار رکعات فرض یعنی آٹھ سجدے۔
نماز عصر - چار رکعات فرض یعنی آٹھ سجدے۔
نماز مغرب - تین رکعات فرض یعنی چھ سجدے۔
نماز عشاء - چار رکعات فرض یعنی آٹھ سجدے۔

کل فرض رکعات سترہ (۱۷) یعنی چونتیس (۳۴) سجدے اور اگر تین وتروں کے چھ سجدے بھی شامل کر لئے جائیں تو کل چالیس (۴۰) سجدے بن جاتے ہیں۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ شیطان' انسان کو سجدے کی حالت میں دیکھ کر روتا اور کہتا ہے "جس نے سجدہ کیا اس کیلئے جنت ہے اور مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا میں نے نافرمانی کی تو میرے لئے دوزخ کی آگ ہے۔"

بے نماز سے جہاد متعدد قرآنی آیات اور احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ جب تک کوئی شخص نماز کی پابندی نہیں کرتا اور زکواۃ ادا نہیں کرتا اس کی حیثیت غیر مسلم کی سی ہوگی اور اس کے خلاف اسی طرح جہاد کیا جائے گا جس طرح غیر مسلموں سے کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ (صحیح بخاری صفحہ ۸ جلد ا کتاب الایمان)

ترجمہ : مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک لڑتا رہوں جب تک وہ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکواۃ ادا کریں۔ جب وہ یہ کام کرنے لگ جائیں تو انہوں نے اپنے خون اور مال کو مجھ سے بچا لیا مگر اسلام کا حق ان سے لیا جائے گا اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ مشرکین' کافرین اور اسلام کے مخالفین کے خلاف جہاد کی تفصیلات بیان فرمانے کے بعد اہل ایمان کو حکم دیتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ (سورۃ توبہ آیت نمبر ۵)

ترجمہ : پس اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکواۃ ادا کرنا شروع کر دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو (یعنی پھر ان سے جنگ نہ کرو)

صحیح بخاری شریف کی ایک طویل حدیث کا حصہ ہے کہ۔

"ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے غنیمت کا مال تقسیم فرمایا تو ایک (منافق) آدمی نے اس تقسیم پر بڑا اعتراض کیا اور کہا اِتَّقِ اللّٰهَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (اے اللہ کے رسول! اللہ سے ڈر جایئے (اور صحیح تقسیم فرمایئے) نبی کریم ﷺ نے فرمایا' میں اہل زمین میں اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔" (اس آدمی کی یہ گستاخانہ حرکت دیکھ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی اَلَا اَضْرِبُ عُنُقَهٗ کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لَعَلَّهٗ اَنْ يَّكُوْنَ يُصَلِّيْ نہیں' شائد کہ وہ نمازی ہو۔ حضرت خالد بن ولید نے عرض کی' اے اللہ کے رسول! كَمْ مِّنْ مُّصَلٍّ يَّقُوْلُ بِلِسَانِهٖ مَا لَيْسَ فِيْ قَلْبِهٖ کئی نمازی ایسے ہیں جو زبان سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان کے دل کی ترجمانی نہیں کرتیں (یعنی زبان سے اظہار ایمان کرتے ہیں مگر ان کے دلوں میں کفر ہے جیسے یہ منافق) تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے لوگوں کے دلوں کی تفتیش کا حکم نہیں دیا گیا۔" (صحیح بخاری صفحہ ۶۲۴ جلد ۲ کتاب المغازی)

اس حدیث پاک سے بھی عیاں ہوتا ہے کہ اس منافق کو نماز کی وجہ سے ہی ناقابل گردن زدنی قرار دیا گیا ورنہ اسے قتل کر دیا جاتا۔

بے نماز کے مال و عیال کی بربادی نبی اکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ترک نماز کو اہل و عیال اور مال کی بربادی سے تعبیر فرمایا ہے یعنی ایک نماز کے تارک کو اپنی اس غلطی پر اتنا صدمہ اور افسوس ہونا چاہیے جتنا کہ اسے اپنے اہل و عیال اور مال کی تباہی و بربادی پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو بربادی سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ تَفُوْتُهٗ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهٗ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَمَالُہٗ' (صحیح بخاری صفحہ ۷۸ جلد اکتاب مواقیت الصلوٰۃ)

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہوگئی تو گویا اس کے اہل وعیال اور مال تباہ و برباد ہو گئے۔

آپ اندازہ فرمائیں کہ جب ایک نماز ترک کرنے کا اتنا نقصان ہے تو جو لوگ پانچوں میں سے کوئی نماز بھی نہیں پڑھتے کیا ان کے نقصان و خسران کا شمار و حساب ہو سکتا ہے۔ اسی نماز عصر کی طرف اپنے ساتھیوں کی خصوصی توجہ مبذول کرواتے ہوئے جناب بریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

بَکِّرُوْا بِصَلٰوۃِ الْعَصْرِ فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَکَ صَلٰوۃَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُہٗ (صحیح بخاری صفحہ ۷۸ جلد اکتاب مواقیت الصلوٰۃ)

ترجمہ : نماز عصر پڑھنے کیلئے جلدی کرو کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی تو اس کے عمل ضائع ہو گئے

یہ ان لوگوں کیلئے سخت وعید ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ دن بھر میں ایک' دو نمازیں پڑھ لینے سے ہم نے نماز کا حق ادا کر دیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ایک عصر کی نماز ترک کرنے سے بندے پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ اس دن کے باقی اعمال کی بھی کوئی قدر و قیمت نہیں رہتی۔ آپ دوبارہ اس امر پر غور فرمائیں کہ ایک نماز کو ترک کرنے والے کی یہ سزا ہے تو جو پانچوں نمازیں ضائع کرتے ہیں انکی سزا کتنی سخت ہوگی۔ **اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْھَا**

بے نماز کا جنازہ ولی کامل الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "غنیۃ الطالبین" میں بے نماز کے کفر اور اس کی نماز جنازہ کے بارے میں ائمہ کرام رحمھم اللہ کی آراء بیان کرتے ہوئے امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ نقل فرمایا ہے کہ۔ **فَتَارِکُ الصَّلٰوۃِ یَکْفُرُ عِنْدَہٗ اِمَامِنَا اَحْمَدَ رَحِمَہُ اللّٰہُ اِذَا تَرَکَھَا جَاحِدًا لِوُجُوْبِھَا وَوَجَبَ قَتْلُہٗ لَا خِلَافَ فِیْ مَذْھَبِہٖ وَاَمَّا اِنْ تَرَکَھَا تَھَاوُنًا وَکَسْلًا مَعَ اِعْتِقَادِ وُجُوْبِھَا دُعِیَ لِیَفْعَلَھَا فَاِنْ لَّمْ یَفْعَلْھَا حَتّٰی تَضَایَقَ الْوَقْتُ الَّتِیْ یَلِیْھَا**

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كُفْرٌ وَ قُتِلَ بِالسَّيْفِ بِكُفْرِهِ بَعْدَ اَنْ يُّسْتَتَابَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ كَالْمُرْتَدِّ فِيْ حَالَتَيْنِ وَيَكُوْنُ مَالُهٗ فَيْئًا يُوْضَعُ فِيْ بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا يُصَلّٰى عَلَيْهِ وَلَا يُدْفَنُ فِيْ مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ (غنیۃ الطالبین عربی و اردو صفحہ ۵۸۷ فصل فی الصلوٰۃ)

ترجمہ : امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز ترک کرنے والا کافر ہے جبکہ وہ نماز کی فرضیت کا منکر ہو اور اسے ترک کرے تو اس کا قتل کرنا واجب ہے اور ہمارے مذہب میں اس مسئلہ پر کوئی اختلاف نہیں اور جو شخص نماز کو فرض جاننے کے باوجود محض سستی اور کاہلی سے ترک کرے تو اسے نماز کے وقت نماز پڑھنے کیلئے بلانا چاہیے اگر وہ بلانے کے باوجود نماز کیلئے حاضر نہ ہو اور نماز کا وقت تنگ ہو گیا ہو تو وہ بھی کافر ہے ایسا شخص اگر تین دن تک توبہ کروانے کے باوجود توبہ نہ کرے تو اس کو تلوار سے قتل کرنا جائز ہے اور یہ دونوں حالتوں میں مرتد ہے اور اس کا مال 'مال غنیمت جان کر مسلمانوں کے بیت المال میں جمع ہوگا اور اس بے نماز کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن بھی نہیں کیا جائے گا۔

جس بزرگ محترم 'الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام پر لوگ نذر و نیاز' دینا باعث برکت اور وجہ نجات سمجھتے ہیں حالانکہ یہ صریحاً" شرک ہے۔ کیا اس بزرگ کے مذکورہ بالا فرمان پر غور کرنے کیلئے تیار ہیں کہ ان کا فتویٰ اور ارشاد ہے کہ

"بے نماز کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور بے نماز کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔"

اس کے ساتھ ہی "حنفی" کہلانے پر فخر کرنے والے بے نماز جناب ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتویٰ کا بغور مطالعہ فرمائیں۔ وَقَالَ الْاِمَامُ اَبُوْ حَنِيْفَةَ (رَحِمَهُ اللّٰهُ) لَا يُقْتَلُ وَلٰكِنْ يُحْبَسُ حَتّٰى يُصَلِّيَ فَيَتُوْبَ اَوْ يَمُوْتَ فِي الْحَبْسِ

ترجمہ : اور امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کا فرمان ہے کہ بے نماز کو قتل نہ کیا جائے بلکہ قید کر دیا جائے یہاں تک کہ توبہ کرے اور نماز پڑھنا شروع کر دے یا قید میں ہی مر جائے۔

اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ۔ يُقْتَلُ بِالسَّيْفِ حَدًّا (غنیۃ الطالبین صفحہ ۵۸۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ : بے نماز پر حد جاری کی جائے اور اسے تلوار سے قتل کردیا جائے

ائمہ کرام کے ان اقوال سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ بے نماز کافر اور مرتد ہے اگر وہ مسلمانی کا دعویدار ہے تو اسے قید کرکے توبہ پر آمادہ کیا جائے اگر وہ توبہ نہ کرے اور نماز پڑھنے پر تیار نہ ہو تو قاضی کے فیصلہ سے اسے تلوار کے ساتھ قتل کردیا جائے۔ بے نماز کا جنازہ نہ پڑھا جائے اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دردمندانہ دعا ہے کہ وہ اپنی رحمت سے بے نمازوں کو نماز پنجگانہ کا پابند بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بے نماز کو پندرہ سزائیں ولی کامل جناب الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت ذکر فرمائی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ **مَنْ تَهَاوَنَ بِصَلاتِهِ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُعَاقِبُهُ بِخَمْسَ عَشَرَةَ عُقُوْبَةً سِتٌّ مِّنْهَا قَبْلَ الْمَوْتِ وَثَلَاثٌ عِنْدَ الْمَوْتِ وَثَلَاثٌ فِي الْقَبْرِ وَثَلَاثٌ عِنْدَ خُرُوْجِهِ مِنَ الْقَبْرِ** - ترجمہ : جو شخص نماز میں سستی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پندرہ قسم کے عذاب میں مبتلا کرتا ہے ان میں چھ عذاب پہلے دیتا ہے اور تین عذاب موت سے پہلے دیتا ہے اور تین عذاب موت کے وقت اور تین عذاب قبر میں اور تین عذاب قبر سے اٹھتے وقت دیئے جائیں گے۔

اس کے بعد پیر جیلانی علیہ الرحمہ نے ان پندرہ عذابوں کی تفصیل بیان فرمائی ہے ۔ہم طوالت کے خوف سے صرف اردو ترجمہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

"موت سے قبل کے چھ عذاب یہ ہیں۔ ① اس کا نام صالحین کی فہرست سے خارج کردیا جاتا ہے۔ ② اس سے زندگی کی برکت اٹھالی جاتی ہے۔ ③ اس کے رزق سے برکت دور کردی جاتی ہے۔ ④ جب تک نمازوں کی تکمیل نہ کرے اس وقت تک اس کے اعمال قبول نہیں کیے جاتے۔ ⑤ اس کی کوئی دعا قبول نہیں ہوتی۔ ⑥ صالحین وابرار کی دعاؤں سے اسے کوئی حصہ نصیب نہیں ہوتا اور موت کے وقت کے تین عذاب یہ ہے ۔ ① اس کو پیاسے موت آئے گی اور اگر سات دریا بھی اس کے حلق میں ڈال دیئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائیں تب بھی اسکی پیاس دور نہ ہوگی۔ ②اس کو اچانک موت آئے گی۔ ③موت کے وقت اس کی گردن اور کندھے دنیا کے لوہے 'پتھر اور لکڑیوں سے بوجھل کردیئے جائیں گے اور قبر کے تین عذاب یہ ہیں۔ ①اس کی قبر تنگ کردی جائے گی۔ ②اس کی قبر میں اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا۔ ③قبر میں منکر نکیر کے سوالوں کے جواب نہ دے سکے گا اور قبر سے نکلتے وقت کے تین عذاب یہ ہیں۔ ①وہ قبر سے اٹھ کر جب دربار الٰہی میں حاضر ہوگا تو رب تعالیٰ اس سے حالت قہر و غضب میں ملاقات فرمائے گا۔ ②اس کا حساب بڑا سخت ہوگا۔ ③اللہ تعالیٰ کے دربار سے لوٹ کر دوزخ کی طرف جائے گا۔ الا یہ کہ اللہ کریم اسے بخش دے۔

یہ پندرہ عذاب وہ ہیں جن کا سامنا تارک الصلوٰۃ اور نماز میں سستی کرنے والے کو کرنا پڑے گا۔ بھائیو! کوشش کریں کہ ہم میں سے کوئی بے نماز نہ رہے اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نماز کے بارے میں ہماری گذشتہ کوتاہیوں' سستیوں' خطاؤں' لغزشوں اور بے پرواہیوں کو معاف فرما کے ہمیں پابندی سے ہر روز پانچ نمازیں بروقت اور بمطابق سنت نبوی پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اصحاب رسول کی نماز نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کرام میں سے کوئی شخص بے نماز نہ تھا بلکہ وہ ایسے پابند صلوٰۃ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مبین میں ان کے دوسرے اوصاف حمیدہ اور خصائل پاکیزہ بیان فرمانے کے علاوہ ان کے نمازی ہونے کی گواہی بھی خود دی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے۔

وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (سورۃ الفتح آیت نمبر۲۹)

ترجمہ: اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھی کفار پر سخت اور آپس میں بڑے رحم دل ہیں۔ آپ انہیں کبھی رکوع کرتے اور کبھی سجدہ کرتے دیکھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسکی رضا کے طلبگار ہیں اکی علامت انکے چہروں پر سجدوں کے اثر سے نمایاں ہے۔

نبی کریم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے جانثار و فداکار صحابہ نہ صرف نماز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پنجگانہ کا التزام فرماتے بلکہ نفلی نماز اور بالخصوص تہجد کی نماز کا اہتمام فرماتے اور اسے پابندی اور باقاعدگی سے ادا فرماتے۔ عبادت و ریاضت میں ان کے شوق و ذوق کی یہ کیفیت دیکھ کر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "تم انہیں جب بھی دیکھو گے' اپنے رب کی عبادت میں مصروف پاؤ گے' رکوع کی حالت میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ کا ورد کر رہے ہونگے' کبھی اس بارگاہ اقدس میں اپنی جبین نیاز رکھے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہہ کر اپنی نیازمندی اور اپنی عاجزی کے اعتراف کے ساتھ مولائے کریم کی بزرگی اور کبریائی کی گواہی دے رہے ہونگے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ انہیں متقین وصالحین کے نمازی ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ۔

(سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲)

ترجمہ : وہ ان دیکھی چیزوں پر ایمان لائے اور نماز قائم کرتے اور ہمارے عطا کردہ مال میں سے (ہمارے راستے میں) خرچ کرتے ہیں

مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ آخر عمر میں ان کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ اطباء اور معالجین نے مشورہ دیا کہ آپ کا علاج تو ہو سکتا ہے مگر اس کیلئے آپ کو سات دن تک چت لیٹنا پڑے گا اور اس حالت میں آپ کو چند دن نماز ترک کرنا ہوگی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بینائی کا علاج نہ کروانا گوارا کر لیا مگر نماز کا چھوڑنا برداشت نہ کیا اور ارشاد فرمایا۔

"میں نماز نہیں چھوڑ سکتا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے نماز چھوڑی وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ پاک اس سے سخت ناراض ہوگا۔" (حیاۃ الصحابہ صفحہ ۲۱۱ جلد ۳)

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کے ساتھ اتنا لگاؤ اور محبت رکھتے تھے کہ دنیا کی جو چیز ان کی نماز کے خضوع و خشوع میں رکاوٹ پیدا کرتی وہ اس چیز کو اپنے پاس رکھنا پسند نہ فرماتے بلکہ اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک چت کبری چڑیا اڑی اور اس نے چکر لگانا شروع کر دیا وہ وہاں سے نکلنے کا راستہ تلاش کر رہی تھی مگر اسے راستہ نہ مل رہا تھا۔ چڑیا کے اس عمل نے حضرت ابوطلحہ کو تعجب میں ڈال دیا اور آپ تھوڑی دیر اس چڑیا کی طرف متوجہ ہوتے اور پھر نماز میں مشغول ہو جاتے جس کی وجہ سے انہیں پڑھی ہوئی رکعات کی تعداد یاد نہ رہی۔ وہ ازحد پریشان ہوئے اور کہا "میرے مال نے مجھے فتنے میں مبتلا کر دیا" چنانچہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور نماز میں پیش آنے والے واقعہ کا تذکرہ کرنے کے بعد عرض کی۔

"اے اللہ کے رسول! میرا وہ باغ صدقہ ہے آپ جہاں چاہیں اسے صرف فرمالیں" (حیاۃ الصحابہ صفحہ ۱۱۳ جلد ۳)

بعض روایات میں ہے کہ یہ واقعہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پیش آیا اور اس میں چڑیا کے پھڑکنے کی بجائے باغ کے پکے ہوئے پھل دیکھ کر رکعات بھول جانے کا ذکر ہے۔ اس میں مزید اضافہ ہے کہ "امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس باغ کو پچاس ہزار میں فروخت کر دیا اور اس مال کا نام خمسین یعنی پچاسہ رکھا گیا۔" (حیاۃ الصحابہ صفحہ ۱۱۳ جلد ۳)

کیا آپ نے غور فرمایا' صحابہ کی نماز سے محبت اور نماز میں خشوع و خضوع اور عاجزی و انکساری کا یہ عالم تھا کہ جو باغ ان کی نماز سے توجہ ہٹاوے وہ اسے اپنے پاس رکھنے کیلئے تیار نہیں اور ہماری نمازوں کا یہ حال ہے کہ ہم سارا حساب کتاب ہی نماز میں کھڑے ہو کر کرتے رہتے ہیں۔ اسی لئے شاعر مشرق نے کہا ہے۔

جو میں سر بسجدہ کبھی ہوا تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

اور پھر فرمایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیری نماز بے سرور تیرا امام بے حضور
ایسی نماز سے گزر' ایسے امام سے گزر

رب سے مکالمہ نمازی شخص جب نماز میں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوتا ہے اور زبان سے اپنے رب کی تحمید و تسبیح کے کلمات ادا کرتا ہے تو حقیقتاً وہ اپنے رب سے ہم کلام ہوتا ہے اور اللہ کریم بھی اسے جواب عطا فرماتے ہیں۔ جیساکہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوةً لَمْ یَقْرَءْ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِیَ خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَیْرُ تَمَامٍ فَقِیْلَ لِاَبِیْ هُرَیْرَةَ اِنَّا نَكُوْنُ وَرَاءَ الْاِمَامِ فَقَالَ اِقْرَءْ بِهَا فِیْ نَفْسِكَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ نِصْفَیْنِ وَلِعَبْدِیْ مَا سَئَلَ فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ قَالَ مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ وَقَالَ مَرَّةً فَوَّضَ اِلَیَّ عَبْدِیْ فَاِذَا قَالَ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ قَالَ هٰذَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَئَلَ فَاِذَا قَالَ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ هٰذَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَئَلَ (صحیح مسلم صفحہ ۱۶۹-۱۷۰ جلد ۱۔ کتاب الصلوۃ)

ترجمہ : جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز پوری نہیں ہوئی بلکہ ناقص و ناتمام رہی۔ آپ ﷺ نے یہ بات تین دفعہ دہرائی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں (تب بھی سورۃ فاتحہ پڑھیں) ابو ہریرہ نے جواباً فرمایا "آہستہ پڑھا کرو" کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نماز میرے اور میرے بندے کے درمیان آدھی آدھی تقسیم ہو چکی ہے اور میرا بندہ جو سوال کرتا ہے وہ پورا کیا جاتا ہے۔ جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میرے بندے نے میری تعریف کی" اور جب نمازی اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ "میرے بندے نے میری توصیف کی" اور جب نمازی مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کہتا ہے کہ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی" اور یہ بھی کہتا ہے کہ "میرے بندے نے اپنے تمام کام میرے سپرد کر دیئے" اور جب نمازی اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "یہ میرا اور میرے بندے کا معاملہ ہے اب میرا بندہ جو مانگے گا سو پائے گا" جب نمازی اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ پڑھتا ہے تو اللہ کریم فرماتا ہے یہ سب کچھ میرے اس بندہ کیلئے ہے اور میرا بندہ مجھ سے جو طلب کرے گا وہ اسے دیا جائے گا۔

اس حدیث مبارکہ سے دو اہم مسئلے واضح ہوئے کہ سورۃ فاتحہ ہی اصل نماز ہے اور امام کی اقتداء میں بھی مقتدی کیلئے سورۃ فاتحہ پڑھنا ضروری اور واجب ہے اور یہ بھی وضاحت ہوتی ہے کہ نماز' بندے اور اس رب کے درمیان ایک مکالمہ ہے اور اس مکالمے کی سعادت صرف اسی شخص کو نصیب ہوتی ہے جو نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے۔ تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ نماز کی پابندی کا اہتمام کریں اور اپنے رب سے ہم کلامی کا شرف حاصل کریں۔ بعض اَن پڑھ' جاہل' بے علم اور بے عمل لوگ نماز کی فرضیت و فضیلت کی باتیں سن کر منہ بسورتے ہوئے کہتے ہیں "چھوڑو جی نماز میں کیا رکھا ہے" انہیں نبی اکرم ﷺ کی مذکورۃ الصدر حدیث شریف پر غور کرنا چاہیے اور سوچنا چاہیے کہ نماز سے کیا کیا حاصل ہوتا ہے۔

- نماز سے رب کی رضامندی ملتی ہے۔
- نماز اللہ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔
- نماز سے ہر روز پانچ مرتبہ پاکیزگی اور صفائی حاصل ہوتی ہے۔
- نماز سے مصائب کا حل نکلتا ہے۔
- نماز سے رحمت الٰہی کا حصول ہوتا ہے۔
- نماز سے صبر کی توفیق ملتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❖ نماز سے بیماریوں سے شفاملتی ہے۔
❖ نماز سے بندہ مسلمان بنتا ہے۔
❖ نماز سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

مولا کے ساتھ اپنا تعلق بنا کے دیکھ
ملتا ہے کیا نماز میں سر کو جھکا کے دیکھ

پہلا حساب قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔اگر آدمی نماز کے حساب میں کامیاب ہوگیا تو تمام اعمال میں کامیابی و کامرانی حاصل کرلے گا اور اگر نماز کے حساب میں فیل ہوگیا تو پھر سارے اعمال کے حساب میں ناکام و نامراد رہے گا۔

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلَاةُ فَاِنْ صَلُحَتْ صَلُحَ سَائِرُ عَمَلِهٖ وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهٖ (الترغیب والترہیب صفحہ ۱۵۰/۲ جلد ۱ کتاب الصلوٰۃ) ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (حقوق اللہ کے بارے میں) قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے نماز کا حساب لیا جائے گا۔اگر نماز صحیح نکلی تو تمام اعمال درست ہونگے اور اگر نماز کا حساب خراب رہا تو سارے اعمال خراب رہیں گے۔

اور ایک حدیث شریف میں ہے

فَاِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ (الترغیب والترہیب صفحہ ۲۴۶ جلد ۱)

ترجمہ : اگر نماز صحیح نکلی تو کامیاب ہوگا اور نماز خراب رہی تو نقصان میں رہا

غالبا" یہ اسی حدیث کا فارسی ترجمہ ہے جو عام مساجد کے دروازوں پر لکھا ہوتا ہے۔

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسش نماز بود

نماز کے اثرات و ثمرات نماز کے فوائد 'اثرات اور ثمرات کا مختصر تذکرہ سابقہ مضمون میں بھی ہوچکا ہے۔ہم یہاں صرف محبوب سبحانی الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب "غنیۃ الطالبین" سے نماز کے چند اہم اور ضروری ثمرات کا ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہ سے روایت نقل کی ہے کہ۔

اَلصَّلٰوۃُ مَرْضَاۃُ الرَّبِّ وَحُبُّ الْمَلَائِکَۃِ وَسُنَّۃُ الْاَنْبِیَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ وَنُوْرُ الْمَعْرِفَۃِ وَاَصْلُ الْاِیْمَانِ وَاِجَابَۃُ الدُّعَاءِ وَقُبُوْلُ الْاَعْمَالِ وَبَرَکَۃٌ فِی الرِّزْقِ وَرَاحَۃُ الْاَبْدَانِ وَسَلَاحُ الْاَعْدَاءِ وَکَرَاھِیَۃُ الشَّیْطَانِ وَشَفِیْعٌ بَیْنَ صَاحِبِھَا وَبَیْنَ مَلِکِ السَّمَاوَاتِ وَسِرَاجٌ فِیْ قَبْرِہٖ وَفِرَاشٌ تَحْتَ جَنْبِہٖ وَجَوَابُ مُنْکَرٍ وَنَکِیْرٍ وَمُوْنِسٌ زَائِرِہٖ فِیْ قَبْرِہٖ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ کَانَتِ الصَّلٰوۃُ ظِلًّا فَوْقَہٗ وَتَاجًا عَلٰی رَاْسِہٖ وَلِبَاسًا عَلٰی بَدَنِہٖ وَنُوْرًا یَسْعٰی بَیْنَ یَدَیْہِ وَسِتْرًا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ النَّارِ وَحُجَّۃً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ بَیْنَ یَدَیِ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ وَثِقْلًا فِی الْمِیْزَانِ وَجَوَازًا عَلَی الصِّرَاطِ وَمِفْتَاحًا لِّلْجَنَّۃِ

(غنیۃ الطالبین عربی اردو ۵۷۸ فصل فی فضائل الصلوات الخمس)

ترجمہ: نماز، 1- رب تعالیٰ کی رضامندی، 2- فرشتوں کی دوستی، 3- انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت 4- معرفت کا نور، 5- ایمان کی بنیاد 6- دعا کی قبولیت کا انحصار 7- قبولیت اعمال کا دارومدار 8- رزق کی برکت 9- بدن کی راحت 10- دشمنوں کیلئے ہتھیار 11- شیطان سے بچنے کا آلہ 12- رب کے حضور سفارشی 13- قبر کا چراغ 14- نیچے کا بستر 15- منکر نکیر کے سوالوں کا جواب 16- قبر کی تنہائی میں مونس و غم خوار 17- قیامت کے دن سایہ 18- سر کا تاج 19- بدن کا لباس 20- آگے دوڑنے والا نور 21- جہنم سے پردہ 22- رب کے سامنے کامیابی کی دلیل 23- میزان کا بھاری وزن 24- پل صراط سے گزرنے کا راستہ اور 25- جنت کی کنجی ہے۔

اللہ کریم کے حضور دردمندانہ دعا ہے کہ وہ تمام کلمہ گو انسانوں کو نماز پنجگانہ کا پابند بنائے اور جو لوگ نمازیں پڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عبادات کو قبول فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 16

جنت کے نظارے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
جَنّٰتِ عَدْنِ نِ الَّتِیْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَہٗ بِالْغَیْبِ اِنَّہٗ کَانَ وَعْدُہٗ مَاْتِیًّا ○ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا وَّ لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِیْهَا بُكْرَةً وَّ عَشِیًّا ○ تِلْکَ الْجَنَّۃُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ کَانَ تَقِیًّا ○ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ لَہٗ مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَیْنَ ذٰلِکَ وَمَا کَانَ رَبُّکَ نَسِیًّا ○ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا فَاعْبُدْہُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِہٖ هَلْ تَعْلَمُ لَہٗ سَمِیًّا ○ (سورۃ مریم آیت نمبر ۶۱ تا ۶۵)

ترجمہ: جاودانی جنتیں جن کا وعدہ رحمان نے اپنے بندوں سے غائبانہ کیا ہے۔ بلاشبہ اس کا وعدہ آنے والا ہے۔ وہ اس میں کوئی بیہودہ بات نہ سنیں گے بجز سلامت رہو گے' اور ان کیلئے اس میں صبح و شام (یعنی ہر وقت) ان کا رزق ہو گا۔ یہ وہ جنت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے صرف اسے بنائیں گے جو متقی ہو گا اور (فرشتوں نے کہا اے پیغمبر!) ہم تیرے رب کے حکم کے بغیر اتر نہیں سکتے۔ اسی کا ہے جو کچھ ہمارے آگے اور جو کچھ ہمارے پیچھے اور جو کچھ اس کے درمیان ہے۔ اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں ہے۔ وہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کا رب ہے۔ پس تم اسی کی عبادت کرو اور اس کی عبادت پر ثابت قدم رہو کیا تم اس کا کوئی مثل (ہم پلہ) جانتے ہو۔؟

ہر قسم کی تعریفات و تسبیحات اللہ وحدہ لاشریک کے لئے ہیں جو ساری کائنات کا اکیلا ہی خالق' مالک' حاکم اور منتظم و مدبر ہے۔ اسے کائنات کے ذرے ذرے کی ہر وقت مکمل خبر ہے۔ وہی علیم بذات الصدور اور علی کل شیء قدیر ہے جس نے صالحین و ابرار کیلئے "جنت" بنائی ہے اور ظالمین و اشرار کیلئے "جہنم" تیار کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رب تعالیٰ کی بے پناہ حمد وثنا کے بعد لاتعداد و بے حساب درود و سلام نبی مکرم، رسول معظم، سرور عالم، امام اعظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس واطہر پر جو سید البشر، آخری پیغمبر اور ساری کائنات کے رہبر ہیں۔ جن کی اتباع و فرماں برادری دخول جنت کا سبب اور جن کی نافرمانی و گستاخی عذاب جہنم کی علت ہے کہ۔

اگر جنت میں جانے کا ارادہ ہو تمامی کا
گلے میں پہن لو کرتا محمد کی غلامی کا

سورۃ مریم کی گذشتہ آیات میں بے عمل، نافرمان اور بے نماز لوگوں کے انجام کی خبر دی گئی تھی کہ انہیں جہنم کے دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور ساتھ ہی بشارت بھی سنائی گئی تھی کہ **اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا** ۝ ترجمہ: مگر جنہوں نے توبہ کی اور نیک عمل کئے تو یہ لوگ جنت میں داخل ہونگے اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

جنت کا ذکر فرمانے کے بعد سورۃ مریم کی زیر بحث آیات میں جنت کی نعمتوں کی تفصیل، جنت کے رزق، اور جنت کے راحت و آرام کا ذکر کیا گیا ہے جسے ہم آسان لفظوں میں "جنت کے نظارے" کہہ سکتے ہیں اور یہی آج کا موضوع ہے **وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ**........

جنت کے نام "جنت" کا لفظی معنی "باغ" ہے اور اصطلاح میں نیکو کار انسانوں کے دائمی گھر کا نام "جنت" ہے۔ قرآن مجید میں بکثرت یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے اور کبھی کبھی اس لفظ جنت کو مناسب اضافتوں کے ساتھ بھی ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً

○ **جنۃ النعیم** (نعمت کا باغ) ○ **جنۃ الخلد** (ہمیشگی کا باغ)

○ **جنۃ عدن** (دائمی سکونت کے باغ) ○ **جنۃ الماوی** (پناہ کا باغ)

ان ناموں کے علاوہ دیگر الفاظ سے بھی اس نعمتوں بھرے گھر کا ذکر کیا گیا ہے۔ جیسے۔ **الفردوس** (باغ) **روضہ** (چمن) **دار الخلد** (ہمیشگی کا گھر) **دار المقامہ** (قیام کا گھر) **دار السلام** (سلامتی کا گھر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دائمی جنت اس دنیا میں انسان کو ہزاروں مسرتیں اور لذتیں حاصل ہیں مگر جو چیز اس کائنات میں کسی کو میسر نہیں وہ بقائے دوام ہے' یہاں کی ہر لذت عارضی اور ہر مسرت فانی ہے' یہاں کوئی خوشی ایسی نہیں جس کے بعد غم نہ ہو' یہاں ہر پھول کے ساتھ کانٹے' ہر روشنی کے ساتھ اندھیرا' ہر وجود کے ساتھ فنا' ہر سیری کے ساتھ بھوک- ہر سیرابی کے بعد پیاس اور ہر غنا کے بعد محتاجی ہے- انسان ہزاروں مشکلیں سینکڑوں اذیتیں اور بیسیوں پریشانیاں سہنے کے بعد خوشی کا پیغام سنتا اور مسرت کا منظر دیکھتا ہے مگر ابھی اس نے خوش کن منظر سے پورا لطف بھی نہیں اٹھایا ہوتا کہ اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے- غرض اس دنیا کی ہر چیز آنی جانی اور فانی ہے-

لیکن "جنت" اس مملکت کا نام ہے جس کی لذتیں جاودانی اور مسرتیں غیرفانی ہیں- جہاں حیات ہے مگر موت نہیں' راحت ہے مگر تکلیف نہیں' سرور ہے مگر الم نہیں' مسرت ہے مگر غم نہیں' جہاں وہ سکون ہے جس کے ساتھ اضطراب نہیں' وہ شادمانی ہے جس کے بعد اندوہ و حزن نہیں' یہ ہمیشگی کا باغ اور غیرفانی مملکت ہے جہاں کا آرام دائمی' جہاں کی سلامتی ابدی' جہاں کی لذت بے انتہا' جہاں کی زندگی غیر منقطع' جہاں کا سرور نہ ختم ہونے والا اور جہاں کا عیش و سکون جاودانی ہے-

قرآن کریم کی متعدد آیات میں جنت کے دائمی ہونے کی تصریح کی گئی ہے- چند آیات بینات ملاحظہ فرمائیں اور رب تعالیٰ سے اس دائمی جنت میں داخلے کی دعا کریں- ارشاد ربانی ہے-

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۝ (سورۃ نساء آیت نمبر ۱۲۲)

ترجمہ : اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے' ہم انہیں ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بات سب سے سچی ہے-

جنت کے دوام اور جنتیوں کے وہاں ہمیشہ قیام پذیر ہونے کو لفظ خٰلِدِیْنَ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیان فرمادیا گیا تھا مگر اس خلود کو غیر فانی اور قیام کو ابدی ظاہر فرمانے کیلئے ابدا کی تاکید مزید فرمائی تاکہ جنت کے دوام اور وہاں کے ابدی قیام میں کوئی شک و شبہ نہ رہے۔

اسی مضمون کو اسی سورۃ نساء میں دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا لَهُمْ فِيْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا (سورۃ نساء آیت نمبر ۵۷)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے انہیں ہم ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہونگی۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ان کیلئے وہاں پاکیزہ بیویاں ہونگی اور ہم انہیں گھنے سائے میں داخل کریں گے۔

قرآن مجید کے تیسرے مقام پر جنت کی ہمیشگی اور دوام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

وَيُبَشِّرَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصَّالِحَاتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ○ مَاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا (سورۃ الکہف آیت نمبر ۳) ترجمہ: اور تاکہ خوشخبری سنائے ان ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں کہ ان کیلئے بہت اچھا اجر (جنت) ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

اسی بات یعنی جنت کے دوام کو قرآن عزیز کی سورۃ بینہ میں بایں الفاظ بیان فرمایا گیا ہے۔ **اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ○ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا** (سورۃ بینہ آیت نمبر ۷، ۸) ترجمہ: بلاشبہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے وہ تمام مخلوق سے بہتر ہیں۔ ان کا صلہ ان کے پروردگار کے ہاں ہمیشہ کے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں' وہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔

سورۃ "ص" میں جنت کی بے پایاں نعمتوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔ **هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ** (سورۃ ص آیت نمبر ۵۳ - ۵۴)

ترجمہ: یہ وہ چیزیں ہیں جن کا حساب کے دن کیلئے تم سے وعدہ کیا گیا تھا بلاشبہ یہ ہمارا دیا رزق ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنت کے دائمی اور ابدی ہونے کا قرآن حکیم کی کثیر آیات میں تذکرہ ہے۔ مگر ہم طوالت کے خوف سے انہیں چند آیات مقدسات پر اکتفا کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ کریم تمام مسلمانوں کو پس مرگ اس ابدی جنت میں داخل فرمائے۔ آمین۔

جنت کا لباس قرآن کریم کی آیات میں اہل جنت کو عطا کیئے جانے والے لباس فاخرہ کا مختلف انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔ سورۃ کہف میں فرمان الٰہی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ○ اُولٰٓئِکَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّیَلْبَسُوْنَ ثِیَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّکِئِیْنَ فِیْهَا عَلَی الْاَرَآئِکِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ○ (سورۃ کہف آیت نمبر ۳۰-۳۱) ترجمہ : بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیئے تو ہم کسی احسن کام کرنے والے کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کیلئے ہمیشگی کے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ انہیں ان جنتوں میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ سبز رنگ کا لباس پہنیں گے جو باریک ریشم کا بنا ہوا ہوگا۔ (اور) وہ جنتی مرصع پلنگوں پر ٹیک لگائے بیٹھے ہونگے۔ یہ اجر کتنا اچھا اور آرام گاہ کتنی عمدہ ہے؟۔

دنیا میں مردوں کیلئے سونے کے زیورات ممنوع قرار دیئے گئے ہیں یہاں تک کہ مردوں کیلئے سونے کا کوئی زیور، انگوٹھی اور گھڑی کی چین وغیرہ بھی استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح دنیا میں مردوں کیلئے ریشمی کپڑے بھی جائز نہیں ہیں مگر دنیا کا یہ قانون جنت میں لاگو نہ ہوگا کیونکہ وہ اس جہان سے الگ جہان ہے اور قرآن عزیز کی متعدد آیات میں جنتیوں کو ریشمی لباس اور سونے، چاندی کے کنگن اور زیورات پہنانے کا ذکر ہے۔ سورۃ دخان میں فرمان ربانی ہے۔ **اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ ○ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ○ یَلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ○** (سورۃ دخان آیت نمبر ۵۱-۵۳)

ترجمہ : یقیناً پرہیزگار، امن کی جگہ میں ہونگے، باغات اور چشموں میں رہیں گے (اور باریک اور موٹے ریشم کا لباس پہنے آمنے سامنے بیٹھے ہونگے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی اہل تقویٰ اور صالحین و ابرار کو جہاں ٹھہرایا جائے گا وہاں کسی قسم کا اندیشہ' خوف' بیماری' تنگ دستی' حزن و غم اور پریشانی نہ ہوگی بلکہ وہ جگہ یعنی جنت "دارالامن اور سلامتی کا گھر" ہوگا۔ جہاں جنتی خوبصورت اور بہترین ریشم کا لباس پہنے ایک دوسرے کے روبرو اور آمنے سامنے بیٹھے ہونگے اور انتہائی مسرت و شادمانی سے جنت کی نعمتیں استعمال کریں گے۔ سبحان اللہ۔

اہل جنت کے خوشنما لباس' سونے کے زیورات اور موتیوں کے ہاروں کا تذکرہ قرآن حکیم کی سورۃ حج میں بایں الفاظ فرمایا گیا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُدۡخِلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ یُحَلَّوۡنَ فِیۡہَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَہَبٍ وَّ لُؤۡلُؤًا ؕ وَ لِبَاسُہُمۡ فِیۡہَا حَرِیۡرٌ (سورۃ حج آیت نمبر ۲۳) ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کو جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے ندیاں بہتی ہونگی۔ انہیں جنت میں سونے کے کنگن اور موتیوں کے ہار پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کا لباس ریشمی ہوگا۔

جنتیوں کے لباس اور اہل جنت پر اپنے انعام و اکرام کا ذکر کرتے ہوئے سورۃ فاطر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ **جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَہَا یُحَلَّوۡنَ فِیۡہَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَہَبٍ وَّ لُؤۡلُؤًا ۚ وَ لِبَاسُہُمۡ فِیۡہَا حَرِیۡرٌ** (سورۃ فاطر آیت نمبر ۳۳) ترجمہ: (ان کیلئے) سدا بہار باغات ہیں وہ ان باغات میں داخل ہونگے انہیں وہاں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کا لباس ریشمی ہوگا۔

جنت کی حوریں اللہ تعالیٰ جنت میں جنتیوں کی تسکین' راحت' آرام اور دلجوئی کیلئے جو بے شمار نعمتیں انہیں عطا فرمائے گا ان میں ایک نعمت "جنت کی حوریں" بھی ہونگی۔ جن لوگوں نے اللہ کریم کی رضا اور خوشنودی کیلئے نفس کی خواہشات اور دنیاوی لذات سے کنارہ کشی اختیار کی ہوگی انہیں رب تعالیٰ سدا بہار باغات میں ٹھہرائے گا اور وہاں ان کی راحت کا ہر سامان مہیا فرمائے گا۔ قرآن کریم کے ستائیسویں سپارے میں اللہ تعالیٰ اہل جنت پر اپنی نعمتوں اور ان کیلئے خوبصورت' حسین و جمیل' بے عیب و پاک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باز' خوبرو اور دلربا حوروں کا ذکر یوں فرماتے ہیں۔
إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَّنَعِيمٍ ○ فَاكِهِينَ بِمَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقَاهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ○ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ○ مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّصْفُوفَةٍ وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ ○ (سورة طور آیت نمبر ۱۷ تا ۲۰)
ترجمہ : بے شک پرہیزگار' باغات اور نعمتوں میں ہونگے جو نعمتیں انہیں ان کے رب کی طرف سے عطا ہونگی ان پر مسرور و شاداں ہونگے اور انہیں ان کے رب نے دوزخ کے عذاب سے بچالیا ہوگا (حکم ملے گا) خوب مزے سے کھاؤ پیو' اپنے اعمال کے بدلے میں جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے۔ وہ جنتی بچھے ہوئے پلنگوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے اور ہم ان جنتیوں کو خوبصورت' آہو چشم (عورتوں) کے ساتھ بیاہ دیں گے۔

قرآن عزیز میں جنتی حوروں کی صفائی' ستھرائی' پاکیزگی اور طہارت کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ وہ ہر قسم کی جسمانی آلائشوں اور آلودگیوں سے پاک وصاف ہونگی اور ہر قسم کے اخلاقی عیوب اور نقائص سے ان کی سیرت کا دامن محفوظ و مصئون ہوگا۔ فرمان خداوندی ہے۔ وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (سورة البقرہ آیت نمبر ۲۵) ترجمہ : اور ان (صالحین ومتقین) کیلئے جنت میں پاکیزہ بیویاں ہونگی اور وہ اس جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس آیت مبارکہ کے آخری حصے میں فرمایا کہ جنت کے انعامات کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہوگی کہ وہ عارضی نہیں بلکہ دائمی ہونگے یعنی اہل جنت ہمیشہ ہمیشہ ان سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔ اللہ تعالی نے جنتی انسانوں کے حوروں کے ساتھ نکاح کا ذکر کرتے ہوئے سورۃ دخان میں فرمایا۔ وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ (سورۃ دخان آیت نمبر ۵۴) ترجمہ : اور ہم گوری گوری' آہو چشم عورتوں سے ان کا نکاح کردیں گے۔

قرآن حکیم کی سورۃ رحمان میں اللہ کریم نے جنت کی لازوال نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جنت کے محلات اور مکانات میں جنتیوں کیلئے ایسی عورتیں ہونگی جو شرم وحیا کا پیکر ہونگی' ان کی نگاہیں جھکی ہونگی وہ اپنے شوہروں کے بغیر کسی کی طرف آنکھ اٹھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر دیکھنا بھی پسند نہ کریں گی وہ ایسی پاک دامن اور عفت ماب ہونگی کہ انہیں اس سے قبل کسی جن و انس نے چھوا تک نہ ہوگا۔ان کے چہرے یاقوت و مرجان کی طرح سرخ اور بدن ریشم کی طرح نرم اور شفاف ہونگے۔ارشادِ الٰہی ہے۔

فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ○ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○ كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ○ (سورۃ الرحمان آیت نمبر ۵۶ تا ۵۸)

ترجمہ : ان جنتوں میں نیچی نگاہوں والی عورتیں (حوریں) ہونگی جن کو ان جنتیوں سے پہلے نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا اور نہ کسی جن نے ہاتھ لگایا ہوگا۔پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے وہ (حوریں) تو گویا یاقوت اور مرجان ہیں۔

بعض علماء تفسیر کی رائے ہے کہ "قاصرات الطرف" سے مراد وہ نیک عورتیں ہیں جو دنیا میں اللہ کے برگزیدہ اور نیک بندوں کے نکاح میں تھیں' وہ بھی جنت میں ان کے محلات کی زینت بنیں گی۔ان صالحہ اور پاک باز عورتوں کے علاوہ اہل جنت کو حوریں بھی عطا کی جائیں گی اور وہ مسلم خواتین جو دنیا میں کسی کے نکاح میں نہ تھیں یا جن کے خاوند اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے جہنم رسید کیے گئے' ان کا نکاح جنتی مردوں کے ساتھ کردیا جائے گا۔اس کی تائید حدیث رسول ﷺ سے بھی ہوتی ہے۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ۔"ایک دفعہ میں نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی' اے اللہ کے رسول! دنیا کی بیویاں افضل ہونگی یا جنت کی حوریں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا **نِسَاءُ الدُّنْيَا أَفْضَلُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ** کہ دنیا کی عورتیں جنت کی حوروں سے افضل ہونگی۔میں نے عرض کیا' یہ کیسے؟ آپ نے فرمایا **بِصَلَوَاتِهِنَّ وَ صِيَامِهِنَّ وَ عِبَادَتِهِنَّ** وہ اپنی نمازوں' اپنے روزوں اور اپنی عبادت کے باعث افضل ہونگی۔پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ (اپنی قدرت سے) ان کے چہروں کو نورانی بنا دے گا ان کے جسم' ریشم سے نرم' ان کے چہرے سفید' ان کے زیورات سونے کے' ان کی انگوٹھیاں موتیوں کی اور ان کی کنگھیاں سونے کی ہونگی۔وہ اللہ تعالیٰ کی ظاہری اور باطنی نعمتوں سے نہال ہو کر کہیں گی۔**أَلَا نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَمُوْتُ أَبَدًا**

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

-الا نحن الناعمات فلا نبأس ابدا-طوبٰی لمن کنا لہ و کان لنا-سن لو!ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں' ہمیں موت نہیں آئے گی- سن لو! ہم نازک اندام اور خوبصورت ہیں وہ لوگ خوش قسمت ہیں جن کے حصہ میں ہم آئیں گی اور وہ جلد ہمارے حصہ میں آئیں گے-" (ضیاء القرآن صفحہ ۸۰ جلد ۵)

قرآن کریم کی مشہور سورت سورۃ واقعہ میں (جسے ہر روز رات کو پڑھنے والا کبھی فاقہ کشی کا شکار نہ ہو گا) میں سابقون الاولون کیلئے جنت کی بے بہا نعمتوں اور جنتی حوروں کا تذکرہ بایں الفاظ کیا گیا ہے- وَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ ○ اُولٰئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ○ فِيْ جَنَّاتِ النَّعِيْمِ ○ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ○ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ○ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ○ مُّتَّكِئِيْنَ عَلَيْهَا مُتَقَابِلِيْنَ ○ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ○ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ○ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ○ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ○ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ○ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ○ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ○ جَزَاءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (سورۃ واقعہ آیت نمبر ۱۰ تا ۲۴)

ترجمہ : اور ہر کار خیر میں سبقت لے جانے والے اس دن بھی آگے ہی ہونگے' وہی بارگاہ الٰہی کے مقرب ہونگے (اور) عیش و سرور کے باغات میں ہونگے- وہ پہلے لوگوں سے ایک بڑی جماعت ہوگی اور پچھلوں سے قلیل تعداد ہوگی- سونے کے تاروں کے بنے ہوئے پلنگوں پر آمنے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے- ان کے اردگرد ایسے نوخیز لڑکے گردش کریں گے جو ہمیشہ ایک جیسے رہیں گے وہ ہاتھوں میں آب خورے' آفتابے اور چھلکتے جام لئے ہونگے- نہ وہ جنتی اس سے سردرد محسوس کریں گے اور نہ مدہوش ہونگے اور جنتیوں کے پسندیدہ میوے اور ان کے مرغوب پرندوں کا گوشت بھی پیش کریں گے اور جنتیوں کیلئے خوبصورت موٹی آنکھوں والی حوریں ہونگی وہ چھپائے ہوئے سچے موتیوں کی مانند ہونگی- یہ ان نیکیوں کا اجر ہوگا جو وہ کرتے رہے تھے-

اسی سورۃ واقعہ میں اہل جنت کی نیک بیویوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ جب وہ جنت میں داخل ہونگی تو ان کی خلقت بالکل بدلی ہوئی ہوگی دنیا میں اگرچہ وہ خوش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شکل نہ تھیں اور مرتے وقت بالکل بوڑھی' ضعیف اور کمزور ہو چکی تھیں مگر جب جنت میں داخل ہونگی تو بھرپور جوانی اور حسن و جمال' رعنائی و خوبصورتی عطا کر کے اور کنواری بنا کر انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا۔ فرمان الٰہی ہے۔

إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً ○ فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا ○ عُرُبًا أَتْرَابًا ○ لِأَصْحَابِ الْيَمِينِ ○

(سورۃ واقعہ آیت نمبر ۳۵ تا ۳۷)

ترجمہ : بے شک ہم نے انہیں خاص انداز سے پیدا کیا تو ہم نے انہیں کنواریاں' دل و جان سے پیار کرنے والیاں' ہم عمر بنایا۔ یہ سب نعمتیں دائیں طرف والوں کیلئے ہیں۔

قرآن عزیز کے ستائیسویں سپارے میں جنتی حوروں کے حسن و جمال' اخلاق و سیرت اور شرم و حیا کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ ○ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○ حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ ○ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ○ (سورۃ الرحمان آیت نمبر ۷۰-۷۴)

ترجمہ : ان میں اچھی سیرت والیاں خوبصورت حوریں ہوں گی۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ یہ حوریں پردہ دار خیموں میں مستور ہیں۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ انہیں اہل جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا ہے اور نہ کسی جن نے۔

حوروں کا حسن و جمال شاعر توحید و سنت شیخ محمد سعید الفت رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نظم "جنت" میں جنتی حوروں کے حسن و جمال' جوانی' زلفوں' چال ڈھال' چمک دمک اور سریلی آوازوں کا انتہائی خوبصورت نقشہ کھینچا ہے۔ جو قرآنی آیات کا بہترین پنجابی ترجمہ ہے۔ آپ بھی پڑھیے اور لطف اٹھائیے۔ فرماتے ہیں۔ جنت وہ ہے کہ۔

سُریلے جدھے وچہ نغمے طیوراں
جدھے وچہ جواناں کنواریاں حوراں
حوراں کیہ نے تصویراں کھچیاں مصور
کہ انسان کر سکدا ای نئیں تصور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہانوں نرالیاں تے پاک بازاں
سیاہی تو کالیاں زلفاں درازاں
چکوراں تے کبکاں توں ودھ ودھ کے چالاں
اکھاں دل تک تک کے نادم غزالاں
فدا بلبلاں ہون سن سن کے بولاں
سریلی آوازاں تو قربان کولاں
سفیدی منداں دی توں کلیاں سوالی
تے بلاں دی لالی توں لا لاں دی لالی
چٹے چہرے چناں توں ودھ ودھ کے چمکن
نورانی پیشانیاں درخ درخ کے دمکن
سوہنے نقش قدرت نے گھڑ گھڑ سوارے
تے بھخ بھخ کے لاٹاں چھڈن رخسارے
تکھے نک تلواروں تیراں توں پلکاں
کوئی "ماں دا پتر" نئیں جھل سکدا جھلکاں
خنجر لگے ساناں تے ابرو کماناں
جے ویکھے تے گھائل ہو جاوے زماناں
ابھاردیں سینے جو موزوں کشادہ
اوہ پتلیاں کمراں جو نازک زیادہ
تے گینداں بلوری تے چھاتیاں گویا
بہشتاں دیاں ناشپاتیاں گویا!
ہاں پیراں دی ریساں توں بلقیساں ہریاں
پرستانی پریاں حسن دیکھ مریاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرق ای نئیں چھڈیا کاری گر نے ذرا
خالی ہر عیبوں تے نقصوں مبرا
بھرے نے سہپن تے نازاں دے کاسے
حسن حوراں دا رہ گیا اک پاسے
جے اک لونڈی حوراں دی دنیا تے آجے
تے لڑ بھڑ کے مخلوق ساری مر مرا جے
ایہہ نوری کھلونے طھوروں دھپے نے
اللہ خود کہندا اے موتی چھپے نے
جنہاں نوں کسے نے نئیں اج تک بلایا
کسے جن انساں نے ہتھ ای نئیں لایا
صفت نئیں اونہاں دی سنا سکدا کوئی
اندازہ نئیں جنت دا لا سکدا کوئی

حوروں کا ذکر بزبان مصطفیٰ قرآنی آیات کے علاوہ نبی مکرم رسول معظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان حق ترجمان سے بھی حوروں کی نفاست' طہارت' نجابت اور نظافت کا ذکر فرمایا ہے۔ ہم صرف دو احادیث کی عبارت اور ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ خادم رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کائنات ﷺ نے فرمایا۔ **لَوْ اَنَّ امْرَءَةً مِّنْ نِّسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ اِلَى الْاَرْضِ لَاَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَاَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيْحًا وَلَنَصِيْفُهَا عَلٰى رَاْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا** (رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۴۹۵)

ترجمہ: اگر اہل جنت کی عورتوں میں سے ایک عورت زمین کی طرف جھانکے تو مشرق و مغرب کی ہر چیز کو روشن کر دے اور زمین کے دونوں کناروں کے درمیان کو خوشبو سے بھر دے اور جنتی حوروں کے سر کی اوڑھنی دنیا اور اس کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے۔

مشہور صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے جنت کے آرام، سکون، جنتیوں کے حسن و جمال اور جنتی حوروں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالَّذِينَ عَلَى آثَارِهِمْ كَأَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ لَا تَبَاغُضَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَحَاسُدَ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ يُرَى مُخُّ سُوقِهِنَّ مِنْ وَرَاءِ الْعَظْمِ وَاللَّحْمِ (صحیح بخاری صفحہ ۴۶۱ جلد ۱ کتاب بدء الخلق)

ترجمہ: سب سے پہلے جو جماعت جنت میں داخل ہوگی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکدار ہونگے پھر جو ان کے بعد داخل ہونگے ان کے چہرے آسمان کے روشن ستاروں کی مانند ہونگے۔ جنتیوں کے دل آپس میں محبت و خلوص کے باعث ایک آدمی کے دل کی طرح ہونگے۔ ان میں کوئی بغض اور حسد نہیں ہوگا۔ ان میں سے ہر جنتی کیلئے حور عین سے دو بیویاں ہونگی جو اتنی حسین و جمیل ہونگی کہ ان کی پنڈلیوں کی ہڈی اور گوشت کے پیچھے سے گودا نظر آئے گا۔

جامع ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ ان دو حوروں کو ستر (۷۰) جوڑے پہنائے جائیں گے اور ان کی پنڈلیوں کا گودا ستر (۷۰) جوڑوں کے اوپر سے بھی نظر آئے گا۔ بعض احادیث میں ہے کہ ادنیٰ جنتی کو بہتر (۷۲) بیویاں اور ہزار غلام عطا کئے جائیں گے جبکہ مذکورۃ الصدر حدیث مبارکہ میں دو بیویوں کا ذکر ہے۔ ان احادیث میں محدثین نے یوں تطبیق دی ہے کہ دو بیویاں تو ایسی حسین و جمیل ہونگی کہ ان کی پنڈلیوں کا گودا ستر (۷۰) قسم کے لباس اور گوشت کے اوپر سے دیکھا جاسکے گا جبکہ باقی ستر حوریں ان کے علاوہ ہوں گی اور بعض کا قول ہے کہ یہ دونوں بیویاں تو دنیا کی عورتوں میں سے ہوں گی اور جنت کی ستر حوریں اور عطا فرمائی جائیں گی، سبحان اللہ۔

جنت کا رزق جنت میں اہل جنت کو بے انتہا اور بے حساب رزق سے نوازا جائے گا وہاں ہر قسم کا پھل ہر وقت موجود ہوگا۔ جنت کے درخت ہمہ وقت پھلوں سے لدے رہیں گے جونہی جنتی ایک پھل توڑے گا اس کی جگہ دوسرا فوراً موجود ہوگا اور ان جنتی پھلوں کو توڑنے میں جنتیوں کیلئے کوئی دقت یا رکاوٹ نہ ہوگی۔ جب بھی کوئی جنتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی پھل کے کھانے یا توڑنے کا ارادہ کرے گا تو اونچی ٹہنیوں اور بلند و بالا درختوں پر لگے ہوئے پھل اس کے ہونٹوں کے قریب ہو جائیں گے سبحان اللہ۔

اللہ تعالیٰ قرآن عزیز میں جنت کے رزق اور پھلوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ○ فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ○ وَطَلْحٍ مَّنضُودٍ ○ وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ ○ وَمَاءٍ مَّسْكُوبٍ ○ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ○ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ ○ وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ○ (سورۃ واقعہ آیت نمبر ۲۷ تا ۳۴)

ترجمہ: اور دائیں ہاتھ والے' دائیں ہاتھ والوں کی کیا شان ہوگی۔ وہ بے خار بیریوں میں اور کیلوں کے گچھوں میں اور لمبے لمبے سایوں میں اور پانی کے آبشاروں میں اور پھلوں کی کثرت میں ہوں گے کہ نہ وہ ختم ہوں گے اور نہ انہیں ان سے روکا جائے گا اور ان کیلئے اونچے پلنگوں پر بستر بچھے ہوئے ہوں گے۔

کتاب مبین کے آخری سپارے میں جنت کے پھلوں اور رزق کا ذکر بایں الفاظ کیا گیا ہیں۔ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ○ حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا ○ وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ○ وَكَأْسًا دِهَاقًا ○ (سورۃ النباء آیت نمبر ۳۱ تا ۳۴) ترجمہ: بے شک پرہیزگاروں کیلئے کامیابی ہی کامیابی ہے ان کے لئے جنت میں باغات اور انگور ہیں اور جواں سال ہم عمر لڑکیاں ہیں اور چھلکتا ہوا جام ہے۔

قرآن حکیم کے انتیسویں سپارے میں جنتیوں کے لباس۔ ان کے پلنگ' ان کیلئے پھلوں کے رزق' چاندی کے برتن' چمکدار گلاس' جام طہور' جنت کے حور و غلمان اور خوبصورت چشموں کا کس بہترین انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ○ وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ○ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ○ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ○ وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ○ قَوَارِيرَ مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ○ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ○ عَيْنًا فِيهَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ۞ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۞ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ۞ وَ
اِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ۞ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَّسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ۞ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ۞ (سورۃ الدھر آیت نمبر۱۱ تا ۲۲)

ترجمہ : پس اللہ تعالیٰ ان (پرہیز گاروں) کو اس قیامت کے دن کے شر سے بچائے گا اور انہیں چہروں کی تازگی اور دل کا سرور عنائت فرمائے گا اور ان کے صبر کے بدلے میں انہیں جنت اور ریشمی لباس عطا فرمائے گا۔ وہ وہاں تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ وہاں نہ وہ دھوپ کی حدت دیکھیں گے نہ گرمی کی شدت اور اس جنت کے درختوں کے سائے ان کے قریب ہونگے اور میووں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے اور ان کے سامنے چاندی کے برتن اور شیشے کے چمکدار گلاس تھمائے جائیں گے۔ وہ شیشے چاندی کے ہونگے جنہیں بھرنے والوں نے مناسب اندازہ سے بھرا ہوگا اور جنتیوں کو وہاں ایسے جام پلائے جائیں گے جس میں زنجبیل کی آمیزش ہوگی۔ یہ بہشت میں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے۔ اور ان کی خدمت میں ایسے بچے چکر لگاتے رہیں گے۔ جو ایک ہی حالت پر رہیں گے جب تو انہیں دیکھے گا تو یوں سمجھے گا گویا بکھرے ہوئے موتی ہیں اور وہاں تم جدھر بھی دیکھو گے تمہیں نعمتیں ہی نعمتیں اور وسیع مملکت نظر آئے گی ۔ ان پر باریک سبز رنگ کے ریشمی اور موٹے ریشمی کپڑے ہوں گے اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور انہیں ان کا رب پاک شراب پلائے گا۔ یہ تمہاری جزا ہے اور تمہاری کوششیں مقبول ہو گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ان مہمانوں یعنی جنتیوں کی جو خاطر و مدارت ہو گی ان کے آرام و آسائش کے جو سامان مہیا کئے جائیں گے اور انہیں جو بلند و بالا اور رفیع مقام عطا کیا جائے گا نیز ان کیلئے جنت میں جو تخت بچھائے، تکیے لگائے، قالین سجائے، چشمے بہائے اور جام چھلکائے جائیں گے ان کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ غاشیہ میں بایں الفاظ کیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ○ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ○ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ○ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ○ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ○ (سورۃ غاشیہ آیت نمبر ۸ تا ۱۶) ترجمہ : کتنے ہی چہرے اس دن بارونق ہونگے۔ اپنی کاوشوں پر خوش ہوں گے۔ عالی شان جنت میں ہونگے۔ وہاں کوئی لغو بات نہ سنیں گے۔ اس میں چشمے جاری ہونگے۔ اس میں اونچے اونچے تخت ہوں گے اور آب خورے قرینے سے رکھے ہوں گے اور گاؤ تکیے قطار در قطار لگے ہوں گے اور نفیس قالین بچھے ہوں گے۔

جن سعادت مند' نیک بخت اور خوش قسمت انسانوں کو قیامت کے دن نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں پکڑایا جائے گا اور اس کے بعد ان پاکباز صالحین اور مخلصین سے جو عمدہ' بہترین اور قابل رشک سلوک کیا جائے گا اس کا ذکر قران عزیز کی سورۃ الحاقہ میں ان الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَاۗؤُمُ اقْرَءُوْا كِتَابِيَهْ ○ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ ○ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ○ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ○ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْۤئًا بِمَاۤ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ○ (سورۃ الحاقہ آیت نمبر ۱۹ تا ۲۴)

ترجمہ : پس جسے اس کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دے دیا گیا تو وہ خوشی سے کہے گا لو میرا نامہ اعمال پڑھو! مجھے یقین تھا کہ مجھے میرا نامہ اعمال ضرور ملے گا پس یہ (خوش نصیب) پسندیدہ عالی شان جنت میں زندگی بسر کرے گا۔ جس کے خوشے جھکے ہوں گے (حکم ہو گا) مزے سے کھاؤ' یہ اجر ہے ان اعمال کا جو تم نے گذشتہ دنوں میں آگے بھیجے۔

مذکورۃ الصدر قرآنی آیات کے علاوہ دیگر کئی آیات میں بھی اہل جنت کیلئے انعامات و احسانات کا تذکرہ کیا گیا ہے مگر طوالت کے خوف سے ہم انہیں ذکر کئے بغیر مذکورۃ الصدر آیات بابرکات کا پنجابی ترجمہ شاعر اسلام شیخ محمد سعید الفت رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبان میں پیش کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کیا خوب فرمایا ہے۔

اوہ جنت جدھے وچہ ہمیشہ جوانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جدھے وچ مچھلی دی پہلی مہمانی
جدھے وچ عیشاں تے خوشیاں سروراں
جدھے وچ انوکھیاں مٹھیاں کھجوراں
جدھے وچ پھل میوے لکھاں ہزاراں
جدھے وچہ ددھ دیاں جاری نے نا ہراں
جدھے وچ خدمت لئی خادم ہزاراں
جدھے وچ لکھاں ای موجاں بہاراں
جدھے وچ ہر طرفوں خوشیاں سوائیاں
اوہ سونے دی تاراں دیاں چارپائیاں
جدھے وچہ سونے تے چاندی دے برتن
نصیباں والے سبحان اللہ ورتن
اوہ سونے دے کپڑے اوہ سونے دے کنگن
غرض اوہ ملسی بہشتی جو منگن
اوہ جنت جدھے وچ زمردی زیناں
زیناں تے وچھیاں سبز رنگ قالیناں
قالیناں تے ریشم دے تکئے لگے نے
گو عیش و عشرت دے دریا وگے نے
جدھے وچ عمدہ توں عمدہ پوشاکاں
جدھے وچ ودھیا توں ودھیا خوراکاں
جدھے وچ طیوراں دے گوشت کباباں
جدھے وچ اطہر تو اطہر شراباں
جدھے وچ رتاں دی سختی نہ نرمی
نہ سردی زیادہ نہ بہتی ہی گرمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تے غلمان پھردے ہون گے دوالے
ہتھاں وچ پھڑ کے چاندی دے پیالے
ایہہ غلمان کیتے جو اللہ تیار اے
حدوں سوہنے جنہاں دے نقش و نگار اے
دوالے بہشتیاں دے پون پھیرے
سمجھ لو کہ قدرت نے موتی بکھیرے

جنت کا سلام جن خوش نصیبوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور فضل سے جنت میں داخل فرمائیں گے انہیں بڑی عزت و تکریم اور احترام و توقیر کے ساتھ جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ راستے کے دونوں طرف فرشتوں کی قطاریں ہونگی۔ جو جنتیوں کو انتہائی ادب و احترام سے سلام عرض کریں گے۔ کیا خوب صورت منظر ہو گا جب اہل جنت گروہ در گروہ جنت کی طرف جائیں گے۔ فرشتے ان کا استقبال کریں گے اور ہر طرف سے "سلام علیکم" کی صدائے دل نواز بلند ہو گی سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو باعزت گروہ میں شامل فرمائے۔ آمین۔ خلیفہ چہارم' داماد رسول حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ۔

"جب اہل جنت کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا اور وہ جنت کے دروازے پر پہنچ جائیں گے تو دروازے کے قریب انہیں ایک درخت نظر آئے گا۔ جس سے نیچے دو چشمے رواں ہونگے۔ ان میں سے ایک چشمہ میں مومن غسل کرے گا۔ تو جسم کے بیرونی حصے کی طہارت ہو جائے گی اور دوسرے چشمہ کا پانی پیئے گا تو اندرونی طہارت و نفاست حاصل ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے جنت کے دروازے پر ان کا استقبال کریں گے اور کہیں گے۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِيْنَ" (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۲۰۷ جلد ۱۰)

قرآن حکیم نے اہل جنت کو جنت کی طرف لے جائے جانے' استقبال کرنے اور فرشتوں کے سلام عرض کرنے کی تفصیل یوں بیان فرمائی ہے۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰى إِذَا جَاءُوْهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ (سورۃ زمر آیت نمبر ۷۳)

ترجمہ : اور جو اپنے رب سے ڈرتے رہے تھے انہیں گروہوں کی شکل میں جنت کی طرف لے جایا جائے گا حتی کہ جب وہاں پہنچیں گے اور جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو انہیں جنت کے محافظ کہیں گے "تم پر سلام ہو" تم بہت اچھے رہے۔ اب اس جنت میں ہمیشہ کیلئے داخل ہو جاؤ۔

جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے ہمارے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہونگے۔ آپ کے پیچھے اہل جنت کی قطاریں ہونگی۔ صحیح مسلم کی حدیث ہے اَنَا اَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "سب سے پہلے جنت کا دروازہ میں کھٹکھٹاؤں گا۔" سبحان اللہ!

خادم رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے داخلہ جنت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

اٰتِيْ بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ؟ وَ اَقُوْلُ "مُحَمَّدٌ" صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَيَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ اَنْ لَا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ (رواہ مسلم۔ مشکوۃ المصابیح صفحہ ۵۱۱) ترجمہ : قیامت کے دن میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اسے کھولنے کے لئے کہوں گا، تو جنت کا خازن پوچھے گا آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا "میں محمد ہوں" تو وہ عرض کرے گا کہ مجھے آپ کے متعلق ہی حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کیلئے جنت کا دروازہ نہ کھولوں۔

برادر محترم حضرت مولانا عبدالرحمان راسخ رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث مبارکہ کا ترجمہ جب پنجابی اشعار میں لحن داؤدی کے ساتھ سنایا کرتے تو مجمع جھوم جایا کرتا تھا۔ آپ بھی سنئیے اور دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ برادر مرحوم کو جنت میں بلند درجات عطا فرمائے۔ آمین۔

کوئی نبی ھالے قدم نہ اٹھاوے
میرا آقا پہلا بہشتاں نوں جاوے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنت دا جا کے جاں کنڈا ھلاوے
تاں دربان جنت دا عرضاں سناوے
میرے مولا مینوں حکم فرمایا
نہ کھولیں جھناں چ محمد نہ آیا

دربانِ جنت کی بات سن کر آنحضرت ﷺ جو ارشاد فرمائیں گے۔اس کا ترجمہ یہ ہے۔

میں محمد میں محمد آمنہ دا جایا
جلدی جنت دروازہ کھولو میں امت نال لیایا

بات یہ چل رہی تھی کہ اہل جنت' جنت میں کوئی بے ہودہ' لغو اور فضول گفتگو نہ سنیں گے' وہاں کذب' غیبت' حسد' گالی گلوچ' سب و شتم اور لڑائی جھگڑے کا نام و نشان نہ ہو گا بلکہ جنتیوں کیلئے ہر طرف سے "سلام ہی سلام" کی آواز آئے گی۔فرمان الٰہی ہے۔

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا (سورة الواقعہ آیت نمبر ۲۵-۲۶)

ترجمہ : جنتی' وہاں لغو اور گناہ کی باتیں نہ سنیں گے۔بس ہر طرف سے سلام ہی سلام کی آواز آئے گی۔

قرآنی آیات میں تو جنت کو "دار السلام" یعنی سلامتی کا گھر کہا گیا ہے اور اس کے امن و سلام اور راحت و سرور کو بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے **لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا** کہ جنتی وہاں کوئی بے ہودہ اور جھوٹا بات نہ سنیں گے۔

رب کا سلام اہل جنت پر جنت کی نعمتوں کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور وہ وہاں کی لذتوں' خوشیوں اور لطف و سرور میں اس طرح کھو جائیں گے کہ انہیں کسی دوسرے کی خبر تک نہ ہو گی۔ان خوشیوں اور راحتوں بھرے لمحات میں اللہ تعالیٰ اہل جنت کو اپنے خطاب جاں افروز سے نوازے گا۔جب جنتی اپنے اس رب کی خوش کن آواز سنیں گے۔جس رب کو راضی کرنے کیلئے وہ عمر بھر ماہی بے آب کی طرح تڑپتے رہے تو ان کی مسرت اور انبساط کی کوئی انتہاء نہ ہو گی اور اپنے رب کی طرف سے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عزت افزائی پر اس کا بے حد شکر ادا کریں گے۔ سورۃ یاسین میں جنتیوں سے رب کے ہم کلام ہونے اور انہیں سلام کہنے کا ذکر یوں کیا گیا ہے۔

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِىْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ○ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِىْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ○ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ○ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ○ (سورۃ یٰسین آیت نمبر ۵۵ تا ۵۸)

ترجمہ: بے شک اہل جنت اس دن جنت میں اپنے اپنے شغل سے لطف اندوز ہو رہے ہونگے۔ وہ اور ان کی بیویاں سایہ میں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے۔ ان کیلئے وہاں طرح طرح کے لذیذ پھل ہونگے اور انہیں وہ کچھ ملے گا جو وہ طلب کریں گے رب رحیم کی طرف سے انہیں کہا جائے گا کہ "تم پر سلام ہو"

نبی اکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اہل جنت پر اللہ تعالٰی کے خصوصی سلام کا تذکرہ کرتے اور سورۃ یاسین کی اس آیت مبارکہ کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے فرمایا۔ بَيْنَمَا اَهْلُ الْجَنَّةِ فِىْ نَعِيْمِهِمْ اِذْ سَطَعَ عَلَيْهِمْ نُوْرٌ فَرَفَعُوْا رُءُوْسَهُمْ فَاِذَا الرَّبُّ تَعَالٰى قَدْ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِهِمْ فَقَالَ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ" يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ كَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ قَالَ فَيَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ فَلَا يَلْتَفِتُوْنَ اِلٰى شَيْءٍ مِنَ النَّعِيْمِ مَادَامُوْا يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ حَتّٰى يَحْتَجِبَ عَنْهُمْ وَيَبْقٰى نُوْرُهُ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْهِمْ وَفِىْ دِيَارِهِمْ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۷۵ جلد ۳)

ترجمہ: جس وقت اہل جنت اپنی نعمتوں میں مشغول ہونگے تو اچانک اوپر سے ایک نور چمکے گا جب وہ سر اٹھا کر دیکھیں گے تو انہیں معلوم ہو گا کہ ان کا رب ان کی طرف جھانک رہا ہے تو اللہ تعالٰی فرمائے گا۔ اے جنتیو! میری طرف سے "السلام علیکم" (فرمایا) رب رحیم کی طرف سے سلام کا یہی مطلب ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی ان کی طرف دیکھے گا اور وہ اس کی طرف دیکھیں گے۔ جب تک وہ دیدار الٰہی سے فیضیاب ہوتے رہیں گے انہیں جنت کی کسی دوسری نعمت کا خیال ہی نہ آئے گا یہاں تک کہ نور الٰہی ان سے چھپ جائے گا۔ مگر اس کا نور اور اس کی برکت ان پر اور ان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھروں پر قائم رہے گی۔

بعض روایات میں آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان وارد ہوا ہے کہ جنت میں جنتیوں کو نمازوں کے اوقات (جن اوقات میں جنتی دنیا میں نمازیں ادا کیا کرتے تھے) میں فرشتے سلام کیا کریں گے۔ (تفسیر مظہری صفحہ ۳۴۰ جلد ۷)

سورۃ مریم کی زیر بحث آیات بابرکات میں بھی جنتیوں پر اسی سلام اور سلامتی کا ذکر کیا گیا ہے۔ فرمان ربانی ہے۔

جَنّٰتِ عَدْنِ ِنِ الَّتِیْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَیْبِ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِیًّا ○ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِیْهَا بُكْرَةً وَّعَشِیًّا ○

ترجمہ : ہمیشگی کے باغات جن کا وعدہ رحمان نے اپنے بندوں سے غیب میں کیا ہے یقیناً اس کا وعدہ پورا ہونے والا ہے۔ جنتی جنت میں کوئی لغو بات نہیں سنیں گے بجز سلامت رہو (کی صدا کے) اور انہیں وہاں کا رزق صبح و شام ملے گا۔

جنت کے صبح و شام سورت مریم کی مذکورۃ الصدر آیت کریمہ میں فرمایا گیا ہے کہ اہل جنت کو جنت میں صبح و شام ان کا رزق ملے گا۔ یہاں جنت کے صبح شام سے کیا مراد ہے اس کی مختلف توضیحات علماء تفسیر نے بیان فرمائی ہیں ہم ان تشریحات کا خلاصہ ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

1- اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ جنت میں بھی دن رات ہونگے۔ نہیں، بلکہ ان انوار سے جنتی ان وقتوں کو پہچان لیں گے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۲۹ جلد ۳)

2- امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ عربوں کے نزدیک زندگی کا عیش اس سے بڑھ کر کوئی نہ تھا کہ صبح و شام پیٹ بھر کر کھانا مل جائے اللہ تعالیٰ نے اہل عرب کے محاورے کے مطابق ہی اہل جنت کیلئے صبح و شام کھانے کا ذکر کیا (ورنہ حقیقت میں ہر قسم کا عیش مقصود ہے)۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۳۴۰ جلد ۷)

3- جنت کے صبح و شام کا ذکر دنیا کے اعتبار سے ہے وہاں رات نہیں بلکہ ہر وقت نور کا سماں ہے۔ پردے گر جانے اور دروازے بند ہو جانے سے اہل جنت کو شام کا گمان ہو گا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اسی طرح دروازوں کے کھل جانے اور پردوں کے ہٹ جانے سے صبح کے وقت کو جن لیں گے مگر یہ سب کچھ بھی جنتیوں کے حکم سے ہوگا۔ تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۲۹ جلد ۳)

4- چونکہ عرب صبح و شام ہی کھانا کھانے کے عادی تھے اس لئے جنتی رزق کا وقت بھی وہی بتلایا گیا' ورنہ جنتی جو چاہیں گے جب چاہیں گے موجود پائیں گے۔(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۲۹ جلد ۳)

5- ان اوقات میں اللہ تعالیٰ کے اولیاء کے پاس حوریں آئیں گی جن میں ادنیٰ درجے کی وہ ہونگی جو صرف زعفران سے پیدا کی گی ہیں۔(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۲۹ جلد ۳)

6- امام ضحاک علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ رات دن کی مقدار کے مطابق رزق ملے گا۔ (تفسیر مظہری صفحہ ۳۳۰ جلد ۷)

7- حکیم ترمذی نے "النوادر" میں روائیت بیان کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی' اے اللہ کے رسول آ کیا جنت میں رات ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا (وہاں تو) محض نور کی چمک ہوگی' صبح کا شام اور شام کا صبح پر توارد ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نمازوں کے ان اوقات میں جن میں وہ (جنتی) نمازیں پڑھا کرتے تھے عجیب تحفے ان کے پاس آئیں گے اور فرشتے ان اوقات میں ان کو سلام کریں گے۔(تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۳۳۰ جلد ۷)

8- جنت کے صبح شام کیا ہونگے؟ یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔(تفسیر قرآن عزیز صفحہ ۴۰۸ جلد ۶)

حدیث شریف میں نبی رحمت جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی جنت کے صبح و شام ہونے کا تذکرہ فرمایا ہے۔ مشہور صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنت کی نعمتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُوْرَتُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا يَبْصُقُوْنَ فِيْهَا وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ اٰنِيَتُهُمْ فِيْهَا الذَّهَبُ وَاَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یُرٰی مُخُّ سُوْقِہِمَا مِنْ وَّرَاءِ اللَّحْمِ لَا اخْتِلَافَ بَیْنَہُمْ وَلَا تَبَاغُضَ قُلُوْبُہُمْ قَلْبٌ وَّاحِدٌ یُسَبِّحُوْنَ اللّٰہَ بُکْرَۃً وَّعَشِیًّا ○ (صحیح بخاری صفحہ ۴۶۰ جلد اکتاب بدء الخلق)

ترجمہ : آدمیوں کا پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کی صورتیں چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہونگی ان لوگوں کو نہ تھوک آئے گا اور نہ وہ پاخانہ کریں گے۔ان کے برتن سونے کے ہونگے اور ان کی کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہونگی اور ان کی انگیٹھیوں میں سے عود کی خوشبو نکل رہی ہوگی اور ان کے پسینہ میں سے مشک کی خوشبو پھوٹے گی۔ان میں ہر ایک کی دو ایسی بیویاں ہونگی کہ حسن و جمال کی وجہ سے ان کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے نیچے سے نظر آئے گا۔ان میں نہ کوئی اختلاف ہوگا اور نہ ہی بغض و حسد ہوگا۔ان کے دل ایک دل کی طرح ہونگے۔وہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھا کریں گے۔

جنت کے ورثاء جنت کی بے شمار اور بے حد و حساب نعمتیں کن خوش نصیبوں کو حاصل ہونگی اور جنت کی سرزمین 'محلات' باغات اور مکانات کے مالک اور وارث کون ہونگے؟ سورۃ مریم کی اگلی آیت مبارکہ میں رب تعالیٰ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔ **تِلْکَ الْجَنَّۃُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ کَانَ تَقِیًّا** ○ ترجمہ : یہ وہ جنت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں صرف اسی کو بنائیں گے جو متقی ہوگا۔

گویا جنت کے حصول اور دخول کیلئے "تقویٰ" بنیادی شرط اور متقی ہونا لازمی اور ضروری ہے۔تقویٰ کی تفصیل بیان کرنے کا یہ موقع نہیں۔مختصر الفاظ میں یوں سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے احکام کو ماننے اور ان کی منع کی ہوئی چیزوں سے رکنے کا نام "تقویٰ" ہے۔یعنی **اِمْتِثَالُ الْاَوَامِرِ وَاجْتِنَابُ النَّوَاھِیْ** کو ہی تقویٰ کہتے ہیں۔جو اہل تقویٰ ہونگے انہیں جنت کا وارث و مالک بنادیا جائے گا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو جنت کے وارثوں میں سے کردے۔آمین

اللہ کریم سورۃ اعراف میں فرماتے ہیں کہ جب ہم جنتیوں کو جنت میں داخل کریں گے تو ہماری طرف سے اعلان کیا جائے گا کہ اے جنتیو! تمہارے اعمال کی جزا میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم نے تمہیں اس جنت کا وارث و مالک بنادیا ہے۔ارشاد خداوندی ہے۔

وَنُودُوا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (سورۃ اعراف آیت نمبر ۴۳)

ترجمہ : اور ان (جنتیوں) سے پکار کر کہا جائے گا کہ جو عمل تم دنیا میں کرتے تھے ان کے بدلہ میں اب تمہیں اس جنت کا وارث بنادیا گیا ہے۔

اہل جنت کو جنت کا وارث بنانے کیلئے کیسے پکارا جائے گا اور آواز دے کر انہیں کن کن نعمتوں سے سرفراز فرمایا جائے گا۔اس کی وضاحت امام دوجہاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمائی کہ۔

يُنَادِي مُنَادٍ اِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقَمُوا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوتُوا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوا فَلَا تَبْتَئِسُوا اَبَدًا فَذَالِكَ قَوْلُهٗ عَزَّ وَجَلَّ وَنُودُوا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○

(صحیح مسلم صفحہ ۳۸۰ جلد ۲۔کتاب الجنۃ وصفۃ نعیما)

ترجمہ : اہل جنت سے ایک پکارنے والا پکار کر کہے گا۔اب ہمیشہ تندرست رہو گے تم کبھی بیمار نہ پڑو گے اور ہمیشہ زندہ رہو گے۔ تمہیں کبھی موت نہ آئے گی اور تم ہمیشہ جوان رہو گے تم پر کبھی بڑھاپا نہ آئے گا اور تم ہمیشہ آرام و نعمت میں رہو گے کبھی رنج و غم میں مبتلا نہ ہو گے۔یہی مطلب ہے اللہ تعالٰی کے اس فرمان کا کہ "جنتیوں کو آواز دی جائے گی کہ تم اس جنت کے وارث ہو (اور) یہ بدلہ ہے ان اعمال کا جو تم (دنیا میں) کرتے تھے۔

حضرات محترم! سورت مریم کی آیت نمبر ۶۱ تا ۶۳ کی روشنی میں "جنت کے نظارے" کا موضوع بڑے اختصار سے آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ یہ موضوع بڑا طویل اور ابھی تشنہ تکمیل ہے مگر وقت کی نزاکت اور قلت کے پیش نظر ہم اس موضوع کو نامکمل چھوڑتے ہوئے سورت مریم کی اگلی آیات کی تشریح و تفسیر شروع کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالٰی ہم سب کو اہل جنت میں داخل و شامل فرمائے۔آمین ثم آمین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جبریل کا انتظار نبی اکرم' رسول معظم' سرور عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر حضرت جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی لے کر نازل ہوتے تھے اور بسا اوقات ان کی آمد میں کئی روز کی تاخیر ہو جایا کرتی تھی جبکہ رسول اللہ ﷺ کا دل یہ چاہتا تھا کہ جبریل علیہ السلام پیغام الٰہی لے کر جلد تشریف لائیں۔ آخر ایک دن آپ ﷺ نے اپنی اس دلی خواہش کا اظہار جناب جبریل علیہ السلام کے سامنے کیا جس کی تفصیل مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یوں بیان فرمائی ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِیْلَ مَا یَمْنَعُکَ اَنْ تَزُوْرَنَا اَکْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا فَنَزَلَتْ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ لَہٗ مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا وَمَا خَلْفَنَا ○ (صحیح بخاری صفحہ ۶۹۱ جلد ۲ کتاب التفسیر)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا تمہیں اس امر سے کیا چیز مانع ہے کہ تم ہم سے زیادہ مرتبہ ملاقات کرو تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ مریم کی یہ آیت نازل فرمادی (اور جبریل نے عرض کی کہ) ہم آپ کے رب کے حکم کے بغیر نازل نہیں ہوتے' جو کچھ ہمارے آگے اور پیچھے ہے' سب اسی کا ہے۔

صحابی رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سا مقام اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے اور کس جگہ سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ نفرت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں' میں جبریل علیہ السلام سے دریافت کرنے کے بعد بتاؤں گا۔ اتفاقاً کئی دن حضرت جبریل علیہ السلام تشریف نہ لائے جب آئے تو حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ آپ نے آنے میں اتنی دیر کیوں لگائی؟ نیز فرمایا کہ مجھے خیال آرہا تھا کہ شاید میرا رب مجھ سے ناراض ہو گیا ہے۔ آپ کے سوال کے جواب میں حضرت جبریل علیہ السلام نے سورۃ مریم کی زیر بحث آیت کریمہ آپ کو سنائی کہ۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ لَہٗ مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَیْنَ ذٰلِکَ۔

ترجمہ: اور ہم آپ کے رب کے حکم کے بغیر نازل نہیں ہوتے۔ ہمارے آگے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے پیچھے جو کچھ ہے' سب اسی کا ہے۔

یعنی ہم اپنی مرضی اور خواہش سے کہیں آ' جا نہیں سکتے ہم تو حکم الٰہی کے تابع ہیں۔ جب اس کا حکم ہوتا ہے ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے ہیں اور صرف ہم ہی رب کے حکم کے تابع نہیں بلکہ ہر جگہ اور ہر چیز پر اسی کی حکومت ہے اس لئے ہم اس کے امر کے بغیر آپ کے پاس حاضر نہیں ہو سکتے۔

بعض روایات میں ہے کہ ایک بار حضرت جبریل علیہ السلام کی آمد میں چالیس (۴۰) دن کا وقفہ ہو گیا۔ آپ نے جبریل سے شکوہ کیا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے سورۃ مریم کی مذکورہ آیت سنائی۔

نبی کریم ﷺ کی مکی زندگی کا واقعہ ہے کہ یہودیوں کے مشورے سے مشرکین مکہ نے نبی کائنات ﷺ سے اصحاب کہف' ذوالقرنین اور روح کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ "میں ان سوالوں کا جواب کل دوں گا" آپ نے وعدہ تو فرمالیا مگر انشاء اللہ نہ کہا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً پندرہ دن تک وحی کا سلسلہ منقطع رہا۔ ادھر مشرکین آپ کا مذاق اڑاتے ادھر جبریل کی آمد نہ ہوئی تو آنحضرت ﷺ کو شدید ذہنی تکلیف پہنچی۔ جب جبریل علیہ السلام تشریف لائے تو آپ نے ان سے فرمایا جبریل! مجھے تو آپ کا بے چینی سے انتظار تھا مگر آپ نے آنے میں اتنی دیر لگا دی حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی۔ آقا! مجھے بھی آپ کی خدمت میں حاضری کا اشتیاق تھا مگر **وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ** ہم آپ کے رب کے حکم کے بغیر نازل نہیں ہو سکتے۔ (تفسیر مظہری صفحہ ۳۲۲ جلد ۷)

رب نہیں بھولتا سورۃ مریم کی اس آیت مبارکہ کے آخری حصے **وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا** (اور آپ کا رب بھولتا نہیں) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے رسول مکرم ﷺ نے فرمایا۔ **مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَافِيَةٌ فَاقْبَلُوْا مِنَ اللّٰهِ الْعَافِيَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُنْ نَسِيًّا ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا** (مستدرک حاکم۔ کتاب التفسیر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ : جو چیز اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال کر دی ہے وہ حلال ہے' اور جو چیز اللہ تعالیٰ نے حرام کر دی ہے وہ حرام ہے اور جس چیز سے سکوت فرمایا ہے وہ معاف ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ عافیت کو قبول کرو' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بھولنے والا نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "اور اے رسول! آپ کا رب بھولنے والا نہیں ہے"

آگے فرمایا نہ صرف یہ کہ رب بھولتا نہیں بلکہ آسمانوں' زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے' سب کا وہی مالک ہے۔ اسی کا حکم چلتا ہے' ہر جگہ اسی کی بادشاہی ہے۔ وہ وحدہ لا شریک ہے۔ اس کی کوئی نظیر اور مثل نہیں۔ وہ بے مثل اور لاثانی ذات ہے لہٰذا اسی کی عبادت کیجئے اور اس کی عبادت پر جمے رہیے۔ فرمان الٰہی ہے۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا

○ ترجمہ : وہی رب ہے آسمانوں کا' زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کا۔ لہٰذا اسی کی عبادت کیجئے اور اسی کی عبادت پر قائم رہئے کیا آپ اس کا کوئی ہم نام جانتے ہیں؟۔

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہمیں صرف اپنی ہی عبادت کرنے اور نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 17

عقیدہ آخرت اور پل صراط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ○ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَیَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَیًّا ○ اَوَلَا یَذْکُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰہُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ یَکُ شَیْئًا ○ فَوَرَبِّکَ لَنَحْشُرَنَّھُمْ وَالشَّیٰطِیْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّھُمْ حَوْلَ جَھَنَّمَ جِثِیًّا ○ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ کُلِّ شِیْعَۃٍ اَیُّھُمْ اَشَدُّ عَلَی الرَّحْمٰنِ عِتِیًّا ○ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِیْنَ ھُمْ اَوْلٰی بِھَا صِلِیًّا ○ وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا کَانَ عَلٰی رَبِّکَ حَتْمًا مَّقْضِیًّا ○ ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْھَا جِثِیًّا ○ (سورۃ مریم آیت نمبر۶۶تا۷۲)

ترجمہ : اور (کافر) انسان کہتا ہے کہ کیا جب میں مرجاؤں گا تو مجھے زندہ کر کے نکالا جائے گا ؟ کیا اس انسان کو یاد نہ رہا کہ ہم نے اسے پہلے بھی پیدا کیا تھا اور وہ کچھ بھی نہ تھا (اے پیغمبر! ﷺ) تیرے رب کی قسم ' ہم انہیں اور شیطانوں کو جمع کریں گے۔ پھر سب کو جہنم کے اردگرد حاضر کریں گے اس حالت میں کہ وہ گھٹنوں کے بل گرے ہونگے۔ پھر ہم ہر جماعت میں سے رحمان کے سخت نافرمانوں (سرکشوں) کو کھینچ نکالیں گے۔ پھر ہم خوب جانتے ہیں ان لوگوں کو جو آگ میں داخل ہونے کے زیادہ لائق ہیں اور تم میں سے ہر شخص کو اس (دوزخ) پر گزرنا ہو گا۔ یہ تمہارے پروردگار پر لازم (اور) مقرر ہے۔ پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے (بچالیں گے) اور ظالموں کو اس (جہنم) میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔

ہر قسم کی تعریفات و تسبیحات کے لائق صرف اور صرف خالق کائنات ' اللہ رب العالمین ہی کی ذات گرامی ہے جو وحدہ لاشریک اور علیم بذات الصدور ہے۔ اللہ کریم کی حمدوثنا کے بعد ان گنت درود و سلام ' نبی رحمت ' سرور کائنات ' محسن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسانیت' امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس و اطہر پر جو خاتم النبین' رحمتہ للعالمین اور شفیع المذنبین ہیں۔

اسلام کے بنیادی عقائد حضرات گرامی! قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام کے ۶ بنیادی عقائد ہیں۔

1- توحید (اللہ تعالیٰ پر ایمان) 2- رسالت (انبیاء پر ایمان)
3- ملائکہ (فرشتوں پر ایمان) 4- کتب (الہامی کتب پر ایمان)
5- آخرت (جزاو سزا کے دن پر ایمان) 6- تقدیر (اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ایمان)

قرآن عزیز کی مکی سورتوں میں اکثر و بیشتر اسلام کے یہ بنیادی عقائد بیان کئے گئے ہیں اور ان عقائد اسلامی پر اٹھنے والے اعتراضات کا بڑی شرح وبسط سے جواب دیا گیا ہے۔ گذشتہ کئی خطبات جمعہ سے آپ جس سورت کی تشریح و تفسیر سماعت فرما رہے ہیں یہ قرآن حکیم کی مشہور سورت مریم ہے۔ یہ بھی مکی سورتوں میں ایک ہے اور اس میں اسلام کے ان بنیادی عقائد و نظریات کی بالدلائل وضاحت کی گئی ہے۔ توحید کا مختصر مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات' صفات اور افعال میں ایک مانا جائے' صرف اسی کو عبادت کے لائق گردانا جائے اور یہ پختہ یقین کیا جائے کہ وہ وحدہ لاشریک ہے اسکی ذات بے مثل و بے مثال ہے' اسکی صفات کامل و اکمل ہیں' وہ اپنے افعال میں یکتا و یگانہ ہے، اس کا کوئی شریک' ساجھی اور مددگار نہیں اور صرف اور وہی عبادت کے لائق ہے۔

اسلام کا دوسرا بنیادی عقیدہ رسالت ہے۔ جس طرح اعتقادی لحاظ سے توحید اصل دین ہے اسی طرح اتباع اور اطاعت کے اعتبار سے رسالت بھی دین کی اساس ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچانے اور اس کے پیغام کا عملی نمونہ پیش کرنے والی شخصیت کو رسول کہا جاتا ہے ایک مسلمان کیلئے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے تمام انبیاء و رسل پر ایمان لانا ضروری ہے۔ مگر خاتم النبین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت و تشریف آوری کے بعد اب کسی دوسرے رسول کی اتباع' فرمانبرداری اور اطاعت جائز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے۔ عقیدہ ختم نبوت بھی عقیدہ رسالت کا ایک جزو ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے قبل دنیا میں مبعوث کئے جانے والے انبیاء و رسل مختلف زمانوں میں مختلف اقوام کی طرف تشریف لائے۔ ان کی نبوت وقتی اور مخصوص قوم کیلئے تھی۔ مگر نبی اکرم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت پوری نوع انسانی کیلئے ہے اور دائمی ہے آپ ﷺ خاتم الانبیاء اور سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ہیں اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا اور نہ ہی کسی نئے نبی کی ضرورت ہے۔

اسلام کا تیسرا عقیدہ ملائکہ پر ایمان لانا ہے۔ فرشتوں پر ایمان لانے کا مفہوم یہ ہے کہ فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی دوسری مخلوقات کی طرح ایک لطیف نوری اور غیر مرئی مخلوق ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور اس کے احکام سے سرمو انحراف نہیں کرتے اور ہمہ وقت اللہ کی تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتے ہیں۔

عقائد اسلام میں سے چوتھا عقیدہ کتب سماوی پر ایمان ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رشد و ہدایت اور رہنمائی کیلئے کئی انبیاء پر کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے۔ ان میں کچھ باقی ہیں اور کچھ موجود نہیں ہیں۔ قرآن حکیم میں تورات۔ زبور۔ انجیل۔ صحف موسیٰ اور صحف ابراہیم کا تذکرہ ملتا ہے۔ ایک مسلمان کیلئے ان تمام کتابوں اور صحیفوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ یعنی ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا جائے کہ وہ منزل من اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہیں مگر بعد میں ان میں ترامیم' اضافے اور تحریفات کر لی گئیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخری کتاب قرآن مجید نازل کی گئی۔ اس کے نزول کے بعد پہلی کتابوں کے احکام منسوخ ہو گئے۔ قرآن حکیم زمانہ نزول سے لے کر اب تک محفوظ ہے اور ہمیشہ محفوظ رہے گا کیونکہ اس کی حفاظت و نگہداشت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔

اسلام کا پانچواں بنیادی عقیدہ' آخرت کا عقیدہ ہے اور اس کا مفہوم ہے کہ یہ زندگی عارضی اور فانی ہے ہر شخص کیلئے موت کا وقت مقرر ہے اور انسان موت کی آغوش میں چلے جانے کے بعد فنا نہیں ہو جاتا بلکہ اس کا جسم فنا ہوتا اور روح باقی رہتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ایک ایسا وقت آئے گا جبکہ اللہ تعالیٰ اس کی روح کو جسم میں منتقل کر کے اسے دوبارہ زندہ کر دے گا اور انسان کے اچھے اور برے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ صالحین و ابرار کو جنت عطا فرمائی جائے گی اور کافرین و اشرار کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

سورۃ مریم کے مضامین جیسا کہ ابھی ذکر ہوا کہ سورۃ مریم نبی کریم ﷺ پر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ لہذا دوسری مکی سورتوں کی طرح اس سورت میں بھی اسلام کے ان بنیادی عقائد کو بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اس سورت کے گزشتہ رکوعات کی تفسیر میں آپ توحید و اختیارات الٰہی اور اللہ کی قدرت کا مسئلہ پوری شرح و بسط سے سماعت فرما چکے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر اور عظیم المرتبت رسولوں اور نبیوں مثلاً جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت زکریا علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام کے حالات زندگی کی ایک جھلک بھی سورۃ مریم میں بیان ہو چکی ہے۔

اور مختلف زبانوں میں متعدد انبیاء کرام علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتابوں اور وحی الٰہی کا تذکرہ بھی اسی سورۃ میں گزر چکا ہے نیز انبیاء کرام کی طرف وحی اور پیغام لے کر آنے والے فرشتوں کے حالات اور ان کے فرائض کی طرف بھی اسی سورۃ کے گزشتہ رکوعات میں اشارہ ہو چکا ہے گویا اسلام کے چھ بنیادی عقائد میں سے چار بنیادی عقائد توحید' رسالت' ملائکہ اور الہامی کتب کے مضامین سے اس سورت کی روشنی میں آپ واقفیت حاصل کر چکے ہیں۔

اسلام کا پانچواں بنیادی عقیدہ "یوم آخرت" پر ایمان ہے اور یہی عقیدہ آج کی تلاوت شدہ آیات کا موضوع اور عنوان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور بصمیم قلب دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو اسلام کے ان بنیادی عقائد کو سمجھ کر اپنے اعمال کی اصلاح کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

منکرین آخرت سرور دو جہاں جناب محمد رسول ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ تعالیٰ کی یکتائی اور آخرت پر ایمان لانے کی تبلیغ و اشاعت شروع کی تو بعض لوگوں نے آخرت کے عقیدے کا تمسخر اڑاتے ہوئے اس کا انکار کیا اور تعجب و حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ قبروں میں مدفون بوسیدہ ہڈیوں کو کیسے زندہ کیا جائے گا؟ چنانچہ کتب تفاسیر میں ہے کہ ایک دفعہ ابی بن خلف جمحی قبرستان سے ایک بوسیدہ ہڈی اٹھالایا اور اسے دونوں ہاتھوں میں مسل کر خاک میں اڑاتے ہوئے کہا۔

أَيَقْدِرُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى إِعَادَةِ هٰذَا وَ فَتَّهُ بِيَدِهِ (تفسیر روح المعانی صفحہ ۳۰۰ جلد ۱۵)

ترجمہ: کیا اللہ تعالیٰ اس بوسیدہ ہڈی کو زندہ کرنے پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا اے میرے رسول! آپ ان منکرین عقیدہ آخرت کو بتائیے کہ ان بوسیدہ اور شکستہ ہڈیوں کو وہ اللہ زندہ فرمائے گا جو ہر کسی کا خالق اور علام و علیم ہے اور جس اللہ نے تمہیں عدم سے وجود بخشا ہے کیا اس کیلئے ان ہڈیوں کو دوبارہ زندہ کرنا مشکل ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ تو وہ ذات ہے جس نے کلمہ کن سے آسمان و زمین کی تمام اشیاء کو پیدا فرمایا ہے۔

مختصر یہ کہ سورت مریم کی زیر بحث آیات منکرین آخرت کے اس اعتراض اور سوال کے جواب میں نازل ہوئیں اور حکم ہوا۔

وَيَقُولُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ○ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ○ ترجمہ: اور انسان کہتا ہے کہ کیا جب میں مر جاؤں گا تو مجھے پھر زندہ کر کے قبر سے نکالا جائے گا؟ کیا اس انسان کو یاد نہ رہا کہ ہم نے اسے اس سے قبل پیدا کیا حالانکہ وہ کچھ بھی نہ تھا۔

یہاں انسان سے مراد یہی ابی بن خلف اور دوسرے منکرین آخرت ہیں جو مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کے اسلامی عقیدہ کو ماننے کیلئے تیار نہ تھے قرآن عزیز کی مشہور و معروف سورت' سورت یٰسین میں بھی اسی انداز فکر کے حاملین کی شدید مذمت کی گئی ہے۔ فرمان ربانی ہے۔

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ○ قُلْ يُحْيِيهَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الَّذِیْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ ۝ (سورۃ یٰسین آیت نمبر ۷۸-۷۹)

ترجمہ : اور انسان ہمارے لئے مثالیں بیان کرنے لگا ہے اور اس نے اپنی پیدائش کو فراموش کر دیا ہے۔ کہتا ہے کہ ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا؟ آپ فرمایئے کہ انہیں وہی اللہ تعالیٰ زندہ کرے گا۔ جس نے انہیں پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اور وہ ہر مخلوق کو اچھی طرح جانتا ہے۔

قرآن کریم کے انتیسویں سپارے کی سورۃ دھر کی ابتدائی آیات میں ایسے ہی گستاخ' بے ادب اور آخرت کے انکاری کا اعتراض نقل کر کے اس کا جواب بایں الفاظ دیا گیا ہے۔ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْئًا مَّذْكُوْرًا ۝ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۝

ترجمہ : کیا انسان پر زمانے میں ایک ایسا وقت نہیں آیا؟ جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ بلاشبہ ہم نے ہی انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تا کہ ہم اسے آزمائیں پس ہم نے اسے سننے والا' دیکھنے والا بنا دیا۔

انسان کی تخلیق مخلوط نطفے سے کس طرح ہوئی۔ اس کا ذکر بھی قرآن کریم کے اٹھارہویں سپارے میں تفصیل سے کیا گیا ہے۔ صرف قرآنی آیات اور ترجمہ کو مدنظر رکھیں۔ اللہ کی قدرتوں کا اندازہ کریں اور عقیدہ آخرت پر مضبوطی سے کاربند رہنے کی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ۝ (سورۃ المومنون آیت نمبر ۱۲ تا ۱۴)

ترجمہ : اور البتہ' تحقیق ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اسے پانی کی بوند بنا کر ایک محفوظ مقام (شکم مادر) میں رکھا۔ پھر ہم نے نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنا دیا۔ پھر ہم نے اس لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی بنا دیا پھر ہم نے اس بوٹی سے ہڈیاں پیدا کر دیں پھر ہم نے ان ہڈیوں کو گوشت پہنا دیا۔ پھر (روح پھونک کر) ہم نے اسے دوسری مخلوق بنا دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پس اللہ تعالیٰ بڑا بابرکت ہے جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

پنجابی شاعر نے غالباً انہیں آیات کا ترجمہ اور تشریح کرتے ہوئے انسان کی ان مختلف حالتوں کو کس خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔

مٹی کولوں پانی بنیوں پھر جوک تے جوکوں بوٹی
وقت معین وچہ شکم مائی دے تیری بن گئی شکل جنوٹی
بچہ بن کے جگ تے آئیوں پھر بھنی پھرے لنگوٹی
شیر جواناں پھر بڈھڑا ہوئیوں نہ ٹرسکیں بن سوٹی
جو پڑھیا سب بھل گیا تینوں تیری سک گئی گردن موٹی
دنیا تے ضائع کرلئی او عارف رب عقبیٰ کرے نہ کھوٹی

غرض اللہ تعالیٰ نے عقیدہ آخرت کے منکرین کا رد کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جو رب انسان کو عدم سے وجود بخشنے پر قادر ہے وہی اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد بوسیدہ ہڈیوں کو دوبارہ زندگی عطا فرمانے اور اپنے دربار عالی میں پیش کرنے پر بھی قادر ہے۔ فرمایا۔

اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا (سورۃ مریم آیت نمبر ۶۷)

ترجمہ: کیا انسان کو یاد نہیں کہ ہم نے ہی اسے اس سے پہلے پیدا کیا اور وہ کچھ بھی نہ تھا

فکر آخرت حقیقت یہ ہے کہ اگر انسان کے دل' دماغ اور ذہن میں عقیدہ آخرت کا یقین پختہ ہو جائے اور اس کی لوح قلب پر اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہو کر اعمال کے حساب کا نظریہ منقش ہو جائے تو وہ ہر قسم کی غلطیوں' گناہوں' لغزشوں اور خطاؤں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ آج کا انسان جو سراپا گناہ اور مجسمہ خطا بنا ہوا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اسے آخرت کی فکر نہیں ہے اور اس نے یہ خیال قائم کر لیا ہے کہ "ایہہ جگ مٹھا تے اگلا کہنے ڈٹھا"

حضرات محترم! یہ عقیدہ کسی مشرک' کافر' منافق' یہودی' عیسائی اور غیر مسلم کا تو ہو سکتا ہے مگر کسی مومن کامل کا یہ نظریہ اور اعتقاد نہیں ہو سکتا۔ قرآن حکیم کی سورۃ نازعات میں کفار کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَقُولُونَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ○ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ○ (سورۃ نازعات آیت ۱۰ تا ۱۱)

ترجمہ : کافر کہتے ہیں کہ کیا ہم الٹے پاؤں پلٹائے جائیں گے (یعنی دوبارہ زندہ کئے جائیں گے) جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو چکے ہونگے۔

کفار کے اس نظریے کا جواب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ "اے گروہ کفار! تم جس قیامت کے وقوع کو محال سمجھ رہے ہو اور بوسیدہ ہڈیوں اور بکھرے ذروں کو اکٹھا کر کے انہیں زندہ کرنا، تمہیں ناممکن نظر آرہا ہے، یہ تمہارے لئے تو یقیناً ناممکن اور محال ہے مگر ہمارے لئے قطعاً مشکل نہیں ہے بلکہ یہ تو ہماری ایک ڈانٹ اور جھڑک کا کام ہے کہ ابھی جھڑک ختم بھی نہ ہوگی کہ بحر و بر اور مشرق و مغرب میں بکھرے ہوئے تمام ذرات جمع ہو جائیں گے اور تمام انسانوں کو زندہ کر کے جواب دہی کیلئے ایک صاف اور چٹیل میدان میں ہمارے روبرو کھڑا کر دیا جائے گا۔ فرمان الٰہی ہے۔ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ○ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ○ (سورۃ نازعات آیت نمبر ۱۳ تا ۱۴)

ترجمہ : اس کیلئے تو ایک جھڑک ہی کافی ہے اچانک وہ کھلے میدان میں جمع ہو جائیں گے

میدان حشر میں حاضری سورت مریم کی اگلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن ان گنت، لاتعداد اور بے شمار انسانوں کے اٹھائے جانے، جمع کئے جانے اور ان کے محاسبہ اعمال کا ذکر فرمایا ہے اور اپنی ذات کی قسم اٹھا کر کہا ہے کہ ہم انسانوں کو اور انہیں گمراہ کرنے والے شیطانوں کو ضرور اکٹھا کریں گے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ○

ترجمہ : (اے پیغمبر!) تیرے رب کی قسم، ہم انہیں بھی اور شیطانوں کو بھی جمع کریں گے پھر انہیں جہنم کے اردگرد حاضر کریں گے اس حالت میں کہ وہ گھٹنوں کے بل گرے ہونگے۔

آپ اندازہ فرمائیں کہ جب نافرمانوں اور ان کے شیطانوں کو جکڑ کر جہنم کی دہکتی آگ کے گرد کھڑا کیا جائے گا تو ان کا کیا حال ہوگا؟ سورت مریم میں ان کی یہ حالت بیان کی گئی ہے کہ جب وہ لوگ اللہ کے عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو ان کی ہمتیں جواب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دے جائیں گی۔ دہشت کے مارے ان کا کھڑا ہونا مشکل ہو جائے گا اور وہ جہنم کی آگ کو دیکھتے ہی گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے۔ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا کا یہی مفہوم ہے۔

بدبخت انسانوں اور ان کے پیشوا شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ کر اور ذلیل و رسوا کر کے میدان حشر کی طرف کھینچا جائے گا جس کی تفصیل کتب تفاسیر میں یوں بیان کی گئی ہے کہ ہر کافر و سرکش کیلئے لوہے کی ایک زنجیر منگوائی جائے گی اس زنجیر کے ایک طرف انسان کو باندھ دیا جائے گا اور دوسری طرف اس کے شیطان کو جکڑ دیا جائے گا اور جس طرح دو جانوروں کو ایک زنجیر میں باندھ دیا جاتا ہے۔ ان ظالموں کو بھی اسی طرح ہانک کر مجرموں کی حیثیت سے حشر کے میدان میں پیش کیا جائے گا۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۳۴۴ جلد ۷)

مجرموں کی درجہ بندی میدان حشر میں نافرمانوں کی حاضری کے بعد مجرمین کی درجہ بندی کی جائے گی اور ہر قسم کے مجرموں کو الگ الگ گروہوں میں پیش کیا جائے گا اور جو بدترین مجرم ہونگے ان کی سزا بھی سخت ترین ہوگی۔ مجرموں کی اس درجہ بندی کا ذکر سورت مریم کی اگلی آیت میں یوں کہا گیا ہے۔

ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ○

ترجمہ: پھر ہم ہر گروہ سے ان لوگوں کو الگ کرلیں گے جو رحمان کے سخت نافرمان تھے۔

یعنی کفر و شرک کے پیشواؤں اور سرداروں کو الگ کر لیا جائے گا جو خود گمراہ اور نافرمان ہونے کے علاوہ دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں اور راہ راست سے بھٹکانے میں کردار ادا کرتے ہیں۔

دربار الٰہی میں ایک طرف پیشوا اور مقتدا کھڑے ہونگے اور دوسری طرف مقتدی اور پیروکار کھڑے ہونگے۔ دنیا میں ان کے درمیان عقیدت و ادب کے بڑے گہرے اور مظبوط رشتے تھے اور پیشوایان قوم بڑی ڈھٹائی سے کہا کرتے تھے کہ تم ہماری اقتدا اور تقلید کرو۔ ہم تمہیں قیامت کے دن جہنم سے بچائیں گے اور جنت میں لے جائیں گے۔ مگر روز حشر جب جہنم کے دہکتے ہوئے انگارے نظر آئیں گے تو اب ایک دوسرے کیلئے ہمدردی، دوستی تعلق اور عقیدت کی بجائے اپنی گمراہی اور ضلالت کا ایک دوسرے کو ذمہ دار قرار دیں گے عقیدت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مند اور پیروکار اپنے رہنماؤں اور پیشواؤں سے کہیں گے کہ "تم پر خدا کی لعنت ہو" تم نے اپنے ساتھ ہمارا بھی بیڑہ غرق کردیا اور دنیا میں ہم سے مال چھیننے کے علاوہ تم نے ہمارے عقیدے اور ایمان کا جنازہ بھی نکال دیا۔ یہ مقلدین' دربار خداوندی میں عرض کریں گے ہمارے رب! ان ظالموں نے ہمیں گمراہ کیا تھا اور ان کو آگ کے دگنے تگنے عذاب میں مبتلا فرما۔ جبکہ رہنما اور پیشوا اپنے مریدوں سے مخاطب ہو کر کہیں گے کہ تم نے ہماری اتباع کیوں کی؟ کیا تم خود اندھے تھے؟ تم نے دین اسلام پر چلنے کی از خود کوشش کیوں نہ کی؟ تمہارے پاس عقل تھی' آسمانی کتاب تھی' اس کو سمجھانے والے تھے' حق کی طرف دعوت دینے والے تھے' تم نے سچی دعوت کو چھوڑ کر جھوٹی دعوت کیوں قبول کی؟۔ غرضیکہ مجرمین ایک دوسرے پر خوب الزام لگائیں گے اور کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔ قرآن حکیم کے آٹھویں سپارے میں مجرمین کی اس الزام تراشی کا نقشہ یوں بیان کیا گیا ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَّعَنَتْ أُخْتَهَا حَتَّىٰ إِذَا ادَّارَكُوا فِيهَا جَمِيعًا قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولَاهُمْ رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَآتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَلَٰكِن لَّا تَعْلَمُونَ ○ (سورۃ الاعراف آیت نمبر ۳۸)

ترجمہ : جب بھی ایک جماعت داخل ہوگی تو وہ دوسری جماعت پر لعنت بھیجے گی یہاں تک کہ اس میں تمام جماعتیں جمع ہو جائیں گی تو آخری جماعت پہلی جماعت کے بارے میں کہے گی اے ہمارے رب! انہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا پس ان کو آگ کا دگنا عذاب دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہر ایک کیلئے دگنا عذاب ہے لیکن تم نہیں جانتے۔

قرآن عزیز کے دوسرے سپارے میں اللہ تعالیٰ نے مزید وضاحت سے بیان فرمایا کہ ۔ **إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ** ۔ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۶۶ تا ۱۶۷) ترجمہ : جب بے زار ہو جائیں گے وہ جن کی پیروی کی گئی ان سے جو پیروی کرتے رہے اور وہ تمام لوگ عذاب کو دیکھ لیں گے اور ان کے تعلقات ٹوٹ جائیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے اور پیروی کرنے والے کہیں گے کاش! ہمیں دنیا میں لوٹ کر جانا ہوتا تو ہم بھی ان سے بے زار ہو جاتے جیسے وہ آج ہم سے بے زار ہو گئے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ انہیں ان کے برے اعمال دکھائے گا جو ان کیلئے حسرت و پشیمانی کا باعث ہونگے اور وہ کسی صورت بھی آگ کے عذاب سے نہیں نکل سکیں گے۔

اے کاش! ہم حضرات محترم! کیا آپ نے غور فرمایا کہ آج ہم جن بزرگوں' مولویوں' پیروں' اماموں' مشائخ' درویشوں اور رہنماؤں کی اتباع کر کے زندگی گزار رہے ہیں اور قرآن و سنت کے مسائل سن کر بڑی ڈھٹائی سے کہہ دیتے ہیں کہ یہ آیت اور حدیث ہمارے امام اور پیشوا کے فتوے کے مطابق نہیں۔ لہٰذا ہمارے لئے لائق عمل نہیں۔ خدا کی قسم! کل قیامت کے دن یہ پیشوایان قوم۔ ہمارے کسی کام نہ آئیں گے بلکہ اپنے مقتدیوں اور عقید تمندوں سے اظہار بیزاری کرتے ہوئے الٹا انہیں ہی مجرم قرار دیں گے۔ اور ان پر لعنت بھیجیں گے۔

میرے بھائیو اور بزرگو! اصل معیار اور راہ ہدایت صرف قرآن و سنت ہے یہی راہ نجات اور صراط مستقیم ہے۔ اسی پر عمل کرنے والے ہی قیامت کے دن باعزت اور محترم ہونگے اور اس سے روگردانی کر کے دوسروں کی پیروی' اتباع اور تقلید کرنے والے پچھتائیں گے اور کف افسوس ملتے ہوئے کہیں گے اے کاش! ہم دنیا میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے اور ان نام نہاد سرداروں' بزرگوں اور پیروں کے جال سے بچ جاتے۔ مگر اس دن کا پچھتاوا کسی کام نہ آئے گا اور انسان سوائے حسرت و افسوس اور پشیمانی کے کچھ نہ کر سکے گا۔

قرآن حکیم تو اس سے بھی زیادہ وضاحت و صراحت سے فرماتا ہے کہ جب قرآن و سنت سے انحراف کرنے والوں اور بڑوں کی پیروی کرنے والوں کو منہ کے بل جہنم کی آگ میں پھینکا جائے گا تو وہ کف افسوس ملیں گے اور معذرت خواہی کرتے ہوئے عرض کریں گے' اے ہمارے رب! ہم بے قصور و بے خطا ہیں' ہمارے سردار اور پیشوا ہمیں جس راہ پر چلاتے رہے' ہم چلتے رہے' ہمیں تو انہوں نے گمراہ کیا ہے۔ لہٰذا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمیں معافی ملنی چاہیے - مگر جب ان کی معذرت کو رد کر دیا جائے گا تو بصد حسرت و یاس اپنے بڑوں کے خلاف دربار الٰہی میں درخواست دائر کریں گے کہ اے ہمارے رب! اگر ہمیں معافی نہیں مل سکتی تو پھر ہماری درخواست یہ ہے کہ یہ ہمارے سردار اور پیشوا جنہوں نے ہمارا بیڑہ غرق کیا ہے - ان سرغنوں اور وڈیروں کو دگنے عذاب میں مبتلا کر کیونکہ ان کا جرم دوہرا ہے کہ یہ خود بھی گمراہ ہوئے اور ہمیں بھی گمراہ کیا لہٰذا ان کی سزا اور ان کا عذاب بھی دگنا ہونا چاہیے -

عزیزان گرامی! میں یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ رب کے قرآن کی آیات کا ترجمہ پیش کر رہا ہوں - کھولئے قرآن حکیم کا بائیسواں سپارہ، سورۃ احزاب کی آیات نمبر ٦٦ تا ٦٨ کا مطالعہ فرمائیے اور قیامت کے دن راہنمایان قوم اور مذہبی پیشواؤں کا حال پڑھیے - فرمان الٰہی ہے - **يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَالَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ○ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ○ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ○**

ترجمہ : جس دن وہ منہ کے بل آگ میں پھینکے جائیں گے تو (بصد حسرت و افسوس) کہیں اے کاش! ہم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول ﷺ کی اطاعت کی ہوتی، اور عرض کریں گے، اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی پیروی کی - پس ان (ظالموں) نے ہمیں سیدھی راہ سے بھکا دیا یعنی گمراہ کر دیا، اے ہمارے پروردگار! انہیں دوگنے عذاب میں مبتلا کر اور ان پر بڑی لعنت بھیج -

یہ موضوع خاصا طویل اور تفصیل طلب ہے، جسے ہم کسی اور خطبہ کیلئے چھوڑتے ہوئے سورت مریم کی طرف لوٹتے ہیں - مختصر یہ کہ مجرمین و ضالین کی اس پشیمانی، حسرت، عذاب، ذلت، رسوائی، پریشانی اور اذیت کا تذکرہ سورت مریم کی مذکورۃ الصدر آیات میں کیا گیا ہے کہ - **فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ○ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ**

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَیُّہُمْ اَشَدُّ عَلَی الرَّحْمٰنِ عِتِیًّا ○ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِیْنَ ھُمْ اَوْلٰی بِھَا صِلِیًّا ○

ترجمہ : پس تیرے پروردگار کی قسم ہم ان کو اور شیطانوں کو اکٹھا کریں گے پھر ہم ان کو جہنم کے گرد حاضر کریں گے اس حال میں کہ وہ گھٹنوں کے بل گرے ہونگے پھر ہم ہر گروہ میں سے ان لوگوں کو نکال لیں گے جو رحمان کے زیادہ سرکش تھے پھر ہم ان کو خوب جانتے ہیں جو جہنم میں داخل کرنے کے زیادہ لائق ہیں۔

ایک دوسرے پر الزام قرآن حکیم نے ہر بات کھول کھول کر بیان کر دی ہے اور متعدد آیات میں اس امر کی وضاحت کر دی ہے کہ قیامت کے دن مشرکین کافرین اور مجرمین ایک دوسرے پر الزام دھریں گے۔ کمزور ضعیف اور فرماں بردار قسم کے لوگ اپنے اکابر اور سرداروں کے سر الزام تھوپیں گے کہ ہماری ضلالت کا سبب تم ہو کہ تمہاری دن رات کی سازشوں مکر و فریب اور مکاریوں کی وجہ سے ہم راہ حق سے منحرف رہے۔ تم ہمیں بار بار تلقین کیا کرتے تھے کہ دیکھنا کہیں آبائی دین اور خاندانی مذہب کو چھوڑ کر توحید و سنت کا راستہ اختیار نہ کر لینا۔ تمہاری ان متاثر کن باتوں اور حیلہ سازیوں کی وجہ سے ہی آج ہم عذاب الیم کی طرف دھکیلے جا رہے ہیں۔ اگر تم ہمیں گمراہ نہ کرتے تو ہم ضرور ایماندار اور نیک لوگ ہوتے اور آج ہمیں اس دردناک عذاب کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ جبکہ دوسری طرف متکبرین اور مغرورین ان معتقدین و متبعین سے کہیں گے کہ ہم نے کب تمہیں راہ راست سے روکا تھا۔ ہم نے تو اپنی دنیوی اغراض کیلئے تمہیں ورغلانے کی کوشش کی اور تم ہمارے بچھائے ہوئے جال میں پھنس گئے۔ جب تمہارے پاس ہدایت آچکی تھی تو پھر تم نے ہماری اتباع اور تقلید کیوں کی؟ حقیقت میں تم خود ہی گناہ گار اور مجرم ہو۔

کتاب ہدایت کے بائیسویں سپارے کی آیات بینات کی تلاوت و ترجمہ پڑھیے اور اپنی آخرت سنوارنے کی کوشش فرمایئے۔ وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّہِمْ یَرْجِعُ بَعْضُہُمْ اِلٰی بَعْضِ نِ الْقَوْلَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَکُنَّا مُؤْمِنِیْنَ ○ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَنَحْنُ صَدَدْنَاكُمْ عَنِ الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُجْرِمِينَ ○ وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادًا وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ (سورۃ سبا آیت نمبر ۳۱ تا ۳۳)

ترجمہ : کاش! تم وہ منظر دیکھو جب یہ ظالم اپنے رب کے روبرو کھڑے کئے جائیں گے اس وقت ایک دوسرے پر الزام دھریں گے' جو لوگ دنیا میں کمزور سمجھے جاتے تھے وہ کہیں گے ان سے جو بڑے بنا کرتے تھے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایماندار ہوتے متکبر لوگ ان کمزوروں کو جواب دیں گے کہ کیا ہدایت قبول کرنے سے ہم نے تمہیں روکا تھا جبکہ ہدایت تمہارے پاس آچکی تھی بلکہ تم خود مجرم تھے (کہ تم نے ہدایت قبول کرنے کی بجائے ہماری تقلید اختیار کی) وہ کمزور لوگ ان مغروروں سے کہیں گے کہ تمہارے دن رات کے مکر و فریب نے ہمیں ہدایت سے دور رکھا' جب تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ (کی توحید) کا انکار کردیں اور دوسروں کو اسکا شریک بنائیں اور وہ جب عذاب دیکھیں گے تو ندامت اور پشیمانی کو چھپانے کی کوشش کریں گے اور ہم ان کافروں کی گردنوں میں طوق ڈال دیں گے انہیں تو انکے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو آخرت کی ذلت و رسوائی سے بچائے اور تمام اہل اسلام کو قیامت کے عذاب کی گرم ہوا سے بھی محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

جہنم میں ورود اللہ تعالیٰ نے سورت مریم کی زیر بحث آیات میں عقیدہ آخرت اور انسانوں کی میدان حشر میں حاضری کا ذکر کرنے کے بعد انسانوں کے جہنم میں ورود کا مسئلہ بھی ذکر فرمایا ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔ وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا ○ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ○

ترجمہ : اور تم میں سے ہر ایک کا دوزخ پر ورود ہوگا یہ آپ کے رب پر لازم ہے (اور اس کا حتمی فیصلہ ہو چکا ہے پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو دوزخ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہنے دیں گے کہ وہ گھٹنوں کے بل گرے ہونگے۔

"ورود جہنم" کی تفصیلات میں مفسرین کرام نے مختلف تشریحات بیان فرمائی ہیں جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

❖ ہر شخص چاہے وہ مومن و مسلمان ہو یا مشرک و کافر' نیک اور صالح ہو یا نافرمان و گناہگار کو ایک دفعہ جہنم میں ضرور داخل کیا جائے گا مگر صالحین و ابرار کیلئے جہنم کی آگ کو اسی طرح ٹھنڈی کردیا جائے گا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے اسے "بردوسلام" بنادیا گیا تھا۔ اس کا ثبوت امام احمد' امام حاکم اور امام بیہقی رحمھم اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ روایت سے ملتا ہے جس میں ذکر ہے کہ ابو سمیہ نے "ورود جہنم" کے بارے میں لوگوں کے اختلاف کا صحابی رسول حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ذکر کیا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی دونوں انگلیاں کانوں تک لے جاکر فرمایا کہ "میرے یہ کان بہرے ہو جائیں اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہ سنا ہو کہ۔

لَا يَبْقَى بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ اِلَّا دَخَلَهَا فَتَكُوْنُ عَلَى الْمُؤْمِنِ بَرْدًا وَّسَلَامًا كَمَا كَانَتْ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ حَتّٰى اِنَّ لِلنَّارِ ضَجِيْجًا مِّنْ بَرْدِهِمْ ثُمَّ نُنَجِّى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظَّالِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا○ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۳۳۹ جلد ۷ تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۳۲ جلد ۳)

ترجمہ: ہر نیک اور بد آگ میں داخل ہوگا مگر مومن کیلئے وہ آگ اسی طرح ٹھنڈی اور باعث سلامتی ہوگی جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی یہاں تک کہ مومنوں کی ٹھنڈک سے آگ چلا اٹھے گی (کہ الٰہی! ان لوگوں کی ٹھنڈک سے میری تمازت ختم ہو رہی ہے) پھر اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو وہاں سے نکال لے گا اور کافروں کو وہاں گھٹنوں کے بل پڑے ہوئے چھوڑے گا۔

❖ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہاں ورود سے مراد دخول جہنم نہیں بلکہ حاضر ہونا اور اسے دیکھنا مراد ہے اور حساب کے مقام پر تو سب کو جانا ہوگا اور حساب کا مقام جہنم کے قریب ہی ہوگا اس لئے ہر ایک کو دوزخ سامنے نظر آئے گی۔ (تفسیر مظہری مترجم ۳۳۸ جلد ۷)

❖ بعض علماء کا قول ہے کہ صرف کفار ہی جہنم میں داخل ہونگے جن کا ذکر پہلی آیات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ہوا ہے۔(ضیاء القرآن صفحہ ۹۳ جلد ۳)

❖ بعض اہل تفسیر کے بیان کے مطابق "ورود جہنم" سے مراد' اشراف' اطلاع اور قرب ہے۔

پل صراط حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کئی دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور علماء تفسیر سے منقول ہے کہ "ورود جہنم" سے مراد پل صراط سے گزرنا ہے۔ پل صراط کو دوزخ کے اوپر بچھایا جائے گا پھر اس کے اوپر سے ہر نیک وبد کو گزارا جائے گا۔ متقین و صالحین بحفاظت پل عبور کر جائیں گے جبکہ نافرمان و گناہ گار پل سے جہنم میں گرا دیئے جائیں گے۔

صحابی رسول حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ نے "پل صراط" کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

بَلَغَنِيْ اَنَّ الْجِسْرَ اَدَقُّ مِنَ الشَّعْرِ وَاَحَدُّ مِنَ السَّيْفِ (صحیح مسلم صفحہ ۱۰۳ جلد ۱)

ترجمہ : مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ پل صراط بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہوگی۔

نبی اکرم' رسول معظم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان حق ترجمان سے جہنم پر بچھائے جانے والے پل صراط کا تذکرہ بایں الفاظ فرمایا۔

ثُمَّ يُضْرَبُ الْجِسْرُ عَلٰى جَهَنَّمَ وَتَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَيَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْجِسْرُ؟ قَالَ دَحْضٌ مَزِلَّةٌ (صحیح مسلم صفحہ ۱۰۲ جلد ۱)

ترجمہ : پھر جہنم پر پل کو رکھا جائے گا اور شفاعت شروع ہوگی اور لوگ کہیں گے اے اللہ! سلامتی عطا فرما' سلامتی عطا فرما لوگوں نے عرض کی' اے اللہ کے رسول! وہ پل کیسا ہوگا؟ فرمایا وہ ایک پھسلنے کا مقام ہوگا۔

حضرات محترم! آپ پل صراط سے گزرنے کی کیفیت کا اندازہ لگائیں تو رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے کہ نیچے دہکتی اور لپکتی ہوئی آگ ہوگی جسے ہزاروں سال سے جلا کر تپایا گیا ہوگا اس شدید آگ کے اوپر ایک پل جو تلوار سے تیز اور بال سے زیادہ باریک ہے رکھ دیا جائے گا اور تمام انسانوں کو اس پل کے اوپر سے گزرنے کا حکم دیا جائے گا وہاں انسانوں کی جو حالت ہوگی۔ وہ آنحضرت کے اس فرمان مبارک سے واضح ہے کہ ہر شخص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی زبان پر سلامتی کی دعا ہوگی۔ یہ ایسا خوفناک اور ہیبت ناک منظر ہوگا کہ کوئی باپ، بیٹا، بہن، بھائی، بیوی، عزیز، رشتہ دار، دوست، ساتھی، غرض کوئی شخص بھی کسی کے کام نہ آئے گا۔

عام انسان اور امتی تو رہے ایک طرف، وہاں تو کسی نبی اور رسول کو دم مارنے کی جرات و جسارت نہ ہوگی۔ انبیاء و رسل بھی اپنی زبان سے سلامتی، سلامتی پکار رہے ہونگے۔ سرور عالم ﷺ کا فرمان ذی شان ہے وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ عَلٰى ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يَّجُوْزُ مِنَ الرُّسُلِ بِاُمَّتِهٖ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ اَحَدٌ اِلَّا الرُّسُلُ وَكَلَامُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ (صحیح بخاری صفحہ ۱۱۱ جلد ا باب فضل السجود)

ترجمہ: اور پل صراط کو جہنم کے اوپر دونوں کناروں پر رکھا جائے گا تو میں (محمد ﷺ) سب رسولوں سے پہلے اپنی امت کو ساتھ لے کر اس پل سے پار ہو جاؤں گا اس دن سوائے رسولوں کے کسی کو کلام کرنے کی جرات نہ ہوگی اور رسول بھی اس دن یہی کہہ رہے ہونگے اے اللہ! سلامت رکھ۔ اے اللہ! سلامت رکھ۔

پل صراط سے گزرنے کی کیفیت اوپر ذکر کردہ احادیث و روایات سے پل صراط کی حقیقت واضح ہوگئی اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ہر شخص کو اس پل سے گزرنا ہوگا اور اس امر سے بھی آگاہی حاصل ہوگئی کہ پل صراط کی تکلیف دہ گھاٹی پر بھی نبی کریم ﷺ اپنی امت کو یاد رکھیں گے اور تمام انبیاء و رسل سے پہلے اپنی امت کے ہمراہ پل صراط سے گزر جائیں گے۔ سبحان اللہ۔

اس حدیث مبارکہ سے نبی اکرم ﷺ کی عظمت و شان اور مرتبہ و مقام بھی واضح ہوا اور آپ ﷺ کو قیامت کے دن امت کا جتنا فکر ہوگا اس کا بھی اندازہ ہوا۔ ایک ایسا رسول اور نبی جو پل صراط کی جاں گداز منزل پر بھی امت کو فراموش نہ کرے۔ ذرا سوچیں کیا اس کا امت پر یہ حق نہیں بنتا کہ امت صرف اور صرف اسی کی اتباع اور فرمان برداری میں زندگی گزارے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرات گرامی قدر! سورۃ مریم کی زیر بحث آیات میں جس پل صراط کا ذکر کیا گیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اس پل سے انسانوں کا گزر کیسے ہوگا؟ اس کی تفصیلات بھی رسول اکرم ﷺ نے بیان فرمائی ہیں۔ صحیح مسلم شریف کی حدیث ہے اور اس حدیث کے راوی جناب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "پل صراط کو عبور کرنے والے آٹھ قسم کے انسان ہونگے۔

1 بعض لوگ پلک جھپکنے میں پل صراط عبور کر جائیں گے اور انھیں کوئی خوف محسوس نہ ہوگا۔

2 بعض لوگ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ جہنم کے پل سے گزر جائیں گے اور وہ کوئی ڈر محسوس نہ کریں گے۔

3 بعض لوگ تیز ہوا کی طرح پل صراط سے گزر جائیں گے۔

4 بعض لوگ پرندوں کی تیز رفتاری کے ساتھ پل کراس کر جائیں گے۔

5 بعض لوگ تیز رفتار گھوڑے کی طرح اس پل کو عبور کرلیں گے۔

6 بعض لوگ اونٹوں کی رفتار کی مانند پل صراط سے گزریں گے۔

7 بعض لوگ جہنم سے بالکل بچ کر پار ہو جائیں گے۔

8 بعض لوگوں کو پل سے گزرتے وقت کچھ زخم آئیں گے مگر وہ پل عبور کر جائیں گے

اور

نویں قسم کے لوگ وہ بد قسمت اور بد بخت لوگ ہونگے جنہیں پل صراط پر زخم بھی لگیں گے اور وہ پل عبور کرنے کی بجائے جہنم میں گر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

آیئے! حدیث رسول کے الفاظ پر غور فرمایئے کہ آنحضرت ﷺ نے کس معجزانہ اختصار سے پل صراط سے گزرنے والوں کی کیفیت کو چند الفاظ میں بیان فرمادیا ہے

فَيَمُرُّ الْمُؤْمِنُوْنَ كَطَرْفِ الْعَيْنِ كَالْبَرْقِ وَ كَالرِّيْحِ وَ كَالطَّيْرِ وَ كَاَجَاوِيْدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُّسَلَّمٌ وَمَخْدُوْشٌ مُّرْسَلٌ وَمَكْدُوْسٌ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ

(صحیح مسلم صفحہ ۱۰۲ جلد ۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ : پس مومن اس پل سے گزریں گے بعض آنکھ جھپکنے کی مانند اور بعض بجلی کی سی تیزی سے اور بعض تیز ہوا کی طرح اور بعض پرندوں کی طرح اڑ کر اور بعض تیز رفتار گھوڑوں کی طرح اور بعض اونٹ سوار کی طرح' پس بعض صحیح سلامت گزر جائیں گے اور بعض تکلیف اٹھا کر پل عبور کر جائیں گے اور بعض زخمی ہو کر جہنم میں گر جائیں گے۔

آنحضرت ﷺ کی احادیث مبارکہ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ پل صراط سے گزرنے کا یہ عمل ہر انسان کے عقیدہ' ایمان اور اعمال کی کیفیت کے مطابق ہوگا جو لوگ اپنے عقیدے اور اعمال میں کمزور' یعنی مشرک و کافر اور منافق ہوں گے وہ پل صراط سے نیچے گر جائیں گے اور ابدی سزا پائیں گے مگر جو اہل ایمان گناہ گار ہونگے وہ پل سے گریں گے تو ضرور مگر اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر اور پاک ہو کر نکل آئیں گے اور آخر انہیں جنت کا داخلہ نصیب ہو جائے گا۔

جہنم سے خروج کتب احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ جو اہل ایمان اپنے گناہوں اور خطاؤں کے باعث پل صراط سے جہنم میں گر جائیں گے ان کے حق میں دوسرے مومن شفاعت کریں گے اور اس شفاعت کی اجازت انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا فرمائی جائے گی۔ جن لوگوں کو سفارش کرنے کا حق دیا جائے گا اور جو باذن الٰہی شفاعت کریں گے اور جن کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ ان کا ذکر مختلف احادیث میں کیا گیا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1- نبی اکرم ﷺ : آپ کی شفاعت کا عقیدہ امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے آنحضرت ﷺ کے علاوہ دوسرے انبیاء بھی اپنی امتوں کی شفاعت کریں گے۔

2- مومن -3- عالم -4- شہید -5- قرآن مجید -6- نابالغ بچہ -7- فرشتے -8- روزہ -9- صلہ رحمی -10- حافظ قرآن

اللہ تعالیٰ ہر سفارش کنندہ کو اجازت دیں گے کہ وہ اتنی تعداد میں لوگوں کو جہنم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے نکال لیں۔ لہٰذا یہ تمام سفارشی اپنے اپنے بھائیوں ' عزیزوں ' دوستوں اور احباب کو جہنم سے نکال لیں گے۔ سبحان اللہ۔

آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے کہ قیامت کے قریب دین پر رہنا اتنا مشکل ہوگا جتنا جلتے ہوئے کوئلوں کو ہاتھ میں پکڑنا یعنی پورا ماحول خراب ہو جائے گا۔ ہر طرف گناہ ہی گناہ ہونگے۔ صراط مستقیم پر چلنا دشوار ہو جائے گا البتہ گمراہی کے اسباب عام ہونگے۔ بعض لوگ دوسرے لوگوں سے تعلقات کی بناء پر گمراہ ہو جائیں گے اور بعض اقتدار ' حرص اور لالچ کی وجہ سے گمراہ ہونگے اور کچھ لوگ بہکانے کی وجہ سے دین سے دوری اختیار کریں گے غرضیکہ ہر طرف کانٹے ہی کانٹے ہونگے کفر ' شرک ' معاصی اور بدعات عام ہونگی جو ان تمام چیزوں سے بچ گیا وہ پل صراط سے بھی آسانی کے ساتھ گزر جائے گا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو گناہوں سے بچنے اور نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جہنم کا خوف سورت مریم کی زیر بحث آیات میں تمام انسانوں کے جہنم میں ورود کا جو مسئلہ ذکر کیا گیا ہے امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ اور دوسرے مفسرین نے ان آیات کی تفسیر میں بعض صحابہ کرام اور بزرگان امت کے واقعات بیان فرمائے ہیں کہ وہ سورت مریم کی ان آیات کی تلاوت کے وقت از حد مغموم ہوتے اور اتنا روتے کہ ان کی ڈاڑھیاں بھیگ جایا کرتی تھیں۔

ابو میسرہ رحمہ اللہ تعالیٰ ایک بزرگ ہوئے ہیں۔ ان کے بارے میں منقول ہے کہ وہ ہر رات جب اپنے بستر پر سونے کیلئے جاتے تو رونا شروع ہو جاتے اور بے ساختہ زبان سے فرماتے یَالَیْتَ اُمِّیْ لَمْ تَلِدْنِیْ اے کاش! میری ماں مجھے جنم نہ دیتی۔ ایک دفعہ آپ سے سوال کیا گیا کہ آخر اس رونے دھونے کی وجہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ "میرے رونے اور متفکر ہونے کا سبب سورت مریم کی یہی آیت ہے جس میں۔

اُخْبِرْنَا اَنَّا وَارِدُوْھَا وَلَمْ نُخْبَرْ اَنَّا صَادِرُوْنَ (تفسیر ابن کثیر ۱۳۲ جلد ۳)

ترجمہ: ہمیں یہ تو خبر دی گئی ہے کہ ہم جہنم میں وارد ہونگے اور یہ معلوم نہیں کہ وہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے نجات نصیب ہوگی یا نہیں ہوگی۔

حضرات محترم! ہم سوچیں کہ کیا ہمیں بھی آخرت کی کوئی فکر ہے اور کیا ہم نے بھی کبھی سوچا ہے کہ پل صراط سے ہمارا گزر کس طرح ہوگا اور جہنم کے عذاب کا تصور کر کے کبھی ہماری آنکھوں سے بھی دو آنسو ٹپکے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ہم خوش قسمت ہیں اور اگر ایسا نہیں تو ہمیں بھی جہنم سے بچاؤ کی کوئی تدبیر کرنی چاہیے اور وہ تدبیر صرف قرآن وسنت پر عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آیت بالا کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور علامہ امام ابن کثیر رحمہما اللہ تعالیٰ نے صحابی رسول حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ ایک دفعہ آپ اپنی بیوی کے پاس بیماری کی حالت میں لیٹے ہوئے تھے کہ اچانک آپ زاروقطار رونے لگے اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ فرمانبردار بیوی نے خاوند کو روتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی آنسو بہانے لگی (یہ نیک بیوی کی علامت ہے کہ وہ خاوند کو پریشان دیکھنا گوارا نہیں کرتی) تھوڑی دیر بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ سے اس کے رونے کا سبب دریافت فرمایا تو اس نے عرض کی' اے ابن رواحہ! آپ کو روتے دیکھ کر مجھ سے برداشت نہ ہو سکا اور مجھے بھی بے ساختہ رونا آگیا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے تو سورت مریم کی اس آیت نے رلادیا ہے۔ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ○

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے یہ تیرے رب کا قطعی اور حتمی فیصلہ ہے۔

یہ آیت مجھے یاد آئی کہ مجھے جہنم پر وارد ہونا ہے مگر اس بات کا کوئی علم نہیں کہ مجھے نجات نصیب ہوگی یا نہ ہوگی۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۳۲ جلد ۳۔ تفسیر مظہری مترجم ۳۴۲ جلد ۷)

امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ شخص نے اپنے بھائی سے فرمایا کہ "کیا آپ کو معلوم ہے کہ ہمیں جہنم پر سے گزرنا ہوگا؟ انہوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب دیا یقیناً معلوم ہے اس بزرگ نے پھر پوچھا کیا یہ بھی جانتے ہو کہ وہاں سے پار ہو جاؤ گے۔ انہوں نے عرض کی اس کا تو کوئی علم نہیں۔ فرمایا پھر دنیا میں رہتے ہوئے کس بات پر ہنستے ہو؟ اس آدمی پر اس بات کا اتنا اثر ہوا کہ مرنے تک اس کے ہونٹوں پر کسی نے ہنسی نہیں دیکھی۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۳۲ جلد ۳)

خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی خوف اور فکر کی وجہ سے کہا کرتے تھے کہ کاش! میں گھاس کا ایک تنکا ہوتا۔ جسے جانور کھا کر ختم کر دیتے۔ کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ مجھے آخرت کی منزل میں کامیابی نصیب ہو گی یا نہیں۔ کتب تفاسیر میں اس قسم کے متعدد واقعات بیان کئے گئے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ بزرگان سلف اور صحابہ کرام کو آخرت کا بڑا فکر اور جہنم کا ازحد خوف لاحق تھا اور وہ اسی ڈر کی وجہ سے اکثر روتے رہتے تھے۔

حضرات محترم! ہمارے غور کرنے اور سوچنے کا مقام ہے کہ یہ اولیاء کرام، صحابہ عظام اور بزرگان دین، جب جہنم سے اتنا خوف کھاتے ہیں تو ہمیں بھی آخرت کی فکر کرنی چاہیے۔

بدر اور حدیبیہ والے مسند امام احمد کی ایک حدیث کے مطابق سرور عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر اور حدیبیہ کے شرکاء کو یہ خوشخبری عطاء فرمائی کہ آگ پر ان کا ورود نہیں ہو گا۔ چنانچہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ لَا یَدْخُلَ النَّارَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ اَحَدٌ شَھِدَ بَدْرًا اَوِ الْحُدَیْبِیَّۃَ۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ شرکاء بدر اور شرکاء حدیبیہ میں سے کوئی بھی آگ میں داخل نہ ہو گا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن کر آپ کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی۔ اے اللہ کے رسول! یہ کیسے ممکن ہے جبکہ سورۃ مریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ○ ترجمہ : اور تم میں سے ہر شخص اس آگ میں وارد ہوگا یہ تیرے رب کا حتمی فیصلہ ہے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے اس استدلال کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے آج کے خطبے کی آخری آیت تلاوت فرمادی کہ۔

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ○

ترجمہ : پھر ہم پرہیزگاروں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اسی میں گھٹنوں کے بل چھوڑیں گے۔(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۳۳ جلد ۳۔ تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۳۴۲ جلد ۷)

سابقون الاولون کے جہنم سے دور رہنے اور اس کی آہٹ تک بھی نہ سننے کا ذکر قرآن عزیز کے سترھویں سپارے میں بھی ہے۔فرمان خداوندی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ○ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خَالِدُوْنَ ○ (سورۃ انبیاء آیت نمبر ۱۰۱-۱۰۲)

ترجمہ : بلاشبہ وہ لوگ جن کیلئے ہماری طرف سے بھلائی مقرر ہو چکی ہے وہ اس (جہنم) سے دور رکھے جائیں گے وہ اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور جہاں ان کا جی چاہے گا اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منبر پر اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا میں ،ابوبکر، عمر، عثمان، طلحہ، زبیر، سعد، سعید، عبدالرحمٰن اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنھم ان خوش نصیبوں میں سے ہیں جنہیں یہ خوشخبری سنائی جارہی ہے۔(تفسیر مظہری صفحہ ۵۲۹ جلد ۷)

یہی بات سورت مریم کی مذکورۃ الصدر آیت میں ہے کہ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا پھر ہم متقین کو نجات عطا فرمادیں گے اور ظالموں کو جہنم میں گھٹنوں کے بل چھوڑدیں گے۔

اللہ تعالٰی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دنیا اور آخرت کی رسوائی سے بچائے اور عزت و سرخروئی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 18

مغروروں کا انجام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ خَیْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِیًّا ○ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْیًا ○ قُلْ مَنْ كَانَ فِی الضَّلٰلَةِ فَلْیَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ○ حَتّٰی اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ○ وَیَزِیْدُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اهْتَدَوْا هُدًی وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ مَّرَدًّا ○ اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ○ اَطَّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ○ كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا یَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ○ وَّنَرِثُهٗ مَا یَقُوْلُ وَیَاْتِیْنَا فَرْدًا ○ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّیَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ○ كَلَّا سَیَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَیَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِمْ ضِدًّا ○ (سورۃ مریم آیت نمبر ۷۳ تا ۸۲)

ترجمہ: اور جب ان کے سامنے ہماری روشن آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو کافر لوگ ایمان والوں سے کہتے ہیں کہ (بتاؤ) کہ ہم دونوں میں سے کس فریق کے مکان اچھے اور کس کی مجلسیں بہتر ہیں؟ اور ہم نے ان سے پہلے بہت سی امتیں ہلاک کر دیں جو سازو سامان اور نمود و نمائش میں ان سے بہتر تھیں۔ کہہ دیجئے کہ جو شخص گمراہی میں ہو تو رحمان (اللہ تعالیٰ) اسے لمبی مہلت دیئے جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ چیز دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے یعنی (دنیا کا) عذاب یا قیامت (کا عذاب) تو جان لیں گے کہ مکان کے لحاظ سے کون برا ہے اور لشکر کے اعتبار سے کون کمزور ہے۔ اور ہدایت یافتہ لوگوں کی ہدایت کو اللہ تعالیٰ زیادہ کرتا رہتا ہے اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نزدیک ثواب کے اعتبار سے بہتر ہیں اور انجام کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں۔ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کا انکار کیا اور کہنے لگا کہ مجھے اولاد اور مال ضرور دیا جائے گا۔ کیا وہ غیب پر آگاہ ہو گیا ہے یا اس نے رحمان سے کوئی وعدہ لے لیا ہے۔ ہرگز ایسا نہیں (بلکہ) یہ جو کہتا ہے ہم اسے لکھتے جاتے ہیں اور ہم اس کیلئے عذاب کو بہت لمبا کردیں گے اور ہم ہی اس کی چیزوں (مال و اولاد) کے وارث ہونگے اور یہ ہمارے پاس اکیلا ہی آئے گا اور انہوں نے اللہ کے سوا اور معبود بنا لئے ہیں تاکہ وہ ان کیلئے مددگار ہوں۔ ہرگز ایسا نہیں۔ وہ معبود ان کی عبادت کا انکار کردیں گے اور ان کے دشمن (مخالف) ہو جائیں گے۔

ہر قسم کی تعریف، تسبیح، بڑائی اور کبریائی کے لائق اللہ وحدہ لاشریک کی ذات والا صفات ہے جو ہر ذرہ کا ہر وقت علم رکھنے والا معبود برحق ہے۔ اللہ کریم تحمید و تمجید کے بعد ان گنت، لاتعداد، بے حساب اور بے شمار درود و سلام نبی آخر الزماں، سرور کون و مکاں، رحمت زمیں و زماں، امام رسولاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر جو رحمتہ للعالمین، شفیع المذنبیں اور خاتم النبین ہیں۔ جن کی اطاعت و فرمانبرداری ذریعہ نجات اور نافرمانی وجہ عذاب ہے۔

کفار کا قول سورۃ مریم کی مذکورۃ الصدر آیات بینات میں جو مسائل، احکام اور حقائق بیان فرمائے گئے ہیں ان میں پہلا مسئلہ یہ ہے کہ کفار و مشرکین اللہ تعالیٰ کی لاریب، بے مثل اور محفوظ ترین کتاب قرآن عزیز کی واضح، کھلی اور مبنی برحقیقت آیات کی سماعت کے بعد اس پر ایمان لانے، اس کا اثر قبول کرنے اور اس کی دعوت پر لبیک کہنے کی بجائے اس کا تمسخر اڑاتے اور حاملین قرآن کو مذاق کرتے تھے اور اپنی معاشی برتری اور محلات کی خوبصورتی پر فخر کرتے ہوئے اہل اسلام کو ان کی معاشی بدحالی کا طعنہ دیتے نیز ان کی غربت و افلاس اور تنگ دستی پر آوازے کستے اور مومنین صادقین سے کہتے کہ ہماری رہائش گاہیں تمہاری جھونپڑیوں سے زیادہ خوبصورت اور آرام دہ ہیں اور ہماری محفلیں تمہاری مجلسوں سے کہیں زیادہ بارونق اور آباد ہیں۔ لہٰذا اے غربت و افلاس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مارے مسلمانو! تم بھی ہمارا عقیدہ اختیار کرو تاکہ تمہیں بھی زندگی کی آسائشیں نصیب ہوں۔ الٹا تم ہمیں اپنے قرآن اور دین کی پیروی کی دعوت دے کر ہماری زندگیوں کو بھی تلخ اور ویران بنانا چاہتے ہو۔

ان عقل کے اندھوں' غیراللہ کے پجاریوں اور رب پرستوں نے اپنے زعم باطل کے مطابق اللہ تعالیٰ کے ہاں کامیابی کا معیار دو چیزوں کو بنا رکھا تھا۔ 1۔ خوبصورت مکان 2۔ بہترین مجلس۔ یہ بات تو آپ جانتے ہی ہیں کہ مشرکین مکہ اور کفار عرب کے ہاں مال و دولت کی فراوانی اور عالیشان مکانات کی کثرت تھی اور اہل ایمان کی اکثریت غرباء پر مشتمل تھی' مشرکین مکہ نے قصی بن کلاب کے مکان کو اپنی مجلس آرائی کیلئے مخصوص کر رکھا تھا۔ وہاں ان کی محفلیں جمتیں اور مشورے ہوتے تھے' وہاں پر قالین تھے' تکیے تھے اور آسائش و آرام کی ہر چیز موجود تھی مگر ایمان والوں میں سے کچھ غلام تھے' کچھ کمزور تھے اور جو مالدار تھے وہ بھی اپنا مال و دولت' اللہ کی راہ میں قربان کر چکے تھے۔ لہذا ان کمزوروں اور غریبوں کی دنیوی لحاظ سے کوئی اہمیت اور وقعت نہ تھی' کافر لوگ انہیں چیزوں کا موازنہ کر کے اہل ایمان سے کہتے تھے کہ ذرا بتاؤ تو سہی کہ دنیاوی نعمتوں' مکانوں' مجلسوں اور عیش و آرام کے لحاظ سے تم اور ہم میں کون سا فریق بہتر ہے؟ سورت مریم کی زیر بحث آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے انہیں سرکش کافروں اور دنیاداروں کا قول نقل فرمایا ہے۔

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا ۝

ترجمہ: اور جب ان لوگوں کو ہماری واضح آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کافر لوگ ایمان والوں سے کہتے ہیں کہ دونوں فریقوں میں سے مکان کے اعتبار سے کون بہتر ہے اور مجلس کے لحاظ سے کون اچھا ہے؟۔

شیطانی سوچ مال و دولت پر فخر کرنا' اسے اپنی محنت کا ثمر اور کوشش کا نتیجہ قرار دینا' منعم حقیقی کا شکر بجا نہ لانا اور اپنی دولت کی وجہ سے غرباء کو حقیر سمجھنا یہ شیطانی سوچ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کافرانہ طرز عمل ہے اور آج کے اکثر مالداروں میں بھی یہ شیطانی سوچ موجود ہے۔ دولت مندوں میں سے کوئی شاذونادر ہی ہوگا جو غریب کو حقیر نہ سمجھتا ہو اور اسے احترام کے لائق گردانتا ہو ورنہ اکثر صاحب حیثیت لوگ غرباء اور مساکین کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے اور انہیں معاشرے پر بوجھ قرار دیتے ہیں۔

دنیوی لوازمات اور مال و دولت پر فخر کرنا سرکش لوگوں کا ہمیشہ سے وطیرہ رہا ہے۔ فرعون' نمرود' شداد اور ھامان کا انداز فکر بھی یہی تھا' سرداران مکہ نضر بن حارث' ابوجہل اور دوسرے کفار کی سوچ بھی یہی تھی اور آج کے بعض جاہل' ان پڑھ مگر دولت مند لوگ بھی اسی بیماری میں مبتلا ہیں۔

بھائیو! جائز اور حلال ذرائع سے دولت کمانا کوئی گناہ اور عیب نہیں ہے مگر اس دولت و سرمائے پر فخر' غرور اور تکبر کرنا اور غرباء' مساکین' محتاجوں اور تنگدستوں کا حق ادا نہ کرنا بلکہ انہیں حقیر جان کر جھڑک دینا' انہیں دیکھ کر ناک منہ چڑھانا اور ان سے میل ملاپ رکھنے میں اپنی بے عزتی سمجھنا' یہ سخت گناہ اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ اللہ کریم حلال' طیب اور جائز مال عطا فرمائے اور اپنی راہ میں خرچ کرنے والا دل بھی عطا فرمائے۔ آمین۔

قرآن حکیم نے بیان فرمایا ہے کہ پرانے زمانے کے مالدار بھی نادار' غریب اور کمزور اہل ایمان کو مذاق کیا کرتے تھے اور جب وہ ایمان داروں کو قریب سے گزرتے دیکھتے تو آنکھوں سے اشارے کرتے کہ یہ دیکھو جنت کے والی اور حوروں کے خاوند جا رہے ہیں۔ جن کے پاس نہ رہنے کو مکان ہے' نہ پہننے کو لباس' جن کی کوئی مجلس ہے نہ بزم طرب' ان کے پاس دو وقت کی روٹی تو موجود نہیں مگر دنیا اور آخرت میں کامیابی کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ قرآن حکیم نے ان کے اشارات کو بڑے بلیغانہ اختصار سے ذکر فرمایا ہے۔ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ (سورۃ المطففین آیت نمبر ۳۰)

ترجمہ: اور جب وہ ان کے قریب سے گزرتے ہیں تو آنکھوں سے اشارے کرتے ہیں

سابقہ اقوام کا انجام مختصر یہ کہ کفار مکہ نے مال و دولت کی فراوانی اور رزق کی کشادگی کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حق کی نشانی قرار دے رکھا تھا اور وہ اس زعم باطل میں مبتلا تھے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر راضی اور ہمارے عقائد و نظریات پر خوش ہے تبھی تو اس نے ہمیں تمام دنیوی نعمتوں لذتوں اور آسائشوں سے نواز رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے مشرکین و کفار کے اس غلط خیال کا رد کرتے ہوئے سورت مریم کی اگلی آیت میں ارشاد فرمایا۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ۝

ترجمہ : اور ہم نے ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا جو ساز و سامان اور منظر (ظاہری سج دھج) میں ان سے بہتر تھیں۔

اس سے واضح ہوا کہ مالداری' مجلس آرائی اور ظاہری سج دھج انسان کیلئے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ رضائے الٰہی کیلئے اصل معیار انسان کا ایمان' خلوص' نیک اعمال اور پرہیزگاری ہے۔ قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے کہ کئی بستیاں اور شہر اسی لئے تباہ و برباد کر دیئے گئے کہ ان کے باشندے اپنے مال و دولت پر فخر کرتے اور اپنی رہائش گاہوں پر اتراتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے غرور' فخر' تکبر اور نمود و نمائش کے باعث ان کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ بیسویں سپارے کی آیت ہے۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ (سورۃ القصص آیت نمبر ۵۸)

ترجمہ : اور ہم نے بہت سی ایسی بستیاں ہلاک کر دیں جن کے رہائشی اپنی خوشحالی اور عیش و عشرت پر فخر کرتے تھے پس یہ ان کے گھر ہیں جن میں ان کے بعد سکونت اختیار نہیں کی گئی مگر تھوڑا عرصہ اور آخر کار ہم ہی ان کے وارث بنے۔

قارون کا دولت پر غرور اگر مال و دولت اور مکانات و محلات' راہ راست پر گامزن ہونے کی دلیل ہوتے تو فرعون' شداد' ہامان اور قارون جیسے مالدار اور سرمایہ دار کبھی اللہ تعالیٰ کے عذاب کی لپیٹ میں نہ آتے بلکہ انہیں دنیا و آخرت کی کامیابی کی نوید سنائی جاتی۔ مگر قرآن حکیم ہمیں بتاتا ہے کہ ان کا مال' دولت' جاہ و جلال' عزت و شہرت اور نوکر چاکر انہیں عذاب الٰہی سے بچا نہ سکے اور وہ ایمان قبول نہ کرنے اور اعمال صالحہ بجا نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لانے کی پاداش میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کی گرفت میں آئے اور انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا گیا۔

تفصیل میں جائے بغیر موضوع کی مناسبت سے قارون کی مالداری اور سطوت کے متعلق نیز اس کی ہلاکت اور بربادی کے بارے میں قرآن مجید سے سورت القصص کی متعلقہ آیات کا خلاصہ پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

"قارون" حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قریبی عزیز اور بقول بعض مفسرین آپ کا چچازاد یا خالہ زاد بھائی تھا۔ بنی اسرائیل میں یہ سب سے زیادہ مالدار اور صاحب حیثیت تھا ۔اس کے خزانے زر' جواہرات' سونے اور چاندی سے بھرے ہوئے تھے اس کے خزانوں کی کثرت اور اس کے تمول کا یہ عالم تھا کہ مزدوروں کی ایک طاقت ور جماعت اس کے خزانوں کی چابیوں کو بمشکل اٹھاتی تھی۔ اس سرمایہ داری اور مال و دولت نے اسے بے حد مغرور 'متکبر' سرکش' باغی اور نافرمان بنا دیا تھا۔ وہ دولت کے نشہ میں ایسا چور تھا کہ اپنے رشتہ داروں' غریبوں' قرابت داروں اور قوم کے افراد کو حقیر و ذلیل سمجھتا اور ان کے ساتھ بڑی بے رحمی سے پیش آتا۔ مؤرخین کا خیال ہے کہ وہ قیام مصر کے زمانے میں فرعون کا درباری ملازم تھا۔ بنی اسرائیل کا فرد ہونے کے باوجود منافق تھا اور اس نفاق اور دو عملی کے باعث فرعون کا مقرب تھا۔ بالفاظ دیگر وہ فرعونی حکومت کا ایجنٹ 'ضمیر فروش اور قومی غدار تھا۔ اس کا کام صرف یہ تھا کہ وہ بنی اسرائیل کو غلامانہ زندگی پر مطمئن رکھے اور انہیں یہ باور کرائے کہ تمہاری غلامانہ زندگی ہی تمہارے لئے بہتر ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جس آزادی کیلئے تمہیں ابھار رہے ہیں وہ آزادی تمہارے لئے خطرات و مصائب کا سبب ثابت ہوگی لہٰذا فرعونی حکومت کے سائے میں زندگی گزارنا ہی تمہارے لئے بہتر اور امن و سکون کا باعث ہے۔ اسی قوم فروشی کے صلے میں فرعون نے اس کیلئے اپنے خزانوں کے منہ کھول دیئے تھے اور وہ مصر کا بہت بڑا مالدار اور سرمایہ دار بن چکا تھا۔ قرآن حکیم فرماتا ہے۔

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَتَنُوْءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ (سورۃ القصص آیت نمبر۷۶)

ترجمہ: بے شک قارون' حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھا پھر اس نے ان پر سرکشی کی اور ہم نے اسے اتنے خزانے دے دیئے کہ ان کی چابیاں طاقتور نوجوانوں کی ایک جماعت کی کمروں کو جھکا دیتی تھیں۔

موسیٰ کی نصیحت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم نے اس قارون کو نصیحت کی کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے مال و دولت کے انبار عطا فرمائے ہیں اور تجھے عزت و شہرت عطا فرمائی ہے لہٰذا اس کا شکر ادا کیا کرو۔ نیک اعمال بجالاؤ۔ اپنے مال میں سے صدقات و خیرات ادا کیا کرو اور اپنی قوم کے غرباء' مساکین' محتاجوں اور ضرورت مندوں کی امداد کیا کرو۔ مال و اسباب کی محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو بھول جانا' سرکشی کرنا' آخرت کو فراموش کر دینا' زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرنا اور کمزوروں' ضعیفوں اور ناتوانوں کو ذلیل و حقیر سمجھنا اور ان سے نفرت و حقارت سے پیش آنا مناسب نہیں ہے۔

اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ○ وَابْتَغِ فِيْمَا اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ○ (سورۃ القصص آیت نمبر۷۶-۷۷)

ترجمہ: جب اس کی قوم نے اس سے کہا کہ تو زیادہ خوش نہ ہو یعنی تکبر نہ کر' بے شک اللہ تعالیٰ شیخی مارنے والوں اور اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ اس دولت سے آخرت کا گھر تلاش کر۔ یعنی نیک اعمال کر اور دنیا سے اپنے حصے کو فراموش نہ کر اور غریبوں پر احسان کر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا ہے اور زمین میں فتنہ و فساد برپا کرنے کی خواہش نہ کر' یقیناً اللہ تعالیٰ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا۔

فرعون کے اس درباری اور دولت کے پجاری قارون کو موسیٰ علیہ السلام کی یہ نصیحت پسند نہ آئی بلکہ ایک آنکھ نہ بھائی اور اس نے بڑے متکبرانہ' مغرورانہ اور مفتخرانہ انداز میں جواب دیا کہ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ "یعنی میری یہ دولت اور مال و منال تمہارے رب کا عطا کردہ نہیں بلکہ یہ تو میری علمی مہارت اور عقلی تجربوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا نتیجہ ہے۔ میں تمہاری نصیحت اور تبلیغ کو مان کر اپنی دولت کو اس طرح ضائع اور برباد نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا۔

اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ○ (سورۃ القصص آیت نمبر۷۸)

ترجمہ: اس (مغرور ظالم) کو اتنا بھی علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے کئی ایسی قومیں ہلاک کر ڈالیں جو قوت میں اس سے زیادہ سخت اور دولت جمع کرنے میں بھی زیادہ تھیں اور مجرموں سے ان کے گناہ دریافت نہیں کیے جائیں گے۔

آیت کے آخری حصہ کا مفہوم یہ ہے کہ مجرموں کے گناہ اتنے زیادہ اور واضح ہونگے کہ ان سے پوچھنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے گی۔ بہرحال حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل قارون کو مسلسل سمجھاتے۔ اپنا تبلیغی فرض ادا کرتے اور اسے راہ ہدایت دکھاتے رہے مگر قارون نے ان نصیحتوں کا کوئی اثر قبول نہ کیا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو مرعوب کرنے کیلئے اپنی دولت' سطوت اور حشمت کے مظاہرے کا پروگرام بنایا اور اس کیلئے ایک بہت بڑا جلوس نکالنے کا فیصلہ کیا۔

قارون کا جلوس ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے اجتماع میں تقریر فرما رہے تھے۔ احکام الٰہی ان تک پہنچا رہے تھے اور چوری' بدکاری اور گناہوں کی سزاؤں کی تفصیل سے انہیں آگاہ فرما رہے تھے کہ "قارون" اپنے نوکروں چاکروں کی ایک بہت بڑی جماعت کو ساتھ لئے بڑی شان و شوکت اور خزانوں کی نمائش کے ساتھ وہاں سے گزرا۔ اس کی یہ امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ دیکھ کر بعض ظاہر بین لوگوں کے منہ میں پانی بھر آیا اور وہ کہنے لگے۔ اے کاش! یہ دولت و ثروت' مال و عظمت اور شان و شوکت ہمیں بھی نصیب ہوتی۔ مگر بنی اسرائیل کے صاحب علم و بصیرت لوگوں نے انہیں فوراً ٹوکا اور کہا کہ تم قارون کی ظاہری زیب و زینت اور مال و ثروت دیکھ کر لالچ میں گرفتار نہ ہو جانا' عنقریب تم دیکھو گے کہ اس کے غرور و تکبر اور نافرمانی کی اسے سزا ملے گی اور یہ قارون رب تعالیٰ کے عذاب سے بچ نہ سکے گا۔ قرآن حکیم قارون کے جلوس کا نقشہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یوں کھینچتا ہے۔

فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ فِیْ زِیْنَتِهٖ قَالَ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِیَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ O (سورۃ القصص آیت نمبر ۷۹)

ترجمہ : پس ایک دن وہ بڑی زیب و زینت کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے نکلا تو دنیوی زندگی کے آرزومند لوگوں نے کہا کاش! ہمیں بھی قارون کی طرح کا جاہ و جلال نصیب ہوتا۔ بلاشبہ وہ بڑے نصیب والا یعنی خوش نصیب ہے۔

بنی اسرائیل کے ارباب بصیرت' سمجھدار' صاحب علم اور دانشمند لوگوں کی نصیحت کو قرآن یوں بیان فرماتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَیْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّلَا یُلَقّٰهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ O (سورۃ القصص آیت نمبر ۸۰)

ترجمہ : اور ان لوگوں نے کہا جنہیں علم دیا گیا تھا کہ افسوس تمہاری سوچ پر (بلکہ) ایمان دار اور نیک اعمال کرنے والے کیلئے تو اللہ تعالیٰ کا ثواب اس دولت سے بہتر ہے اور اسے حاصل نہیں کرتے مگر صبر کرنے والے۔

قارون کی ہلاکت آخر کار جب قارون کا غرور' تکبر' فخر اور ظلم حد سے بڑھ گیا اور اس نے بنی اسرائیل کی تحقیر و تذلیل کی انتہاء کر دی تو غیرت حق جوش میں آئی' مکافات عمل کا قدرتی قانون حرکت میں آیا اور "قارون" کو لوگوں کی نگاہوں کے سامنے اس کے مال و دولت سمیت زمین کے اندر دھنسا دیا گیا۔ بنی اسرائیل نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ قارون باقی رہا نہ اس کا غرور' بلکہ دیکھتے ہی دیکھتے زمین نے قارون کو اور اس کے سامان غرور کو نگل کر قیامت تک کے انسانوں کیلئے عبرت کا سامان مہیا کر دیا اور دنیا کی کوئی طاقت اسے عذاب الٰہی سے نہ بچا سکی۔ قرآن حکیم فرماتا ہے۔

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ یَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِیْنَ O (سورۃ القصص آیت نمبر ۸۱)

ترجمہ : پس ہم نے اسے بھی اور اس کے (دولت سے بھرے ہوئے) گھر کو بھی زمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں دھنسا کر رکھ دیا تو اس کے حامیوں کی کوئی جماعت ایسی نہ تھی جو اللہ کے مقابلے میں اس کی مدد کرتی اور وہ خود بھی اپنا انتقام نہ لے سکا۔

قارون کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھنے والوں نے جب اپنے گھر' مال و دولت اور حواریوں سمیت تباہی کے گھڑے میں گرتے اور غرق ہوتے دیکھا تو اب ان کی آنکھیں کھلیں۔ انہیں اب اس بات کا یقین آیا کہ مال و دولت کی قلت و کثرت حق و باطل اور سعادت و شقاوت کا معیار نہیں۔ بلکہ انسان جس حال میں بھی ہو اسے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اس کے شامل حال ہے تو وہ کامیاب ہے اور اگر دولت و سرمائے کے ڈھیر ہیں مگر اللہ تعالیٰ کا کرم اور ایمان کی دولت حاصل نہیں تو اس کا انجام بھی قارون جیسا ہی ہوتا ہے۔ قرآن حکیم قصہ قارون کی آخری آیت میں فرماتا ہے۔ **وَاَصْبَحَ الَّذِیْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ یَقُوْلُوْنَ وَیْكَاَنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَوْلَاۤ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا لَخَسَفَ بِنَا وَیْكَاَنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝** (سورۃ القصص آیت نمبر ۸۲)

ترجمہ : اور جو کل تک اس قارون کے مرتبہ کی آرزو کر رہے تھے انہوں نے یہ کہتے ہوئے صبح کی 'اوہو! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کا چاہتا ہے' رزق کشادہ کر دیتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ ہم پر احسان نہ فرماتا تو ہمیں بھی زمین میں دھنسا دیتا' اوہو! یقیناً کافر لوگ کامیاب نہیں ہوتے۔

قارون کی تباہی' بربادی اور ہلاکت کا تذکرہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن عزیز میں ارشاد فرمایا کہ آخرت کی عزت و سرخروئی اور سرفرازی و کامیابی انہیں لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو دنیا میں مال و دولت پر اترانے' زیب و زینت پر فخر کرنے' برادری اور قبیلے پر غرور کرنے کی بجائے عاجزی' انکساری' اور تواضع کو اپنا شعار بناتے ہیں اس کے برعکس جو لوگوں پر غلبہ پانے' تسلط قائم کرنے اور دوسروں کو حقیر و ذلیل بنانے کی کوششوں میں مصروف رہتے ہیں ان کے حصے میں سوائے ہلاکت' تباہی اور بربادی کے اور کچھ بھی نہیں آتا۔ فرمان الٰہی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (سورۃ القصص آیت نمبر ۸۳)

ترجمہ : یہ آخرت کا گھر ہم نے انہیں لوگوں کیلئے مخصوص کر رکھا ہے جو لوگوں پر تسلط جمانے کی خواہش نہیں رکھتے اور نہ ہی فساد برپا کرنے کے آرزومند ہیں اور اچھا انجام تو صرف پرہیزگاروں ہی کیلئے ہے۔

سورت مریم کی زیر بحث آیت مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ مال و دولت کی فراوانی اور دنیوی نعمتوں کی کثرت انسان کی کامیابی کی دلیل اور رضائے الٰہی کی نوید نہیں ہے۔ اگر فضیلت و کامیابی کا معیار یہی دو چیزیں ہوتیں تو اقوام سابقہ کو ہلاک نہ کیا جاتا۔ جبکہ تاریخ انسانیت گواہ ہے کہ دنیا میں کئی قارون صفت انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں' سرکشیوں اور بغاوتوں کی وجہ سے نیست و نابود کردیئے گئے اللہ تعالیٰ کے ہاں تو کامیابی اور کامرانی کا معیار ایمان اور نیکی ہے رب کے پسندیدہ لوگ تو وہی ہیں جو اس معیار پر پورا اترتے ہیں۔ آیت اور ترجمے پر پھر غور کریں تو بات مزید نکھر کر سامنے آجائے گی۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِئْيًا ۝

ترجمہ : اور کتنی ہی قوموں کو ہم نے ان کفار مکہ سے پہلے ہلاک کردیا کہ وہ دنیوی ساز و سامان اور رنگ و ڈھنگ میں ان سے بہتر تھے۔

قانون مہلت سورت مریم کی مذکورہ بالا آیت کی تفہیم کے بعد یہ سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ اگر واقعتاً اللہ تعالیٰ ان کفار مکہ سے ناراض اور ناخوش ہے تو پہلی قوموں اور امتوں کی طرح ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل کیوں نہیں ہوا؟ انہیں عذاب کی لپیٹ میں لینے کی بجائے ان پر دنیوی انعامات و نوازشات کے دروازے کھولے جارہے ہیں آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ اللہ کریم نے اگلی آیت میں اسی سوال کا جواب ارشاد فرماتے ہوئے کہا کہ اے کفار مکہ! تمہیں یہ جو مہلت دی جارہی ہے اس کی وجہ سے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوجانا بلکہ اللہ تعالیٰ کا یہ دستور ہے کہ وہ سرکشوں' باغیوں اور گمراہوں پر فوراً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عذاب نازل کرنے کی بجائے انہیں ترقی اور عروج دے کر مہلت کی رسی دراز کرتا رہتا ہے کہ وہ برائی میں بڑھتے چلے جاتے ہیں اور سنگین سے سنگین جرائم کرتے چلے جاتے ہیں پھر جب مہلت کی گھڑیاں ختم ہو جاتی ہیں تو انہیں عذاب کے شکنجے میں کس دیا جاتا ہے اور پھر ان کا کوئی یارومددگار نہیں ہوتا جو انہیں اللہ تعالیٰ کے دردناک عذاب سے نجات دلا سکے۔ فرمان ربانی ہے۔

قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۝ ترجمہ: اے پیغمبر! آپ فرمائیے کہ جو گمراہی میں مبتلا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے لمبی ڈھیل دیئے رکھتا ہے۔

قرآن کریم کے چوتھے سپارے میں کافروں، نافرمانوں اور باغیوں کو دی گئی اسی مہلت کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ درازی عمر اور عیش و عشرت پر مغرور نہ ہوں بلکہ یہ مہلت ان کے گناہوں کی کثرت اور عذاب و سزا میں اضافے کا سبب ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ۝ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۷۸)

ترجمہ: اور کافر یہ خیال نہ کریں کہ ہم جو مہلت انہیں دے رہے ہیں وہ ان کیلئے بہتر ہے ہم تو انہیں صرف اس لئے مہلت دے رہے ہیں تا کہ وہ اور زیادہ گناہ کرلیں اور ان کیلئے ذلیل و خوار کرنے والا عذاب ہے۔

عذاب یا قیامت آگے فرمایا کہ کافرین، مشرکین اور منافقین کی ہٹ دھرمی، ضد اور نافرمانی کا نتیجہ کیا ہوگا؟ یہی نا کہ انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا وہ عذاب دنیوی ہوگا یا اخروی۔ یعنی یہ بھی ممکن ہے کہ ان ظالموں پر دنیا ہی میں محاسبے کا وقت آجائے ان کا ظاہری سازوسامان اور سج دھج نیست و نابود ہو جائے۔ ساری ترقی اور عروج، زوال پذیر ہو جائے۔ صحت و تندرستی کی جگہ بیماری آجائے۔ اقتدار کی بجائے ماتحتی اور آزادی کی بجائے غلامی میں جکڑ دیئے جائیں۔ ان سرکشوں پر یہ دنیوی عذاب انفرادی طور پر بھی آسکتا ہے اور اجتماعی طور پر بھی وہ سب رب تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا کئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جا سکتے ہیں۔

اگر بالفرض یہ لوگ دنیا میں سزا اور عذاب سے بچ بھی جائیں تو پھر قیامت تو ضرور آئے گی اور یہ سرکش روز حساب سے تو کسی طرح بھی چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے۔ وہاں تو ضرور بالضرور انکے استہزاء' تکبر' شرک' کفر اور غرور کا بدلہ دیا جائے گا۔ اور قیامت کے دردناک عذاب میں مبتلا ہونے کے بعد انہیں معلوم ہو گا کہ مکانات' محلات اور رہائش گاہوں کے اعتبار سے اہل ایمان و تقویٰ بہتر ہیں یا ہم۔ اور طاقت' قوت' قوم' قبیلے اور لشکر کے لحاظ سے مسلمان کمزور ہیں یا ہم۔ مختصر یہ کہ قیامت کے دن مومن یقیناً رہائش گاہوں کے اعتبار سے بہتر اور قوت و طاقت کے لحاظ سے افضل ہونگے کفار و منافقین ذلیل و رسوا ہونگے جبکہ مومنین و مسلمین کو اللہ تعالیٰ عزت و شرف سے نوازے گا۔ سورۃ مریم میں ارشاد الٰہی ہے۔

حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا○

ترجمہ: یہاں تک کہ جب وہ دیکھیں گے وہ چیز جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے یعنی (دنیوی) عذاب یا قیامت (کا عذاب) پھر انہیں معلوم ہو گا کہ مکان کے لحاظ سے کون برا ہے اور لشکر کے اعتبار سے کون کمزور ہے۔

مال دار مشرکوں اور غرور کرنے والے کافروں کو جب قیامت کے دن جہنم کے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا تو وہ دنیا کی تمام آرائشوں اور آسائشوں کو بھول جائیں گے اور انہیں یوں احساس ہو گا جیسے انہوں نے کبھی آرام دیکھا ہی نہیں تھا اور مومنین صادقین اور قانتین و مخلصین کو جب جنت کا داخلہ نصیب ہو گا تو انہیں دنیا کی تمام اذیتیں اور تکلیفیں بھول جائیں گی اور وہ محسوس کریں گے کہ جیسے انہوں نے ایک دن بھی تنگی اور تکلیف میں نہیں گزارا تھا۔ سبحان اللہ۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ صحابی رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صِبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ يَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَءَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّبِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ؟ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَارَبِّ! وَيُؤْتٰى بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صِبْغَةً فِي الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَءَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّبِكَ شِدَّةٌ قَطُّ؟ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَارَبِّ! مَامَرَّبِيْ بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَءَيْتُ شِدَّةً قَطُّ (صحیح مسلم صفحہ ۳۷۴ جلد ۲)

ترجمہ : دنیا میں آسودہ تر اور خوش عیش شخص کو قیامت کے دن اہل دوزخ میں سے لایا جائے گا تو اسے جہنم کی آگ میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا اے ابن آدم! کیا تو نے دنیا میں کبھی آرام دیکھا تھا؟ کیا تجھے نعمتیں میسر تھیں؟ تو وہ عرض کرے گا اللہ کی قسم اے میرے رب! مجھے کبھی آرام وسکون نصیب نہیں ہوا تھا۔ پھر اہل جنت میں سے ایسے شخص کو لایا جائے گا جس نے دنیوی زندگی بڑی تنگی اور تکلیف میں گزاری ہوگی اسے جنت میں غوطہ دینے کے بعد کہا جائے گا۔ اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی تکلیف دیکھی ہے؟ کیا تو نے کبھی تلخی اور سختی بھی برداشت کی؟ وہ عرض کرے گا اے میرے رب مجھے اللہ کی قسم ہے میں نے کبھی سختی نہیں دیکھی اور مجھے کبھی کوئی تنگی نہیں آئی۔

اس حدیث پاک سے بھی واضح ہوتا ہے کہ قیامت کے دن اہل کفر کو معلوم ہوگا کہ دنیا میں نعمتیں حاصل ہونے کے باوجود آج ان کیلئے عذاب ہی عذاب ہے اور اہل ایمان کو یقین ہوگا کہ آج ان کیلئے آرام ہی آرام اور سکون ہی سکون ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اہل جنت میں شامل فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ہدایت میں اضافہ گمراہوں کی سزا اور ان کے انجام کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے سالکان رشد وہدایت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جو لوگ جذبہ اخلاص سے سرشار ہو کر صراط مستقیم پر گامزن رہتے ہیں اور راہ ہدایت اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنے لطف وکرم اور فضل ومہربانی سے مقامات عالیہ تک پہنچا دیتا ہے اور ان کی رشد و ہدایت میں مسلسل اضافہ فرماتا رہتا ہے۔ اللہ کریم نے فرمایا۔

وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ : اور ہدایت یافتہ لوگوں کی ہدایت میں اللہ تعالیٰ زیادتی فرماتا ہے۔

قرآن حکیم کی کئی دوسری آیات میں فرمایا گیا ہے کہ اہل ایمان جب ذکر الٰہی اور قرآنی آیات کی تلاوت سنتے ہیں تو ان کے ایمان' تقویٰ اور ہدایت میں اضافہ ہو جاتا ہے ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ○ (سورۃ الانفال آیت نمبر۲)

ترجمہ : ایماندار وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپ جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو یہ آیات ان کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں۔اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں ۔

انسان کی دنیوی اور اخروی کامیابی کا واحد ذریعہ ہدایت ہے اگر انسان کو راہ ہدایت نصیب ہو جائے اور وہ استقامت و استقلال سے اسے اپنائے رکھے تو اسے عروج' ترقی اور کامیابی نصیب ہوتی ہے اور جو شخص ہدایت یافتہ نہ ہو بلکہ گمراہ اور ضال ہو تو وہ ہمیشہ تنزلی' ذلت' رسوائی' خواری اور پریشانی کے گڑھے کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے سورۃ عنکبوت میں فرمان الٰہی ہے۔

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ○ (سورۃ عنکبوت آیت نمبر۶۹) ترجمہ : اور جو لوگ ہمارے لئے کوشش کرتے ہیں تو ہم ان کیلئے اپنی ہدایت کے راستے واضح کر دیتے ہیں۔

یعنی جب کوئی خوش قسمت انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول' دین کی سربلندی اور اللہ تک رسائی کیلئے کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر یہ مہربانی فرماتا ہے کہ اسے اس کے مطلوب (ہدایت) تک رسائی نصیب فرما دیتا ہے۔ یہی بات سورۃ مریم کی زیر بحث آیت کے ابتدائی حصہ میں ارشاد فرمائی گئی ہے کہ **وَیَزِیْدُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اھْتَدَوْا ھُدًی** کہ اللہ تعالیٰ ہدایت یافتگان کی ہدایت میں اضافہ فرماتا رہتا ہے۔

باقیات صالحات سورت مریم کی زیر خطبہ آیات طیبات میں رب کائنات نے باقی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہنے والی نیکیاں یعنی باقیات صالحات کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ایسی نیکیاں جن سے انسان کو دائمی فائدہ حاصل ہوتا رہے انہیں باقیات صالحات کہا جاتا ہے۔ مفسرین کرام رحمہم اللہ نے کئی اعمال کو باقیات صالحات قرار دیا ہے۔جن میں چند مشہور اعمال حسب ذیل ہیں۔

1- دین کی تعلیم -2- صدقہ جاریہ -3- نیک اولاد۔ مشہور صحابی جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ان تینوں باقیات الصالحات کا ذکر نبی کریم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان حق ترجمان نے یوں فرمایا۔

إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ (مشکوۃ المصابیح صفحہ ۳۲ کتاب العلم)

ترجمہ : جب انسان پر موت طاری ہو جاتی ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین اعمال جاری رہتے ہیں (۱) صدقہ جاریہ (۲) علم جس سے استفادہ کیا جائے (۳) نیک اولاد جو اس کیلئے دعا کرے۔

مسجد کی تعمیر' رفاہ عامہ کیلئے پانی کا انتظام' سرائے تعمیر کرنا' دینی کتب جن سے لوگ مستفید ہوں' دینی مدارس کا قیام' قرآن و حدیث کی تعلیم اور اولاد کی تعلیم و تربیت سب باقیات الصالحات اور دائمی نیکیاں ہیں۔ جنکا اجر و ثواب انسان کو پس مرگ بھی پہنچتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ باقیات الصالحات کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اولاد کی دینی تعلیم و تربیت خصوصاً بچیوں (جنہیں عام طور پر حقیر گردانا اور نظر انداز کیا جاتا ہے) کی دینی تربیت ماں باپ کیلئے صدقہ جاریہ اور لافانی نیکی ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "میں نے اپنی امت کے ایک فرد کو خواب میں دیکھا کہ اسے جہنم میں لے جانے کا حکم دے دیا گیا' تو اس کی نیک بچیاں اس سے چمٹ گئیں اور انہوں نے رونا اور شور مچانا شروع کر دیا اور اللہ کریم سے فریاد کناں ہوئیں کہ مولا! اس نے دنیا میں ہم پر بڑا احسان کیا اور ہماری دینی تربیت کیلئے بڑی مشقت برداشت کی۔(لہٰذا ہماری درخواست ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسے معاف فرمایا جائے) لڑکیوں کی اس آہ و زاری سے اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر رحم فرما کر اسے معاف فرمادیا۔ سبحان اللہ۔ (قرطبی معارف القرآن صفحہ ۵۸۴ جلد ۵)

(۴) اکثر مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ایمان' اعمال صالحہ' عبادات (نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ تلاوت۔ درود شریف) ذکر الٰہی اور جہاد وغیرہ کو باقیات الصالحات قرار دیا ہے۔ امام قتادہ کا قول ہے **کُلُّ شَیْءٍ فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ فَھُوَ مِنَ الْبَاقِیَاتِ الصَّالِحَاتِ** یعنی ہر وہ کام جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے کیا جائے وہ باقیات صالحات میں سے ہے۔ (تفسیر فتح البیان)

(۵) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث پاک میں اس وظیفہ کو باقیات صالحات کہا گیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ باقیات صالحات زیادہ کرو۔ ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! باقیات صالحات کیا ہیں؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **سُبْحَانَ اللّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ** (تفسیر مظہری صفحہ ۲۲۰ جلد ۷)

احادیث میں اس وظیفے کی بڑی فضیلت' ثواب اور برکات بیان فرمائی گئی ہیں جنکی تفصیل ہم نے اپنی کتاب خطبات سورۃ کہف کے خطبہ نمبر ۱۰ میں تحریر کی ہے جو باقیات صالحات کا مستقل مضمون ہے۔

سورت مریم میں اللہ تعالیٰ نے باقیات صالحات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا

وَالْبَاقِیَاتُ الصَّالِحَاتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّ خَیْرٌ مَّرَدًّا ۝

ترجمہ: اور باقی رہنے والی نیکیاں آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بہتر ہیں اور انجام کے لحاظ سے بھی اچھی ہیں۔

آخرت کا مذاق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ ایک آزاد کردہ غلام' غریب اور مالی لحاظ سے کمزور صحابی تھے۔ آپ لوہاروں کا کام کرتے اور تلواریں وغیرہ بناتے تھے انہوں نے قبول اسلام سے قبل سہم قبیلہ کے سردار' نہایت مغرور اور مشہور کافر "عاص بن وائل" کو تلوار بنا کر دی تھی جس کی مزدوری اس کے ذمہ واجب الادا تھی۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ایک دن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ ' عاص بن وائل کے پاس گئے اور اس سے اپنی مزدوری کا مطالبہ کیا۔ مشرکین مکہ 'نبی دوجہاں ﷺ کے صحابہ کرام کو اسلام سے منحرف کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے اور ہمیشہ کوشش کرتے تھے کہ کسی طرح ان جانثاروں کو اسلام اور صاحب اسلام جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے انکار پر آمادہ کرلیا جائے۔ چنانچہ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کے مطالبہ کے جواب میں عاص بن وائل نے کہا **لَنْ اَقْضِیَکَ حَتّٰی تَکْفُرَ بِمُحَمَّدٍ** میں تمہارا قرض ہرگز ادا نہ کروں گا ہاں مجھ سے رقم کی وصولی کا ایک طریقہ ہے کہ تم محمد (ﷺ) کے دین کا انکار کردو تو مزدوری لے لو۔ وگرنہ مزدوری نہیں ملے گی۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے فوراً جواباً فرمایا **لَا اَکْفُرُ بِمُحَمَّدٍ حَتّٰی یُمِیْتَکَ اللّٰہُ ثُمَّ یُحْیِیْکَ** (مجھے موت تو آسکتی ہے مگر میں محمد ﷺ کا انکار نہیں کرسکتا اور سنو!) تم مر کر دوبارہ زندہ بھی ہو جاؤ تو میں اپنے آقا کی رسالت و نبوت کا انکار نہیں کروں گا یعنی قیامت تو آسکتی ہے مگر میں اسلام کا انکاری نہیں ہو سکتا۔ عاص بن وائل نے ازراہ مذاق کہا **اِنِّیْ لَمَبْعُوْثٌ بَعْدَ الْمَوْتِ** کیا موت کے بعد مجھے دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔ ہر انسان کو زندہ کر کے رب کے حضور حساب کیلئے پیش کیا جائے گا۔ عاص بن وائل نے پھر مذاقاً کہا **فَذَرْنِیْ حَتّٰی اَمُوْتَ ثُمَّ اُبْعَثَ فَسَوْفَ اُوْتٰی مَالًا وَّ وَلَدًا فَاَقْضِیْکَ** پھر میرے مرنے اور پھر زندہ ہو کر اٹھنے کا انتظار کرو' وہاں میرے پاس مال و دولت کی فراوانی ہوگی اور میری اولاد بھی ہوگی تو قیامت کے دن میرے پاس آنا میں تمہارا قرض ادا کروں گا۔ یعنی اس نے عقیدہ بعث بعد الموت کا مذاق اڑایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کافر' مشرک اور ظالم کو ڈانٹتے اور سرزنش کرتے ہوئے حضور ﷺ پر سورۃ مریم کی یہ آیات نازل فرمائیں۔ (صحیح بخاری صفحہ ۶۹۱ جلد ۲۔ کتاب التفسیر)

اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا ○ اَطَّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ○

ترجمہ : کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کا انکار کیا اور کہا مجھے مال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اولاد ضرور دی جائے گی کیا اس نے غیب کو جھانک کر دیکھ لیا ہے یا اس نے اللہ رحمان سے کوئی وعدہ لے لیا ہے-؟

یعنی اس ظالم کا یہ دعویٰ غلط اور بے بنیاد ہے کہ قیامت کے دن میرے پاس دنیا کی طرح مال و دولت اور اولاد ہوگی فرمایا' اسے کیا علم کہ کل قیامت کے دن اس کا کیا حال ہو گا؟ پھر خود ہی اس کے انجام کی خبر دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا - كَلَّا سَنَكْتُبُ مَايَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝ وَنَرِثُهُ مَايَقُوْلُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ۝

ترجمہ : خبردار! وہ جو کہہ رہا ہے ہم اسے ضرور لکھیں گے اور ہم اس کیلئے عذاب کو خوب لمبا کریں گے اور اس کے کہے کے (یعنی اس کے مال و اولاد) کے ہم ہی وارث ہونگے اور وہ ہمارے پاس اکیلا ہی آئے گا۔

یعنی اے پیغمبر! یہ سرکش و نافرمان جو بکواس کر رہا ہے۔ہمارے فرشتے اس کی ایک ایک بات کو تحریر کر رہے ہیں۔اس کافر اعظم کو سخت اور طویل عذاب میں مبتلا کیا جائے گا کہ اس غاصب نے ایک مزدور کا حق کھایا' اسے کفر پر مجبور کرنے کی کوشش کی اور آخرت کا مذاق اڑاتے ہوئے توحید الٰہی اور آنحضرت کی نبوت کا بھی انکار کر دیا لہٰذا قیامت کے دن اس سے کسی قسم کی رو رعایت نہ کی جائے گی بلکہ اس کی سزا کو دراز کر دیا جائے گا اور یہ ہماری گرفت سے کسی صورت بچ نہ سکے گا۔

نیز یہ فرمایا کہ جس مال' دولت اور اولاد پر آج یہ فخر کر رہا ہے یہ اس کے کسی کام نہ آئیں گے بلکہ اس کی دولت کے ہم ہی وارث ہونگے صرف اس کی دولت کیا؟ فرمایا لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ زمین و آسمان کی ساری وراثت تو اللہ تعالیٰ ہی کے قبضے میں ہوگی۔جب یہ عاص بن وائل اور دوسرے منکرین قیامت ہمارے دربار میں پیش ہونگے تو خالی ہاتھ ہونگے اور اس مال کے علاوہ اس کی اولاد اور رشتے داروں میں سے بھی کوئی ساتھ نہ ہوگا بلکہ ہمارے پاس اکیلے ہی آئیں گے۔

کوئی معبود کام نہ آئے گا سورت مریم کی مذکورۃ الصدر آیت میں مال' دولت اور اولاد کے قیامت کے دن کوئی فائدہ نہ پہنچانے کا ذکر تھا۔اس سے کوئی شخص یہ گمان کر سکتا تھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ چلو یہ چیزیں کام نہ بھی آئیں تو دنیا میں ہم اللہ کے سوا یا اللہ کے ساتھ جن کی پرستش، پوجا اور عبادت کرتے ہیں وہ تو ہمیں عذاب سے چھڑالیں گے۔ اور قیامت کے دن یہ ہمارے معبود ہماری عزت و شرف کا باعث ہونگے اس زعم باطل اور گمراہ کن خیال کا رد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آج کے خطبے کی آخری آیات میں فرمایا۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ○ كَلَّا سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا○

ترجمہ: اور انہوں نے اللہ کے سوا اور معبود بنا لئے ہیں تاکہ وہ ان کیلئے مددگار اور باعث عزت ہوں۔ ہرگز نہیں، وہ معبود ان کی عبادت کا انکار کردیں گے اور ان کے مخالف اور دشمن ہو جائیں گے۔

یعنی دنیا میں مشرک جن معبودوں کی عبادت اس لئے کرتے تھے کہ وہ کل قیامت کے دن ہماری پشت پناہی کریں گے، مشکل میں ہمارے کام آئیں گے اور ہمارے لئے عزت و شرف کا باعث ہونگے۔ فرمایا۔ ایسا قطعاً نہیں ہوگا بلکہ یہ معبودان باطلہ ان کیلئے ذلت، رسوائی اور عذاب کا سبب بنیں گے اور قیامت کے دن ان کی عبادت کا انکار کرتے ہوئے ان کے مخالف اور دشمن بن جائیں گے۔

مشرکین عرب نے مختلف امور کیلئے معبود بنا رکھے تھے ان کا عقیدہ تھا کہ فلاں معبود کی نیاز دی جائے تو مقدمے میں براءت ہو جاتی ہے فلاں معبود کی نذر مانیں تو بیماری سے شفا ہو جاتی ہے۔ فلاں معبود اولاد دیتا ہے، فلاں معبود اقتدار بخشا اور فلاں معبود بگڑی بناتا ہے۔ غرض ہر کام کیلئے ان کے الگ الگ معبود ہوتے تھے وہ ان معبودوں کی رضا اور قرب کیلئے ان پر چڑھاوے چڑھاتے۔ نذریں مانتے اور نیازیں دیتے تھے۔ قرآن حکیم کی سورۃ نوح میں تفصیلاً "بیان فرمایا گیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں یہ پانچ مشہور معبود تھے ① ود ② سواع ③ **یغوث** 4 یعوق ⑤ نسر۔ ان پانچوں کی خوب پوجا اور پرستش ہوتی اور ان سے مرادیں مانگی جاتی تھیں۔

معبودان باطلہ کا انکار آج کے قبر پرستوں اور نام کے مسلمانوں مگر عقیدے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشرکوں کا بھی یہی حال ہے کہ وہ بزرگوں کی قبروں پر سجدے کرتے۔ ان کی تعظیم بجا لاتے۔ ان کی نذر و نیاز دیتے اور ان سے مدد مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورت مریم کی ان آیات میں یہی بات فرمائی ہے کہ یہ لوگ اللہ کے سوا جن کی پرستش کرتے اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں تاکہ دنیا میں یہ ان کی حاجات پوری کریں اور آخرت میں نجات دلائیں۔ حالانکہ ان کے پاس ان کی مرادیں پوری کرنے اور نجات دلانے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ بلکہ فرمایا جب ان پرستش کرنے والوں اور ان کے معبودوں کو قیامت کے دن دربار الٰہی میں پیش کیا جائے گا تو یہ معبود' ان پرستاروں کے خلاف بیان دیں گے۔ قرآن حکیم کے اٹھارہویں سپارے کی آیت ہے۔ **وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ ءَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ○ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنبَغِي لَنَا أَن نَّتَّخِذَ مِن دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِن مَّتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ○** (سورۃ فرقان آیت نمبر ۱۷-۱۸)

ترجمہ : اور جس دن اللہ تعالیٰ ان کو اور جن کی وہ اللہ کے سوا پوجا کرتے ہیں ان کو اکٹھا کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان معبودوں سے پوچھے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا وہ خود ہی سیدھے راہ سے گمراہ ہو گئے تھے۔ وہ کہیں گے تو پاک ہے۔ ہمارے لئے یہ بات مناسب نہ تھی کہ ہم تیرے سوا کسی غیر کو اپنا دوست بناتے اور لیکن تو نے ہی ان کو اور ان کے آباؤ اجداد کو آسودگی عطا فرمائی یہاں تک کہ انہوں نے تیرے ذکر کو بھلا دیا اور وہ تباہ حال قوم ہو گئی۔

یعنی قیامت کے دن تمام معبود فرشتے' جن' انسان' نبی' ولی' بت' مسیح' عزیز اور جن جن کی وہ پوجا کرتے رہے' سب کو دربار الٰہی میں پیش کیا جائے گا اور ان سے سوال کیا جائے گا کہ کیا تم نے لوگوں کو اپنی عبادت کا حکم دیا تھا تو وہ سب اپنی برات کا اعلان کر دیں گے اور برملا کہیں گے کہ ہم نے کسی کو اپنی پوجا کا حکم نہیں دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہم سب کو توحید کی سمجھ عطا فرمائے اور شرک سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ اقبال مرحوم نے کیا خوب فرمایا ہے۔

سمجھ میں نکتہ توحید آ تو سکتا ہے
تیرے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہئے

حضرت عیسیٰ کا انکار دنیا میں جن لوگوں کی پوجا اور پرستش کی جاتی ہے اور جنہیں حاجت روا، مشکل کشا اور نافع وضار سمجھا جاتا ہے ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن عزیز میں ذکر فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جہاں دوسرے معبودوں کو ان کی عبادت کئے جانے کے بارے میں پوچھا جائے گا وہاں جناب مسیح ابن مریم علیہ السلام سے بھی سوال کیا جائے گا کہ کیا تم نے اپنے پیروکاروں کو اپنی اور اپنی ماں مریم کی عبادت کا حکم دیا تھا۔ تفصیل میں جائے بغیر صرف قرآنی آیات اور ان کا ترجمہ پڑھیں تو بات واضح ہو جائے گی۔ فرمان ربانی ہے۔

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ اللَّهِ ترجمہ : اور جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھے گا کہ کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنالو۔

تفسیر ابن کثیر میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بیان کی گئی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جب یہ سوال کیا جائے گا تو وہ انکار فرمادیں گے اور عرض کریں گے اے اللہ! میں نے اپنے ماننے والوں کو کوئی ایسا حکم نہیں دیا تھا۔ اب دربار الٰہی میں پیروان عیسیٰ یعنی نصاریٰ کو پیش کیا جائے گا ان سے پوچھا جائے گا کہ تم نے عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں مریم کو معبود کیوں بنایا؟ تو وہ جواب دیں گے ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ حکم دیا تھا۔ یہ سن کر خوف کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سر اور جسم کے بال کھڑے ہو جائیں گے اور وہ دربار خداوندی میں نہایت ادب سے عرض کریں گے۔

قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ○

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ : وہ عرض کریں گے کہ اے اللہ! تو ہر شریک سے پاک ہے۔ میری کیا مجال تھی کہ میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے کوئی ایسی بات کہی ہوگی تو آپ کو اس کا علم ہوگا۔ کیونکہ آپ کو تو میرے دل کے اندر کی باتیں بھی جانتے ہیں مگر میں آپ کے علم میں جو کچھ ہے اسے نہیں جانتا۔ بلاشبہ آپ ہی تمام غیبوں کے خوب جاننے والے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جوابی کلمات پر غور کریں تو ہر ہر لفظ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں ادب و تعظیم ٹپکتی نظر آتی ہے کہ وہ نصاریٰ کے الزام کے جواب میں اپنی صفائی میں کچھ کہنے کی بجائے اسے اللہ کے سپرد کرتے ہوئے عرض کریں گے میرے رب! تجھ سے کوئی بات مخفی اور پوشیدہ نہیں۔ زمین و آسمان کے تمام چھپے ہوئے اسرار و رموز تجھے پوری طرح معلوم ہیں۔ میں اپنی صفائی کیا پیش کروں؟ تو پوری طرح جانتا ہے کہ میں نے یہ الفاظ ہرگز نہیں کہے اور تیرا بندہ جس پر تیرے لطف و کرم کی بارش دن رات برستی ہے ایسی بات کرنے کی کیسے جرات کر سکتا ہے؟ اے میرے اللہ! مجھے تو اس قسم کی بات کرنے کا کوئی حق ہی نہیں' اے میرے خالق و مالک! میں نے تو انہیں وہی کچھ کہا' جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا اور وہ حکم یہ تھا کہ "اس اللہ ہی کی عبادت کرو' جو میرا اور تم سب کا پروردگار ہے۔"

مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

○ (سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۱۶-۱۱۷)

ترجمہ : میں نے انہیں صرف وہی کچھ کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے اور جب تک میں ان میں رہا انکے حالات پر مطلع رہا پس جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو ان پر تو نگران تھا اور تو ہر چیز کا مشاہدہ کرنے والا ہے۔

کرے غیر گر .... حضرات محترم! یہاں یہ بات قابل غور ہے اور لائق توجہ ہے کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پوجا کریں تو وہ کافر کہلائیں۔ اہل مکہ لات' منات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ہبل کی پرستش کریں تو قرآن انہیں مشرک قرار دے۔ یہودی حضرت عزیز علیہ السلام کو رب کا بیٹا سمجھیں تو وہ غیر مسلم کہلائیں مگر ہم مسلمانوں نے اپنے کتنے معبود بنا رکھے ہیں جن کی رات دن پوجا کی جاتی اور انہیں حاجت روا' مشکل کشا' بگڑی بنانے والے' کشتیاں پار لگانے والے' اولاد عطا کرنے والے' بیماروں کو شفا بخشنے والے' رزق میں کشادگی کرنے والے اور مصائب دور کرنے والے سمجھا جاتا ہے مگر اس کے باوجود ہم مسلمان اور توحید پرست ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مولانا الطاف حسین حالی علیہ الرحمتہ نے اسی لئے کہا تھا۔

کرے غیر گر بُت کی پوجا تو کافر ۔۔۔ جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر ۔۔۔ کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں ۔۔۔ اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں ۔۔۔ شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

خلاصہ کلام سورت مریم کی زیر بحث آیات میں اللہ کریم نے یہی مسئلہ بیان فرمایا ہے کہ دنیا میں لوگ جن معبودوں کی عبادت کرتے ہیں' قیامت کے دن یہ معبود مشرکین کی طرف سے عبادت کا انکار کردیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے وہ نیک' برگزیدہ اور صالح بندے جن کی پوجا کی جاتی رہی۔ عرض کریں گے۔ ۔۔۔ئے کریم! ہم نے تو انہیں قطعاً یہ نہیں کہا تھا کہ ہماری عبادت کریں ہمارے نام کی نذریں دیں۔ چڑھاوے چڑھائیں۔ ہماری قبروں کو پختہ بنائیں۔ ان پر میلے لگائیں ہماری قبروں کے پاس آکر جانور ذبح کریں' ہماری قبروں کا طواف کریں یا ہماری قبروں پر سجدے کریں اے ہمارے رب! ان ظالموں نے ہماری تعلیم کو فراموش کردیا ہماری باتوں کو پس پشت ڈال دیا اور ہمیں تیرا شریک بنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیا ہمارا ان کے ساتھ کوئی تعلق اور رواسطہ نہیں ہے۔

اسی طرح فرشتے بھی اپنی عبادت کا انکار کرتے ہوئے کہیں گے 'اے پروردگار عالم! ہم تو تیرے سوا کسی کو کارساز اور مشکل کشا نہیں سمجھتے' ہم نے تو انہیں اپنی عبادت اور حاجت روا و مشکل کشا ماننے کا حکم نہیں دیا تھا۔ یہ سب ان کے اپنے ذہن کی اختراع اور خلفشار ہے اس لئے ہم ان کے شرک سے بری الذمہ اور بیزار ہیں۔ پھر مٹی' لکڑی اور پتھر کے بت بھی انکار کردیں گے۔ مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان مجسموں کو قوت گویائی عطا فرمائے گا اور جس طرح انسان کے ہاتھ پاؤں قیامت کے دن گواہی دیں گے اسی طرح یہ بت بھی کلام کریں گے اور کہیں گے۔ ہمارے مولا! ہم تو بے جان اور بے اختیار تھے' ہم تو خود اپنی جگہ سے حرکت بھی نہیں کرسکتے تھے ہم نے کسی کو بالکل اپنی عبادت کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ انہوں نے خود ہی ہمیں معبود بنالیا' ہماری نذریں اور نیازیں دینا شروع کردیں اور مشکلات میں ہمیں پکارنا شروع کردیا۔ اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں بلکہ یہ خود ہی اس قبیح حرکت کے ذمہ دار ہیں۔

الغرض قیامت کے دن یہ معبود ہی ان مشرکین کے خلاف ہو جائیں گے اور ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ سورت مریم کی زیر بحث آیات میں سے آخری آیت کو ایک بار پھر ذہن میں لائیں اور اپنے عقیدے کو درست کرنے کی کوشش کریں۔ فرمان الٰہی ہے۔ كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ○ ترجمہ: خبردار! یہ معبود' مشرکین کی طرف سے عبادت کا انکار کردیں گے اور ان کے مخالف اور دشمن ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن فہمی اور اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 19

متقین کی عزت افزائی اور مجرمین کی رسوائی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ○ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○ وَعَلٰی اَتْبَاعِہٖ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ تَؤُزُّھُمْ اَزًّا ○ فَلَا تَعْجَلْ عَلَیْھِمْ اِنَّمَا نَعُدُّ لَھُمْ عَدًّا ○ یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ○ وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَھَنَّمَ وِرْدًا ○ لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَھْدًا ○ (سورۃ مریم آیت نمبر ۸۳ تا ۸۷)

ترجمہ : کیا تم نے دیکھا نہیں کہ ہم نے کافروں پر شیطانوں کو چھوڑ رکھا ہے جو انہیں (اسلام کے خلاف) ہر وقت برانگیختہ کرتے رہتے ہیں۔ پس ان لوگوں پر (نزول عذاب کیلئے) جلدی نہ کیجئے ہم تو ان کیلئے دن شمار کر رہے ہیں۔ اس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمان کے حضور مہمان بنا کر جمع کریں گے اور مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسے ہانک کر لے جائیں گے۔ ان لوگوں کو شفاعت کا کوئی اختیار نہ ہو گا بجز ان کے جنہوں نے رحمان سے وعدہ (اقرار، اذن) لیا ہے۔

ہر قسم کی تعریفات، تسبیحات، تحمیدات، اور تمجیدات، اللہ بزرگ و برتر کیلئے ہیں جو کائنات کا خالق، مالک، حاکم، رازق، مدبر اور موجد ہے۔ جو وحدہ لاشریک اور علیٰ کل شیءٍ قدیر ہے۔ جس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ وہ خود کسی کی اولاد ہے۔ جس کی کوئی مثل اور مثال نہیں اور جس کے آگے دم مارنے کی کسی کو مجال نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد ان گنت، لاتعداد، بے شمار اور بے حد و حساب درود و سلام امام المرسلین، سید الاولین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والاخرین' شفیع المذنبین' رحمتہ للعالمین' خاتم النبین جناب محمد رسول اللہ ﷺ
وال آخرین کی ذات بابرکات پر' جن کی تشریف آوری اور بعثت کی برکت سے اللہ کریم
نے انسانیت کی رشد و راہنمائی کیلئے قرآن مجید' فرقان حمید جیسی مقدس' مطہر' لاریب
اور لاثانی کتاب کو نازل فرمایا اور اس قرآن کریم کے سولھویں سپارے' سورت مریم کی
آیت نمبر ۸۳ تا آیت نمبر ۸۷ میں قیامت کے دن متقین کی عزت افزائی' مجرمین کی ذلت
و رسوائی اور شافعین کی پذیرائی کا مسئلہ بیان فرمایا۔

سورت مریم کی توضیحات و تشریحات کے سلسلے میں آج انیسواں خطبہ ہے۔
گزشتہ خطبہ میں کفار کی شیطانی سوچ' سابقہ مجرم اقوام کا انجام' مشرکوں کا مال و دولت پر
فخر و غرور' اللہ تعالیٰ کا قانون مہلت' باقیات الصالحات کا مختصر تعارف اور قیامت کے دن
معبودان باطلہ کے انکار کی تفصیلات سے آپ آگاہی حاصل کر چکے ہیں۔

شیطان کا تسلط سورت مریم کی زیر خطبہ آیات بینات میں سے پہلی آیت مبارکہ میں
کافروں کی ضلالت و گمراہی کے اسباب میں سے سب سے بڑے سبب کا ذکر فرمایا گیا ہے
اور وہ ہے شیاطین کا تسلط' کہ شیاطین کافروں کو کفر پر' مشرکوں کو شرک پر' بدعتیوں کو
بدعت پر' منافقوں کو نفاق پر' نافرمانوں کو نافرمانی پر اور گناہ گاروں کو گناہ پر ابھارتے اور
انگیخت کرتے ہیں اور لوگوں کے برے اعمال کو خوب صورت اور بہترین بنا کر ان کے
سامنے پیش کرتے ہیں کہ انسان کو اپنے کیئے ہوئے برے افعال بھی اچھے لگتے ہیں مثلاً وہ
شرک کرتا ہے مگر اسے عین توحید سمجھتا ہے' بدعت کے کام کرتا ہے مگر اسے سنت کا
درجہ دیتا ہے۔ خود گستاخی رسول کا ارتکاب کرتا ہے مگر الزام دوسروں کے سر تھونپ دیتا
ہے اور خود رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کے باوجود سب سے بڑا عاشق رسول کہلاتا ہے
اور محبت رسول کا دعوی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ تَؤُزُّھُمْ اَزًّا ۝

ترجمہ : کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ ہم نے کافروں پر شیطانوں کو مسلط کر دیا ہے کہ وہ
انہیں (کفر پر) مسلسل اکساتے اور ابھارتے رہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کے انیسویں سپارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ جھوٹے' بدکار اور نافرمان انسانوں کے پاس شیطانوں کا اکثر آنا جانا ہوتا ہے یہ کذاب اور گناہ گار لوگ شیاطین کی باتیں بڑے غور سے سنتے' انہیں بڑھا چڑھا کر بیان کرتے اور اپنی گمراہی کے علاوہ دوسروں کی ضلالت کا سبب بنتے ہیں۔ارشاد خداوندی ہے۔

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ○ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ○ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ○ (سورۃ الشعراء آیت نمبر ۲۲۱-۲۲۳)

ترجمہ : کیا میں تمہیں خبر دوں کہ شیاطین کن پر اترتے ہیں وہ جھوٹ گھڑنے والے بدکار پر نازل ہوتے ہیں یہ لوگ اپنے کان شیطانوں کی طرف لگائے رکھتے ہیں اور اکثر ان میں سے جھوٹے ہیں۔

شیطان انسان کا ازلی اور ابدی دشمن ہے اور وہ اولاد آدم کو ہمیشہ اعمال بد کی ترغیب دیتا ہے کسی انسان کا راہ راست پر آجانا اس پر ازحد گراں گزرتا ہے اس کی ہمیشہ یہی کوشش ہوتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ انسانوں کو گمراہی میں مبتلا کرے جب انسان اللہ تعالیٰ کے احکام' اس کے ذکر اور اس کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس پر شیطان کو مسلط فرما دیتے ہیں اس پر شیطان کا غلبہ ہو جاتا ہے اور شیطان اس کا رفیق و قرین بن کر اسے ضلالت کی طرف لے جاتا ہے اور وہ بدبخت کفر' شرک' عناد' تعصب اور قیامت کے انکار جیسے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کر کے۔ جہنمی بن جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ (سورۃ الزخرف آیت ۳۶) ترجمہ : اور جو شخص رحمان کے ذکر سے روگردانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر شیطان کو مسلط کر دیتا ہے جو اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔

مختصر یہ کہ گمراہی' ضلالت' نافرمانی اور کفر و شرک کے اسباب میں سب سے بڑا سبب' شیطان کا تسلط ہے جس کے متعلق قرآن کا واضح ارشاد ہے انہ لکم عدو مبین ○ یقیناً وہ شیطان تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔

دیگر اسباب ضلالت یوں تو انسان کی ضلالت اور گمراہی کے کئی اسباب ہیں مگر چند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑے اسباب حسب ذیل ہے

① نفس امارہ : نفس امارہ سے مراد انسان کا وہ نفس جو اسے برائی کی طرف راغب کرتا اور گناہوں پر ابھارتا ہے۔ نفس' آزادی اور بے راہروی کو پسند کرتا ہے مگر اسلام اس پر قابو پانے کی ترغیب دیتا ہے اور انسان کو حکم دیتا ہے کہ وہ نفس امارہ پر کنٹرول کرے اور وحی الٰہی کے مطابق زندگی گزارے تاکہ نفس کی شرارتوں سے محفوظ رہ سکے۔ قرآن حکیم میں حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ فرمان نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ (سورۃ یوسف آیت نمبر ۵۳)

ترجمہ: اور میں اپنے نفس کو بری قرار نہیں دیتا کیونکہ نفس تو برائی کا حکم دینے والا ہے۔

② لہو ولعب : زیب و زینت' کھیل تماشے اور لہو ولعب کا سامان بھی گمراہی اور ضلالت کا ایک سبب ہے عام انسانوں کی توجہ اور رجحان نیکی کی طرف کم اور لہو ولعب کی طرف بہت زیادہ ہوتا ہے فرمان ربانی ہے

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○ (سورۃ العنکبوت آیت نمبر ۶۴)

ترجمہ : اور یہ دنیا کی زندگی تو محض کھیل تماشا ہے اور آخرت کے گھر کی زندگی ہی اصل زندگی ہے کاش لوگ اس حقیقت کو جان لیں۔

قرآن عزیز کے ستائیسویں سپارے میں اسی لہو ولعب کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ انسانی زندگی بڑی قیمتی چیز ہے اسے بچوں کی طرح لہو ولعب اور کھیل تماشے میں برباد نہیں کرنا چاہیے بلکہ ہر وقت اعمال حسنہ میں اضافے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے کیونکہ یہ زندگی عارضی اور دنیا میں ہر چیز فانی ہے۔

چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیری رات ہے

لہٰذا انسان کو چاہیے اپنے نیک اعمال کے ایسے چراغ جلائے جن کی وجہ سے قبر کی اندھیری رات روشن اور منور ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ۝ (سورۃ الحدید آیت نمبر۲۰)

ترجمہ : اچھی طرح جان لو کہ دنیاوی زندگی محض کھیل تماشا' زیب و زینت اور آپس میں (حسب و نسب) پر فخر اور ایک دوسرے سے زیادہ مال و اولاد حاصل کرنے کا نام ہے۔

3- مال و دولت : اکثر اوقات مال و دولت بھی انسان کی گمراہی کا سبب بنتا ہے۔ مالدار آدمی فخر و غرور میں مبتلا ہو جاتا ہے اور غریبوں کو حقیر سمجھنا اس کی عادت ثانیہ بن جاتی ہے۔ قرآن حکیم میں کئی ایسے انسانوں کے واقعات ذکر فرمائے گئے ہیں۔ جن کی گمراہی کا سبب ان کا مال و سرمایہ تھا۔ سورۃ کہف میں "دو باغوں والے کا قصہ" اس کی واضح دلیل ہے۔ مشرکین مکہ کی ضلالت کے اسباب میں سے ایک سبب ان کی مالداری بھی تھی اسی لئے انہوں نے آنحضرت ﷺ سے کہا تھا کہ ہو سکتا ہے ہم آپ کی مجلس میں بیٹھ جائیں مگر جب ہم آپ کی محفل میں غرباء' مساکین' محتاج اور غلام قسم کے افراد کو بیٹھا ہوا دیکھتے ہیں تو ان مسکینوں میں بیٹھنے سے ہمارا جی کتراتا اور ان سے ہمیں کراہت محسوس ہوتی ہے۔ مشرکین کی ان باتوں کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے بحکم الٰہی غرباء کو اپنی مجلس سے اٹھانے سے انکار کر دیا تھا۔ (تفصیل کیلئے ہماری کتاب خطبات سورۃ کہف کا مطالعہ فرمائیں)

4- حکومت و اقتدار : حکومت و اقتدار بھی انسان کی گمراہی کا سبب بنتا ہے۔ اقتدار کے نشے میں آکر انسان حق و صداقت کو بھول جاتا اور من مانی پر اتر آتا ہے اور اپنے اقتدار کو مضبوط اور قائم رکھنے کیلئے جور و ستم سے بھی باز نہیں آتا۔ حق و انصاف کا دامن اس سے چھوٹ جاتا اور ضلالت و گمراہی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ آج دنیا کی بڑی بڑی سلطنتیں اپنی قوت و طاقت کی وجہ سے شدید ترین گمراہیوں میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو گمراہی اور ضلالت سے محفوظ فرمائے۔ نیک اعمال بجالانے اور فرماں بردار بن کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرات محترم! گمراہی اور ضلالت کے اور بھی کئی اسباب ہیں مگر ہم ان سے صرف نظر کرتے ہوئے سورۃ مریم کی زیر بحث آیات کریمہ کی طرف آتے ہیں کہ رب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ نے اس آیت میں انسان کی گمراہی کے اسباب میں سے سب سے اہم سبب "شیطان کا تسلط" قرار دیا ہے اور انسانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ شیطان کے اغواء سے بچنے کی کوشش کریں کیونکہ شیطان ایسا چالاک اور چال باز ہے کہ برے اعمال کو مزین اور خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے اور انسان کو ہر ممکن طریقے سے اس طرف لگانے کی کوشش کرتا اور انہیں یقین دلاتا ہے کہ ان اعمال کو کرنے سے تمہاری عزت' شہرت' وقار' نیک نامی اور مرتبے میں اضافہ ہوگا۔ اکثر اوقات انسان اس کے جال میں پھنس جاتا ہے اور دنیا کے کھیل تماشے' کفر' شرک' بدعت اور نافرمانی کا ارتکاب کر کے رحمان کو ناراض اور شیطان کو راضی کر لیتا ہے۔

جلدی نہ کریں جب شیطان کے تسلط' اس کے بہکانے اور پھسلانے کی وجہ سے مشرکین مکہ آنحضرت ﷺ کی مخالفت کرتے' آپ کی دعوت کو جھٹلاتے' آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا مذاق اڑاتے اور لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوششیں کرتے تو بسا اوقات رسول کریم ﷺ اس بات کی خواہش کرتے کہ ان مجرموں اور سرکشوں کو جلدی سزا ملنی چاہیے کیونکہ جب تک یہ سزا سے دوچار نہیں ہونگے اس وقت تک یہ لوگوں کو گمراہ کرتے رہیں گے۔ آپ ﷺ کی یہ خواہش اور آرزو حق و انصاف کے عین مطابق تھی کیونکہ ظالموں' مجرموں اور مشرکوں کیلئے سزا کی خواہش کوئی بری بات نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے آخری پیغمبر جناب رسول کریم ﷺ کو سورۃ مریم میں فرما رہا ہے کہ آپ ان کیلئے جلدی سزا طلب نہ کریں بلکہ صبر سے کام لیں کیونکہ ہم نے اپنے قانون مہلت کے مطابق ان سرکشوں کی رسی دراز کر رکھی ہے مگر ہم ان کی ایک ایک حرکت اور ہر ہر عمل شمار کر رہے ہیں۔ ہم ان کی ایک ایک حرکت کو دیکھتے اور ان کی ایک ایک بات کو جانتے ہیں۔ آپ ذرا صبر کریں اور پھر دیکھیں ہم کس طرح ان نافرمانوں کو سخت عذاب سے دوچار کرتے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے۔

فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا○ ترجمہ : پس آپ ان پر (نزول عذاب کیلئے) جلدی نہ کریں۔ ہم ان کے ایام زندگی کو اچھی طرح گن رہے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن حکیم کے چھبیسویں سپارے میں مشرکین مکہ کی ایذا رسانیوں' شرانگیزیوں' فتنہ پردازیوں اور گمراہ کن سازشوں پر آنحضرت ﷺ کو صبر کرنے اور ان کیلئے جلدی عذاب نہ مانگنے کا حکم بایں الفاظ دیا گیا۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ (سورۃ الاحقاف آیت نمبر ۳۵)

ترجمہ : پس (اے پیغمبر!) آپ صبر کریں جس طرح اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا اور ان کیلئے (عذاب طلب کرنے) میں جلدی نہ کریں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جب سورۃ مریم کی اس آیت **اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا** (ہم ان کی زندگی کے ایام کو شمار کر رہے ہیں) کی تلاوت فرماتے تو اس کے معانی پر غور کر کے زارو قطار رونے لگتے تھے۔ (تفسیر روح المعانی صفحہ ۱۳۵ جلد ۱۶)

تفسیر قرطبی میں ہے کہ ایک دفعہ مامون الرشید نے علماء اور فقہاء کی موجودگی میں سورۃ مریم کی تلاوت شروع کی۔ جب تلاوت کرتے کرتے اس آیت **انما نعد لهم عدا** (ہم ان کی زندگی کے ایام کو گن رہے ہیں) پر پہنچے تو حاضرین مجلس میں سے ابن سماک رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ اس بارے میں کچھ فرمائیں جو ہمارے لئے وعظ و نصیحت ہو تو امام ابن سماک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِذَا كَانَتِ الْاَنْفَاسُ بِالْعَدَدِ وَلَمْ يَكُنْ لَهَا مَدَدٌ۔ فَمَا اَسْرَعَ مَا تَنْفَدُ۔

ترجمہ : جب ہمارے سانس گنے ہوئے ہیں۔ ان میں اضافہ نہیں ہو سکتا تو یہ سانس کتنی جلدی ختم ہو جائیں گے (اور ہم موت کی آغوش میں چلے جائیں گے)

کہا جاتا ہے کہ انسان ایک دن رات میں چوبیس ہزار سانس لیتا ہے۔ بارہ ہزار سانس دن میں اور بارہ ہزار سانس رات میں۔ عربی شاعر نے اسی قرآنی آیت کا مفہوم اپنے شعر میں یوں بیان کیا ہے۔

حَيَاتُكَ اَنْفَاسٌ تُعَدُّ فَكُلَّمَا
مَضٰى نَفَسٌ مِّنْكَ انْتَقَصَتْ بِهٖ جُزْءًا

ترجمہ : تیری زندگی کے سانس گنے ہوئے ہیں۔ جب ایک سانس گزرتا ہے تو تیری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زندگی کا ایک اہم حصہ کم ہو جاتا ہے۔(تفسیر قرطبی صفحہ ۱۵۰ جلد ۱۱)

متقین کا وفد سورۃ مریم کی اگلی آیت مبارکہ میں قیامت کے دن متقین، صالحین اور مومنین صادقین کی اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری کا خوش کن منظر بیان کیا گیا ہے۔ اللہ کریم فرماتے ہیں۔ **يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَانِ وَفْدًا۔**

ترجمہ : قیامت کے دن ہم پرہیزگاروں کو رحمان کی طرف مہمان بنا کر اکٹھا کریں گے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے داماد رسول حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے "اللہ کی قسم، پرہیزگاروں کو دربار الٰہی میں پیدل نہیں لے جایا جائے گا بلکہ قبروں سے نکلتے ہی ایسی اونٹنیوں پر سوار کیا جائے گا جن کے کجاوے سونے کے ہونگے اور انہیں اصیل گھوڑوں پر سوار کر کے لایا جائے گا۔ جنت کی جس زمین پر وہ گھوڑے دوڑیں گے وہ یاقوت کی ہوگی اگر اہل جنت چاہیں گے تو ان کی سواریاں اڑنے لگیں گی۔(تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۳۴۹ جلد ۷۔ روح المعانی صفحہ ۱۳۵ جلد ۱۶)

کتب تفاسیر میں ہے کہ مومن جب قبر سے اٹھے گا تو اس کے اعمال صالحہ ایک خوب رو، خوش شکل اور حسین و جمیل انسان کی صورت میں اس کا استقبال کریں گے۔ اس کا استقبال کرنے والے کا جسم خوشبو سے مہک رہا ہو گا وہ اس مومن سے سوال کرے گا کہ کیا تم نے مجھے پہچانا؟ مومن جواب دے گا میں تجھے پہچان تو نہیں سکا البتہ یہ جانتا ہوں کہ رب تعالیٰ نے تیری خوشبو کو پاکیزہ اور تیری شکل کو انتہائی خوبصورت اور دل آویز بنایا ہے، وہ کہے گا میں تیرے اعمال صالحہ (کا مجسمہ) ہوں۔ دنیا میں ایک طویل مدت تک میں تجھ پر سوار رہا آج میں تجھے اپنے کندھوں پر سوار کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔(تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۳۴۹ جلد ۷)

میدان حشر میں اذان حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت کے دن انبیاء کرام کو سواریوں پر سوار کر کے میدان حشر کی طرف لے جایا جائے گا۔" حضرت صالح علیہ السلام کو انکی اونٹنی پر اور مجھے براق پر سوار کیا جائے گا۔ میرے دونوں نواسوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی سواری کیلئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنت سے دو اونٹنیاں آئیں گی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بھی جنت کی اونٹنی پر سوار کیا جائے گا۔ وہ میدان حشر میں اذان کہیں گے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حضرت بلال اذان کہتے ہوئے ان کلمات پر پہنچیں گے تو اگلے پچھلے تمام مومن پکار اٹھیں گے "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ" جس کی یہ گواہی اس دن قبول ہو گئی وہ خوش قسمت جنت میں جائے گا اور جس کی گواہی رد ہو گئی وہ دوزخ کا ایندھن بنے گا۔ (تفسیر مظہری صفحہ ۲۵۱ جلد ۷)

کسی عارف نے اذان کا کیا خوب صورت پنجابی میں ترجمہ کیا ہے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ دیاں وڈھیایاں	اللہ اکبر اللہ اکبر، جگ وچہ دھماں پایا
اشہد ان لا الہ دا معنی، ہور معبود نہ کائی	اشہدان محمد معنی، اک ہی مرشد آہی
حی علی الصلوۃ دا معنی، طرف نماز دے آؤ	حی علی الفلاح دا معنی، آؤ خلاصی پاؤ
اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ دی وڈھیائی	لا الہ الا اللہ، توحید تے بانگ مکائی

فرشتوں کا سلام حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سورۃ مریم کی یہ آیت مبارکہ یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا نازل ہوئی تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ آقا! میں نے کئی بادشاہوں اور ان کے وفود کو دیکھا ہے مگر مجھے کوئی وفد پیدل نظر نہیں آیا تو اس آیت میں "رحمان کے وفد" سے کیا مراد ہے۔؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سوال سن کر فرمایا۔ اے علی! اَمَا اِنَّهُمْ لَا یُحْشَرُوْنَ عَلٰٓی اَقْدَامِهِمْ وَلَا یُسَاقُوْنَ سَوْقًا وَّلٰکِنَّهُمْ یُؤْتَوْنَ بِنُوْقٍ مِّنْ نُّوْقِ الْجَنَّةِ لَمْ یَنْظُرِ الْخَلَائِقُ اِلٰی مِثْلِهَا رِحَالُهَا الذَّهَبُ وَزِمَامُهَا الزَّبَرْجَدُ فَیَرْکَبُوْنَهَا حَتّٰی یَقْرَعُوْا بَابَ الْجَنَّةِ (تفسیر قرطبی صفحہ ۱۵۲ جلد ۱۱)

ترجمہ : رحمان کے وفد کے ارکان کو پیدل نہیں لایا جائے گا اور نہ ہی پیچھے سے ہانک کر لایا جائے گا۔ بلکہ ان کیلئے ایسی اونٹنیاں پیش کی جائیں گی کہ ان جیسی خوبصورت اونٹنیوں کو مخلوق میں سے کسی نے نہیں دیکھا ہو گا۔ ان کے کجاوے سونے کے اور لگامیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موتیوں کی ہو نگی وہ پرہیز گاران اونٹنیوں پر سوار ہو کر جنت کے دروازے تک جائیں گے۔ اور جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس وفد کے استقبال کیلئے دونوں طرف فرشتوں کی قطاریں ہو نگی۔ جب یہ صالحین وابراران کے قریب سے گزریں گے تو فرشتے انہیں سلام عرض کریں گے اور کامیابی پر مبارک باد پیش کریں گے۔ قرآن عزیز' مومنین کے وفد' فرشتوں کے استقبال اور سلام کا نقشہ یوں کھینچتا ہے۔

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّى إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ (سورۃ زمر آیت نمبر ۷۳)

ترجمہ : اور جو (عمر بھر) اپنے رب سے ڈرتے رہے۔ انہیں جنت کی طرف گروہ در گروہ لے جایا جائے گا۔ حتیٰ کہ جب جنت کے قریب پہنچیں گے اور جنت کے دروازے پہلے ہی کھول دیئے گئے ہونگے اور انہیں جنت کے محافظ فرشتے کہیں گے کہ "تم پر سلام ہو" تم بہت اچھے رہے۔ پس ہمیشہ کیلئے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

آنحضرت کی قیادت مومنین' صادقین' مخلصین اور متقین کا جو وفد رحمان کے دربار میں حاضری اور جنت کے دخول کیلئے حاضر ہو گا اس کی قیادت' سیادت اور سربراہی کا شرف امام رسولاں' سرور کون و مکاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہو گا۔ آپ ﷺ رحمان کے اس وفد کی قیادت فرماتے ہوئے جنت کی طرف جائیں گے اور سب سے پہلے جنت میں داخلے کی سعادت بھی آپ ﷺ ہی کو نصیب ہو گی۔ صحیح مسلم شریف کی حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا **أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ** میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔ جنت کا دروازہ کھٹکھٹانے کے وقت اور اس کے بعد جو بزرگی' عزت' احترام' تکریم اور شان و عظمت رسول کریم ﷺ کو عطا فرمائی جائے گی اس کی وضاحت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ میں اس طرح ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ **آتِي بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَسْتَفْتِحُ فَيَقُولُ الْخَازِنُ مَنْ أَنْتَ فَأَقُولُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ بِكَ أُمِرْتُ أَنْ لَا أَفْتَحَ لِأَحَدٍ**

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَبْلَکَ O (رواہ مسلم۔ مشکوۃ المصابیح صفحہ ۵۱۱)

ترجمہ : قیامت کے دن میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اسے کھولنے کا حکم دوں گا تو جنت کا خازن پوچھے گا۔ آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا کہ میں محمد ﷺ ہوں۔ وہ خازن عرض کرے گا مجھے آپ ہی کے متعلق حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کیلئے جنت کا دروازہ نہ کھولوں۔

آنحضرت ﷺ کی اسی شان و عظمت کا تذکرہ کرتے ہوئے پنجابی شاعر نے غالباً اسی حدیث کا ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ۔

کوئی نبی ھالے قدم نہ اٹھاوے — میرا پیر پہلاں بہشتاں نوں جاوے
اوہ جنت دا جاکے جاں کنڈا ہلاوے — تاں دربان جنت دا عرضاں سناوے
مینوں میرے مولا ایہہ حکم فرمایا — نہ کھولیں جنہاں چر محمد نہ آیا

مختصر یہ کہ قیامت کے دن "رحمان کے وفد" کی قیادت ہمارے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ فرمائیں گے اور اس عظیم المرتبت وفد کے خوش قسمت ارکان کو جس شان و شوکت اور احترام و اکرام کے ساتھ لایا جائے گا اسکا ذکر سورۃ مریم کی اس آیت میں ہے۔ **یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا** O ترجمہ : اس دن ہم متقیوں کو رحمان کی طرف وفد کی صورت میں اکٹھا کریں گے۔

اللہ تعالٰی سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس بابرکت اور سعادت مند وفد میں شامل فرمائے۔ آمین۔

بغیر حساب جنت میں بعض علماء تفسیر کا خیال ہے کہ اس آیت مبارکہ میں پرہیزگاروں اور متقین سے مراد امت محمدیہ کے وہ خوش قسمت افراد ہیں۔ جنہیں قیامت کے دن بغیر حساب کے جنت کا داخلہ نصیب ہو گا اور یہ صالحین و ابرار کی وہ جماعت ہو گی جو تقویٰ اور توکل کے اعلیٰ معیار پر پوری اترتی رہی ہو گی۔ ہم تفصیل میں جائے بغیر حدیث مبارکہ کی عبارت اور ترجمے پر اکتفا کرتے ہیں۔ صحیح بخاری شریف میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْاُمَمُ فَاَخَذَ النَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الْاُمَّةُ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ النَّفَرُ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الْعَشَرَةُ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الْخَمْسَةُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ وَحْدَهُ وَنَظَرْتُ فَاِذَا سَوَادٌ كَثِيْرٌ قُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ هٰؤُلَاءِ اُمَّتِيْ قَالَ لَا وَلٰكِنْ اُنْظُرْ اِلَى الْاُفُقِ فَنَظَرْتُ فَاِذَا سَوَادٌ كَثِيْرٌ قَالَ هٰؤُلَاءِ اُمَّتُكَ وَهٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا قُدَّامُهُمْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ قُلْتُ وَلِمَ قَالَ كَانُوْا لَا يَكْتَوُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔ فَقَامَ اِلَيْهِ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ (صحیح بخاری صفحہ ۹۶۸ جلد ۲ کتاب الرقاق)

ترجمہ : نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے بہت سی امتیں دکھائی گئیں میں نے دیکھا کہ کسی نبی کے ساتھ بہت بڑی جماعت ہے اور کسی نبی کے ساتھ چھوٹی سی جماعت ہے اور کسی نبی کے ساتھ دس اور کسی نبی کے ساتھ صرف پانچ افراد ہیں اور میں نے ایسے اکیلے نبی کو بھی دیکھا ہے جس کے ساتھ کوئی امتی بھی نہ تھا اور میں نے دیکھا تو اچانک مجھے انبوہ کثیر نظر آیا۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے کہا "کیا یہ میری امت ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں (یہ موسیٰ علیہ السلام کی امت ہے) اور لیکن آپ افق کی طرف دیکھیں پس میں نے دیکھا تو مجھے بہت بڑی جماعت نظر آئی۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ "یہ آپ کی امت ہے" اور یہ ستر ہزار جو آگے آگے ہیں۔ یہ آپ کی امت کے وہ خوش قسمت افراد ہیں جو بغیر حساب اور بغیر عذاب جنت میں داخل ہونگے۔ آپ فرماتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیوں بغیر حساب و عذاب کے جنت میں جائیں گے۔ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو دم نہیں کرواتے اور اپنے جسموں کو داغتے نہیں ہیں اور وہ فال نہیں لیتے اور وہ اپنے رب پر توکل اور بھروسہ کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی "اے اللہ کے رسول! میرے لئے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے کر دے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "تو ان میں سے ہے" پھر ایک اور صحابی کھڑے ہوگئے اور اسی دعا کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا "عکاشہ تم سے بازی لے گیا۔"

بعض روایات میں ہے کہ ستر ہزار خوش نصیبوں کے بغیر حساب جنت میں جانے کی خوشخبری سنا کر رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان ستر ہزار افراد کے بارے میں قیاس آرائیاں کرنے لگے۔ بعض نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں آنحضرت ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے اور انہوں نے زندگی کے کسی حصہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ بعض نے کہا ہم تو ان سعادت مندوں میں سے نہیں ہو سکتے ۔کیونکہ ہم تو مشرکین کے ہاں پیدا ہوئے اور بعد میں ہم نے اسلام قبول کیا۔ بعض صحابہ کرام نے اور کئی توجیہات بیان فرمائیں۔ آنحضرت ﷺ نے جب ان کی یہ قیاس آرائیاں سنیں تو فرمایا "یہ وہ لوگ ہیں جو نہ دم کرواتے ہیں' نہ جسم داغنے کے قائل ہیں' نہ وہ فال لیتے ہیں اور وہ اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہیں۔ (روح المعانی صفحہ ۳۶ جلد ۱۶)

ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار اللہ تعالیٰ کا آنحضرت ﷺ اور آپ کی امت پر یہ عظیم احسان ہے کہ آپ کی امت کے ستر ہزار لوگوں کو بلا حساب وعذاب جنت مل جائے۔ مگر آپ نبی اکرم' رسول معظم' سرور عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی اپنی امت کے ساتھ محبت' شفقت' ہمدردی اور رافت و رحمت کا اندازہ فرمائیں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے مزید افراد کو بغیر حساب جنت میں داخل کرنے کی مسلسل تین دن تک دعا فرماتے رہے۔ سبحان اللہ۔

حضرت عمرو بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ تین دن مسلسل نبی اکرم ﷺ کا یہ معمول رہا کہ آپ صرف فرض نمازوں کیلئے مسجد میں تشریف لاتے باقی سارا وقت آپ خلوت نشین رہتے۔ چوتھا دن ہوا اور آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو ہم نے عرض کی۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِحْتَجَبْتَ عَنَّا حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ حَدَثَ حَدَثٌ قَالَ لَمْ یَحْدُثْ اِلَّا خَیْرٌ۔ اِنَّ رَبِّیْ وَعَدَنِیْ اَنْ یُّدْخِلَ مِنْ اُمَّتِیْ الْجَنَّۃَ سَبْعِیْنَ اَلْفًا لَا حِسَابَ وَاِنِّیْ سَئَلْتُ رَبِّیْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِیْ هٰذِهِ الثَّلَاثِ الْاَیَّامِ الْمَزِیْدَ فَوَجَدْتُ رَبِّیْ مَاجِدًا کَرِیْمًا فَاَعْطَانِیْ مَعَ کُلِّ وَاحِدٍ سَبْعِیْنَ اَلْفًا۔ (رواہ البیہقی۔ روح المعانی صفحہ ۱۳۷ جلد ۱۶)

ترجمہ : اے اللہ کے رسول! آپ ہم سے الگ تھلگ رہے۔ یہاں تک ہمیں اندیشہ لاحق ہوا کہ شاید کوئی حادثہ رونما ہو گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا (فکر کی کوئی بات نہیں) بڑا خوش کن واقعہ ہوا ہے (اور وہ یہ کہ) میرے رب نے میرے ساتھ یہ وعدہ فرمایا تھا کہ میری امت میں سے ستر ہزار افراد کو بغیر حساب جنت میں داخل فرمائے گا۔ میں ان تین دنوں میں اپنے رب سے اس تعداد میں مزید اضافے کا سوال کرتا رہا ہوں۔ پس میں نے اپنے رب کو بڑا عظیم اور کریم پایا ہے کہ اس نے مجھے ان ستر ہزار میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار عطا فرمایا ہے۔

حضرات محترم! سورۃ مریم کی زیر بحث آیت کے ضمن میں بات خاصی طوالت اختیار کر گئی۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بعض علماء تفسیر کی رائے میں یہاں متقین سے مراد وہ سعادت مند اشخاص ہیں جنہیں بغیر حساب و عذاب جنت کا داخلہ نصیب ہو گا جن کی تعداد کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی دو احادیث مبارکہ آپ نے سماعت فرمائیں۔ آگے بڑھنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان خوش قسمت اشخاص کی تعداد کے متعلق سرور دو جہاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ایک اور حدیث کا تذکرہ بھی کر دیا جائے تاکہ اس موضوع کا کوئی پہلو تشنہ اور نامکمل نہ رہے۔ خلیفہ اول' مزاج شناس رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

اِنَّ رَبِّیْ اَعْطَانِیْ سَبْعِیْنَ اَلْفًا مِنْ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَیْرِ حِسَابٍ فَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ هَلَّا اسْتَزَدْتَهٗ؟ قَالَ اسْتَزَدْتُهٗ فَاَعْطَانِیْ هٰکَذَا وَفَرَّجَ بَیْنَ یَدَیْهِ وَبَسَطَ بَاعَیْهِ وَحَثٰی (روح المعانی صفحہ ۱۳۷ جلد ۱۶)

ترجمہ : میرے پروردگار نے میری امت میں سے مجھے ستر ہزار ایسے افراد عطا فرمائے جو بغیر حساب جنت میں داخل ہونگے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ نے اس سے زیادہ کا سوال نہیں کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ میں نے تعداد میں اضافہ کی درخواست کی تو مجھے میرے رب نے اس قدر عطا فرمایا۔ اس تعداد کی وضاحت کرتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو کھول دیا اور دونوں بازوؤں کو کشادہ کر دیا اور کلاوہ بھرا۔

امام ہشام رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ رب تعالیٰ کا خاص عطیہ ہے جو اس نے رسول کریم ﷺ کو عطا فرمایا۔ لہٰذا بغیر حساب جنت میں داخل ہونے والے خوش نصیبوں کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہو سکتی۔ (روح المعانی صفحہ ۱۳۷ جلد ۱٦)

ارکان وفد کے اوصاف متقین و صالحین کے جس وفد کا سورۃ مریم کی زیر بحث آیت میں ذکر ہو رہا ہے ان کے اوصاف و اعمال اور اطوار و افعال کا بعض مفسرین نے ذکر فرماتے ہوئے کہا ہے کہ جن بندگان خدا میں یہ اوصاف بدرجہ اتم موجود ہونگے۔ انہیں اس وفد میں شامل کیا جائے گا اور انہیں سعادت مندوں اور نیک بختوں کو بغیر حساب جنت میں داخل کیا جائے گا۔ کلمہ' نماز' روزہ' حج' زکواۃ' اطاعت الٰہی اور اتباع رسول کے علاوہ ان اوصاف حمیدہ کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

1- توبہ کرنے والے۔ 2- رب تعالیٰ کی بکثرت عبادت کرنے والے۔ 3- روزے رکھنے والے۔ 4- اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنے والے۔ 5- بکثرت رکوع و سجود کرنے والے۔ 6- نیکی کا حکم دینے والے۔ 7- برائی سے منع کرنے والے۔ 8- حدود الٰہی کی حفاظت کرنے والے۔ 9- راہ خدا میں مال خرچ کرنے والے۔ 10- غصہ کو پی جانے والے۔ 11- لوگوں کو معاف کرنے والے۔ 12- احسان کرنے والے۔ 13- آسودگی اور تنگی میں رب کی تعریف کرنے والے۔ 14- رات کو تہجد پڑھنے والے۔ 15- اللہ کے ذکر میں مشغول رہنے والے۔ 16- مکہ مکرمہ کو جاتے یا وہاں سے آتے ہوئے راستہ میں وفات پانے والے۔ 17- دینی علوم پڑھنے اور پڑھانے والے۔ 18- اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے۔ 19- مخلوق خدا پر رحم کرنے والے۔ 20- مصائب و مشکلات پر صبر کرنے والے۔ 21- خاوند کی فرمانبرداری کرنے والی عورتیں۔ 22-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امانتوں کی حفاظت کرنے والے -23- وعدوں کی پاسداری کرنے والے -24- سچی گواہی دینے والے -25- عدل وانصاف کرنے والے -26- بیہودہ اور لغو امور سے اجتناب کرنے والے -27- اپنی عزت وناموس کی حفاظت کرنے والے -28- ہمیشہ سچ بولنے والے -29- عاجزی اور انکساری کرنے والے -30- میانہ روی اختیار کرنے والے -31- فضولیات سے پرہیز کرنے والے -32- اللہ کے عذاب سے ڈرنے والے -33- اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگنے والے -34- اختلاف وافتراق سے بچنے والے -35- گناہوں پر اصرار نہ کرنے والے -36- بددیانتی اور خیانت نہ کرنے والے۔ -37- بخل اور کنجوسی سے کام نہ لینے والے -38- کسی پر ظلم نہ کرنے والے -39- قرآن وسنت کی تبلیغ کرنے والے۔

اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ التجا ہے کہ وہ ہم سب کو یہ اوصاف اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں بغیر حساب جنت میں جانے والے صالحین ومتقین میں شامل فرمائے۔ آمین۔ سچ فرمایا اللہ کریم نے۔ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا جس دن ہم متقیوں کو رحمان کی طرف بطور مہمان اور بشکل وفد اکٹھا کریں گے۔

مجرمین کی رسوائی مومنین ومتقین اور مخلصین وصالحین کی عزت افزائی بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن مشرکین وکافرین اور منافقین ومجرمین کی رسوائی کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ارشاد خداوندی ہے۔

وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا (اور ہم مجرموں کو جہنم کی طرف ہانک کر لے جائیں گے۔اس حال میں کہ وہ پیاسے ہونگے۔) اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی متعدد آیات بینات میں حشر کے دن مجرموں کی ذلت ورسوائی اور پریشانی وبدحالی کا ذکر فرمایا ہے۔ پندرھویں سپارے میں فرمان الٰہی ہے۔

وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا۔ (بنی اسرائیل آیت نمبر ۹۷)

ترجمہ : اور ہم ان (مجرموں) کو قیامت کے دن اوندھے منہ ' اندھے گونگے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہرے بنا کر اٹھائیں گے۔ ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ جب ان کی آگ بجھنے لگے گی تو ہم اسے ان کیلئے اور بڑھکا دیں گے۔

اس آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح وہ مجرم دنیا میں آیات الٰہی کو چشم بصیرت سے نہیں دیکھتے تھے۔ ان کی آنکھیں تھیں مگر قرآن و حدیث کو دیکھنا گوارا نہ کرتے تھے۔ کان تھے مگر کلمہ حق کو سننا انہیں بھاری محسوس ہوتا تھا' زبانیں تھیں مگر وہ کلام حق زبانوں پر نہیں لاتے تھے۔ اس طرح قیامت کے دن وہ اپنی آنکھوں سے کوئی خوش کن منظر نہ دیکھ سکیں گے' کانوں سے کوئی صدائے مسرت نہ سنیں گے اور زبانوں سے کوئی عذر پیش نہ کر سکیں گے۔ گویا اس آیت اور اس جیسی دوسری آیات (جن میں قیامت کے دن کافروں اور مجرموں کے نہ سننے' نہ دیکھنے اور نہ بولنے کا ذکر ہے) سے حقیقی رؤیت' سماعت اور نطق کی نفی مقصود نہیں بلکہ بینائی' شنوائی اور گویائی کی نفی مقصود ہے۔ بعض علماء تفسیر کا خیال ہے کہ حشر کے دن سب کافر' مشرک اور مجرم حقیقتاً اندھے' گونگے اور بہرے ہونگے مگر جب دوزخ کے سامنے جانے اور حساب کیلئے پیش ہونے کا وقت آئے گا تو بولنے' سننے اور دیکھنے لگیں گے۔ (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۱۵۴ جلد ۷)

قرآن حکیم کے دوسرے مقام پر رب کائنات نے حشر کے دن مجرموں کی ذلت و رسوائی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا (سورۃ فرقان آیت نمبر ۳۴)

ترجمہ : اور ان لوگوں کو اوندھے منہ کر کے جہنم کی طرف ہانکا جائے گا۔ ان کا ٹھکانہ بہت برا ہو گا اور وہ سب سے زیادہ گم کردہ راہ ہونگے

خادم رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ قرآن عزیز کی مذکورۃ الصدر آیات مبارکہ سننے کے بعد ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! اَيُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهٖ؟ کافر کو چہرے کے بل (اوندھے منہ) کیسے چلایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلَيْسَ الَّذِيْ اَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُّمْشِيَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ جس رب نے دنیا میں اسے پاؤں پر چلنے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توفیق دی' وہی رب اسے منہ کے بل چلانے پر بھی قادر ہے۔(رواہ البخاری و مسلم۔الترغیب و الترہیب صفحہ ۲۸۶ جلد ۸۔فصل فی الحشر)

قیامت کے دن مجرمین' کافرین اور مشرکین کے حشر' ان کی پریشانی اور رسوائی کے بارے میں بہت سی آیات و احادیث ہیں مگر ہم اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان سے صرف نظر کر کے قرآن حکیم کے چوبیسویں سپارے سورت زمر کی ایک آیت اور اس کا ترجمہ پیش کر کے اگلی آیت کی تشریح شروع کرتے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے۔ **وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ** (سورۃ زمر آیت نمبر ۷۱)

ترجمہ : اور کافروں کو جہنم کی طرف گروہ در گروہ ہانکا جائے گا۔جب وہ اس جہنم کے قریب آئیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور ان سے دوزخ کے پہرے دار سوال کریں گے۔کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے؟ جو تمہیں تمہارے رب کی آیات پڑھ کر سناتے اور تمہیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے۔وہ کافر کہیں گے' کیوں نہیں؟ بے شک وہ آئے تھے اور لیکن کافروں پر عذاب کا حکم ثابت ہو چکا تھا۔

سورۃ مریم کی زیر بحث آیت میں بھی انہیں مجرموں کا ذکر ہے **وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا** اور ہم مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسا ہانک کر لے جائیں گے۔اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حشر کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

مشرکین کے عقیدہ شفاعت کی تردید سورۃ مریم کی تفسیر و تشریح کے ضمن میں آپ یہ بات کئی مرتبہ جان چکے ہیں کہ مشرکین مکہ قیامت کے منکر اور حساب و کتاب کے انکاری تھے۔وہ یہ سمجھتے تھے کہ اولاً تو قیامت قائم ہی نہیں ہوگی اور اگر بالفرض قیامت کا حادثہ رونما ہو بھی گیا تو ہمارے یہ معبود' جن کی ہم دن رات پوجا اور پرستش کرتے ہیں یہ اگرچہ مستقل طور پر ہمارے نفع و نقصان کے مالک نہیں مگر اللہ تعالیٰ کے مقبول'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیارے اور محبوب ہیں۔ان کی سفارش کسی طرح بھی ٹالی نہیں جاسکتی۔یہ بڑے زور آور ہیں اور ہماری شفاعت کر کے ہمیں دنیا اور آخرت کی مرادیں دلوا سکتے ہیں اگر انہیں راضی کر لیا جائے تو پھر خدا کی عبادت کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ان کی رضا مندی اللہ تعالیٰ کی رضامندی سے زیادہ ضروری ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے تو یہ اس کے غضب کو ٹھنڈا کر سکتے ہیں لیکن اگر یہ معبود ناراض ہو جائیں تو خدا بھی ان کو بندے پر مہربان نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ مریم کی زیر خطبہ آیات میں سے آخری آیت مبارکہ میں مشرکین کے اس عقیدہ شفاعت کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی کی سفارش کو قبول کرنے اور اسے پورا کرنے کا پابند نہیں ہے بلکہ قیامت کے دن شفاعت کا حق اسے ہی ملے گا جسے رب تعالیٰ بذات خود اجازت اور اذن عطا فرمائیں گے۔ارشاد خداوندی ہے۔لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا○ ترجمہ : لوگوں کو سفارش کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہو گا مگر اسے جس نے رحمان سے وعدہ لے لیا ہے۔

قرآن حکیم کے چوبیسویں سپارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ مشرک بھی عجیب قسم کے لوگ ہیں انہوں نے ایسے معبودوں کو اپنا سفارشی سمجھ رکھا ہے جو ذرہ بھر چیز کے بھی مالک نہیں ہیں۔شفاعت کے اس غیر اسلامی نظریے کا رد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ شُفَعَاءَ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ۔قُلْ لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ

(سورۃ زمر آیت نمبر ۴۳-۴۴)

ترجمہ : کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ ان لوگوں نے دوسروں کو سفارشی بنا رکھا ہے؟ اے رسول اکرم! صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے کیا وہ سفارش کریں گے جو کسی چیز کے مالک نہ ہوں اور عقل و شعور نہ رکھتے ہوں۔آپ فرمائیے کہ ساری شفاعت اللہ کے اختیار میں ہے اسی کیلئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

قرآن عزیز کے گیارہویں سپارے میں اللہ رب العزت نے کفار و مشرکین کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عقیدہ شفاعت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کا عقیدہ ہے کہ یہ معبود' ان کی سفارش کریں گے اور انہیں عذاب الٰہی سے بچالیں گے۔یہ ان کی نادانی' کم عقلی اور کج فہمی ہے کہ وہ انہیں اپنا شفیع گردانتے ہوئے ان کی عبادت کرتے ہیں۔ فرمایا۔ سفارش تو وہی کرے گا جسے بارگاہ الٰہی سے شفاعت کی اجازت فرمائی جائے گی۔فرمان ربانی ہے۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (سورہ یونس آیت نمبر ۱۸)

ترجمہ : اور یہ مشرک اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جو انہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع دے سکتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہ معبود' اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔اے پیغمبر! فرمادیجئے کیا تم اللہ تعالیٰ کو اس بات کی خبر دیتے ہو جسے نہ وہ آسمانوں میں جانتا ہے اور نہ زمین میں۔وہ ذات اقدس تو پاک اور بلند ہے اس شرک سے جو وہ کرتے ہیں۔

کفار مکہ کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور وہ اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ اگر انہیں راضی کر لیا جائے تو خدا کی یہ بیٹیاں قیامت کے دن سفارش کر کے انہیں جہنم کے عذاب سے بچالیں گی۔اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں مشرکین و کافرین کے اس عقیدہ باطلہ کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی اولاد نہیں ہیں اور ان فرشتوں کی یہ بھی مجال اور طاقت نہیں کہ جس کی چاہیں خود سفارش کریں اور اسے بخشوا کر جنت میں پہنچادیں بلکہ فرشتے بھی اسی وقت سفارش کریں گے جب انہیں اللہ کریم کی طرف سے شفاعت کی اجازت دی جائے گی اور صرف ان کیلئے سفارش کریں گے جو سفارش کے اہل ہونگے۔جن بدبختوں کو حالت کفر و شرک پر موت آئی ہوگی وہ تو اس قابل ہی نہ ہونگے کہ ان کی شفاعت کی جائے۔ستائیسویں سپارے میں اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے فرمایا۔

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِى السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِىْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَرْضٰى (سورۃ النجم آیت نمبر ۲۶) ترجمہ : اور آسمانوں میں کتنے فرشتے ہیں جن کی شفاعت کسی کام نہیں آئے گی سوائے اسکے کہ اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہے اور پسند کرے تو اس کیلئے انہیں شفاعت کا اذن عطا فرمادے۔

یہود کے عقیدہ شفاعت کی تردید یہودی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہونے کی بناء پر خود کو دوسرے لوگوں سے ممتاز گردانتے تھے کہ ہم پیغمبرزادے ہیں اور ہمارا گھرانہ خدا کا خاص کنبہ ہے۔ ہمارے خاندان میں بڑے عظیم المرتبت انبیاء اور سلاطین ہوئے ہیں۔ وہ سب کے سب رب تعالیٰ کے محبوب اور مقبول بندے ہیں بلکہ ہماری نسل کا ہر فرد خدا کا برگزیدہ اور محبوب ہے۔ نیز وہ حضرت عزیر علیہ السلام کو "ابن اللہ" مانتے تھے۔ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ نِابْنُ اللّٰهِ اس لئے انہوں نے اپنا یہ عقیدہ بنا رکھا تھا کہ ہمارے بزرگ رب تعالیٰ کے دربار میں ہماری سفارش کریں گے اور ان کی سفارش کی بدولت ہمیں عذاب، مصیبت، پریشانی اور صدمات سے بچایا جائے گا۔ قرآن کریم میں بنی اسرائیل کی خاندانی عزت اور شرافت کو تسلیم کیا گیا ہے مگر ان کے عقیدہ شفاعت کی پر زور تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس بات میں کوئی صداقت نہیں ہے کہ اس خاندان کے بزرگ سفارش کر کے بدکار لوگوں کو عذاب الٰہی سے چھڑالیں گے۔ فرمان الٰہی ہے۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۴۷-۴۸)

ترجمہ : اے بنی اسرائیل ! میری اس نعمت کو یاد کرو، جس سے میں نے تمہیں نوازا تھا اور میں نے تمہیں سارے جہان والوں پر فضیلت عطا فرمائی تھی اور اس دن سے ڈرو جب کوئی کسی کا کچھ بھی بدلہ نہ دے سکے گا اور اس کے لئے نہ کوئی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اس سے کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ وہ مدد کئے جائیں گے۔

نصاریٰ کے عقیدہ شفاعت کی تردید عیسائیوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے نجات دہندہ اور سفارشی ہیں انہوں نے آپ کو "ابن اللہ" (اللہ کا بیٹا) کا لقب دے رکھا ہے۔ قرآن حکیم ان کے اس عقیدہ کا ذکر بایں الفاظ کرتا ہے وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ اور عیسائیوں نے کہا کہ حضرت مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ ان کا گمان یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رب تعالیٰ کے عرش پر اس کے دائیں طرف بیٹھے ہیں۔ جو شخص اپنی دعاؤں اور مناجاتوں میں انہیں پکارتا اور ان سے مرادیں مانگتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے سفارش کر کے اس کا کام کروا دیتے ہیں اور قیامت کے دن بھی وہ ہمارے سفارشی اور شفیع ہونگے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سفارش کو رد نہ کر سکے گا اور وہ ہمیں عذاب سے نجات دلا دیں گے۔ قرآن حکیم نے ان کے اس عقیدہ باطلہ کی تردید اور مذمت کرتے ہوئے فرمایا۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَانُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ○ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَى وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ○ (سورۃ انبیاء آیت نمبر ۲۶ تا ۲۸)

ترجمہ : اور وہ کہتے ہیں کہ رحمان نے اپنے لئے بیٹا بنالیا ہے (ایسا قطعاً نہیں) بلکہ وہ (جنہیں یہ اللہ کے بیٹے سمجھتے ہیں) وہ تو اس کے معزز بندے ہیں وہ اس سے بات کرنے میں سبقت نہیں کرتے اور اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ جو کچھ ان کے آگے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے۔ وہ سفارش نہیں کریں گے مگر اس کیلئے جسے اللہ تعالیٰ پسند فرمائے اور وہ اس کے خوف سے ڈرنے والے ہیں۔

قرآن حکیم کی مذکورۃ الصدر آیات میں مشرکین' یہود اور نصاریٰ کے عقیدہ شفاعت کی پرزور تردید کر دی گئی اور یہ مسئلہ واضح اور عیاں ہو گیا کہ رب تعالیٰ کی مرضی اور مشیت کے بغیر کسی نبی اور رسول کو بھی سفارش کرنے کی اجازت نہ ہو گی۔

اسلامی عقیدہ شفاعت اسلام جہاں مشرکین' یہود اور نصاریٰ کے عقیدہ شفاعت کی تردید کرتا ہے۔ وہاں صحیح عقیدہ شفاعت کی تائید بھی کرتا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے شفاعت برحق ہے اور اس سے انکار کرنے والا ملحد اور بے دین ہے۔ مذکورۃ الصدر قرآنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیات کا مفہوم قطعاً یہ نہیں ہے کہ قرآن ہر قسم کی شفاعت کی نفی کرتا ہے بلکہ قرآن حکیم تو شفاعت حقیقی کا اثبات کرتا ہے لیکن اسلامی شفاعت دنیا کے درباروں میں ہونے والی شفاعت سے مختلف ہے۔ کتاب و سنت میں شفاعت کے تمام پہلو بیان کیے گئے ہیں جن کے مطابق مندرجہ ذیل افراد و اشخاص قیامت کے دن' اللہ تعالیٰ کے حکم سے سفارش کریں گے۔

1- نبی اکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام۔

2- علماء-3- شہداء-4- صلحاء-5- ملائکہ-6- قرآن مجید-7- روزہ-8- صلہ رحمی اور امانت-9- معصوم بچے-10- حافظ قرآن۔

ان شافعین کے استحقاق شفاعت کی بھی چند شرطیں ہیں۔ جن کی تلخیص حسب ذیل ہے۔

① اذن الٰہی : یعنی اللہ تعالیٰ کے یہ محبوب و مقبول بندے اپنی مرضی سے سفارش نہیں کریں گے بلکہ جب اللہ تعالیٰ انہیں حکم فرمائے گا۔ تب یہ سفارش کر سکیں گے۔ قرآن حکیم میں فرمان ربانی ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (سورة البقرة آیت نمبر ۲۵۵) کوئی اس کی اجازت کے بغیر سفارش نہیں کر سکتا۔

② اللہ کی پسند : اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفاعت کی اجازت ملنے کے بعد مذکورۃ الصدر شافعین کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ اپنی مرضی سے جس گناہ گار کو چاہیں نجات دلا دیں بلکہ وہ صرف اسی شخص کی سفارش کریں گے جس کیلئے اللہ تعالیٰ ان کی سفارش کو پسند کرے گا اور جس کیلئے حکم دیا جائے گا۔ فرمان خداوندی ہے۔

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ (سورۃ سبا آیت نمبر ۲۳) اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش فائدہ نہ دے گی مگر اسے جس کیلئے اللہ تعالیٰ اجازت فرمائے گا۔

مسئلہ شفاعت کے ضمن میں یہ بات بھی ذہن نشین رہے۔ شفاعت کرنے والے بھی صرف اس گناہ گار کی سفارش پر آمادہ ہونگے جن کیلئے شفاعت کو خود اللہ تعالیٰ پسند فرمائے گا۔ سترھویں سپارے کی آیت ہے۔ وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ اور وہ شفاعتی صرف اسکے حق میں سفارش کریں گے جسکے حق میں اللہ تعالیٰ پسند کرے گا اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرنے والے ہیں (سورۃ انبیاء آیت نمبر ۲۸)

③ پابندی : شفاعت کی شرائط میں سے تیسری شرط یہ ہے کہ سفارش کرنے والا اپنی مرضی سے شفاعت میں کمی بیشی نہ کر سکے گا بلکہ صرف انہیں لوگوں کی مخصوص معاملے میں سفارش کرے گا جس کیلئے شفاعت کرنے کی اسے اجازت دی جائے گی اور وہ سفارشی دربار الٰہی میں جو بھی بات کرے گا صحیح اور ٹھیک کرے گا اسے اس میں ترمیم و اضافہ کی اجازت نہ ہوگی۔

محروم شفاعت جیسا کہ آپ جان چکے ہیں کہ اسلامی عقیدہ کے مطابق دس قسم کے خوش نصیب افراد و اشخاص ہونگے جن کی شفاعت کو شرف قبولیت بخشا جائے گا اور ان کے حسب مراتب اللہ تعالیٰ انہیں سفارش کی اجازت' اذن اور حکم فرمائے گا۔ اسلامی عقیدہ شفاعت کی اتنی وسعت کے باوجود بعض ایسے بد قسمت' بد بخت اور بد نصیب ہونگے جنہیں کلیتاً شفاعت سے محروم کر دیا جائے گا۔ شفاعت سے محروم رہنے والے اشخاص مندرجہ ذیل ہیں۔

① کافر و مشرک : ایسا بد نصیب جو اپنی زندگی کے آخری لمحات تک کفر و شرک کی تاریکی میں ڈوبا رہے اور بغیر توبہ کئے ہی اسے موت آجائے۔ قیامت کے دن ایسے انسان کیلئے کوئی شفاعت کرنے والا نہ ہوگا۔ فرمان خداوندی ہے۔

مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ (سورۃ المومن آیت نمبر ۱۸) ترجمہ : ظالموں یعنی مشرکوں کیلئے اس دن کوئی دوست نہ ہوگا اور نہ کوئی ایسا سفارشی جس کی سفارش قبول کی جائے۔

قرآن حکیم کے انتیسویں سپارے میں ایسے ہی لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیْنَ (سورۃ المدثر آیت نمبر ۴۸)

ترجمہ : پس ان کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کوئی فائدہ نہ دے گی۔

② منافق ③ بدعتی ④ حرام خور کو قیامت کے دن کوئی سفارش نفع نہ پہنچا سکے گی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ان ظالموں، مشرکوں، کافروں، منافقوں، بدعتیوں اور حرام خوروں کو جہنم کا ایندھن بنادیا جائے گا (شفاعت کا مسئلہ خاصا طویل اور تفصیل طلب ہے۔ ہم نے انتہائی اختصار کے ساتھ خاص خاص باتیں سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ تفصیل کے خواہش منداحباب مولانا فضل الرحمان کلیم صاحب کی کتاب "شفاعت کا اسلامی تصور" کا مطالعہ فرمائیں)۔

سورت مریم کی اس آیت مبارکہ میں بھی اسی مسئلہ کی وضاحت فرمائی گئی ہے کہ رب تعالیٰ کی مرضی اور حکم کے بغیر کسی کو شفاعت کا اختیار حاصل نہ ہوگا۔

لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝

عہد کا معنی بقول اکثر مفسرین یہاں "عہد" کا معنی اذن اور اجازت ہی ہے مگر بعض علماء تفسیر کا خیال ہے کہ عہد سے مراد اللہ تعالیٰ کی توحید کی گواہی اور اس پر استقامت یعنی لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ عہد سے مراد کتاب اللہ کا حفظ کرنا ہے۔ نیز بعض اہل تفسیر نے نماز پنجگانہ کو بھی عہد قرار دیا ہے اور ایمان اور عمل صالح کو بھی عہد کہا گیا ہے۔ (روح المعانی، قرطبی، ابن کثیر، مظہری، اشرف الحواشی وغیرہ)

صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث شریف میں "عہد" کی تفسیر یوں بیان فرمائی گئی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول رحمت ﷺ کو اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ۔ کیا تم اس سے عاجز ہو کہ صبح و شام اپنے رب کے پاس سے ایک عہد لو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی، اے اللہ رسول! ﷺ وہ کس طرح؟ تو آپ نے فرمایا کہ صبح و شام یہ پڑھا کرو۔

اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ إِنِّيْ أَعْهَدُ إِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيَاةِ بِأَنِّيْ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ فَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ فَإِنَّكَ إِنْ تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ تُبَاعِدْنِيْ مِنَ الْخَيْرِ وَتُقَرِّبْنِيْ إِلَى الشَّرِّ وَإِنِّيْ لَا أَثِقُ إِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْ لِيْ عِنْدَكَ عَهْدًا تُوَفِّيْنِيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ : اے میرے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! اے غیب اور حاضر کو جاننے والے! میں اس زندگی میں تیرے پاس ایک عہد رکھتا ہوں یہ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔ اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔ مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کر' کیونکہ اگر تو مجھے میرے نفس کے حوالے کر دے گا تو وہ مجھے نیکی سے دور اور برائی کے قریب کر دے گا اور یہ کہ میں تیری رحمت کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کرتا۔ (میرے رب) میرے اس اقرار کو بطور عہد نامہ محفوظ فرما اور مجھے قیامت کے دن یہ پورا پورا عطا فرما۔ بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص یہ کلمات صبح و شام پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر مہر لگا کر عرش کے نیچے رکھ دے گا۔ جب قیامت کا دن ہو گا تو ندا دینے والا ندا دے گا کہ "کہاں ہیں وہ لوگ جن کا اللہ تعالیٰ کے پاس عہد ہے" صبح و شام یہ کلمات پڑھنے والا کھڑا ہو گا تو اسے جنت میں داخل کر دیا جائے۔ سبحان اللہ۔ (تفسیر قرطبی صفحہ ۱۵۴ جلد ۱۱)

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو یہ دعائیہ کلمات صبح و شام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر 20

اہلِ کتاب کی مذمت اور اہلِ ایمان کی محبت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاھْتَدٰی وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ وَغَوٰی فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ○ لَقَدْ جِئْتُمْ شَیْئًا اِدًّا ○ تَکَادُ السَّمٰوَاتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْہُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ ھَدًّا ○ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ○ وَمَا یَنْبَغِیْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا ○ اِنْ کُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ○ لَقَدْ اَحْصٰھُمْ وَعَدَّھُمْ عَدًّا ○ وَکُلُّھُمْ اٰتِیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَرْدًا ○ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحَاتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ○ فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰہُ بِلِسَانِکَ لِتُبَشِّرَ بِہِ الْمُتَّقِیْنَ وَتُنْذِرَ بِہٖ قَوْمًا لُّدًّا ○ وَکَمْ اَھْلَکْنَا قَبْلَھُمْ مِّنْ قَرْنٍ ھَلْ تُحِسُّ مِنْھُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَھُمْ رِکْزًا ○ (سورۃ مریم آیت نمبر ۸۸ تا ۹۸)

ترجمہ: اور وہ (کفار) کہتے ہیں کہ اللہ رحمان نے (فلاں کو) اپنا بیٹا بنا لیا ہے۔ (اے کافرو!) یقیناً تم نے سخت معیوب بات کی ہے۔ قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ لرزتے ہوئے گر پڑیں۔ کیونکہ وہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ رحمان کا بیٹا ہے اور رحمٰن کے لائق ہی نہیں کہ وہ کسی کو (اپنا) بیٹا بنائے۔ آسمانوں اور زمین میں کوئی چیز نہیں مگر وہ رحمٰن کے دربار میں بندہ (غلام) بن کر حاضر ہوگی۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ان سب کو گھیر رکھا اور شمار کر رکھا ہے۔ اور وہ سب قیامت کے دن اسکے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سامنے تنہا پیش ہوں گے۔ بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے تو رحمان ان کیلئے (دلوں میں) محبت پیدا فرمادے گا۔ ہم نے صرف اسلئے آپ کی زبان میں اس قرآن کو آسان کردیا ہے تاکہ آپ اس سے پرہیزگاروں کو خوشخبری سنائیں اور اسکے ذریعے سخت جھگڑالو قوم کو ڈرائیں۔ اور ہم نے ان سے پہلے کتنی قوموں (امتوں) کو ہلاک کردیا۔ کیا تم ان میں سے کسی کو محسوس کرتے ہو یا انکی کوئی آہٹ سنتے ہو؟۔

اللہ رحیم و کریم کی حمد و ثنا اور تعریف و تسبیح کے بعد ان گنت 'لاتعداد' بے شمار اور بے حساب درود و سلام 'نبی اکرم' 'سرور عالم' 'امام اعظم' 'رسول مکرم' 'شفیع معظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر جن کی اس دنیا میں تشریف آوری اور بعثت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہدایت کیلئے قرآن مجید' فرقان حمید جیسی معتبر' متبرک' مقدس' پاکیزہ' بے مثال' باکمال اور لاریب کتاب کو نازل فرمایا کہ جس کے ایک حرف کی قراءت سے دس نیکیاں حاصل ہوتی اور جس کی تلاوت سے قلب کو سکون' طبیعت کو فرحت اور جسم کو آرام نصیب ہوتا ہے۔ اللہ رحمان ہم سب کو کثرت سے قرآن حکیم کی تلاوت کرنے' اس کے معانی کو سمجھنے اور اس کے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

یہود کا دعویٰ حضرات محترم! یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اپنے زعم و گمان میں اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا رکھا تھا اور وہ اپنے اس دعویٰ کو بڑے شد و مد سے بیان کرتے اور اس عقیدہ کو اپنی کامیابی اور کامرانی کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ قرآن عزیز ان کے اس نظریے کو یوں بیان فرماتا ہے۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ (سورۃ توبہ آیت نمبر ۳۰)

ترجمہ: اور یہودیوں نے کہا کہ (حضرت) عزیر (علیہ السلام) اللہ کا بیٹا ہے

علماء تفسیر نے حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ماننے کی دو وجوہ ذکر فرمائی ہیں۔

① صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یہودیوں میں عزیر کو ابن اللہ ماننے کی بنیاد اس طرح پڑی کہ حضرت عزیر علیہ السلام کی زندگی میں یہود نے تورات پر عمل کرنا ترک کردیا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تورات ان کے سینوں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فراموش کردی۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت عزیر علیہ السلام سے برداشت نہ ہوسکا۔ آپ نے رو، رو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو رب تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرما کر تورات واپس لوٹا دی یعنی حضرت عزیر علیہ السلام کو بھولی ہوئی تورات یاد ہو گئی۔ آپ نے بنی اسرائیل کو اطلاع دی اور فرمایا اے میری قوم! رب کائنات کا شکر ادا کرو کہ اس نے مجھے تورات دوبارہ عطا فرمادی ہے۔ لوگ یہ سن کر ہر طرف سے دوڑے اور آپ سے تورات کے احکام حاصل اور یاد کرنے لگے۔ پھر طویل مدت کے بعد اللہ تعالیٰ نے وہ تابوت بھی نازل فرمایا جس میں توریت محفوظ تھی۔ لوگوں نے حضرت عزیر کی سکھائی ہوئی تورات اور تابوت والی تورات میں موازنہ کیا تو یہ جان کر حیران رہ گئے کہ دونوں میں ذرہ بھر بھی فرق واختلاف نہ تھا۔ حضرت عزیر علیہ السلام کی یہ کرامت اور معجزہ دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ آپ کو دوبارہ تورات عطا فرمانے کی وجہ صرف یہ ہے کہ "عزیر" اللہ کا بیٹا ہے۔ (تفسیر مظہری صفحہ ۲۵۵ جلد ۵)

② حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ ماننے کی دوسری وجہ مفسرین نے یوں بیان فرمائی ہے کہ بخت نصر جب بنی اسرائیل پر غالب آگیا تو اس نے تورات پڑھنے والے تمام افراد کو قتل کر دیا۔ حضرت عزیر (علیہ السلام) اس زمانہ میں بچے تھے اس لئے قتل سے بچ گئے جب (ستر یا سو سال بعد قید سے رہا ہو کر) بنی اسرائیل بیت المقدس میں آئے تو کسی کو تورات یاد نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر (علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تا کہ لوگوں کو تورات کی تعلیم دیں۔ روایت میں آیا ہے کہ فرشتہ نے ایک برتن میں پانی لا کر حضرت عزیر علیہ السلام کو پلایا۔ وہ پانی پیتے ہی (اللہ کے حکم سے) تورات حضرت عزیر علیہ السلام کے سینے میں نقش ہو گئی۔ پھر آپ قوم کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ میں (اللہ کا نبی) عزیر (علیہ السلام) ہوں۔ لوگوں نے جھٹلایا اور کہا کہ اگر تم واقعی عزیر (علیہ السلام) ہو تو ہمیں تورات لکھواؤ۔ حضرت عزیر علیہ السلام نے تورات لکھ کر دے دی کچھ عرصے کے بعد انہیں تورات کا ایک دفن شدہ نسخہ ملا تو انہوں نے اس کا حضرت عزیر علیہ السلام کی تحریر کردہ تورات سے مقابلہ کیا اور یہ جان کر سخت متعجب ہوئے کہ دونوں نسخوں میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک حرف کا فرق بھی نہ تھا۔ حضرت عزیر (علیہ السلام) کی اس ذہانت' فطانت اور معجزہ کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اس شخص کے سینہ میں پوری تورات القاء کردی گئی ہے اس کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں کہ یہ شخص "اللہ کا بیٹا" ہے۔ (تفسیر مظہری صفحہ ۲۵۶ جلد ۵)

نصرانیوں کا دعویٰ یہودیوں کی طرح نصرانیوں نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے "ابن اللہ" ہونے کا عقیدہ اپنایا جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن عزیز میں بھی ذکر فرمایا ہے۔

وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ (سورۃ توبہ آیت نمبر ۳۰)

ترجمہ: اور عیسائیوں نے کہا کہ مسیح (علیہ السلام) خدا کا بیٹا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد اکیاسی سال تک نصاریٰ دین اسلام پر قائم رہے۔ وہ نمازیں پڑھتے' روزے رکھتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کے مطابق عمل کرتے تھے۔ یہودیوں سے جنگ کے بعد ایک شخص "بولس" (جو اصلاً یہودی تھا مگر بظاہر عیسائی ہوگیا تھا) نے بڑی مکاری' ہوشیاری اور سازش سے عیسائیوں کو مختلف گروہوں اور فرقوں میں تقسیم کردیا اور اسی کی ترغیب سے ایک گروہ نے یہ عقیدہ اختیار کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔

(تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۲۵۷ جلد ۵)

اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے اس عقیدہ باطلہ کا ذکر فرمانے کے بعد بایں الفاظ اس کی تردید اور مذمت فرمائی ہے۔ ذَٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ ۖ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۚ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ (سورۃ توبہ آیت نمبر ۳۰)

ترجمہ: یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں۔ پہلے کافر بھی اسی طرح باتیں کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کرے یہ کہاں بھٹکتے پھرتے ہیں۔

بعض قبائل عرب کا دعویٰ بعض قبائل عرب نے یہ عقیدہ اپنا رکھا تھا کہ فرشتے' اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں ان کی مذمت میں اللہ کریم نے فرمایا۔ أَفَأَصْفَاكُمْ رَبُّكُم بِالْبَنِينَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنَاثًا ۚ إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلًا عَظِيمًا (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۴۰)

ترجمہ: (اے مشرکین!) کیا تمہارے رب نے تمہیں تو بیٹوں کیلئے خاص کیا اور اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لئے فرشتوں کو بیٹیاں بنالیا۔ یہ تو تم بڑی (قبیح) بات کہتے ہو۔

دوسری جگہ اس عقیدہ باطلہ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا۔

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّکَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ○ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِکَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شَاهِدُوْنَ ○ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْکِهِمْ لَیَقُوْلُوْنَ ○ وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَکٰذِبُوْنَ ○ اَصْطَفَی الْبَنَاتِ عَلَی الْبَنِیْنَ ○ مَا لَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ ○ اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ ○ اَمْ لَکُمْ سُلْطَانٌ مُّبِیْنٌ ○ فَاْتُوْا بِکِتَابِکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ ○ (سورۃ صفات آیت نمبر ۱۴۹ تا ۱۵۷)

ترجمہ: ان سے پوچھیے کیا تمہارے رب کیلئے بیٹیاں اور ان کے لئے بیٹے ہیں؟ یا ہم نے فرشتوں کو عورتیں بنایا اور وہ (مشرک) اس وقت موجود تھے۔ خبردار! یہ خود ساختہ جھوٹی بات کہتے ہیں کہ اللہ کی اولاد ہے اور بلاشبہ وہ جھوٹے ہیں۔ کیا اس نے بیٹوں پر بیٹیوں کو پسند کیا ہے؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کیسا فیصلہ کرتے ہو؟ کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ یا تمہارے پاس کوئی صریح دلیل ہے؟ اگر تم سچے ہو تو اپنی کتاب پیش کرو۔

یہود' نصاریٰ اور مشرکین کی مذمت سورت مریم کی مذکورۃ الصدر آیات بینات میں بھی یہود' نصاریٰ اور عرب کے بعض مشرکین کے اس غلط عقیدہ (کہ اللہ کی اولاد ہے) کی شدید مذمت اور تردید بیان فرمائی گئی ہے۔ ارشاد فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ رحمان نے اپنی اولاد بنائی ہے یعنی وہ صاحب اولاد ہے۔ اے رسول! آپ ان سے فرمایئے ایسا ہرگز نہیں۔ اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ اے مشرکین! یہ بات جو تم نے اپنی زبانوں سے ادا کی یہ رحمان کی شان میں بہت بڑی گستاخی' بے ادبی اور اتنا بڑا بہتان ہے کہ اس کی نحوست سے سارا نظام عالم درہم برہم ہو سکتا ہے۔ اللہ رحمان کی ذات اقدس کی شان لازوال میں ان نازیبا الفاظ کی وجہ سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں۔ زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑیں مگر اللہ تعالیٰ کی حکمت ابھی اس کی مقتضی نہیں۔

سورت مریم میں ارشاد الٰہی ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ○ لَقَدْ جِئْتُمْ شَیْئًا اِدًّا ○ تَکَادُ السَّمٰوَاتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ○ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلَدًا ○ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَانِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ○ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَانِ عَبْدًا ○ لَقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ○ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ○

ترجمہ : اور کفار کہتے ہیں کہ رحمان نے بیٹا بنایا ہے۔ تحقیق تم بہت بری بات زبان پر لاتے ہو۔ اس کی وجہ سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑیں۔ کیونکہ انہوں نے رحمٰن کا بیٹا تجویز کیا اور رحمان کے شایان شان نہیں کہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے۔ آسمانوں اور زمین میں جتنے بھی ہیں سب رحمان کے دربار میں بندے (غلام) ہو کر حاضر ہونگے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ان سب کو گھیر رکھا ہے اور شمار بھی کر رکھا ہے اور ان میں سے ہر ایک اللہ کے پاس تنہا آئے گا۔

یعنی اللہ کریم کیلئے اولاد ثابت کرنے والوں کو قیامت کے دن دربار الٰہی میں فردا فردا پیش کیا جائے گا اور وہاں کوئی ان کے کسی کام نہ آسکے گا۔ ماں اپنی اولاد کو اور اولاد اپنی شفیق و مہربان ماں کو بھول جائے گی۔ والد اپنے محبوب بیٹے اور بیٹا اپنے مکرم باپ کو فراموش کردے گا۔ بیوی اپنے جانثار خاوند اور خاوند اپنی وفادار بیوی سے تعلق منقطع کرلے گا۔ مولانا محمد حسین شیخوپوری صاحب حفظہ اللہ نے اس کیفیت کی کیا خوب منظر کشی فرمائی ہے۔

بہناں نوں چھڈ دتا سکیاں بھراواں نے — یاد نہ کیتا یار دوست آشناواں نے
ست دتا روندا بچہ جم دیاں ماواں نے — پتر نوں یاد نئیں کدھر گئی مائی آ
چٹھی آسانوں سرور احمد نوں آئی آ

قرآن عزیز کے ایک دوسرے مقام پر اسی بات کو بایں الفاظ ذکر فرمایا گیا ہے۔

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ○ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ○ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ○ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ○ (سورۃ عبس آیت نمبر ۳۴ تا ۳۷)

ترجمہ : اس دن بھائی اپنے بھائی سے دور بھاگے گا اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے (بھاگے گا) ہر شخص اس دن ایک فکر میں ہو گا جو اسے (ان سب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے) بے پرواہ کردے گا۔

سورۃ لقمان میں فرمان خداوندی ہے۔

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْئًا اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ○ (سورۃ لقمان آیت نمبر ۳۳)

ترجمہ: اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو کہ جس دن باپ، بیٹے کے اور بیٹا باپ کے کچھ کام نہیں آسکے گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے لہٰذا دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ فریب دینے والا تمہیں اللہ کے بارے میں فریب میں مبتلا کرے۔

غرض حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا فرزند، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رب کا بیٹا اور ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں گرداننے والوں کو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں رسوا اور ذلیل کرے گا اور سوائے جہنم کے ان کا کوئی اور ٹھکانہ نہیں ہوگا۔

شکوہ خداوندی صحیح بخاری شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اولاد آدم کے ایسے افراد سے شکوہ کرتا ہے جو اس کے اختیارات کا انکار کرتے، اس کی قدرت کا تمسخر اڑاتے اور اس کیلئے اولاد ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ فرمان رسول ﷺ ہے کہ۔

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كَذَّبَنِي ابْنُ اٰدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِيْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ فَاَمَّا تَكْذِيْبُهٗ اِيَّايَ فَقَوْلُهٗ لَنْ يُّعِيْدَنِيْ كَمَا بَدَءَنِيْ وَلَيْسَ اَوَّلُ الْخَلْقِ بِاَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ اِعَادَتِهٖ وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِيَّايَ فَقَوْلُهٗ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَاَنَا الْاَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِّيْ كُفُوًا اَحَدٌ (صحیح بخاری صفحہ ۷۴۴ جلد ۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ابن آدم نے مجھے جھٹلایا اور اس کیلئے یہ جائز نہ تھا اور ابن آدم نے مجھے گالی دی اسے ایسا نہیں چاہیے تھا، اس کا مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے۔ کہ میں اسے دوبارہ پیدا نہیں کروں گا۔ حالانکہ دوبارہ پیدا کرنا، پہلی بار پیدا کرنے سے زیادہ مشکل نہیں ہے اور اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور میں تو اکیلا ہوں' بے نیاز ہوں' نہ مجھے کسی نے جنا ہے اور نہ میں نے کسی کو جنا ہے اور کوئی میرے برابر نہیں ہے۔

قرآن حکیم کی سورت اخلاص میں بھی اسی بات کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ○ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ○ ترجمہ : کہہ دو' وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ وہ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا ہے اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ہر قسم کے شرک سے بچنے اور عقیدہ توحید پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اللہ کا صبر انسان کی اس سوچ' فکر' خیال اور عقیدہ پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے کہ وہ اللہ جل جلالہ کیلئے اپنی زبان سے ایسے الفاظ نکالتا ہے جنہیں آسمان' زمین اور پہاڑ برداشت نہیں کر سکتے۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے بارے میں یہ سب کچھ سنتا ہے اور صبر کرتا ہے آنحضرت ﷺ نے بعض انسانوں کی طرف سے ایسی نازیبا باتیں سننے کے باوجود انہیں رزق اور دیگر سہولیات عطا فرمانے پر اللہ کریم کے صبر کا تذکرہ یوں فرمایا۔ مَا اَحَدٌ اَصْبَرَ عَلٰی اَذًی سَمِعَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَدَّعُوْنَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ يُعَافِيْهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ (صحیح بخاری صفحہ ۱۰۹۷ جلد ۲) ترجمہ : تکلیف کی بات سن کر اللہ تعالیٰ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں۔ مشرک اس کیلئے اولاد رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ پھر بھی انہیں شفا عطا فرماتا اور روزی سے نوازتا ہے۔

اس دور کے بعض غلو پسند' آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نور کا حصہ اور اس کا جزو ہیں بلکہ بڑی جرات سے اعلان کرتے ہیں کہ۔

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا مدینے میں مصطفیٰ ہو کر

ایسا خیال و اعتقاد یقیناً غلط' یہود و نصاریٰ کے عقیدہ کی مشابہت' سراسر گمراہی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صریح ضلالت ہے۔ اللہ تعالٰی مسلمانوں کو عقیدہ توحید کی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین۔

اہل ایمان سے محبت یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے باطل نظریہ اور غلط خیال کی پر زور مذمت اور تردید کے بعد اللہ عزوجل نے اہل ایمان کی محبت' مودت اور الفت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا

○ ترجمہ : بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو رحمان' ان کیلئے محبت قائم فرمادے گا۔

یعنی اہل ایمان اور نیک خو' انسانوں سے اللہ کریم خود بھی محبت فرمائے گا اور لوگوں کے دلوں میں بھی ان کیلئے محبت و رافت کے جذبات پیدا فرمادے گا۔ مشہور صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا نَادٰى جِبْرَئِيْلَ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّ فُلَانًا فَاَحِبَّهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرَئِيْلُ ثُمَّ يُنَادِيْ جِبْرَئِيْلُ فِي السَّمَاءِ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَاءِ وَ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِيْ اَهْلِ الْاَرْضِ (صحیح بخاری صفحہ ۱۱۱۵ جلد ۲)

ترجمہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب اللہ تعالٰی اپنے کسی بندے سے محبت کرنے لگتا ہے تو جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو' تو جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتا ہے پھر حضرت جبریل علیہ السلام آسمان والوں میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالٰی فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو تو تمام آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور وہ شخص پھر زمین والوں میں بھی محبوب و مقبول ہو جاتا ہے۔

ایسی بے شمار مثالیں ہیں کہ اہل ایمان کو ابتداء میں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے انہیں طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا کیا جاتا اور بے جا الزامات لگا کر انہیں بدنام کرنے کی سرتوڑ کوشش کی جاتی ہے لیکن مخالفتوں کے طوفان' بہتانوں کی کثرت اور الزامات کی بہتات کے باوجود ان کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آتی اور وہ اپنے مقصد وحید میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں پھر ایک وقت آتا ہے کہ مخالفت کرنے والے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخلص رفیق اور بہتان لگانے والے جانثار معاون بن جاتے ہیں اور یہ اسی انعام خداوندی کا اثر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اہل ایمان اور اہل توحید کی محبت پیدا فرمادیتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ○

ترجمہ : بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے تو اللہ رحمان ان کیلئے (لوگوں کے دلوں میں) محبت پیدا فرمادے گا۔

شان نزول (۱) کتب تفاسیر میں اس آیت مبارکہ کے تین شان نزول بیان کئے گئے ہیں۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ایک دعا سکھاتے ہوئے فرمایا۔ اے علی رضی اللہ عنہ ! اللہ جل جلالہ کے حضور یوں عرض کر کیا کرو۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیْ عِنْدَکَ عَھْدًا وَاجْعَلْ لِیْ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ مَوَدَّۃً (تفسیر طبری صفحہ ۱۶۱ جلد ۱۱) ترجمہ : اے میرے اللہ ! میرے لئے اپنی طرف سے وعدہ فرما اور اہل ایمان کے دلوں میں میری محبت پیدا فرمادے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب فرمان حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ دعا کرتے رہے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے خوشخبری سنائی کہ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ○

ترجمہ : بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ ان کیلئے (لوگوں کے دلوں میں) محبت پیدا فرمادے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اسی دعا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری دیئے جانے کا نتیجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اہل ایمان کی محبت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت' ایمان کی علامت اور ان سے بغض وعداوت نفاق کی نشانی ہے۔ ترمذی شریف میں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّۃَ وَبَرَءَ النَّسَمَۃَ اِنَّہٗ لَعَھْدُ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیَّ اَنْ لَّا یُحِبُّکَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضُکَ اِلَّا مُنَافِقٌ (جامع ترمذی صفحہ ۲۱۵ جلد ۲) ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس خدا کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور ہر ذی روح کو پیدا کیا۔ میرے ساتھ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد ہے کہ اہل ایمان مجھ سے محبت کریں گے منافقین مجھ سے بغض رکھیں گے۔

شانِ نزول (۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کی تسلی، تشفی اور اطمینان کیلئے نازل فرمائی گئی کہ جب آپ (عبدالرحمان رضی اللہ عنہ) ہجرت کرکے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ کو اپنے مکہ کے دوست واحباب یاد آتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے اطمینان قلب کیلئے پیام تسلی و تشفی نازل فرمایا اور وعدہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے دلوں میں تمہاری محبت پیدا فرمادے گا اور انہیں تمہارا دوست بنادے گا۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کا اپنا بیان ہے کہ جب میں ہجرت کرکے مدینہ آیا تو میرے دل میں مکہ والے دوستوں کا کچھ خیال آیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے یہ آیت نازل فرمادی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (تفسیر مظہری مترجم صفحہ ۳۵۵ جلد ۷)

ترجمہ : بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ (لوگوں کے دلوں میں) ان کی محبت پیدا فرمادے گا۔

اس آیت میں فرمائے گئے وعدے کے مطابق اہل مدینہ کے قلوب میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اتنی شدید اور پائیدار محبت پیدا فرمادی گئی کہ۔

لَا یَلْقَاہُ مُؤْمِنٌ اِلَّا وَقَّرَہٗ وَلَا مُشْرِکٌ وَلَا مُنَافِقٌ اِلَّا عَظَّمَہٗ (تفسیر قرطبی صفحہ ۱۶۱ جلد ۱۱)

ترجمہ : آپ سے ملنے والا ہر مومن آپ کی توقیر و تعظیم کرتا اور مشرک و منافق بھی آپ کی (بے پناہ) عزت کرتے تھے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس شان نزول پر یہ اعتراض وارد کیا ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساری سورت مریم مکی ہے۔ اگر اس آیت کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل شدہ تسلیم کیا جائے تو اس آیت کو مدنی ماننا پڑے گا مگر ہجرت کے بعد اس سورت کی کسی آیت کا نزول ثابت نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۴۰ جلد ۳) واللہ اعلم

شانِ نزول (۳) بعض علماء تفسیر کا خیال ہے کہ یہ آیت مبارکہ مہاجرین حبشہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اھل مکہ کے جور و ستم اور مظالم سے تنگ آکر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل توحید کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت فرمادی۔ قافلہ مہاجرین کو آپ نے خود الوداع کہا اور اس قافلہ کی قیادت و سیادت حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی۔ مہاجرین کو رخصت کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مستقبل اور اہل حبشہ کے ان سے سلوک کے بارے میں از حد فکر مند رہتے تھے اور بے بس مہاجرین کی بہتری کے لئے اکثر دعا فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ ایک دن انہیں مہاجرین کے بارے میں پریشان تھے کہ۔ نَزَلَتْ فِی الْمُهَاجِرِیْنَ اِلَی الْحَبَشَةِ مَعَ جَعْفَرَ وَعَدَ سُبْحَانَهٗ اَنْ یَّجْعَلَ لَهُمْ مَحَبَّةً فِیْ قَلْبِ النَّجَاشِیْ (روح المعانی صفحہ ۱۴۳ جلد ۱۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفر کی معیت میں حبشہ کی طرف جانے والے مہاجرین کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی اور آپ سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ وہ نجاشی (بادشاہ حبشہ) کے دل میں ان مہاجرین کی محبت پیدا فرمادے گا۔ سبحان اللہ۔

گویا ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین حبشہ کیلئے دعا والے ہاتھ منہ پر نہیں پھیرے ہونگے کہ حضرت جبریل علیہ السلام بحکم الٰہی وحی لے کر حاضر ہوگئے کہ اے میرے محبوب پیغمبر! غم نہ کر، بے سرو سامانی کی حالت میں ان مہاجرین کو حبشہ کی طرف روانہ کرنا تیرا کام تھا اور نجاشی کے دل میں ان کی محبت پیدا فرمانا میرا کام ہے۔ کیونکہ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ○

ترجمہ: بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو رحمان لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت پیدا فرمادے گا۔

تاریخ اس امر پر شاہد عدل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نجاشی کے دل میں ان مہاجرین کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسی محبت و الفت پیدا فرما دی تھی کہ وہ اہل مکہ کی سفارت، اپنے حواریوں، درباریوں اور مشیروں کے مشورہ کے دباؤ اور قریش کے اصرار کے باوجود ان مہاجرین کو واپس لوٹانے پر آمادہ نہ ہوا اور انہیں اپنے ملک میں آزادانہ زندگی گزارنے کی اجازت دے دی۔ ایسا کیوں نہ ہوتا کہ اللہ کا وعدہ تھا۔ **سیجعل لهم الرحمان ودا** کہ اے نبی کے غلاموں! ایمان اور عمل صالح کی دولت لے کر میرے راستہ میں نکلنا تمہارا کام ہے اور لوگوں کے دلوں میں تمہارے لئے محبت پیدا فرمانا میرا کام ہے۔ سبحان اللہ۔

آیت کا مفہوم امام المفسرین حضرت علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ۔

"اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ نیک اعمال کرنے والے ایمانداروں سے اللہ تعالیٰ خود محبت فرماتا ہے اور زمین پر بھی ان کی محبت اور مقبولیت اتاری جاتی ہے کہ مومن ان سے محبت کرنے لگتے ہیں، ان کا ذکر خیر ہوتا ہے اور ان کی موت کے بعد بھی ان کی بہترین شہرت باقی رہتی ہے۔"

امام ہرم بن حیان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو انسان سچے اور مخلص دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے دلوں کو اس کی طرف متوجہ کر دیتا ہے وہ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ بندہ جو بھلائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی چادر اوڑھا دیتا ہے۔ حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اس نیت سے شروع کی کہ لوگوں میں میری نیکی کی شہرت ہو جائے اور عبادت الٰہی کی طرف پوری طرح متوجہ ہو گیا۔ سب سے پہلے مسجد میں آنا اکثر اوقات نماز میں مصروف ہونا اور سب سے آخر میں مسجد سے جانا اس نے اپنا معمول بنا لیا۔ اسی طرح سات ماہ گزر گئے لیکن لوگ اس کے متعلق یہی کہتے تھے کہ یہ "ریاکار" ہے۔ اس نے یہ صورت حال دیکھ کر دل ہی دل میں عہد کر لیا کہ میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے نیک عمل کروں گا۔ اس نے اپنا کوئی عمل تو نہ بڑھایا مگر خلوص کو اعمال میں شامل کر لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چند دنوں میں لوگ کہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ فلاں شخص پر رحم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمائے اب وہ واقعی "اللہ والا" بن گیا ہے۔ پھر حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے موقف کی تائید میں سورت مریم کی یہی آیت اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا تلاوت فرمائی کہ جو لوگ ایمان قبول کرنے کے بعد نیک اعمال کرتے ہیں۔ اللہ رحمان ان کیلئے لوگوں کے دلوں میں شفقت و محبت پیدا فرما دیتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۴۰ جلد ۳)

قرآن آسان ہے سورت مریم کے پانچویں رکوع میں ذکر ہوا تھا کہ قریش مکہ قرآن کی واضح آیات سننے کے بعد اس کے احکام کے بارے میں جھگڑتے اور طرح طرح کے بہانوں سے قرآن حکیم کا تمسخر اڑانے کی کوشش کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں دوبارہ قرآن عزیز کی عظمت' بزرگی' احترام اور اس کی زبان کے سہل الحصول اور معانی کے آسان ہونے کا ذکر فرمایا۔ ارشاد خداوندی ہے۔

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ○

ترجمہ: ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان میں اس لئے آسان کردیا ہے تاکہ آپ اس کے ذریعہ متقیوں کو خوشخبری سنائیں اور جھگڑا کرنے والوں کو ڈرائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن حکیم کو سمجھنے کی معمولی کوشش بھی کرے تو اسے محسوس ہوگا کہ قرآن عزیز انتہائی آسان اور سہل کتاب ہے۔ جس کے الفاظ میں بڑی شوکت' معانی میں بڑی وسعت اور انداز بیان میں بڑی حشمت ہے۔

ستائیسویں سپارے کی "سورت قمر" میں ایک ہی آیت کو چار دفعہ دہرا کر یہ مسئلہ واضح کیا گیا ہے کہ۔ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (سورۃ القمر آیت نمبر ۱۷-۲۲-۳۲-۴۰) ترجمہ: اور تحقیق ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے آسان کردیا ہے پس ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟۔

بعض جاہل واعظ اور ان پڑھ خطیب اس بات کو بڑے پر زور انداز میں پیش کرتے ہیں کہ قرآن مجید کا سمجھنا' اس کا مفہوم جاننا اور اس کا ترجمہ پڑھنا عام مسلمانوں کے بس کا کام نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید' اللہ تعالیٰ کا راز' اس کا بھید اور انتہائی مشکل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کلام ہے۔ان کی یہ بات سراسر جہالت 'لاعلمی اور قرآن دشمنی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ (سورۃ الدخان آیت نمبر ۵۸)

ترجمہ : اے پیغمبر! ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان میں آسان کردیا تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قرآن آسان ہے اور مولوی کہتا ہے قرآن مشکل ہے تو اللہ کی قسم! قرآن کو مشکل کہنے والا غلط ہے مگر فرمان الٰہی غلط نہیں ہے۔

شاعر مشرق نے غالباً ایسے واعظوں اور فقیہوں کیلئے ہی کہا تھا۔

خود بدلتے نہیں' قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہاں حرم بے توفیق

اور پھر کہا

گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

ترجمہ : اگر تو مسلمان بن کر زندگی گزارنا چاہتا ہے تو قرآن حکیم کے بغیر ایسی زندگی ممکن نہیں ہے۔

قرآن کی فریاد آج بحیثیت مجموعی ہمارا قرآن مجید کے ساتھ تعلق محض رسمی 'سطحی اور عامیانہ ہے۔ہم انگریزی 'فارسی اور اردو کی ہر کتاب باترجمہ اور سمجھ کر پڑھتے ہیں مگر قرآن حکیم ایسی مظلوم کتاب ہے کہ اس کے معانی اور مطالب کو سمجھنے کی ہم کوشش ہی نہیں کرتے۔قرآن مجید کے ساتھ ہمارے اس ناروا سلوک کے بارے میں مولانا ماہر القادری نے "قرآن کی فریاد" کے نام سے ایک نظم لکھی ہے جو حقیقت حال کی مکمل عکاسی کرتی ہے۔قرآن عزیز ہم سے فریاد کناں اور شکوہ سنج ہے کہ۔

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں' آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں' دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
جزدان حریر و ریشم کے اور پھول ستارے چاندی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر عطر کی بارش ہوتی ہے' خوشبو میں بسایا جاتا ہوں
جس طرح طوطا مینا کو' کچھ بول سکھائے جاتے ہیں
اس طرح پڑھایا جاتا ہوں' اس طرح سکھایا جاتا ہوں
جب قول د قسم لینے کیلئے تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت پڑتی ہے' ہاتھوں پہ اٹھایا جاتا ہوں
دل سوز سے خالی رہتے ہیں' آنکھیں ہیں کہ نم ہوتی ہی نہیں
کہنے کو میں اک اک جلسے میں' پڑھ پڑھ کے سنایا جاتا ہوں
یہ مجھ سے عقیدت کے دعوے' قانون پر راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں' ایسے بھی ستایا جاتا ہوں
کس بزم میں مجھ کو بار نہیں' کس عرس میں میری دھوم نہیں
پھر بھی میں اکیلا رہتا ہوں' مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں

آج امت مسلمہ کی ذلت و رسوائی کا سبب قرآن حکیم سے دوری اور حدیث رسول ﷺ سے لاپروائی ہے۔ بقول علامہ اقبال"

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

آخری آیت سورت مریم کی آخری آیت میں ہماری عبرت اور نصیحت کیلئے امم سابقہ کی تباہی و بربادی کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ○

ترجمہ: اور ہم نے ان سے قبل کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر دیا۔ کیا آپ ان میں سے کسی کو محسوس کرتے یا ان کی آہٹ سنتے ہیں۔

یعنی احکام الہی کو جھٹلانے اور انبیاء کی نافرمانی کے باعث ہم نے کئی امتوں' قوموں اور گروہوں کو نیست و نابود کر دیا کہ آج ان کا کوئی نام و نشان اور آہٹ و آواز باقی نہیں ہے۔ اگر مخالفین اسلام اور دشمنان دین' توحید خداوندی اور سنت نبوی کو جھٹلاتے رہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ایمان نہ لائے تو عنقریب ان کا بھی وہی حشر ہو گا جو گذشتہ قوموں کا ہو چکا ہے۔

یہ آیت گویا ایک قسم کی تہدید' تنبیہہ اور دھمکی ہے یعنی کافروں سے کہا جا رہا ہے کہ تم اب بھی اپنے غلط اور شرکیہ عقائد و نظریات تبدیل کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو جاؤ ورنہ اللہ کا عذاب تمہیں صفحہ ہستی سے مٹا کے رکھ دے گا اور اگر تم نے عقیدہ توحید اختیار کر لیا۔ نبی کریم ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیا اور اسلامی احکام پر کاربند ہو گئے تو پھر۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اللہ کریم سے عاجزانہ دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو قرآن حکیم پڑھنے' سننے' سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

www.KitaboSunnat.com

بتوفیق اللہ تعالیٰ آج مورخہ ۲۷۔ اپریل ۱۹۹۵ عیسوی مطابق ۲۶ ذوالقعدہ ۱۴۱۵ ہجری بروز جمعرات بوقت ۶ بجے شام کتاب ہذا تکمیل کو پہنچی۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصادر و مراجع

کتاب ہذا کی ترتیب میں مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

نام کتاب	مصنف	مطبوعہ
1- قرآن مجید	تنزیل من رب العالمین	ادارہ اسلامیات۔لاہور
2- تفسیر ابن کثیر	حافظ عماد الدین اسماعیل بن کثیرؒ	مکتبۃ التجارۃ الکبریٰ۔مصر
3- تفسیر مظہری مترجم	علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ	ایچ ایم سعید کمپنی۔کراچی
4- تفسیر روح المعانی	علامہ سید محمود آلوسی بغدادیؒ	مکتبہ امدادیہ۔ملتان
5- تفسیر خازن	امام علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی خازنؒ	مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی۔مصر
6- تفسیر قرطبی (الجامع لاحکام القرآن)	امام ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبیؒ	دار الکاتب العربیہ۔القاہرہ
7- تفسیر فتح البیان	علامہ نواب صدیق الحسنؒ خان	مطبعہ العامرہ۔القاہرہ
8- تفسیر فتح القدیر	امام محمد بن علی الشوکانیؒ	مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی۔مصر
9- تفسیر زاد المسیر	امام ابو الفرج عبد الرحمان علی الجوزیؒ	المکتب الاسلامی۔بیروت
10- تفسیر ترجمان القرآن	مولانا ابو الکلام آزادؒ	اسلامی اکادمی۔لاہور
11- تفسیر سراج البیان	علامہ محمد حنیف ندویؒ	ملک سراج الدین اینڈ سنز۔لاہور
12- تفسیر معارف القرآن	مولانا مفتی محمد شفیعؒ	ادارۃ المعارف۔کراچی
13- تفسیر احسن التفاسیر	مولانا سید احمد حسن دہلویؒ	المکتبۃ السلفیہ۔لاہور
14- تفسیر قرآن عزیز	مسعود احمد بی۔ایس۔سی	جماعت المسلمین۔کراچی
15- تفسیر ثنائی	مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ	المکتبۃ الرحمان۔سرگودھا
16- تفسیر معالم العرفان	مولانا عبد الحمید سواتی	مکتبہ دروس القرآن۔گوجرانوالہ
17- تفسیر ضیاء القرآن	پیر محمد کرم شاہ الازہری	ضیاء القرآن پبلیکیشنز۔لاہور
18- تفسیر تفہیم القرآن	مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ	مکتبہ تعمیر انسانیت۔لاہور
19- تفسیر مواہب الرحمان	علامہ سید امیر علی ملیح آبادی	مکتبہ رشیدیہ۔لاہور
20- تفسیر المراغی	احمد مصطفیٰ المراغیؒ	مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی۔مصر
21- تفسیر القرآن بکلام الرحمان	مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ	ادارہ احیاء السنۃ۔گوجرانوالہ
22- احکام القرآن	امام ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاصؒ	سہیل اکیڈمی۔لاہور
23- قصص القرآن	مولانا حفظ الرحمان سیوہارویؒ	خواجہ محمد اسلام۔لاہور
24- اشرف الحواشی	مولانا عبدہ الفلاح	شیخ محمد اشرف۔لاہور
25- تفسیر تدبر قرآن	مولانا امین احسن اصلاحی	فاران فاؤنڈیشن۔لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

26- صحیح بخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ	قدیمی کتب خانہ۔ کراچی
27- صحیح مسلم	امام مسلم بن الحجاج القشیریؒ	ایچ ایم سعید کمپنی۔ کراچی
28- جامع ترمذی	امام محمد بن عیسیٰ الترمذیؒ	میر محمد کتب خانہ۔ کراچی
29- سنن ابی داؤد	امام سلیمان بن اشعث بجستانیؒ	ایچ۔ ایم سعید کمپنی۔ کراچی
30- سنن نسائی	امام احمد بن شعیب النسائیؒ	المکتبۃ السلفیہ۔ لاہور
31- سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینیؒ	فاروقی کتب خانہ۔ لاہور
32- موطا امام مالک مترجم	امام مالک بن انسؒ	اسلامی اکادمی۔ لاہور
33- فتح الباری	امام احمد بن علی بن حجر عسقلانیؒ	دار المعرفۃ۔ بیروت
34- تیسیر الباری	علامہ وحید الزمانؒ	تاج کمپنی۔ لاہور
35- الترغیب والترہیب	امام زکی الدین عبد العظیم المنذریؒ	دار احیاء التراث اسلامی
36- مسند احمد	امام احمد بن حنبلؒ	ادارہ احیاء السنۃ گوجرانوالہ
37- مشکوۃ المصابیح	ابو عبداللہ ولی الدین خطیب تبریزیؒ	قدیمی کتب خانہ۔ کراچی
38- تاریخ ابن کثیر (البدایہ والنہایہ)	امام عماد الدین اسماعیل بن کثیرؒ	نفیس اکیڈمی۔ کراچی
39- سیرۃ ابن ہشام مترجم	امام ابن ہشامؒ	شیخ غلام علی۔ لاہور
40- سیرۃ المصطفیٰ	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	مکتبہ ثنائیہ۔ لاہور
41- محفل انبیاء	محمد جمیل احمد ایم اے	فیروز سنز۔ لاہور
42- حیاۃ الصحابہ	مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ	دار الاشاعت۔ لاہور
43- الجمال والکمال	مولانا قاضی سید محمد سلیمان منصور پوری	المکتبۃ الاثریہ۔ سانگلہ ہل
44- شاہنامہ اسلام	ابو الاثر حفیظ جالندھریؒ	مکتبہ تعمیر انسانیت۔ لاہور
45- غنیۃ الطالبین	الشیخ عبد القادر جیلانیؒ	قمر سعید پبلشرز۔ لاہور
46- بانگ درا	ڈاکٹر محمد اقبالؒ	شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ لاہور
47- انجیل مقدس	متی، مرقس، لوقا، یوحنا	پاکستان بائبل سوسائٹی۔ لاہور
48- انسانیت موت کے دروازے پر	مولانا ابو الکلام آزادؒ	مجلس افکار آزاد۔ فیصل آباد
49- گلدستہ الفت	شیخ محمد سعید الفتؒ	نعمانی کتب خانہ۔ لاہور
50- خطبات راسخ	مولانا حکیم عبد الرحمان راسخ	مدینہ کتاب گھر۔ گوجرانوالہ

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

پروفیسر حافظ عبدالستار حامد کی تالیفات

حامد اکیڈمی